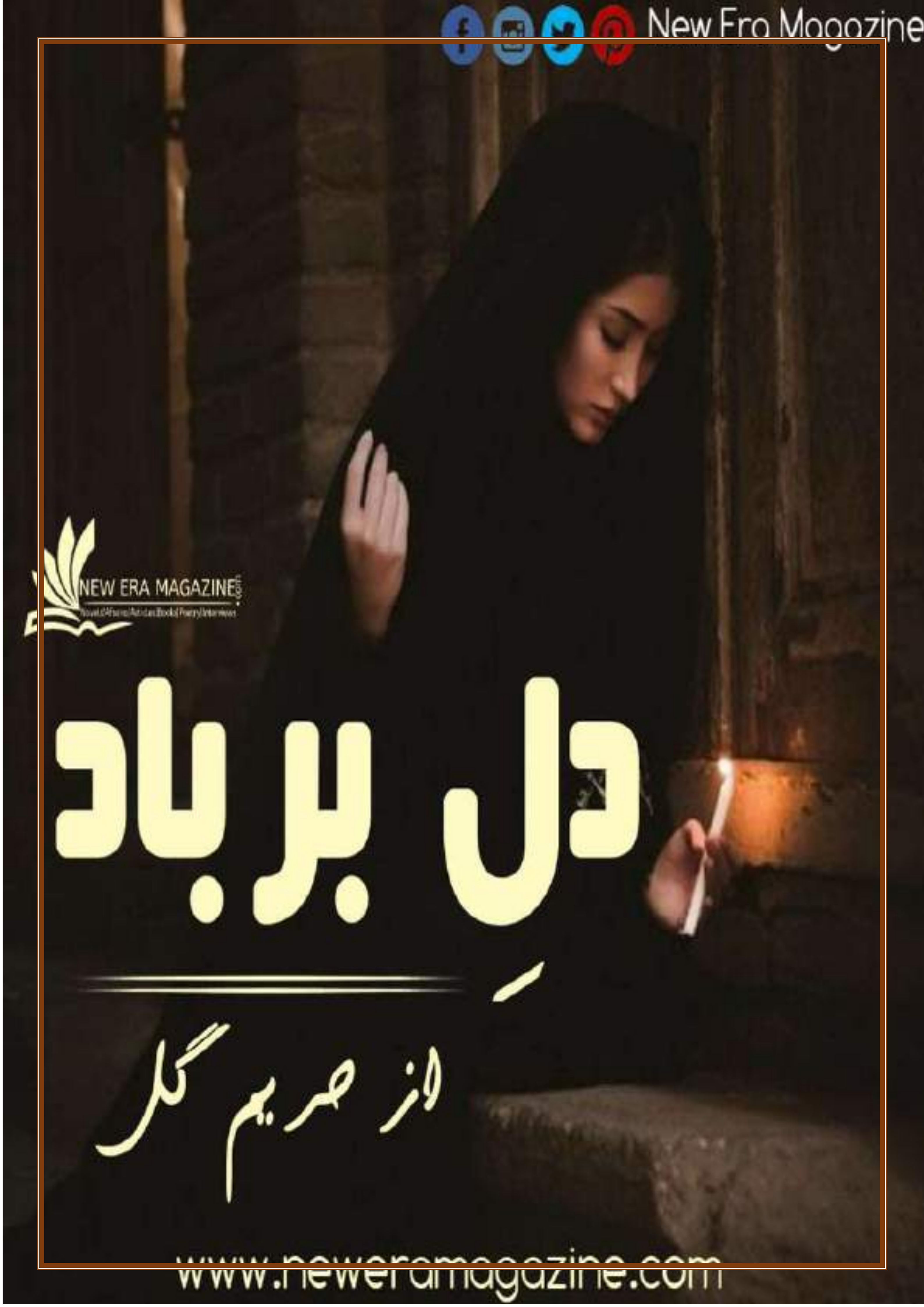
New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
دلِ برباد
از حریم گل
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

دل برباد

از حریم گل

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اس وقت گھر کہ تقریباً سبھی نفوس ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔۔

کسی کہ چہرے پہ غُصہ تھا تو کسی کہ چہرے پہ رنج اور دُکھ۔۔

پر اُن سب لوگوں کہ مجمع میں ایک اور شخص بھی تھا جو کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح لُٹا پُٹا سا سر جُھکائے ہوئے تھا جسکی کچھ ہی دیر میں دُنیا ویران ہونے والی تھی۔۔

گھر کہ تمام افراد کہ ساتھ بیٹھے وکیل صاحب نے باری باری سب کہ چہرے پہ ایک نگاہ ڈالی تھی اور پھر ہاتھ میں تھامی فائل میز پہ رکھتے پین کی کیپ ہٹاتے ہوئے فائل پہ پین رکھتے آذر صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

سر آپ اپنی بیٹی کو بُلوالیں تاکہ دونوں کہ سگنیچرز ہو سکیں۔۔۔

وکیل کی بات پر وہ اپنا ہاتھ میں پکڑا چشمہ سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے جونہی کھڑے ہوئے سامنے سے ہی اُنکی بیٹی اندر داخل ہوتے دیکھائی دی تھی۔۔

اس پل اُس کہ چہرے پہ اتنی سختی اور سنجیدگی تھی کہ دیکھنے والا ٹھٹھک جاتا تھا۔۔

وہ جس سکون اور خاموشی سے آئی تھی ویسے ہی کھڑے کھڑے سائن کرتے یہ جا وہ جا ہو گئی تھی۔۔

وہ اُس شخص کو اپنی محبت، دل اور وجود سے ایک پل میں الگ کرتے جا چکی تھی اور اب باری تھی اُس شخص کی جس کی وہ دوست اور محبوب بیوی تھی پر وہ ایک رات۔۔

وہ ایک رات اُن کہ بیچ آ گئی تھی جو آج اُنہیں اس نہج پہ لے آئی تھی۔۔۔

****

)ماضی...(

نوریہ۔۔۔۔

نوریہ۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زاویار اپنے کمرے سے ہی نوریہ کو پُکارتے پُکارتے سیڑھیوں پہ آ کھڑا ہوا تھا جہاں سے اُسے ڈائننگ ہال میں بیٹھی نوریہ نہایت فُرصت سے ناشتہ کرتی دیکھائی دے رہی تھی۔۔

نوریہ پہ نظریں جمائے اب وہ سیڑھیوں پہ کھڑا اُسے پُکار رہا تھا پر وہ تو جیسے کان لپیٹے ہوئے تھی پر خیر اُسکے نا سُننے پر بھی زاویار ڈھیٹوں کی طرح وہیں کھڑے اُسے آوازیں دے رہا تھا پر اب آواز پہلے سے مزید اُونچی تھی۔۔

زاویار کہ شور پہ ہڑ بڑاتی ہوئی عاشی صاحبہ ہاتھ میں پلیٹ پکڑے کچن سے باہر نکلی تھیں پلیٹ میں رکھا مولی کا پراٹھا نوریہ کہ سامنے رکھتے وہ زاویار کا مسئلہ سُلجھانے اُسکی جانب بڑھ گئی تھیں۔۔

کیا ہو گیا ہے زاویار کیوں صُبح ہی صُبح پورا گھر سر پہ اُٹھا رہے ہو آپ؟؟

ہاں آپکو تو ہمیشہ میں ہی دیکھائی دیتا ہوں اپنی بہورانی کو بھی تو دیکھیں جو دُنیا سے انجان پراٹھے ٹھونسنے میں مصروف ہے موٹی کہیں کی۔۔

اُہمم زاویار کتنی بار کہا ہے موٹی مت کہا کرو اور ویسے بھی بچی نے یونیورسٹی جانا ہے پہلا دن ہے دیر ہو جائیگی اُسے تم مجھے بتاو کیا مسئلہ ہے؟؟

اوہ ہو آپکو نہیں سمجھ آئیگا میرا مسئلہ بس آپ اپنی اس ہو چکی بہو کو کہیں کہ فٹافٹ میرے کمرے میں پہنچے نہیں تو پھر میں دیکھ لونگا اس موٹی (دل میں کہا گیا تھا) کو اپنی بات کہتا وہ دھڑ دھڑ سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔۔

اُونچی آواز میں نوریہ کو دھمکاتے وہ جا چُکا تھا پر زاویار کی بات پہ منہ میں نوالہ ڈالتی نوریہ پل بھر کو ٹھٹکی تھی۔۔

جبکہ زاویار کی بات سُنتے عاشی بیگم اب نوریہ کو سمجھانے کی غرض سے اُسکے پاس کُرسی گھسیٹتے بیٹھ چکی تھیں۔۔

****

نوریہ ابھی بھی سب سے لاتعلق بنی اپنے ناشتے کی طرف متوجہ تھی جیسے اس ناشتے کی آڑ میں خود کو چُھپانا چاہتی ہو۔۔

خاموشی سے ہاتھ میں پکڑے کپ کو گھورتی نوریہ پہ عاشی بیگم نے ایک تفصیلی نظر ڈالی تھی جو بالکل چھوئی موئی سی تھی اور جو بات بے بات رونے لگتی تھی اور جسکے ماتھے پہ پڑی فرلز اس پل اُس کی معصومیت کو اور بڑھا رہی تھیں۔۔

صاف سی رنگت نازک سے نقوش بھولی بھالی سی جو ہمیشہ قمیض شلوار پہ بڑا سا ڈوپٹہ مفلر کی طرح گردن میں ڈالے ہائی پونی بنائے بے ضرر سی نوریہ اپنی ہی موج میں رہتی تھی۔۔

نوریہ میرے بچے کیا ہوا ہے بیٹے آپ نے کیوں زاویار کی بات نہیں سُنی آپ تو ایک ہی آواز پہ اُس تک پُہنچ جاتی ہو سب ٹھیک تو ہے نا؟؟

اُنکا پوچھنا تھااور یہاں نوریہ نے چائے کا کپ میز پہ رکھ کہ رونا شروع کیا تھا۔۔

تائ امی آپکو نہیں پتہ (روتے روتے وہ اپنا مدعہ اُنکے سامنے رکھنے لگی تھی)رات میں زاوی نے مجھے ہارر فلم دیکھائ وہ بھی زبردستی۔۔

سوں سوں کرتی نوریہ کو دیکھتے اُنہوں نے پوچھا کیا آپ اس بات پہ رو رہی ہو؟؟

اپنی چوری پکڑے جانے پہ وہ بغلیں جھانکتی سر جُھکائے گویا ہوئ مج۔۔مجھے لگا تھا وہ مجھے anniversary وش کرنے کہ لئیے پورے بارہ بجے رات کو میسج کرکے بُلا رہا ہے پر۔۔پر وہ بھول گیا بات مکمل کرتے رونے میں مزید تیزی آئ تھی۔۔

دیکھو بیٹا پہلے تو رونا بند کرو لڑکیوں کو اتنا بھی کمزور نہیں ہونا چاہیے آپ کو چاہیے آپ رونے کہ بجائے اُس سے لڑو شکوہ کرو۔۔

آپ تو جانتی ہیں مجھ سے لڑائ نہیں ہوتی مجھے رونا آجاتا ہے ٹشو سے ناک صاف کرتے اپنا ایک اور مسئلہ بیان کیا گیا۔۔

اب میں تمھیں کیا کہوں نوریہ اب دیکھ لو وہ غُصہ میں گیا ہے اگر اب ناراض ہوگیا تو پھر روتے ہوئے صُلح کہ لئیے میرے پاس مت آنا۔۔

وہ غُصے میں تھا؟؟

ہاں تھا تو۔۔

پھر آپ بھی آئیں میرے ساتھ۔۔

وہ کوئی جن نہیں ہے بیٹا شوہر ہے تمھارا جو بہت محبت کرتا ہے تم سے اور ویسے بھی تمھارے تایا کی نائٹ ڈیوٹی تھی وہ آنے والے ہونگے مجھے ناشتہ بنانا ہے بچے جاو دیکھو کیا مسئلہ ہے اور پلیز...be strong

****

تائی امی کہ سمجھانے کہ بعد وہ کچھ دیر وہیں بیٹھے سوچتی رہی کہ کیا کرے۔۔

وہ بہت غُصہ تھی اُسے اُمید نہیں تھی کہ وہ آج کا دن بھول جائیگا پر اگر وہ ناراض ہو گیا تو اُسے منانا بھی بہت مشکل تھا اب کیا کروں؟؟

آنکھیں پونچھتے دل کو بڑا کرتے اور خود کو اُس سے شکوہ کرنے کہ لیئے تیار کرتی وہ اُسکے کمرے کی طرف بڑھنے لگی تھی۔۔

کمرے کہ دروازے پہ پُہنچتے غُصہ والا منہ بناتے جو نہی دروازہ کھولا سامنے ہی وہ کرتے

تیوروں سے اُسے دیکھتا ڈریسنگ کہ پاس کھڑے پاوں جُھلا رہا تھا۔۔

زاویار کہ چہرے پہ غُصہ دیکھنے کہ بعد وہ فوراً سے نظریں جُھکا گئی تھی اور اب اُسکی نظر کارپٹ پہ دھرے زاوی کہ ننگے پاؤں پہ گئی تھی اُسکے بعد آہستہ آہستہ نظر اُٹھاتے وہ اُسکے چہرے تک پُہنچی تھی زاویار کہ چہرے کہ تاثرات دیکھتے وہیں کچھ دیر پہلے کھڑا کیا کانفیڈنس دھڑام سے کہیں گر گیا تھا۔۔

کب سے آوازیں دے رہا ہوں اور محترمہ اب آ رہی ہیں پتہ بھی ہے یونیورسٹی جانا ہے تمہیں اور میں کوئی اتنا فارغ نہیں ہوں۔۔

زاویار کی آواز پہ وہ دروازے میں جمی آنسوں کا سیلاب بہانے لگی تھی۔۔اب رو کیوں رہی ہو؟؟

تت۔۔تم ڈانٹ جو رہے ہو اب رووں بھی نا۔۔پہلے۔۔۔ہی میں تم سے خفا ہوں۔۔

ہیں تم خفا ہو تمہیں خفا ہونا بھی آتا ہے واہ یہ تو نئی بات دریافت ہوئی ہے آج مسکراتے ہوئے اب وہ نوریہ تک پُہنچا تھا۔۔

اچھا ادھر آؤ بیٹھو کیا گُستاخی ہوئی مجھ سے؟؟

کیا۔۔ تمہیں واقعی میں نہیں یاد آج کونسا دن ہے؟؟

نوریہ کا ہاتھ تھامے بیڈ پہ بٹھاتے وہ اُسکے ساتھ بیٹھتے کہنے لگا مجھے بالکل یاد ہے کہ آج کونسا دن ہے۔۔ زاوی کہ کہنے پہ اُسکے چہرے کی مُسکان واپس آئی تھی آج جمعرات ہے (پر اُسکی اگلی بات پہ اُسکے لب سُکڑے تھے۔۔)

جو کچھ پل قبل اس بات پہ خوش ہوئی تھی کہ اُسے یاد ہے اب اُسکے جمعرات کہنے پہ پھر سے رونے لگی تھی۔۔

اچھا پلیز رونا تو بند کرو مجھے سب یاد ہے تنگ کر رہا تھا تمہیں اور تب سے اسی لئیے بُلا رہا تھا پر تمہیں سردیوں میں ان مولی کہ پراٹھوں کہ سوا کچھ دکھے تو۔۔

یاد تھا تو رات کووش کیوں نہیں کیا؟؟

رات کووش کرتا تو تمہیں تنگ کیسے کرتا اب چلو کیک کاٹو مجھے ہاسپٹل بھی جانا ہے۔۔

زاویار کہ کہنے پہ جھٹ سے وہ اپنا چہرہ صاف کرتے کیک کاٹنے لگی تھی۔۔

یہی سب تو اُسکی کل کائنات تھی اور یہی گھر اور انہی لوگوں سے تو اُسکی دُنیا شروع اور ختم ہوتی تھی۔۔

کیک کاٹتے ایک دوسرے کو کھلاتے وہ اب گفٹ لے آیا تھا۔۔

یہ رہا تمھارا گفٹ۔۔

ابھی کھول لوں؟؟

ہاں بالکل کھول لو۔۔

وہ ایک بلیک کلر کا مخملی لمبا سا کیس تھا جس کہ اندر نازک سی چین تھی اور جس میں لٹکتا زاویار الگ ہی طرح سے چمک رہا تھا۔۔

یہ تمھارا نام کیوں ہے اس پہ اگر یہ میرے لئیے ہے تو میرا نام ہونا چاہیے تھا نا؟؟

نوریہ کہ سوال پہ وہ اُسکے ہاتھ تھامتے گویا ہوا تھا۔۔

تم میری ہو آج سے نہیں بچپن سے اور دس سال پہلے تم میرے نام لگا دی گئی ہو تو میرا نام ہی پہنو گی نا بیوقوف اُسکی ناک دباتے وہ دور ہوا تھا۔۔

تو پھر تم بھی اپنے لئیے چین لو اور اُس میں نوریہ لکھوا کر پہنو۔۔

ہاہاہاہا۔۔واہ بڑا دماغ لگایا ہے تم نے یار۔۔

تم میری بات ٹال رہے ہو۔۔

ٹال نہیں رہا یار پر تمہیں تو پتہ ہے کہ مجھے یہ چین بریسلٹ ٹائپ چیزیں پہننا بالکل نہیں پسند۔۔

زاویار کہ جواب پہ وہ کچھ مایوس سی ہوئ تھی مطلب تم میرا نام خود سے جوڑنا نہیں چاہتے۔۔

نوریہ کہ بہت دُکھ سے کیئے گ ئے سوال پہ وہ اُسے دیکھتا اُسکے پیروں کہ پاس آ بیٹھا تھا جبکہ زاویار کو یوں اتنا قریب دیکھتے اُسکی سانسوں میں ہلچل ہوئ تھی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو تکتے الگ ہی زون میں تھی کہ تبھی زاویار نے اپنی شرٹ کہ بٹن کھولنا شروع کیئے ابھی پہلا ہی بٹن کھولا تھا کہ وہ آنکھیں میچ گئ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی پر جسطرح سے اس پل وہ وہاں بیٹھا ہوا تھا یہ بھی ممکن نہیں تھا۔۔

دوسرا بٹن کھولتے مُسکراتے ہوئے زاویار نے شرٹ شولڈر سے ایک سائیڈ پہ کھینچی تھی نوریہ۔۔

تم۔۔ تم یہ کیا کر رہے ہو۔۔

تم دیکھو تو۔۔

نہیں تم بٹن بند کرو۔۔

نوریہ۔۔

زاوی پلیز۔۔

نوریہ پلیز یار دیکھو تو۔۔

نہیں۔۔

نوریہ اب کی بار آواز میں سختی تھی جس کہ باعث نوریہ نے اپنی ایک آنکھ کھولی تھی پر جو وہ دیکھا رہا تھا وہ دیکھتے اُس نے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا جب کہ آنکھیں دونوں پٹ سے کھل گئی تھیں۔۔

یہ۔۔یہ کیا کیا زاوی؟؟

تمھارا نام ہے اور کیا۔۔

پر تمہیں تکلیف ہوئی ہوگی اپنے نام کا ٹیٹو اُسکی کالر بون کہ پاس دیکھتے وہ کرب سے بولی تھی۔۔

میں نہیں چاہتا کہ تمھارا نام کسی چیز کہ ذریعے مجھ تک پُہنچے اور پھر وہ کبھی کہیں کھو جائے اپنی بات اُس تک پہنچاتے ایک محبت بھری مہر اُسکے ماتھے پہ ثبت کرتا وہ اُٹھا تھا۔۔

اب جاو ریڈی ہو جاو تمہیں یونیورسٹی چھوڑ دوں۔۔

اور ہاں میرا گفٹ؟؟

تمہارا گفٹ تمھاری ہاسپٹل سے واپسی پر ملے گا۔۔

اوکے مجھے انتظار رہے گا۔۔

اپنی بات مکمل کرتے وہ چینج کرنے واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا پر وہاں بیٹھی نوریہ اپنی قسمت پہ رشک کرتی اپنے ہاتھ میں پکڑی چین کو لبوں سے لگاتی خوشی سے آنسو بہانے لگی تھی۔۔

****

نومبر کا مہینہ تھا ٹھنڈی ہوا کہ ساتھ کن من برستی بارش موسم کو مزید حسین اور سرد بنا رہی تھیں اس بار کا موسم تو اس خوبصورت شہر اسلام آباد پہ بڑی شان سے چھایا تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہیں H/9 کہ علاقہ میں مقیم نمل یونیورسٹی کہ کیفٹیریا میں وہ چاروں لڑکیاں بھی وہاں رکھی گی کرسیوں پہ موجود کافی پینے میں مصروف تھیں۔۔

اُنکے پاس رکھی گی ایک اور کُرسی بھی تھی جو فی الوقت خالی تھی۔۔

کیفیٹیریا میں بیٹھا ہر شخص اس وقت خود کو اچھے سے ڈھانپے ہوئے گرم رکھنے کی تگ ودو میں تھا۔۔۔

تو وہیں وہ چاروں انگلش لٹریچر کی سٹوڈنٹس بھی اپنا فرسٹ فری پیریڈ انجوائے کرتے اپنے پانچویں ساتھی کہ انتظار میں تھیں۔۔

اوہ یہ کُرسی کہاں لے جا رہی ہو؟؟

تو یہاں کونسا کوئی بیٹھا ہوا ہے؟؟

تم ہمیں نہیں جانتی کیا ہم فائیو سٹار گروپ ہیں۔۔

فائیو۔۔فائیو کب ہوا کل تک تو فور تھا؟؟

پہلے تھا فور اب سے ہم فائیو سٹار ہیں سو یہ کُرسی یہیں چھوڑدو نتاشہ کی بات پہ وہ لڑکی پیر

پٹختی وہاں سے چل دی تھی۔۔

کیا کہہ رہی ہو نتاشا ہم فائیو کب سے ہونے لگے؟؟

اوہ ہاں تمہیں تو بتانا ہی بھول گئی میں اریشہ وہ اصل میں میرے علینہ اور فاریہ کہ ساتھ سکول میں پڑھتی تھی ایک عجوبہ جسکا نام نوریہ تھا وہ ہو گی اب ہمارا فائیو سٹار۔۔

عجوبہ؟؟

ہاں عجوبہ ویسے tearing machine (آنسو والی مشین بھی کہہ سکتی ہو۔۔

واہ کافی انٹرسٹنگ معلوم ہوتی ہے کچھ اور بھی بتاؤ نوریہ کہ بارے میں؟؟

اریشہ کہ پوچھنے پہ اب فاریہ بتانے لگی تھی نوریہ اس دُنیا کی خوشقسمت ترین لڑکی ہے جسے آنکھ کھولتے ہی دُنیا کی ہر خوشی اپنے قدموں میں ڈھیر ملی کوئی ریت کہ دانے جتنا بھی مسئلہ نہیں ہے اُسکی زندگی میں f/8 میں رہتی ہے ایک خوبصورت گھر میں اور گھر پہ اُسکے فادر دادی تائی تایا اور جان نثار کرنے والا ایک عدد آدھا شوہر رہتے ہیں۔۔

ہیں آدھا شوہر کیا ہوتا ہے اور کیا وہ میریڈ ہے؟؟

اصل میں آج سے دس سال پہلے جب وہ دس سال کی تھی تو اُسکا نکاح اُسکے تایازاد

زاویار سے ہو گیا تھا چونکہ رُخصتی نہیں ہوئی تو وہ اُسے آدھا شوہر کہتی ہے۔۔

واہ۔۔

اور تو اور اُسکی پوری فیملی ڈاکٹر ہے (اب کی بار معلومات میں اضافہ علینہ نے کیا تھا) اپنا پرائیویٹ ہاسپٹل ہے اُنکا تایا تائی اُسکے بابا اور زاویار سب ڈاکٹر ہیں۔۔

اور اُسکی مدر؟؟

مدر نہیں ہیں اُسکی اصل میں اُسکے فادر جب سپیشلائزیشن کہ لیئے باہر گئے تھے تب وہاں اُنہیں حجاب نامی ایک لڑکی ملی جو برٹش مسلم تھیں اور پھر اُنکی شادی ہوئی اور ڈیلیوری کہ ٹائم ڈیتھ بھی ہو گئی اور یوں نوریہ اکیلی رہ گئی۔۔

اوہ سو سیڈ۔۔

پر اُسکے بابا نے کبھی شادی نہیں کی اور اُسکی تائی اور دادی نے اُسے پالا اور اتنا نازک بنادیا کہ وہ ہر وقت ڈرتی اور روتی رہتی ہے اور آنسو تو مانو پلکوں پہ ہی دھرے رہتے ہیں۔۔

ایک بات تو بتاو جب سب ڈاکٹر ہیں تو یہ یہاں لٹریچر میں کیسے؟؟

انٹر تک سائنس سبجیکٹس ہی تھے پر جب وہ ایک لڑکی کا بہتا خون دیکھ کہ بے ہوش

ہوئی اور مزید اسطرح کہ دو سال تک مسئلے چلتے ہی رہے تب فیملی والوں کو سمجھ آئی کہ یہ ڈاکٹر نہیں بن سکتی تبھی لیٹ ایڈمیشن ہے۔۔

اوہ اتنا کچھ سُننے کہ بعد تو اب مجھے اُس سے ملنے کا اشتیاق ہو رہا ہے۔۔

ہاہاہا۔۔۔آ رہی ہو گی مل لینا۔۔

****

یہ منظر اسلام آباد کہ ہی ایک پوش علاقہ کا ہے اس وقت صُبح کہ نو بج رہے ہیں۔۔

پوری رات ہونے والی بارش اب بھی وقفہ وقفہ سے پھوار کی مانند برس رہی تھی جس کے باعث لان میں لگے پھول اور پیڑ دُھلے دُھلائے اس گھر کی خوبصورتی کو مزید اُجاگر کر رہے تھے۔۔

اس گھر کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور یہاں کی ہر چیز یہاں رہنے والوں کی امارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔۔

اسی گھر کہ فرسٹ فلور پہ موجود بالاج مراد یونیورسٹی جانے کہ لیئے تیار ہو رہا ہے۔۔

ڈارک گرے کلر کی شلوار قمیض پہنے کندھے پہ کالی چادر ڈالے بازو پہ رسٹ واچ

باندھتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں اُترتے نیچے آیا تھا اور نیچے آتے ہی وہ حسب عادت

بائیں جانب کے کمرے کی طرف لپکا تھا۔۔

جہاں کا دروازہ کھولتے ہی اُس کمرے کی گرمائش نے اُسکا استقبال کیا تھا اس گرمائش

میں موجود ایک مانوس سی خوشبو تھی جسے وہ بہت اچھے سے محسوس کر سکتا تھا۔۔

بالاج کو اندر آتے دیکھ وہاں موجود نرس الرٹ ہوئی تھی کیسی طبیعت ہے انکی آنکھوں

پہ شیڈز چڑھاتے وہ اپنی آنکھوں کی نمی چھپا گیا تھا جو ہمیشہ یہاں آنے پہ اُسکی آنکھوں

میں تیرنے لگتی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی۔۔وہ بس ایسی ہی ہیں؟؟

مختلف مشینوں میں جکڑی عطرت صاحبہ کو دیکھتے اُس نے معمول کا جواب دیا تھا۔۔

وینٹی لیٹر پہ موجود اپنی ماں کو دُکھ سے دیکھتے وہ اُنکا ماتھا چومتا اُلٹے قدموں سے باہر نکلتا

ڈرائیو وے کی جانب چل دیا تھا۔۔

روز تیار ہوتے اس کمرے میں حاضری وہ پچھلے ڈیڑھ سالوں سے دے رہا تھا وہ اُسکی ماں

تھی جسکا دھیان وہ پوری ذمہ داری سے رکھ رہا تھا پر اُنہیں یوں بے بس اور لاچار دیکھتے

اُس کا دل کٹنے لگتا تھا اور ساتھ ہی اُسکے اندر موجود نفرت کا لاوا بھی مزید دہک جاتا تھا۔۔

****

ساڑھے نو ہوگئے ہیں نوریہ جلدی کرو گاڑی کہ بونٹ سے ٹیک لگائے وہ نوریہ کو پُکار رہا تھا کہ تبھی وہ بھاگتی ہوئی باہر نکلی دروازہ کھولتے ہی اُسکی نگاہ اپنے انتظار میں کھڑے زاویار پہ گئی تھی جو فُل سلیوز کی لائٹ بلیو شرٹ پہ بلیک سلیولیس پولو کی سویٹر پہنے بال سلیقے سے جمائے کھڑا تھا اُسکی ایک ایک چیز سے نفاست ٹپکتی تھی۔۔

وہ شخص بچپن سے ہی اُسکے دل کی مسند پہ براجمان تھا پر ہر بار اُسے دیکھتے ایک نئے سرے سے محبت ہونے لگتی تھی۔۔

اب کس مراقبہ میں چلی گئی ہو آ بھی جاؤ وہ جو کسی اور ہی دُنیا میں تھی فٹ سے حال میں پہنچی اور بھاگتی ہوئی گاڑی میں آ بیٹھی۔۔

گاڑی چلتے ہی زاویار کہ لیکچرز شروع ہوگئے تھے۔۔

دیکھو نوریہ یہ تمھارا گرلز کالج نہیں یونیورسٹی ہے جہاں بوائز بھی ہوتے ہیں اور جہاں تمہیں سُلجھے ہوئے لوگ ملیں گے وہاں فضول میں تنگ کرنے والے بھی ہونگے سو

پلیز رونے کہ بجائے مقابلے کی کوشش کرنا۔۔

آج میرا پہلا دن ہے زاوی اور تم مجھے ڈرا رہے ہو۔۔

ڈرا نہیں رہا بابا حالات سے آگاہ کر رہا ہوں۔۔

تم فکر مت کرو میری فرینڈز پہلے ہی یہاں ہیں اور وہ میرا خیال رکھ لیں گی۔۔

نوریہ پلیز کچھ تو میچیورٹی دیکھاو تمہیں کیوں ہر وقت کوئی خیال رکھنے والا چاہیے کبھی تو خود بھی اپنا خیال رکھو۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں تو رکھ لونگی جب کوئی نہیں ہوگا ابھی تو میں پہلے ہی بہت نروس ہوں سو پلیز مجھے مزید مت ڈراو آنکھوں میں آنسو لیئے وہ رو دینے کو تھی۔۔

میں ڈرا نہیں رہا تمہیں سمجھا رہا ہوں یہ دُنیا تم جیسوں کو نِگل لیتی ہے نوریہ۔۔

تم جیسوں سے مطلب کیا ہے تمھارا؟؟

تم جیسوں سے میرا مطلب ڈرپوک بُدھو روندو اور بیو قوف ہے۔۔

واہ واہ کیا کوئی اپنی بیوی کو ایسے بولتا ہے بھلا؟؟

دوسروں کا تو پتہ نہیں پر میں تمہیں تمہاری کوالٹیز بتا رہا ہوں۔۔

دیکھو زاوی مجھے پہلے ہی کچھ سمجھ نہیں آرہا اُوپر سے تم مزید میرا دل جلا رہے ہو۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے کچھ نہیں کہتا سو بیسٹ آف لک گاڑی یونیورسٹی کہ گیٹ کہ سامنے روکتے ہوئے اُس نے کہا۔۔

تم اندر نہیں آوگے ؟؟ کم از کم میری فرینڈز تک مجھے چھوڑ ہی آو۔۔

آنکھوں میں آنسو بھرے وہ کوئی سہمی ہوئی ہرنی لگی تھی۔۔

نووو۔۔۔ تم خود جاو کچھ کانفیڈینس شو کرو گاڑی کا دروازہ کھولتے زاویار نے بیٹھے بیٹھے ہی کہا۔۔

زاوی پلیز۔۔۔

نووو۔۔۔

زاوی دیکھو۔۔

ہاں دیکھ لیا اب جاو وہ کسی طور اُسکے دام میں آنے کو تیار نہیں تھا۔۔

اچھا گیٹ تک تو آو۔۔

نووو۔۔۔

آنکھوں پہ نظر کا چشمہ لگائے وہ ونڈ سکرین پہ نظریں جمائے ہوا تھا جبکہ نوریہ کہ آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے۔۔

جاو نوریہ پہلے ہی بہت لیٹ ہو چُکا ہے۔۔

زاوی۔۔میں اتنا پیار کرتی ہوں تم سے اور تم میری بات بھی نہیں مانتے۔۔

نوریہ۔۔۔تمھاری یہ بلیک میلنگ کا کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے تم جانتی ہو مجھے نو مینرز نواب جاو ٹائم ضائع مت کرو۔۔

زاویار کہ ٹوٹلی اگنور کرنے پہ وہ غُصے سے باہر نکلی تھی جبکہ زاوی نے اُسے دیکھتے ہی گاڑی زن سے دوڑائی تھی کہ کہیں وہ دوبارہ نا بیٹھ جائے وہ جتنا اُسے کانفیڈنٹ دیکھنا چاہتا تھا وہ اُتنا ہی بھیگی بلی بنی رہتی تھی۔۔

گاڑی آگے بڑھاتے زاوی نے مر کر میں اُسکی طرف دیکھا تھا جو اب بھی وہیں کھڑی اُسے جاتا دیکھ رہی تھی پر وہ بھی مڑنے وُالا نہیں تھا سمندر میں دھکا تو وہ دے چُکا تھا اب

تیر نے کا کام اُسکا اپنا تھا۔۔۔

****

نوریہ کچھ دیر تک تو بے یقینی کی حالت میں کھڑی اُسے دیکھتی رہی بھلا وہ بھی چھوڑ کہ جا سکتا ہے۔۔

پر جب گاڑی نہیں رُکی اور یونہی آگے بڑھتی نظروں سے اُوجھل ہوئی تو ایک ڈرتی ہوئی نظر اُس نے یونی کہ گیٹ پہ ڈالی جو اس وقت کسی بڑے سے بھوت کی مانند لگ رہا تھا ہاتھ میں پکڑے ٹشو سے آنکھیں رگڑتے وہ مرے مرے قدم اُٹھاتی گیٹ تک پُہنچی تھی۔۔

اُسکے چہرے پہ اس وقت اتنی ہوائیاں اُڑی ہوئی تھیں کہ لوگ نا چاہتے ہوئے بھی متوجہ ہو جاتے تھے۔۔

گیٹ کہ پاس کھڑے ادھر اُدھر دیکھتے اُس نے نتاشا کا نمبر ملایا تھا جو پہلی ہی بیل پہ پک کر لیا گیا تھا۔۔

ہیلو نوریہ کہاں ہو کب آو گی؟؟

مم۔۔میں آگئی۔۔ہوں نتاشا مجھے گیٹ سے آکر لے جاؤ نا چاہتے ہوئے بھی آواز میں نمی گُھلی تھی۔۔

اوکے تم آہستہ آہستہ اندر آؤ ہم آرہے ہیں۔۔

کال کاٹتے ہی نتاشا نے بیگ اُٹھاتے ہوئے کہا۔۔

چلو لڑکیوں اس سے پہلے کہ وہ بیہوش ہو جائے ہمیں اُس تک پُہنچنا ہے وہ تینوں اپنی اپنی چیزیں سمیٹتی گیٹ کی سمت بھاگی تھیں۔۔

******

نتاشا کی بات پہ نوریہ نے گیٹ سے اندر قدم دھر دیا تھا اس پل وہاں زیادہ لوگ نہیں تھے کیونکہ وہ کافی لیٹ پہنچی تھی۔۔

اپنے ارد گرد پھولوں کی کیاریاں دور دور تک پھیلے گراونڈ اور کیمپسز دیکھتے اُس کا سر چکرانے لگا تھا۔۔

وہ چند قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ منہ اُٹھائے ادھر اُدھر دیکھتے ایک خیال اُس کہ ذہن میں آیا مجھے واپس گیٹ کہ پاس ہی رُکنا چاہیے تاکہ وہ آسانی تک مجھے ڈھونڈ سکیں یہ نا

ہو کہ میں گُم ہو جاوں۔۔

اپنی سوچ کو عملی جامہ پہناتی وہ جونہی مڑی سامنے سے آتے مضبوط وجود سے ٹکراتے اُسے دن میں تارے دکھ گئے۔۔

آنے وال کوئی اور نہیں بالاج مراد تھا بالاج تو وہیں کھڑا رہا تھا پر نوریہ زمین بوس ہو گئی تھی اور اب وہ غُصے سے کھڑا اُسے گھور رہا تھا جسکے براون بالوں والا سر جُھکا ہوا تھا۔۔

آر یو بلائنڈ؟؟ نظر نہیں آتا تمہیں بالاج جو فون یوز کرتے سر جُھکائے اپنی ہی دُھن میں تھا اپنے فون کہ گرنے پہ کافی نالاں دکھائی دے رہا تھا۔۔

جبکہ نوریہ یونہی زمین پہ بیٹھے سر جُھکائے رونے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

اے رونا بند کرو ایک تو میرا فون توڑ دیا تمہیں پتہ بھی ہے اس کی پرائز کیا ہے ہاں۔۔

سس۔۔ سوری میں آپکو نیا لا دونگی۔۔

سوری مائی فُٹ میں اتنا گرا پڑا نہیں ہوں کہ تم سے فون لیتا پھروں اور یہ اب تک تم زمین پہ کیوں پڑی ہوئی ہو اُٹھو اور میرا فون اُٹھا کر دو مجھے فوراً۔۔

جج۔۔ جی۔۔

پتہ نہیں یہ شخص بلاوجہ کیوں چِلا رہا ہے اصولاً تو اسے میری چیزیں اُٹھانی چاہیں پر خیر سر جھٹکتے وہ بالاج کی ٹوٹی سکرین والا فون اُٹھائے اُسکی سمت بڑھی تھی۔۔

پر نوریہ کو اپنے سامنے یوں کھڑا دیکھ بالاج کو آسمان اپنے سر پہ گرتا محسوس ہوا تھا۔۔

مسٹرڈ کلر کا کُرتا وائیٹ پلازو چُنری کا ڈوپٹہ جو گردن میں لپٹا ہوا تھا فرلز اور اُونچی پونی نوریہ کو دیکھتے وہ جس ٹرانس میں تھا اُسکے ہاتھ سے بڑھایا گیا فون تھامنے کہ سکت بھی نا رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کڑے تیور لیئے اُس تک پُہنچتا وہ چاروں اُسے پکارتی وہاں آئی تھیں جنہیں دیکھتے بالاج گیٹ سے ہی باہر نکل گیا تھا۔۔

****

کیا ہوا نوریہ؟؟

رو کیوں رہی ہو؟؟

اُس نے تمہیں کچھ کہا ہے کیا؟؟

نن۔۔۔ نہیں نتاشا وہ میری غلطی سے اُسکا فون ٹوٹ گیا ہے اب کیا کروں؟؟

خیر ہے یار رو تو مت وہ دوسرا لے لیگا بہت پیسا ہے اُسکے پاس ویسے بھی ان بڑے لوگوں کی بگڑی اولادوں کہ لیئے یہ کوئ معانی نہیں رکھتا۔۔

پر نوریہ آج تو تم نے اُس سے بات کرلی ہے پر اگر آئندہ وہ کہیں بھی دکھے تو راستہ بدل لینا وہ بالکل بھی اچھا انسان نہیں ہے۔۔

سمجھ رہی ہو نا؟؟

ہاں پر یہ فون۔۔

یہ فون اریشہ کو دے دو اس کی کزن اسکی گرل فرینڈ ہے وہ دے دے گی اب موڈ اچھا کرو اور آؤ ہم تمہیں یونی گھمائیں

******

نوریہ کو دیکھنے کہ بعد وہ یونی سے باہر نکل آیا تھا اور اب ریش ڈرائیو نگ کرتا وہ واپس گھر کی طرف گامزن تھا۔۔

پر وہ اس پل جتنے غُصے میں تھا اسکا اندازہ اُسکے چہرے کہ تاثرات سے باخوبی لگایا جا سکتا تھا۔۔

آآآ۔۔۔ چلاتے ہوئے اُس نے اپنے ہاتھ کا مکا سٹیر نگ پہ مارا تھا یہ یہ وہ نہیں ہو سکتی

۔۔

بھلا ایسے کیسے ہو سکتا ہے اگر۔۔اگر وہ ہے بھی تو اتنی جوان نہیں ہو سکتی۔۔

نو نو وے یہ وہ نہیں ہے۔۔پر اُسکے چہرے کی مماثلت؟؟ کوئی کسی سے بھلا اتنی مشابہت کیسے رکھ سکتا ہے۔۔

وہ مسلسل اپنے دل اور ذہن کی ہوتی تکرار پہ جھلا گیا تھا۔۔

کچھ بھی ہو مجھے جلد سے جلد گھر پہنچنا ہو گا اور وہ تصویر ایک بار پھر سے دیکھنا ہو گی۔۔

تبھی کچھ پل کی خاموشی کہ بعد ایک خیال اُسکے ذہن میں لپکا تھا۔۔

یا یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ اُسکی بیٹی۔۔بیٹی ہو اور یہ وہ واحد بات تھی جسے سوچتے ہوئے ایک زہر خند مسکراہٹ اُسکے چہرے پہ آئی تھی۔۔

اگر واقعی میں ایسا ہے تو اسکا مطلب تو یہی ہے کہ انتقام کا وقت ہوا چاہتا ہے۔۔

****

بالاج ریش ڈرائیو نگ کرتا گھر پہنچا تھا اور گھر پہنچتے ہی اُس کمرے کی طرف بھاگا جو پہلے

کبھی اُسکی ماں کہ استعمال میں رہ چُکا تھا __

کمرے میں پُہنچتے ہی وہ وہاں موجود چھوٹی سی چنیوٹی سٹائل کی بنی بُک شیلف کی طرف بڑھا جہاں آج بھی وہ کتاب ویسے ہی رکھی تھی۔۔

پیار کا پہلا شہر اُس کتاب کا عنوان تھا جسے اُس نے تیزی سے باہر کی طرف کھینچا تھا اور اب اچھی طرح کھنگالتے وہ تصویر نکال لی تھی جسکے پیچھے میری خوشیوں کہ قاتل لکھا ہوا تھا۔۔

وہ تصویر ایک حسین کپل کی تھی جس میں وہ دونوں ایک دوسرے کو تکتے کسی بات پر ہنس رہے تھے وہ تصویر اتنی حسین اور مکمل تھی کہ پہلی بار دیکھنے والے کو رشک آتا تھا۔۔

اُس تصویر میں موجود اُس عورت کی شکل ہو بہو اُس لڑکی جیسی تھی جو آج اُس سے ٹکرائی تھی پر اُن دونوں میں ایک واضح فرق اُن دونوں کی آنکھوں کا تھا_

تصویر میں موجود اُس عورت کی آنکھوں کا رنگ اوشن بلیو تھا جبکہ جس سے آج وہ ملا تھا اُسکی آنکھیں گہری کالی تھیں۔۔

یہ بات تو کنفرم ہو گئی تھی کہ ان دونوں کا آپس میں کوئی گہرا تعلق ہے پر وہ تعلق کیا ہے اب یہ جاننا تھا کئی سالوں بعد آج اُسکی تلاش جیسے ختم ہوئی تھی۔۔

اپنی گھنی ڈارھی میں جو ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی تھی ایک اُنگلی سے کُھجاتے اب وہ اس اُدھیڑ بُن میں تھا کہ کیسے اُس کی تفصیل نکلوائی جائے (خیر یہ اتنا مشکل نہیں تھا) اور اُس تک پُہنچا جائے کیا وہ بھی دوسری لڑکیوں کی طرح اُسکی وجاہت اور بینک بیلنس دیکھے کھینچی چلی آئیگی ؟؟

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کہ نو بج رہے تھے _ رحمان ہاوس میں سب ڈنر ٹیبل پہ موجود تھے ماسوائے زاویار کہ ابھی کچھ دیر قبل ہی تائی نے اُسے زاویار کی نائٹ ڈیوٹی کا بتایا تھا جسے سُنتے ہی وہ بے چین ہوئی تھی وہ تو اس انتظار میں تھی کہ وہ آئیگا تو اُسے اینیورسری کا گفٹ دے گی پر یہاں تو اُسکے آنے کہ کوئی آثار ہی دیکھائی نہیں دے رہے تھے سو تبھی وہ بے دلی سے اپنی پلیٹ میں رکھے فورک پہ صرف نوڈلز لپیٹتی جا رہی تھی۔۔

نوریہ بچے اگر آپکا کھیلنا بند ہو گیا ہو تو اسے منہ میں بھی ڈال لیں۔۔

اوہ سوری دادی۔۔

کیاہوا بچے آپ کی طبیعت ٹھیک ہے یونیورسٹی کیسی رہی آپکی ؟؟اب کہ سوال آذر صاحب کی طرف کیا گیا۔۔

وہ۔۔۔ویسے توسب ٹھیک رہا بابا پر مجھ سے ایک بندے کا فون ٹوٹ گیا ہے۔۔

کیا۔۔۔پر کیسے ؟؟

وہ میرا دھیان نہیں رہااور بس۔۔ بابا کیاآپ مجھے کل یونیورسٹی میں فون خرید کر بھجوا دیں گے پلیززز۔۔

اللہ ہی رحم کرے اس یونیورسٹی پہ پہلے ہی دن توڑ پھوڑ شروع کردی ہے آپ نے ویسے فون کون ساچاہیے ؟؟

یہی جو مہینہ پہلے آپ نے مجھے لے کر دیا ہے۔۔

کیاآپ اس فون کی پرائز جانتی ہیں ؟؟

آئی نو بابا بٹ پلیززز۔۔

اوکے میں دیکھتا ہوں۔۔

اُن دونوں باپ بیٹی کو باتوں میں مصروف دیکھ معراج تایا نے نوریہ کہ بابا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔

آذر آج پورے دس سال ہوگئے ہیں اور کتنا لمبا چلانا ہے اس نکاح کو؟؟

شُکر ہے کسی کو تو خیال آیا(دادی نے بیچ میں ٹکڑا لگایا)

بھائی صاحب ابھی نوریہ پڑھ رہی ہے تو۔۔

تو اس نے بیاہ کہ کونسا دور جانا ہے پڑھتی رہے گی۔۔

پر اماں زاوی بھی تو ابھی شادی نہیں چاہتا۔۔

اُس سے میں بات کرتا ہوں وہ آئے تو میرا خیال ہے اب مزید لیٹ نہیں ہونا چاہیے بس یہی دو تو ہماری کل کائنات ہیں اچھا ہے ان کی خوشیاں دیکھ لیں۔۔

کہہ تو آپ بھی صحیح رہے ہیں بھائی صاحب۔۔

اُن سب کی باتیں سُنتی اور اپنی موجودگی وہاں آکورڈ فیل کرتے ہوئے وہ وہاں سے اُٹھ گئی تھی۔۔

عاشی اب اس لڑکی کو بھی کچھ سکھانا شروع کرو لو ٹھا کی لو ٹھا ہو گئی ہے پر مجال ہے کہ کچھ

آتا ہو۔۔

سیکھ لے گی اماں بچی ہے ابھی۔۔

ہاں شادی کی سب کو پڑی ہے تب بچی نہیں لگتی تم سب کو اور ہاں معراج اب اگر یہ خیال دل میں آ ہی گیا ہے تو اسے جلد سے جلد پورا کرو۔۔

****

رات کہ دس بج رہے تھے ٹھنڈ بڑھتی ہی جا رہی تھی پورے آسمان پہ گول مٹول سا چاند تاروں کہ بیچ پوری شان سے جگمگا رہا تھا۔۔

رحمان ہاوس میں سب اپنے اپنے کمروں میں سونے جا چُکے تھے ایک نوریہ ہی تھی جو اپنا گفٹ لئیے جلے پیر کی بلی کی طرح زاویار کہ کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔۔

اُسے پتہ بھی تھا مجھے گفٹ دینا ہے پھر اس نائٹ شفٹ کی کیا لاجک بنتی تھی بھلا اب کیا کروں کیسے بُلاوں اُسے۔۔۔

کیا کروں۔۔ کیا کروں مسلسل سوچتے اُسکے چھوٹے سے دماغ میں ایک آئیڈیا آ ہی گیا تھا تبھی بیڈ پہ چوکڑی مار کہ بیٹھتے زاویار کا نمبر ملایا جو تیسری بیل پہ پِک کر لیا گیا۔۔

ہیلو ہاں نوریہ؟؟

زاویار کی آواز پہ وہ چُپ کر کہ بس سوں سوں کرنے لگی۔۔

ہیلو نوریہ کیا ہوا ہے تم ٹھیک ہو؟؟

نوریہ۔۔۔کچھ بتاو تو گھر پہ سب ٹھیک ہیں؟؟

جواب ندارد۔۔

ہیلو نوریہ کچھ تو بولو۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

زاوی۔۔۔وہ۔۔۔میرا ہاتھ جل گیا ہے کافی بناتے ہوئے تم جلدی سے آجاو۔۔

کیسے جلا لیا؟؟

بابا اور چاچو کہاں ہیں؟؟ وہ سب سو گئے ہیں بس تم جلدی آو۔۔

پر نوریہ میں ابھی کیسے؟؟

بس مجھے نہیں پتہ تم آو میرا ہاتھ بہت جل رہا ہے پلیز زاوی۔۔۔

اوکے۔۔اوکے ویٹ میں کچھ دیر تک پُہنچتا ہوں۔۔۔۔

زاویار کہ آنے کا سُنتے نوریہ نے ایک زوردار نعرہ لگاتے کال کاٹی تھی۔۔

****

یہ گوجر خان میں موجود ایک فارم ہاوس کا منظر ہے باہر جتنی شدید ٹھنڈ ہے اس جگہ اُتنی ہی گرمائش ہے بے ہنگم میوزک جام سے لبریز گلاسوں کا شور کم کپڑوں میں ملبوس تھرکتے بدن یہ بالاج کی دی گی سُرپرائز پارٹی کا منظر ہے۔۔

جہاں کسی قسم کی حدود و قیود لاگو نہیں ہیں اور یہاں موجود سب نفوس اپنے نفس کہ غُلام ہیں۔۔۔۔

بالاج یار اب بتا بھی دے یہ پارٹی کس خوشی میں ہے سٹرا کہ ذریعہ ناک میں وہ سفید سا پاوڈر اُنڈیلتے بالاج کہ دوست نے سوال داغا؟؟

وہ سب وہاں ہال میں رکھے ایک ٹیبل پہ موجود بالاج کہ ساتھ بیٹھے اپنی مستی میں گُم تھے۔۔

تم لوگ آم کھاو پیڑ مت گنو۔۔

پھر بھی یار۔۔

بس سمجھ لو کہ میری منزل قریب ہے ہاتھ میں پکڑا کڑوا کسیلا مادہ اپنے اندر اُنڈیلتنگ وہ سرشاری سے بولا۔۔

کونسی منزل ہمیں بھی کچھ بتادے شہزادے۔۔

اگر ساری کہانی پہلے ہی منظر میں عیاں کردے جائے تو مزہ نہیں رہتا۔۔

چل جیسی تیری مرضی۔۔

مرضی تو واقعی میری ہی ہے پر ہاں تیار رہو تم لوگ بہت جلد ایسا پیس پیش کرونگا کہ مزہ آجائیگا تم سب کو۔۔

(اس بات پہ وہاں بیٹھے سب افراد کا قہقہہ گونجا تھا) چل پھر اس بات پہ چیئرز۔۔

****

دوسری طرف نوریہ کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔۔

زاوی آدھے گھنٹے میں پُہنچنے والا تھا اور اب بس یہی ایک آدھا گھنٹہ تھا اُسکے پاس سوا پنے کمرے میں بھاگ کہ پُہنچتے اُس نے اپنے لیئے ایک ڈریس نکالا تھا جو شارٹ فراک پہ انگ رکھا سٹائل بنا ہوا تھا۔۔

سُرخ جوڑا پہنتے کانوں میں جُھمکیاں ڈالتے پیروں میں کُھسہ اڑسایا اور بھر بھر کہ کاجل آنکھوں میں ڈالتی وہ دبے قدموں سے کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔

چونکہ زاویار کو کافی پسند تھی اور موسم بھی ٹھنڈا تھا سو وہ کافی بنانے لگی جو پہلے کبھی نہیں بنائی تھی پر یوٹیوب زندہ باد۔۔

جو نہی اُسکی کافی ریڈی ہوئی باہر زاویار کی گاڑی کا ہارن سُنتے نوریہ نے جلدی جلدی صُبح کا بچا ہو آدھا کیک ٹرے میں کافی کہ مگ کہ ساتھ رکھا اور زاویار کہ کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

کافی ٹیبل پہ ٹرے رکھتے ساتھ ہی ریپنگ پیپر میں لپٹے فریم کو ڈریسنگ کہ ساتھ ٹِکاتے اُس نے آئینہ میں ایک نظر خود پہ ڈالی۔۔

وہ ساری تیاری تو کر چکی تھی پر اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے دل تو مانو اتنی سپیڈ سے بھاگ رہا تھا کہ جیسے ابھی اُچھل کہ باہر آ جائیگا۔۔

پر جو نہی زاویار کہ قدموں کی آواز قریب ہوئی وہ جھٹ سے پردے کہ پیچھے چُھپ گئی۔۔

زاویار نوریہ کو اُسکے کمرے میں چیک کرتا ہوا آیا تھا پر وہ وہاں نہیں تھی پر اب وہ اُسے یہاں بھی نہیں دکھی تھی۔۔

کمرے میں چاروں اور نظر دوڑاتے وہ کافی کہ مگ سے نکلتی بھاپ دیکھتے وہیں بیٹھے اپنے ارد گرد نگاہ دوڑانے لگا پر جب وہ کہیں نہیں دکھی تو وہ اُسے آواز دینے لگا۔۔

نوریہ باہر آجاو جہاں بھی ہو۔۔

زاوی کی آواز پہ وہ حیران ہوئی تھی پر پھر کچھ سمجھ نا آتے وہ باہر نکل آئی۔۔

تمہیں کیسے پتہ میں یہی ہوں؟؟

نوریہ کی آواز پہ اُسکی سمت دیکھتے وہ پل بھر کو ٹھٹکا تھا وہ کسی اپسرا سے کم نہیں تھی یا پھر اُسے لگتی تھی پر اس پل وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ کاجل کا رنگ زیادہ گہرا ہے یا پھر اُسکی آنکھوں کا۔۔

کچھ پل یونہی اُسے تکتے وہ اُسکی طرف بڑھا تھا اور پھر اُسکے ہاتھ تھامتے وہ کہنے لگا تمہیں ڈھونڈنے کہ لیئے مجھے آنکھوں کی ضرورت نہیں ہے تمھاری خوشبو ہی تمھارا پتہ دینے کہ لیئے کافی ہے۔۔

دکھاو کہاں سے جلا ہے ہاتھ ؟؟

وہ تو میں نے تمہیں بُلانے کہ لئیے مذاق کیا تھا۔۔

مذاق ایسا نہیں کرتے کہ کسی کی جان پہ بن جائے نا جانے یہاں تک آتے آتے کیا کچھ نہیں سوچ لیا میں نے وہ اُسکی چھوٹی سی ناک دُباتے شکوہ کرنے لگا۔۔

آئی ایم سوری پر میں تمہیں گفٹ دینا چاہتی تھی (وہ ایسی ہی تھی صُلح جو سی)..

اوکے تو بتاو کیا گفٹ ہے میرا ویسے تمھارا یوں تیار ہونا بھی کسی گفٹ سے کم نہیں ہے نور۔۔

پہلے جو دل 220 کی سپیڈ سے بھاگ رہا تھا اب اُسکی محبت سے مخمور نگاہیں دیکھتے تھم تھم کر دھڑکنے لگا تھا۔۔

اپنے ہاتھ چُھڑواتی وہ پیچھے کی طرف رکھے اپنے گفٹ کی طرف بڑھی تھی جو کہ ایک بڑا سا فریم ٹائپ کچھ تھا اور خوبصورت سے ریپینگ پیپر میں لپٹا ہوا تھا۔۔

******

زاویار نے ہاتھ میں تھامے فریم کو بہت احتیاط سے کھولنا شروع کیا تھا پر اُس کہ اندر

موجود اپنی ہی پینٹنگ کو دیکھتے وہ دنگ رہ گیا تھا۔۔

واو۔۔یہ تم نے بنائی ہے نور یہ یہ تو بالکل پرفیکٹ ہے۔۔

تمہیں پسند آئی؟؟

پسند بہت چھوٹا لفظ ہے اس تحفہ کہ سامنے یہ تو بہترین ہے میری جان۔۔

جان لفظ سُننے پہ اُسکے چہرے کہ رنگ بدلے تھے زاویار نے کبھی اُسے آکورڈ فیل نہیں کروایا تھا تبھی وہ جھینپ سی گئی تھی۔۔اُسکو یوں سر جُھکاتے دیکھ وہ اُسے نارمل کرنے کو ایک بار پھر سے تصویر کی طرف متوجہ ہوگیا تھا۔۔

یہ بہت زبردست ہے نور یہ پر اگر اس کے ساتھ تمھاری تصویر بھی ہوتی تو یہ بہترین پینٹنگ ہوتی۔۔

زاویار کی بولتی آنکھوں کہ سامنے تو اُسکی نظریں بھی نہیں اُٹھ رہی تھی تبھی اُسکی توجہ خود پر سے ہٹانے کو وہ بولی۔۔

میں۔۔میں نے کافی بھی بنائی ہے؟؟

کیا؟؟تم نے بنائی۔۔

ہاں میں نے۔۔

مطلب کہ ایمبولینس کو کال کر دوں کیا پتہ مجھے پینے کہ بعد ہاسپٹل جانا پڑے۔۔

اب ایسے بھی مت کہو اپنی اتنی محنت پہ اُسکے ایسے الفاظ سُنتے اُسے رونا آنے لگا تھا۔۔۔

اوکے اوکے تم رونا مت چلو کافی پیئیں۔۔

کافی کا مگ اُٹھاتے اور منہ سے لگاتے اُس نے ناٹ بیڈ کہا تھا اور یہی بہت تھا۔۔

ویسے نوریہ تم نے میری کونسی پکچر دیکھ کر یہ پینٹنگ بنائی۔۔

تمھارے خیال میں تمھاری پکچر بنانے کہ لیئے مجھے تمہیں دیکھنے کی ضرورت ہے؟؟؟

کیا مطلب۔۔

جو شخص آنکھوں اور دل میں پورے تسلط سے سمایا ہو اُسکی پینٹنگ بند آنکھوں سے بھی بنائی جاسکتی ہے۔۔

نوریہ کہ اتنے بیانگ دہل اعتراف پہ وہ حیران ہوا تھا تم ٹھیک ہو نا نوریہ ایک ہی دن میں تم کافی بولڈ اور کانفیڈنٹ لگ رہی ہو۔۔

میں نے تو بس ایک بات کی ہے۔۔

مجھے خوشی ہوئی سُن کہ کافی کا مگ رکھتے وہ پھر سے جانے کو اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

تم اب کہاں جا رہے ہو؟؟

میں تھوڑی دیر کہ لیئے آیا تھا چاچو اور بابا دونوں گھر پہ ہیں سو میرا وہاں ہونا بہت ضروری ہے۔۔

نوریہ کہ ماتھے پہ اپنی محبت کی مہر ثبت کرتے وہ کہنے لگا۔۔

یہ میری زندگی کا بہترین سرپرائز اور گفٹ ہے نوریہ تھینکس پر آئندہ ایسا مذاق مت کرنا تمہیں ان جھوٹوں کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے تم جب بھی بُلاوٴ گی میں حاضر ہو جاوٴنگا اپنے انگوٹھے سے اُسکا گال سہلاتے خود پہ بند باندھتے وہ باہر نکل گیا تھا۔۔

جبکہ نوریہ وہیں کھڑی اپنے گرد پھیلے فسوں کو محسوس کرتے بے ہوش ہونے کہ قریب تھی وہ ایسا ہی تھا اُسکی موجودگی اور اُسکے تراشے گ ۓ لفظ اُسے ہمیشہ ہی بے خود کر دیتے تھے۔۔۔

****

)ایک ہفتے بعد..(

ایک ہفتے سے مسلسل نوریہ بیگ میں موبائل ڈالے بالاج کو دینے کہ لیئے لا رہی تھی پر وہ تو جیسے غائب ہی ہو گیا تھا۔۔

جبکہ دوسری طرف بالاج اس پورے ہفتے صرف ایک بار ہی کالج آیا تھا اور وہ بھی نوریہ کا فل ہوا فارم لینے اور اس کہ بعد وہ جتنی انفارمیشن اکٹھی کر سکتا تھا وہ کر رہا تھا اور یہ سب اُس نے خود کیا تھا تا کہ کسی غلطی کی کوئی گنجائش نا رہے۔۔

فائیو سٹار گروپ اس وقت گراونڈ میں بیٹھے دھوپ سیکھ رہا تھا کہ اُنکے ففتھ سٹار نے خاموشی کو توڑا۔۔

وقت کتنی جلدی گزرتا ہے نا آج پورا ہفتہ ہو گیا مجھے یہاں۔۔

ویسے کیسا لگ رہا ہے تمہیں ہم سب کا ساتھ اور یہ جگہ۔۔

بالکل کسی خواب کی۔۔ابھی وہ بات مکمل کرنے ہی والی تھی کہ دھپ سے اُنکے ساتھ وہ زمین پہ آ بیٹھا تھا۔۔

ہائے گرلز۔۔

وہ سب تو اس آوارہ کو یوں خود کو مخاطب کرتا دیکھ ایک دوسرے کو دیکھنے لگی تھیں پر اریشہ نے جواباً ہائے کہا تھا کیونکہ وہ اُسے تھوڑا بہت جانتی تھی۔۔

You miss black eyes..

کیا نام ہے تمھارا۔۔

وہ بنا کسی تمہید کہ ٹانگیں پھلائے بیٹھے نوریہ سے مخاطب ہوا تھا جو اس پل میرون اور سکن کمبینیشن کہ ڈریس میں ملبوس تھی۔۔

کیوں آپکو کوئی کام ہے ان سے نوریہ کو سر جُھکائے ہاتھ چٹخاتے دیکھ نتاشا بیچ میں کودی تھی۔۔

میں جس سے پوچھ رہا ہوں وہی جواب دے تو بہتر ہے نتاشا کو گھورتے وہ پھر سے نوریہ کی طرف متوجہ ہوا۔۔

اے۔۔سُنائی نہیں دیتا نام پوچھ رہا ہوں۔۔

اپنے ساتھ بیٹھی فرینڈز کو باری باری دیکھتے حلق تر کرتے وہ گویا ہوئی۔۔

ن۔۔نوریہ۔۔

ہمم۔۔۔تم اچھی لگی ہو مجھے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے اُس نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔۔

کیاااا؟؟

ہاں دوستی کرلو مجھ سے بہت عیش کرواونگا۔۔۔

بالاج کہ آنکھ دُبا کر کہنے پہ نوریہ نے جھٹ سے اپنے بیگ میں سے موبائل کا ڈبہ برآمد کرتے اُسکے سامنے پھینکا تھا۔۔۔

****

اپنے سامنے بیٹھے بالاج کو حیرت سے دیکھتے نوریہ کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں جو اس لمحے بڑے مزے سے پاوں پسارے اُس پہ آنکھیں گاڑے ہوئے تھا کہ تبھی نوریہ اُس شخص کہ سامنے موبائل کا ڈبہ پھینکتے اُٹھ آئی تھی۔۔

ایسا زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ کسی نے یوں اتنے لوفرانہ انداز میں دوستی کی پیشکش کی تھی۔۔وہ تو اُس سے سوری کرتے ہوئے اُسکے نقصان کی بھرپائی کرنا چاہتی تھی پر وہ تو کوئی اور ہی ارادے لئیے ہوئے تھا۔۔

مسلسل روتے ہوئے تیزی سے چلتی وہ آگے بڑھ رہی تھی جبکہ وہ چاروں نوریہ کو پُکارتی

اُسکے پیچھے لپکی تھیں۔۔

وہ وہاں سے اُٹھ تو آئی تھی پر غُصہ اتنا تھا کہ وہ غُصہ سے کپکپاتی ہوئی کلاس روم میں آ پُہنچی تھی۔۔

نوریہ تم ٹھیک ہو؟؟

تم نے دیکھا نتاشا وہ کیسے بدتمیزی سے بول رہا تھا اُسے بالکل تمیز نہیں ہے غُصہ اور بے بسی کی شدت سے وہ رونے لگی تھی۔۔

رونے کا کیا فائدہ وہیں منہ توڑتی اُسکا۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو علینہ تم تو جانتی ہو وہ کتنا آوارہ شخص ہے اور ویسے بھی کتوں کا کام ہے بھونکنا اب ہم ہر کتے کو پتھر مار کہ اپنے پیچھے تو لگانے سے رہے۔۔

وہ تو ہے پر اگر اُس نے دوبارہ تنگ کیا تو؟؟

نہیں میں اُسے دوبارہ اس سب کی اجازت نہیں دونگی بلکہ آج گھر جاتے ہی زاویار کو شکایت لگاونگی وہ دیکھ لیگا اُسے۔۔

تم واقعی بہت بیوقوف ہو نوریہ زاویار بھی ایک مرد ہے اور مرد اپنی بیویوں کہ متعلق

ایسی باتیں برداشت نہیں کرتے۔۔

پر نتاشا زاوی ایسا نہیں ہے۔۔۔

اس طرح کہ معاملات میں سارے مرد ایک جیسے ہی ہوتے ہیں سو تم اُس سے کچھ مت کہو۔۔

تو پھر؟؟

ہم اریشہ کی کزن کہ ذریعہ اُس تک یہ بات پُہنچوا دیتے ہیں کہ تم میرڈ ہو یہ سُن کر وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائیگا۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے وہ سب ایک بات پہ متفق ہوتیں نوریہ کا ذہن بٹانے لگی تھیں۔۔

****

خود کہ یوں نظر انداز کیئے جانے پہ کچھ پل تو وہ ششدر سا وہیں بیٹھا رہا تھا پر پھر ایک جھٹکے سے کسی بھیک کی طرح دیا گیا فون غُصے سے اُٹھاتا وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔۔

یہ زندگی میں پہلی بار تھا کہ کسی کو خود سے دوستی کی پیشکش دیئے جانے پہ وہ یوں نظر انداز کیا گیا تھا۔۔

ناجانے کیا سمجھتی ہے خود کو بھلا میرے جیسے خوبرو انسان کو بھی کوئی نظر انداز کر سکتا ہے۔۔

اپنی کار میں آکر بیٹھتے وہ خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔

مجھے تو لگا تھا کہ میں بہت آرام سے اُسے اپنی طرف مائل کر لونگا پر اب یہ سب اتنی آسانی سے ہوتا دِکھ نہیں رہا۔۔۔اور تو اور وہ روکیسے رہی تھی نان سینس جیسے کہ جانتا نہیں ہوں میں آجکل کی لڑکیوں کو ہمم۔۔۔غُصہ سے بُھناتے بالاج نے اپنے گھنے بالوں کو سختی سے جھنجھوڑا تھا۔۔

پلان اے فیل ہو چُکا تھا اور آگے کی پلاننگ کہ لئیے دماغ کا ٹھنڈا ہونا بے حد ضروری تھا تبھی کچھ سوچتے ہوئے بالاج نے زویا کو میسیج سینڈ کیا اب وہی تھی جو اُسکا غُصہ ٹھنڈا کر سکتی تھی۔۔

****

دوپہر کا ایک ہو رہا تھا موسم خوشگوار تھا کیونکہ آج کافی دنوں بعد جم کہ دھوپ نکلی تھی۔۔

ایسے میں عاشی بیگم جلدی جلدی اپنی تیاری کر تیں نعیمہ صاحبہ کہ کمرے میں داخل ہوئیں۔۔

اماں میں نکل رہی ہوں کچھ دیر میں دونوں بچے بھی آجائیں گے اُنکے قریب آتے وہ گویاہوئی تھیں۔۔

خیر سے جاؤ میرے بچے پر ایک بات سُن لو اگر وقت ہو تو۔۔

جی کہیے اماں۔۔

بختاور کا فون آیا تھا کچھ دیر پہلے۔۔

اوہ اچھا کیسی ہے وہ ٹھیک ہے بچے کیسے ہیں اُسکے؟؟

ٹھیک ہیں سب ماہیر کہ دن باندھ دیئے ہیں اُس نے پورے دو ماہ بعد شادی ہے تیاری پکڑ لو ہم سب کو پہلے جانا ہو گا۔۔

بہت مُبارک ہو اماں۔۔

خیر مُبارک پر میری بھی ایک بات سُن لو ماہیر کی شادی کہ اگلے ہی ہفتے میں نوریہ اور زاویار کی رُخصتی کر وا دو نگی بتا دینا سب کو۔۔

پر اماں اتنی جلدی۔۔

یہ جلدی ہے دس سال ہو گ ئے نکاح کو ویسے بھی بڑے بوڑھے کہتے ہیں نکاح اتنی دیر تک نہیں رکھنا چاہیے۔۔

چلیں ٹھیک ہے پھر آج رات بچوں سے بات کر لیتے ہیں ابھی تو میں چلوں دیر ہو رہی ہے مجھے آج دو آپریشنز بھی ہیں (وہ رحمان ہاسپٹل میں گائنا کالوجسٹ تھیں)۔۔

ہاں جاو بھئی ایک تو رحمان صاحب بھی ناخود کیا ڈاکٹر بنے پورا خاندان ہی ڈاکٹر بنا ڈالا اُوپر سے سونے پہ سُہاگہ ہسپتال بھی کھول دیا۔۔

پر صد شُکر میری بچی نوریہ ڈاکٹر نہیں بنی کم سے کم کوئی تو پاس ہو گا میرے تم سب کا تو پتہ ہی نہیں ہوتا کب ایمرجنسی کال آئے اور سب یہ جاوہ جا۔۔

وہ ایک بار پھر سے شروع ہو چکی تھیں اور اُنکی یہ بحث لمبی چلتی دیکھ وہ خاموشی سے وہاں سے کھسک گئیں۔۔

****

دوپہر کہ ڈھائی بجے وہ تینوں گیٹ سے کچھ فاصلے پہ بنے گ ئے بنچز پہ بیٹھیں اپنی اپنی

گاڑیوں کا انتظار کر رہی تھیں جبکہ باقی دونوں جا چکی تھیں۔۔

اریشہ کی وین نے آنا تھا جبکہ نتاشا کہ بھائی نے اور نوریہ کو آج زاویار لینے آنے والا تھا۔۔

نتاشا۔۔

ہمم زاویار کا میسیج ہے وہ باہر آگیا ہے مجھے لینے۔۔

اوکے تو پھر جاو اللہ حافظ۔۔

ہاں اللہ حافظ پر کیا تم مجھے باہر گاڑی تک چھوڑ آوگی؟؟

کیاااا پر کیوں اُن دونوں نے اُسے حیرت سے دیکھا تھا سٹارٹ میں ایک دو بار وہ اُسے باہر تک چھوڑنے گئی تھیں پر وقت گزرتے اب وہ خود آنے جانے لگی تھی۔۔

یار اگر وہ لڑکا آگیا تو پلیز تم مجھے باہر تک چھوڑ آو نا پلیززز۔۔

اُف نوریہ پتا نہیں کیا بنے گا تمھارا نوریہ کو گھورتے وہ دونوں اُسے باہر تک چھوڑنے آئی تھیں زاویار سے بھی ہیلو ہائے ہو گئی تھی اُنکی گاڑی کہ نکلتے ہی وہ دونوں جو نہی واپسی کہ لئیے مڑیں سامنے سے زویا بھاگتی ہوئی اُن تک پُہنچی تھی۔۔

اریشہ۔۔اریشہ پلیز تم ماما کو کہہ دینا میری ایکسٹرا کلاس ہے آج پلیز۔۔

کیوں آج پھر جارہی ہو تم اُسکے ساتھ ؟؟

ہاں وہ اصل میں بالاج کافی ڈپریس تھا سو اُسے ضرورت ہے میری۔۔

ہاں بہت تبھی کچھ دیر پہلے وہ نوریہ کو آفرز کروا رہا تھا۔۔

کیا کیا کہہ رہی ہو تم۔۔

اریشہ صحیح کہہ رہی ہے زویا تم جو بھی کر رہی ہو اُس سے ہمارا کوئی کنسرن نہیں ہے پر تم اپنے اُس بوائے فرینڈ سے کہو کہ ہماری فرینڈ سے دور رہے میریڈ ہے وہ اور ویسے بھی ہر جگہ تو وہ منہ مار ہی چکا ہے کم سے کم ایک شادی شدہ لڑکی کو تو چھوڑ دے۔۔

وہ دونوں اپنی کہتی وہاں سے چل دی تھیں باقی اُس تک یہ سب پہنچانا زویا کا کام تھا۔۔

****

کیسا گزرا آج کا دن نوریہ کو خلاف توقع خاموش دیکھتے زاویار نے پہل کرتے ہوئے پوچھا۔۔

بس صحیح تھا۔۔

ہمم۔۔۔نوریہ کہ اتنے مختصر جواب پہ حیران ہوتے وہ خاموش ہوا تھا یقیناً کوئی بات ضرور تھی۔۔

جبکہ دوسری طرف نوریہ بالاج سے زیادہ زاویار سے نالاں تھی کیا واقعی میں یہ بھی ایک عام مرد ہے جو اتنی سی بات پر شک کرنے لگے گا؟؟

زاوی۔۔

ہمم کہو۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو؟؟

یہ کیسا سوال ہوا بھلا؟؟

بتاؤ نا۔۔

جتنا تم مجھ سے کرتی ہو اُس سے زیادہ۔۔

یہ کیسا جواب ہوا بھلا؟؟

اب تم دیکھ لو کہ تم کتنا پیار کرتی ہو بس اُس سے بھی زیادہ میں تم سے کرتا ہوں۔۔

اوکے تو پھر تو یہ بہت زیادہ ہوا۔۔

نوریہ کی بات پہ اُسکے چہرے پہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

اور تم مجھ پر ٹرسٹ کتنا کرتے ہو؟؟

تم میرا امتحان لے رہی ہو؟؟

نہیں تو بس میں جاننا چاہتی ہوں۔۔

خود سے زیادہ اعتبار ہے مجھے تم پہ چاہو تو آزما لو۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

تو پھر ریڈی رہنا میں جلد ہی تمہیں آزماوں گی (نوریہ نے سوچ لیا تھا کہ اب اگر بالاج کی طرف سے کچھ بھی ہوا وہ زاویار کو ضرور بتادے گی ویسے بھی چھپائی تو غلطیاں جاتی ہیں اور میری اس سب میں کوئی غلطی نہیں ہے)..

زاویار کہ جوابات پہ وہ کافی ریلیکس ہوئی تھی نتاشا غلط کہتی ہے سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے اور زاوی تو بالکل بھی نہیں۔۔

****

بالاج زویا کہ ساتھ اپنے اپارٹمنٹ پہ موجود تھا جہاں وہ اکثر نئے چہروں کہ ساتھ آتا

جاتا رہتا تھا۔۔

زویا کہ ساتھ اچھے سے ٹائم سپینڈ کرتا وہ کافی حد تک نوریہ کی بے رُخی بُھلانے میں کامیاب رہا تھا۔۔

زویا سے بالاج کی ملاقات یونی میں ہوئی تھی زویا کا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا اور وہ بالاج کہ ساتھ صرف اور صرف اُسکی دولت کی وجہ سے تھی اور جو جلد سے جلد اُس سے شادی کر کے ایک مکمل اور عیش و عشرت والی زندگی گزارنا چاہتی تھی اور اسی سب میں وہ اتنا آگے آ گئی تھی کہ واپسی کا اب کوئی راستہ دیکھائی ہی نہیں دیتا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالاج اس وقت لاونج میں بیٹھے ٹراوزر پہ بنیان چڑھائے ہاتھ میں کوک کا کین تھامے چینل سرچنگ میں مصروف تھا کہ تبھی ٹاول سے اپنے بال سُکھاتی زویا گویا ہوئی۔۔

یہاں آتے ہوئے مجھے اریشہ اور اُسکی فرینڈ مل تھی۔۔

کون اریشہ ؟؟(وہ بے دھیانی میں اُسے سُنتے یہی بولا تھا)

وہی اریشہ جس کی فرینڈ سے تم دوستی کہ خواہاں ہو۔۔

اوہ نوریہ کی دوست اریشہ ؟؟

بالکل وہی اور وہ چاہتی ہے کہ میں تمہیں بتاوں کہ تم اُسکی میریڈ فرینڈ سے دور رہو
بے تکلفی سے بالاج کہ ساتھ بیٹھی وہ اُسے دیکھتے ہوئے اُس پہ دھماکا کر گئ تھی۔۔

کیا میریڈ؟؟نوریہ کہ لیئے میریڈ کہ الفاظ سُنتے اُسکے کان کھڑے ہوئے تھے۔۔

پر اُسکے فارم میں تو کہیں ہسبنڈ نیم مینشن نہیں تھا صرف فادر نیم تھا وہ جو یہ سوچے ہوا
تھا کہ نوریہ کو اپنے پیار کہ دام میں پھنسا کر اُسکے باپ کو منہ کہ بل گرائے گا وہ سب تو
اب خواب ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

وہ لڑکی پچھلے دس سال سے نکاح یافتہ ہے بالاج مراد اور جہاں تک میں تمہیں جانتی
ہوں اب یہ سٹینڈرڈ بھی نہیں ہے تمھارا۔۔

وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی پر آن ہوئے ٹی وی پہ نظریں جمائے وہ مایوسی کہ الگ
ہی مینار پہ کھڑا تھا کہ تبھی اُسکا دھیان ٹی وی پہ چلتی نیوز پہ گیا۔۔

جی ناظرین یہ واقعہ جی ٹی روڈ کہ قریب رونما ہوا ہے جہاں دو افراد نے ایک شادی شدہ
عورت کہ ساتھ زبر جنسی کی ہے۔۔

اس خبر پہ وہ سکتہ میں آگیا تھا اب ذہن میں صرف یہی چل رہا تھا۔۔

شادی شدہ۔۔

زبر جنسی۔۔

شادی شدہ۔۔

****

رات کہ نو بج رہے تھے سردیوں کی رات تھی اس لئیے کافی سرد اور خاموش تھی اسلام آباد میں تو ویسے بھی رات آٹھ بجے سے ہی ہو کا عالم ہوتا ہے پر یہ سناٹا تین دن سے مسلسل ہوتی بارش کہ باعث کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہا تھا۔۔

رحمان ہاوس میں کافی دنوں بعد آج کچھ ہلچل تھی اور اس ہلچل کا باعث رحمان ہاوس کہ سب مکینوں کی گھر پہ موجودگی تھی۔۔

زاویار نیچے کارپیٹ پہ دادی کہ قدموں میں بیٹھے مونگ پھلی سے لُطف اندوز ہو رہا تھا جبکہ باقی سب ہاتھوں میں کافی کہ مگ تھامے ہوئے تھے۔۔

وہیں نوریہ بھی اپنے بابا کہ کندھے پہ سر دھرے پاپ کارن کھاتی ہوئی سب کو غور سے سُن رہی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کتنا اچھا لگ رہا ہے نا آج سب ساتھ ہیں تو۔۔

ہم تو خود بہت مس کرتے ہیں یہ سب اماں پر مصروفیت ہے کہ بڑھتی ہی جا رہی ہے۔۔

چلو بھئی بس اب اپنا یہ ہسپتال نامہ یہاں نا کھول لینا دادی نے آذر صاحب کو خاموش کرواتے اپنا رُخ بہو کی جانب موڑتے ہوئے کہا۔۔

عاشی تم اس طرح کرو کل نوریہ کہ ساتھ چلی جاو شاپنگ سٹارٹ کرو اور لین دین کا بھی دیکھو ابھی شروع کرو گی تو تب تک کچھ ہو گا ویسے بھی وقت کہاں ملتا ہے تم سب کو۔۔

کیسی خریداری اماں؟؟

ماہیر کی شادی کی اور زاویار اور نوریہ کی رُخصتی کی بھی۔۔

کیاا۔۔ ہماری رُخصتی؟؟ کیا دادی جان میں آپکو ہنستا کھیلتا بُرا لگتا ہوں جو ابھی سے اس جھنجھٹ میں پھنسا رہی ہیں۔۔

زاویار کی بات پُر سکون بیٹھی نوریہ کو کچھ خاص نہیں بھائی تھی تبھی اُسے گھورتے ہوئے پاپ کارن اتنی زور سے چبایا جیسے دانتوں تلے زاوی ہو۔۔

نوریہ کا بگڑتا موڈ دیکھتے زاویار نے سنجیدگی سے دادی کہ پیر دباتے ہوئے کہا دادی اتنی

جلدی کیاہے آپکوابھی نوریہ پڑھ رہی اور مجھے بھی باہر جاناہے سپیشلائزیشن کہ لئیے۔۔

تم توچُپ ہی رہوایک تو یہ کل کہ بچے کتنے دیدہ ہوائی ہوگ ئےہیں اماں باوادادی اور چچاموجودہیں پر کوئی شرم نہیں ہے اس لڑکے کودس سال پہلے نکاح کہ وقت توبہت اُچھل رہے تھے تم۔۔

زاویار کو بولنامہنگاپڑاتھا۔۔

پردادی۔۔(زاویار نے ایک نگاہ نوریہ کی جانب ڈالتے ہوئے فریاد کی جو نظریں جُھکائے اپنے ناخنوں کوگھوررہی تھی)

میری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی بچے میں اپنی زندگی میں اپنے بچوں کواُنکے گھر کادیکھنا چاہتی ہوں آبدیدہ ہوتے اُنہوں نے اپنی آنکھیں رگڑیں۔۔

ایک تو یہ آپ خواتین بات بے بات رونے کیوں لگتی ہیں اچھاٹھیک ہے آپ جیسے کہیں گی ویسے ہی ہوگا۔۔

زاویار کہ حامی بھرتے ہی وہ پھر سے جوش وخروش سے پلاننگ کرنے لگی تھیں جبکہ زاویار آنکھ کہ اشارے سے نوریہ کوبُلاتاچل دیاتھا۔۔

****

زاویار خود تو نکل گیا تھا پر نوریہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب کیسے نکلے یہاں سے۔۔

کہ تبھی تایا جان نے اپنا رُخ نوریہ کی جانب کرتے ہوئے پوچھا۔۔

نوریہ پڑھائی کیسی جارہی ہے آپکی۔۔

ٹھیک جارہی ہے تایا ابا۔۔

کچھ پریشان دکھ رہی ہو کوئی مسئلہ ہے کیا؟؟ ویسے تمھارے لئیے ڈرائیور ارینج کر لیا ہے میں نے زاویار چیک کر لے پھر ڈن کر لیں گے۔۔

جی تایا ابا۔۔

وہ میں۔۔۔ جاوں؟؟ مجھے پڑھائی کرنی ہے ایگزامز ہونے والے ہیں میرے پھر ماہیر بھائی کی شادی بھی ہے اُنہی دنوں میں۔۔

ہاں بیٹا تم جاو اور رُخصتی کا سٹریس مت لو صرف کمرہ ہی تو چینج ہونا ہے باقی تو سب ویسا ہی رہے گا۔۔

جی۔۔

وہ سر جُھکاتے وہاں سے کھسک گئ تھی جب کہ نوریہ کو جاتا ہوادیکھ آذرصاحب گویا ہوئے۔۔

کتنی جلدی بڑی ہوجاتی ہیں نا یہ بیٹیاں ابھی کل ہی کی بات لگتی ہے جب نوریہ ہماری زندگیوں میں آئ تھی۔۔کتنا ارمان تھا اسکی ماں کو اسکی شادی کا نوریہ کہ پیدا ہوتے ہی اُسے نوریہ کو بیاہنے کی فکر تھی کاش کہ وہ ہمارے ساتھ ہوتی پر اچھے لوگ ہمیشہ جلدی چلے جاتے ہیں دُکھ سے کہتے وہ کافی رنجیدہ دکھائ دے رہے تھے جان سے عزیز بیوی کہ بچھڑنے کہ بعد وہ آج بھی اُنکی کمی شدت سے محسوس کرتے تھے۔۔

تم دل چھوٹا مت کرو آذر حجاب نا ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے۔۔

وہ آذر کو تسلی دیتے اُنکی توجہ بٹانے لگے تھے اور اُنہیں اُس ڈرائیور کہ متعلق معلومات دینے لگے جسے اُنہوں نے نوریہ کہ لیئے ہائر کیا تھا۔۔

****

نوریہ چُپکے سے زاویار کہ کمرے کا دروازہ کھولتے اینٹر ہوئ تھی جبکہ باقی سب اُنکی شادی کی پلاننگز میں مصروف تھے۔۔

زاوی۔۔۔کمرے میں پھیلا سناٹا دیکھ نوریہ نے زاویار کو پُکارا پر اُسے وہاں نا دیکھ وہ آگے بڑھی جہاں بالکنی میں اُسے ایک سایا سا لہراتا دکھا۔۔

زاوی۔۔۔

وہ اُسے پُکارتی ہوئی بالکنی کی جانب آئی تھی جہاں وہ شال لپیٹے آسمان کو تک رہا تھا جبکہ پیچھے بجتا ہلکا میوزک اُس رات کو مزید حسین اور مکمل بنا رہا تھا۔۔

"دل میں تو ہمیشہ تھے۔۔

میرے گھر میں اب آئے ہو۔۔

من چاہی شامیں ہیں۔۔"

کیا تم رُخصتی کہ لیئے تیار ہو نوریہ یونہی مڑے چاند پہ نظریں ٹِکائے ہوئے پوچھا گیا۔۔

یہ سوال اچانک کیا گیا تھا جس پہ پہلے تو وہ جھینپی تھی پر پھر ہولے سے بولی۔۔

آج نہیں تو کل رُخصتی تو ہونی ہی ہے۔۔

"من مانگی صُبح لائے ہو۔۔

اور ابھی تو ہیں یہ سلسلے۔۔

پیار کہ ہوئے شروع۔۔۔"

زاویار کی پیٹھ کو گھورتے نوریہ نے بھی آگے کو ہوتے یخ بستہ ریلنگ پہ ہاتھ ٹِکائے۔۔

تم جانتی ہو جب تم پیدا ہوئ تھیں تبھی حجاب چچی سے دادی نے بول دیا تھا کہ نوریہ صرف زاویار کی ہے تب میں بچہ تھا اس سب کا مفہوم نہیں سمجھ پایا تھا پر تبھی میں نے تمہیں اپنا مان لیا تھا تم میرے لیئے ایک کھلونا تھی جو صرف اور صرف میرا تھا۔۔

"دھیرے دھیرے ہولے ہولے چلیں۔۔۔

سنبھل سنبھل کہ جئیں تو خوب گزرے گی زندگی اپنی۔۔۔"

پر جب میں پندرہ سال کا ہوا تب مجھے یہ بات اچھے سے سمجھ آگئی کہ واقعی میں تم میری زندگی کا نور ہو وہ اب بھی چاند کو گھورتے ہوئے اپنا دل اُسکے سامنے کھول رہا تھا جبکہ دوسری طرف نوریہ کا ہر عُضو کان بنے اُسکو سُن رہا تھا۔۔

تم بہت اچھی ہو نوریہ پاک اور صاف بالکل اس چاند کی طرح کبھی کبھار تو تمہیں دیکھتے ہوئے سوچتا ہوں کہ کہیں تم میرے دیکھنے سے بھی میلی نا ہو جاو میں بہت لکی ہوں

نوریہ کہ تم جیسی جیون ساتھی مجھے ملی جسکی زندگی کا ایک ایک ورق میرے سامنے ہے

اور ہر ورق شیشے کی طرح بالکل شفاف ہے تم سُن رہی ہو نا؟؟

نوریہ کہ ریلنگ پہ رکھے ٹھنڈے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں نرمی سے دباتے وہ

اُسے حدت پُہنچانے لگا تھا۔۔

"اور رہیں گے مستانے۔۔

سر سمانوں سے موسموں میں ہم۔۔"

نوریہ کہ ہاتھ تھامے وہ اپنے گھٹنوں کہ بل اُسکے سامنے جُھکا تھا میں جانتا ہوں مجھے کبھی

بھی اپنی فیلنگز تم سے شئیر کرنے کا موقع نہیں ملا یا پھر میں کر نہیں پایا کیونکہ میں نہیں

چاہتا تھا کہ تمھاری توجہ پڑھائی سے ہٹے یا پھر ہمارے بیچ قائم رشتے کو محسوس کرتے تم

مجھ سے جھجھکنے لگو۔۔

" کبھی کبھی یوں ہوتا ہے۔۔

دو رنگ مل جاتے ہیں۔۔

پر مل کہ بھی وہ گُھل نہیں پاتے۔۔

پر میں یہ ضرور چاہتا تھا کہ جب بھی شادی کی ڈیٹ فکس ہو میں تمہیں پرپوز کروں ایک ہاتھ میں اُسکا ہاتھ تھامے دوسرے ہاتھ میں پکڑا رنگ باکس اُس نے سامنے کیا تھا۔۔

Will you marry me nooriya??

"رل مل گھوم کہ پھرتے۔۔

گُھل مل بھی جائیں گے۔۔دیوانی راتوں کو مست دن دے کہ۔۔"

آنکھوں می آنسو بھرے نوریہ نے سر ہلایا تھا جس پہ وہ حسین سی ڈائمنڈ رِنگ اُس نے اُسکی اُنگلی میں پہناتے اپنے لب اُسکے ہاتھ پہ رکھے تھے۔۔

تم خوش ہو نا؟؟

ہاں بہت۔۔

اسوقت الفاظ نہیں تھے اُسکے پاس کہ وہ اپنے احساسات اُس پہ عیاں کر سکتی اُسے بتاتی کہ وہ اس پل خود کو دُنیا کا سب سے خوشقسمت ترین انسان سمجھ رہی ہے اُسکے ساتھ کو اُسکی محبت کو پا کر وہ خود کو ہواوں میں اُڑتا محسوس کر رہی ہے اُسکی زبان اگر اس وقت

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اُسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی تو اُسکی آنکھ سے بہتے آنسو اُسکے چُپ ہوتے ہوئے بھی سب کہہ رہے تھے۔۔

وہ دونوں یونہی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ایک دوسرے کہ قریب تھے اور وہ تنہا اور اکیلا چاند اُنکی محبت کا اور اُس لمحے کا رازدار تھا جہاں دس سال بعد اُن دونوں نے ایک دوسرے کو منتخب کیا تھا۔۔

"ابھی تو ہیں یہ سلسلے۔۔

پیار کہ ہوئے شروع۔۔

دھیرے دھیرے۔۔

ہولے ہولے۔۔

چلیں۔۔۔

سنبھل سنبھل کہ جئیں تو۔۔

خوب گزرے گی زندگی اپنی۔۔

ہووووو۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

اگلے دن نوریہ یونیورسٹی میں موجود اپنی فرینڈز کہ ساتھ دھوپ میں بیٹھے ہوئے پیپرز کی تیاری کہ لیئے فکرمند ہورہی تھی جبکہ باقی سب ہنسی مذاق کرتیں اُسے تنگ کررہی تھیں۔۔۔

اور بھئی بنورانی تیاری کیسی ہے؟؟

بس کچھ مت پوچھو یار کچھ سمجھ نہیں آرہا اُوپر سے روز دادی شاپنگ کہ لیئے کہیں نا کہیں بھیج دیتی ہیں اور دوسرا یہ لٹریچر کچھ سمجھ نہیں آرہا جب تک میڈیکل کہ سبجیکٹس تھے تب تک تو زاوی پڑھا دیتا تھا پر اب تو دماغ کہیں اور ہے اور دل کہیں اور۔۔

واہ واہ یہی حالت رہی تو ٹاپ کروگی تم انشاءاللہ۔۔

ویسے نوریہ بالاج مراد تو دوبارہ نہیں ٹکرایا نا تم سے۔۔

اللہ کا شُکر ہے یار اُس دن کہ بعد سے تو دکھا بھی نہیں وہ مجھے۔۔

چلو یہ تو گُڈ ہوگیا اور ویسے بھی بلائیں جتنی دور رہیں اُتنا ہی اچھا ہے۔۔

وہ چاروں گراونڈ میں ہنستی مُسکراتیں اپنی ہی دُنیا میں مگن تھیں جبکہ دور کہیں کھڑے

بالاج مراد نے نوریہ کو دیکھتے ضبط سے مُٹھیاں بھینچیں تھیں نا جانے کب وہ وقت آنا

تھا جب اُسکے اندر لگی آگ نے ٹھنڈا ہونا تھا۔۔

نوریہ کو گھورتے وہ اپنی ہی سوچوں میں گُم تھا کہ تبھی بالاج کا فون بجنے لگا۔۔

ہیلو جی بابا۔۔

کہاں ہو بالاج بہت دنوں سے چکر نہیں لگا یا تم نے۔۔

وہ بابا مما کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے آجکل بس اسی لئیے۔۔

تم بہت ضدی ہو بالاج آخر اُس بے جان وجود کو زندہ رکھنے کا کیا فائدہ تم اُسے جانے

کیوں نہیں دیتے ہمیشہ کی طرح اُسکی ماں کہ ذکر پہ وہ چلانے لگے تھے؟؟

وہ ماں ہیں میری مراد صاحب اور میں آپ کی طرح بے حس نہیں ہوں مجھ سے جو بن

پڑا میں آخری دم تک کرونگا اُن کہ لئیے سُنا آپ نے۔۔

غُصے سے کہتے وہ فون رکھتا ایک آخری سُلگتی نگاہ نوریہ پہ جمائے وہاں سے چل دیا

تھا۔۔۔

****

(دو مہینے بعد)۔۔

شام کہ سات بج رہے تھے دور کہیں مسجدوں سے آتی عشاء کی اذان کی آواز اُس سرد موسم کومزید پُر کشش بنارہی تھی۔۔

رجمان ہاوس کہ باقی افراد صُبح ہی آزاد کشمیر کہ لیئے نکل گ ئے تھے نوریہ کا لاسٹ پیپر تھاجو دینے کہ بعد اُسے زاویار کہ ساتھ کل صُبح میں نکلنا تھاپراب اچانک سے زاویار کا موڈ چینج ہو گیا تھا۔۔

نوریہ جلدی کرو دیر ہورہی ہے موسم کا پتہ ہے نا تمہیں ابھی نکلیں گے تو کہیں فجر کہ وقت تک وہاں پُہنچیں گے اُوپر سے موسم بھی خراب ہے برف باری ہورہی ہو گی وہاں (جلدی جلدی اپنا سامان بیگ میں اڑستے وہ کب سے اُسے ابھی چلنے کہ لیئے دلیلیں دے رہا تھا۔۔)

زاوی ابھی جانے کی کیا ضرورت ہے تم جانتے ہو نارات کا سفر مجھے خوفزدہ کردیتا ہے۔۔

تم تو ہو ہی بورنگ اتنے رومانٹک سفر کو خوفناک کہہ رہی ہو سفری بیگ کندھے پہ

لٹکائے وہ خود سے مسلسل بحث کرتی نوریہ کو دلیلیں دے رہا تھا۔۔

پر زاویار بابا نے بھی صُبح آنے کا کہا تھا ہم صبح فجر کہ وقت چلتے ہیں ویسے بھی ایسے موسم میں ڈرائیونگ کہاں ہو گی تم سے۔۔

ڈونٹ وری میں ڈرائیو نہیں کرونگا یہ جو تمھارا ڈرائیور ہے پہلے ٹرک چلاتا رہا ہے اور ایسے موسم اور راستے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں اُسکے لئیے اب چلو بھی یار اُکتائے ہوئے ایک بار پھر اپنے سامنے کھڑی نوریہ سے زاویار نے کہا جو ریڈ اور بلیک کلر کا کنٹراسٹ میں گرم سوٹ پہنے بلیک شمری شال لپیٹے کافی ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔۔

میں ہوں نا تمھارے ساتھ میری جان میرے ہوتے ہوئے کیسا ڈر تم تک آتی مُصیبت کو اپنے اُوپر روکنے کی ہمت رکھتا ہوں میں سو پلیز چیر آپ اُسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ اُسے اطمینان دلا رہا تھا۔۔

اوکے تم رُکو میں اپنا فون لے آوں۔۔

ہاں میں یہی ہوں فوراً آو۔۔

******

دوسری طرف اپنے اپارٹمنٹ میں اپنے ہی جیسے دوستوں کہ جمگھٹے میں بیٹھے بالاج شیشہ پیتے ایک سٹائل سے دھواں منہ سے نکالتے ہوئے خوب انجوائے کر رہا تھا۔۔

کہ تبھی بالاج کہ قریبی دوست اسد نے پوچھا۔۔

لاسٹ ٹائم جب ہم فارم ہاوس پہ سب اکٹھے ہوئے تھے تو کوئی نئی چیز پیش کرنے کا کہہ رہا تھا تو وہ کب مل رہی ہے ہمیں؟؟

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے میرے یار ٹھنڈا کر کہ کھانے پہ منہ نہیں جلتا ابھی وہ کچھ اور بھی کہنے والا تھا کہ تبھی اُسکا فون بج اُٹھا۔۔

ہاں بول۔۔

صاحب وہ زاویار باوا اور بی بی نکل رہے ہیں جی ابھی کشمیر کہ لیئے۔۔

کیا اپر کل تو تو نے صُبح کا کہا تھا۔۔

جی صاحب ایسا ہی تھا پر زاویار صاحب نے ابھی پر وگرام بدل دیا ہے۔۔

چلو صحیح ہے تم نکلو ہم بھی نکل رہے ہیں۔۔

ہڑبڑی میں فون رکھتے بالاج اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

کیا ہوا کہیں جا رہا ہے؟؟

ہاں تم سب بھی چلو۔۔

پر کہاں یار۔۔

دعوت ہے آج تم سب کی ایک خبیث مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے وہ چابیاں اُٹھاتا تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔

****

یہ آزاد کشمیر کہ علاقے بالاکوٹ کا منظر ہے جہاں رحمان فیملی بختاور کہ اکلوتے بیٹے کی شادی اٹینڈ کرنے آئی ہوئی ہے۔۔

رات کہ نو بج رہے ہیں سردی اپنی انتہا پر ہے پر یہ موسم کی شدت اور بارش کہ ساتھ پڑتی برف باری بھی شادی میں شریک لوگوں کا جوش و خروش ماند نہیں کر پائی۔۔

تمام لڑکیاں بالیاں انگیٹھی جلائے حویلی کہ اندر بنے مہمان خانے میں جمع ڈھولک کی تھاپ پہ گاتے ہوئے سُر سے سُر ملا رہی ہیں جبکہ بڑی بوڑھی عورتیں اندر رضائیوں میں دُبکی اُن آتی آوازوں پہ اپنے ہی تبصروں میں مشغول ہیں۔۔۔

ایسے میں عاشی صاحبہ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھامے اپنی ساس تک پُہنچتی ہیں۔۔

اماں یہ کھانا کھالیں دوائی بھی کھانی ہے پھر آپکو ایک تو پہلے ہی اتنی ٹھنڈ ہے کہ سمجھ ہی نہیں آرہا کچھ اُوپر سے یہ نوریہ فون نہیں اُٹھا رہی وہ جھنجھلاتی ہوئی اُنکے پاس بیٹھتیں شکایت کرنے لگیں۔۔

میں کب سے نوریہ کا نمبر ٹرائے کر رہی ہوں کیا آپکی کوئی بات ہوئی ہے نوریہ سے؟؟

کھانے کی ٹرے اپنے قریب کھسکاتے اماں اُنہیں بتانے لگیں۔۔

مصروف ہوگی اپنی سہیلیوں کہ ساتھ بہو تبھی دیکھا نا ہوگا۔۔

سہیلیاں۔۔ کونسی سہیلیاں اماں وہ کہاں ہونگی اس وقت رات کہ دس بج رہے ہیں۔۔

میں آنے سے پہلے نوریہ سے کہہ آئی تھی کہ اپنی کسی سہیلی کو بُلوالے تو وہ کہہ رہی تھی نتاشا اور ایک اور لڑکی ہے پتہ نہیں کیا نام ہے ذہن سے نکل گیا وہ آجائیں گی اور پھر وہ مل کر کوئی مووی نائٹ شائٹ کا پلین بنائے ہوئے تھی۔۔

اوہ تبھی میری کال چیک نہیں کی بس خیر سے اب وہ دونوں کل تک پُہنچ جائیں یہاں ایک تو راستوں کا بھی کچھ پتہ نہیں ہے ابھی کسی سے بات ہوئی تھی میری تو وہ بتا رہی

تھی کہ برف باری زیادہ ہو تو راستے بند ہو جاتے ہیں یہاں کہ اُوپر سے نا تو فون کام کرتا ہے نا لائٹ آتی ہے۔۔

بس اللہ ہی رحم کرے وہ دونوں ہیں بھی اکیلے وہاں۔۔

تو کونسا غیر ہیں اماں میاں بیوی ہیں وہ دونوں۔۔

بیشک میاں بیوی ہیں پر رُخصتی تو نہیں ہوئی نا اُوپر سے جوان خون نا بھئی نا کل کو کوئی اُونچ نیچ ہو گئی تو لوگ تھو تھو کریں گے ہم پر۔۔

اُنکی باتیں سُنتے وہ حیرت میں گھری چُپ چاپ وہاں سے اُٹھ آئی تھیں وہ تو نا جانے کیا کچھ سوچے بیٹھی تھیں پر وہ دونوں اُنکے ہاتھوں میں پلے بچے تھے اور وہ اُنہیں سب سے زیادہ جانتی تھیں تبھی مطمئن تھیں پر اماں کی باتوں پہ افسوس ہوا تھا کیا کچھ سوچ لیتی ہیں اماں بھی۔۔

******

بالاج اپنے دوستوں اسد دُرید اور سفیر کہ ساتھ گاڑی میں موجود تیزی سے گاڑی دوڑا رہا تھا اپنے اپارٹمنٹ سے نکلے کئی گھنٹے ہو گئے تھے اور اب وہ مری کہ راستے میں

تھے۔۔

یہ ہم کہاں جارہے ہیں بالاج اور تو مسلسل اس گاڑی کہ پیچھے کیوں ہے؟؟

تم لوگوں کو مفتا کھلانے والا ہوں سوچُپ چاپ دیکھتے جاو سوال مت کرو۔۔

پر پھر بھی کچھ بتا تو جانا کس جگہ ہے؟؟

کسی بھی سُنسان جگہ پہ روکوالیں گے۔۔

کس کو رُکوالیں گے تو بول کیا رہا ایک منٹ ایک منٹ بالاج یہ گاڑی کس کی ہے اور کون ہے اس میں؟؟

ہمارا شکار (مضبوطی سے ہاتھ سٹئیر نگ پہ جمائے اُسکی ساری توجہ اپنے سے دو گاڑیاں چھوڑ کہ آگے چلتی بلیک کرولا پہ تھی۔۔)

تیرا دماغ ٹھیک ہے بالاج یہ تو۔۔ تو سوچ بھی کیسے سکتا ہے اگر اگلی گاڑی میں کوئی تگڑی پارٹی ہوئی تو سب مارے جائیں گے ہوش کہ ناخن لے۔۔

تو ٹینشن نا لے بہت ہی سیدھی سادی فیملی ہے پولیس کا نام لیتے ہوئے بھی ڈرنے والی سو تو چِل کر۔۔

ویسے بہت حسین ہے کیا جس کہ پیچھے اتنا بڑا رسک لے رہا تو؟؟

دُرید کہ سوال پہ بالاج کی نظروں کہ سامنے وہ بھیگی آنکھیں لہرا گئی تھیں جنہیں سوچتے وہ پل بھر کو ڈھیلا پڑا تھا۔۔

(پر جب بولا تو صرف اتنا) پتہ نہیں بس لڑکی ہے اور مجھے میرے مقصد کو پورا کرنے میں مدد دے گی اور بس۔۔

چلو بھئی ہمیں تو لگا تھا کوئی حور پری ہے پر۔۔۔

Will you please shut up??

بالاج کی چنگھاڑتی آواز پہ وہ سب خاموش ہوئے تھے اس پل وہ سب اُس سب کو سمجھنے سے انجان تھے جو وہ کرنے جا رہا تھا۔۔

****

رات کہ بارہ بج چکے تھے کچھ دیر میں مری کراس کرتے وہ آگے بڑھنے والے تھے مسلسل ہوتی تیز بارش اور روڈ پہ پڑی برف کہ باعث ڈرائیور بہت سلولی ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ پچھلی سیٹ پہ گردن میں نیک پِلو اڑسائے وہ محوِ خواب تھی کہ تبھی زاویار نے

اُسکا پلو کھینچا جس پہ وہ غُصہ سے اُسے دیکھتی اُٹھ بیٹھی۔۔

تمہیں میں سونے کہ لیئے لایا ہوں؟؟

تو اور کیا اب یہاں ناچوں میں؟؟

ہاں ناچ بھی سکتی ہو تم نے دیکھا نہیں فلموں میں کیسے شیفون کی ساڑھیاں پہنے ہیر وئنز لہک لہک کہ برف پہ ناچتی ہیں۔۔

واہ واہ کیا اوبزرویشن ہے ڈاکٹر صاحب کی دونوں ہاتھوں سے تالی بجاتے اُس نے زاویار کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

جب تم اپنے اس شوہر پہ توجہ نہیں دو گی تو مجبوراً مجھے دوسروں کو ہی دیکھنا پڑے گا نا

زاوی نے بھی مزید چِڑایا۔۔

کوئی حال نہیں ہے تمھارا آنکھوں میں آنسو بھرتے وہی پِلو اُس نے زاوی کو دے مارا تھا۔۔

اب رونے مت لگ جانا میں تو تمہیں جگائے رکھنے کہ لیئے مذاق کر رہا تھا۔۔

یہ اسے مذاق کہتے ہو تم ایک تو اتنی ٹھنڈ بارش اوپر سے سونے پہ سہاگہ یہ برف اور

خطرناک کالی رات اس وقت تم مجھے لے جا رہے ہو اُوپر سے ایسے بیہودہ مذاق بھی کر رہے ہو پہلے ہی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔

کیا ہو گیا ہے نوریہ میں ہوں نا تو کیسا ڈر میں نے تو سوچا تھا ہم ایک حسین سفر ڈھیر ساری باتیں کرتے گزاریں گے اور ایک تم ہو بس رونے کا بہانہ چاہیے۔۔

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے زاویار پتہ نہیں کیوں میری چھٹی حِس کچھ کچھ غلط ہونے کا عندیہ دے رہی ہے مجھے۔۔

ڈر اور خوف میں مبتلا نوریہ کو بازو سے کھینچتے اُس نے خود سے لگایا تھا۔۔

اے ششش کیا ہو گیا ہے ریلیکس یار جیسے اتنا وقت گزر گیا ہے آگے بھی گزر جائیگا اور یہ پہلی بار نہیں ہے میں اور ماہیر بہت بار رات کا سفر کر چکے ہیں کچھ نہیں ہو گا وہ اُسے نرمی سے بہلاتے اُسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اُسے سمجھا رہا تھا کہ تبھی ایک جھٹکے سے گاڑی رُکی۔۔

کیا ہوا گاڑی کیوں روک دی؟؟

میں نے نہیں روکی صاحب جی یہ ایک گاڑی سامنے آ کر رُک گئی ہے ہمارے۔۔۔

******

ابھی ڈرائیور نے اطلاع دی ہی تھی کہ سامنے والی گاڑی سے چار لمبے چوڑے مرد منکی کیپ پہنے باہر نکلے تھے اُنکے ہاتھوں میں پسٹل تھی اور چہرے ڈھکے ہوئے تھے۔۔

یہ۔۔یہ کیا ہو رہا ہے زاویار۔۔

شش چپ کچھ نہیں ہوا تم خاموش رہو بس۔۔

زاویار نے ڈری سہمی سی نوریہ کو اپنی اُوٹ میں کرنے کی ناکام سی کوشش کی تھی کہ تبھی اُنہی میں سے ایک نے کھڑکی کھٹکھٹائی۔۔

ڈرائیور کھڑکی مت کھولنا زاویار جو اس ساری سیچویشن کو دیکھتے کافی پریشان دیکھائی دے رہا تھا اُس نے ڈرائیور کو منع کیا پر اگلے ہی لمحے وہ پسٹل سے گاڑی کا شیشہ توڑتے ڈرائیور کو گیریبان سے پکڑے باہر نکال چُکا تھا۔۔

اسے باندھ دو اُن میں سے ایک جس نے شیشہ توڑا تھا پیچھے والے کو آرڈر کرتا بیک سیٹ کا لاک کھولتے زاویار تک بڑھا تھا۔۔

زاویار بہت صُلح جو اور امن پسند سا انسان تھا اور مار کٹائی سے ہمیشہ دور رہا تھا یہ سب

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہینڈل کرنا اُسکے لئیے کافی مشکل تھا۔۔

دیکھو تمہیں جو چاہیے وہ ہم دے دیتے ہیں۔۔

باہر نکل۔۔

والٹ موبائل ہمارا سامان بلکہ۔۔ یہ گاڑی بھی لے لو۔۔

اور یہ لڑکی بھی ساتھ میں دے گا کیا؟؟

وہ تینوں جو پیچھے کھڑے اس پلان کہ ماسٹر مائنڈ کو اپنا کام کرتے دیکھ رہے تھے بولے۔۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہو اب کی بار زاویار چیخا تھا۔۔

نور یہ جو گاڑی کہ اندر بیٹھے اللہ کو پُکارتے اُونچا اُونچا رو رہی تھی اس بات کہ کانوں میں پڑتے وہ مزید رونے لگی تھی۔۔۔

دیکھو ہمیں جانے دو میں تمہیں اور پیسے منگوا دونگا پر پلیز بیوی ہے یہ میری۔۔

اوہ ایک بیوی کہ پیچھے اتنی خواری پیچھے کھڑے وہ تینوں جو کسی فلم کی طرح اس منظر کو انجوائے کر رہے تھے یہ سنتے کافی مایوس ہوئے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے پکڑو اور اُس سالے کہ ساتھ باندھ دو ویسے بھی مجھے کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں چاہیے زاویار کو پیچھے دھکیلتے وہ اُنہیں آرڈر دیتے جو نہی گاڑی کی طرف بڑھا وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے سرپٹ پیچھے کو بھاگنے لگی وہاں موجود اُن دونوں زاویار اور بالاج کو نوریہ سے کم از کم اتنی ہوشیاری کی اُمید نہیں تھی۔۔۔

****

نوریہ کو بھاگتے دیکھ بالاج اُسکے پیچھے بھاگا تھا جبکہ زاویار اُن تینوں پہ ہاتھ پیر چلاتے خود کو بچانے کی کوشش کرنے لگا چھوڑو مجھے چھوڑو نوریہ۔۔۔بھاگو نوریہ۔۔

وہ تینوں جو پہلے اُسے صرف باندھ رہے تھے اب اُسکی مزاحمت پہ زاویار کو پیٹنے لگے تھے۔۔

جبکہ نوریہ بنا پیچھے دیکھے اندھا دُھند بھاگ رہی تھی اُسکی شال راستے میں ہی کہیں گر گئی تھی مسلسل بیٹھے رہنے اور سردی کی شدت سے اُسکے لیئے بھاگنا کافی مشکل تھا پر وہ خود کو بچانے کی خاطر نا جانے کہاں سے اتنی ہمت لے آئی تھی۔۔

جبکہ دوسری طرف بالاج اُسے اتنا ٹف ٹائم دیتا دیکھ مزید آگ بگولا ہوا تھا۔۔

رُک بھاگتی کہاں ہے وہ مغلظات بکتا اُسکے پیچھے تھا کہ تبھی روڈ کی ایک طرف جمع کی گئ

برف کو بنا دیکھے وہ اُس پہ چڑھی اور پھر وہاں پیر پھسلنے کہ باعث گر گئ۔۔

نوریہ کہ گرتے ہی وہ اُسکے سر پہ آ پہنچا تھا۔۔

ہاہاہا۔۔ہو گیا شوق پورا خواہ مخواہ تم نے خود کو تھکا یا ڈارلنگ۔۔

وہ آگے بڑھتے بنا اُسے پیچھے لے جانے کہ سائیڈ پہ بنی جھاڑیوں کی طرف گھسیٹنے لگا تھا

۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آآآآآ۔۔۔چھوڑو مجھے چھوڑو زاویار رررر۔۔۔زاوی بچاؤ مجھے زاویار۔۔

وہ مسلسل زاویار کو پُکارتی خود کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جبکہ وہ نیچے گری

نوریہ پہ چڑھ دوڑا تھا۔۔

چھوڑو مجھے پلیز پلیز مجھے جانے دو تمہیں خدا کا واسطہ۔۔

وہ مسلسل اُسے واسطے دیتی اپنا آپ چھڑوا رہی تھی پر وہ جس طرح سے اُسے تکلیف پہنچا

رہا تھا اُسکا مقصد اُسے زیادتی کا نشانہ بنانا نہیں بلکہ عبرت کا نشان بنانے کا تھا وہ اپنے

دانت اُسکے جسم پہ گاڑھ رہا تھا اور وہ بھی پوری طاقت سے کہ جب تک منہ میں گُھلتا خون محسوس نا ہوتا وہ اُس حصہ کو چھوڑ کر آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔۔

نوریہ کی چیخیں اُس جگہ پہ گونج رہی تھیں وہ پوری طاقت سے چِلاتے اپنے گلے میں خراشیں ڈالتے خود کو بچانے کی تگ ودو میں تھی پر وہ شخص اتنا مضبوط تھا کہ اُسکا دھان پان سا وجود اُسکے آگے کسی چیونٹی کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔۔

بالآخر نوریہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کہ ناخنوں سے اُسکا چہرہ نوچ ڈالا تھا پر اگلے ہی پل بالاج نے اپنا ہاتھ اتنے زور سے اُسکے چہرے پہ مارا کہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی بیہوش ہو گئی۔۔

******

وہ پورے آدھے گھنٹے تک نوریہ کو بدترین تشدد کا نشانہ بنانے کہ بعد اطمینان سے سگریٹ سُلگائے اُسکے بیہوش وجود کہ پاس بیٹھے دھوئیں کے مرغولہ بناتے اپنی لال انگارہ آنکھوں سے اُس بے جان پڑے وجود کو گھور رہا تھا۔۔

میں تم سے بالکل شرمندہ نہیں ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں میں بالکل حق پہ ہوں پر ہاں

یہ ضرور ہے کہ تم بے قصور ہو تم تمھارے باپ کہ گناہوں کہ لیئے ایک مہرے کی طرح استعمال ہوئی ہو اور بس پر میں بھی کیا کرتا اُس شخص کو گرانے کہ لیئے ایک تم ہی تھی جس نے میرے ماں باپ کی شادی شُدہ زندگی اور میرا بچپن کھالیا۔۔

اپنے ایک ہاتھ سے اُسکے چہرے کہ بال ہٹاتے بالاج نے اپنا سگریٹ اُسکی گردن پہ لگایا تھا۔۔

گُڈ بائے نوریہ آذر۔۔

*****

نوریہ کو ویسے ہی جھاڑیوں میں چھوڑے وہ اپنی منکی کیپ سیٹ کرتے تیزی سے چلتے واپس پہنچا تھا جہاں اُسکی گاڑی اور سب دوست موجود تھے۔۔

اور بھئ کیسا رہا اسد نے اُسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ایک آنکھ دُباتے ہوئے پوچھا۔۔

تم سب چلو گاڑی میں بیٹھو زاویار کہ پیر کھولتے جو روڈ کہ ایک کنارے میں پڑا تھا بالاج نے کہا۔۔

کیا چلو خود تو ہنی مون منالیا اب ہم سب کی باری ہے اُن سب کہ منہ سے نوریہ کہ لیئے

ایسے الفاظ سُنتے زاویار نے اپنے ہاتھ کھولتے بالاج کہ منہ پہ ایک گھونسامارا تھااس سے پہلے کہ وہ مزید اُسے مارتا دُرید نے پسٹل زاویار کہ سر پہ تان دی۔۔

زاویار کا ہاتھ کافی زور کا بالاج کہ منہ پہ پڑا تھا جو اُسکی ناک کی ہڈی کو جگہ سے ہلا گیا تھا اپنی ناک کو ہاتھ لگاتے بالاج نے چہرے پہ مُسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔۔

بیوی بہت زبردست ہے تمھاری اس پل زاویار کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یا تو خود زمین میں گڑ جائے یا پھر اُسے گاڑ دے۔۔

جاو جا کر سنبھالو اُسے ویسے بھی جس حال میں وہ ہے اُسے ڈاکٹر کی بہت ضرورت ہے خود کو چُھڑواتے وہ سرپٹ نوریہ کی جانب بھاگا تھا۔۔

یہ کیا کیا تو نے تو تو ہمیں بھی لایا تھا ساتھ اب خود انجوائے کر کہ ہمیں ایویں ہی لے جا رہا ہے۔۔

اُس لڑکی کی حالت ٹھیک نہیں ہے غُصہ میں کچھ زیادہ ہی ہو گیا مجھ سے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ مر جائے باقی تم سب اس سب کا معاوضہ جیسے اور جتنا چاہے وصول کر سکتے ہو اُن سب کی تسلی کرواتا وہ ڈرائیور کی طرف بڑھا تھا۔۔

بہت شُکریہ تمھارا آج تم نا ہوتے تو میں اتنی آسانی سے اپنے مقصد تک نا پُہنچ پاتا تمھارا انعام بھی تمھارے اکاونٹ میں آجائیگا اور ہاں منہ بند رکھنا ورنہ تم تو جانتے ہی ہو مجھے میں قبر سے بھی نکال لینے والوں میں سے ہوں اپنی بات مکمل کرتا اپنی ناک کو ہاتھ سے سہلاتے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

****

وہ چاروں جیسے دبے پاوں اُنکے پیچھے آئے تھے اُتنی ہی خاموشی سے اپنا مقصد حاصل کرتے زن سے گاڑی بھگاتے ہوئے جا چُکے تھے۔۔

جبکہ زاویار اپنی دُکھتی ٹانگ اور ماتھے پہ لگی چوٹ سے نکلتی ٹیسوں کو خاطر میں نالاتے بھاگتے ہوئے اُن جھاڑیوں کی سمت جارہا تھا جہاں وہ نوریہ کو گھسیٹتے ہوئے لیکر گیا تھا۔۔

بھاگتے ہوئے سڑک پہ پڑی اُسے نوریہ کی بلیک چادر ملی تھی جسے زاویار نے مضبوطی سے تھام لیا تھا چادر کو اپنے سینے میں بھینچے لنگڑاتے ہوئے وہ اُن جھاڑیوں کہ پاس آپُہنچا تھا۔۔

وہاں پُہنچتے اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ دھرتے وہ اپنی سانس ہموار کرتا پل بھر کو تھما تھا اندھیرے کہ باعث وہ صحیح سے دیکھ نہیں پا رہا تھا کہ نوریہ ہے کہاں اُسکا نظر کا چشمہ تو وہیں کہیں ٹوٹا پڑا تھا تبھی ایک خیال کہ ذہن میں لپکتے اُس نے اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے موبائل برآمد کیا اور ٹارچ آن کرتے جھاڑیوں میں وہ اُسے تلاشنے لگا پر جونہی نظر نوریہ کہ برہنہ وجود پہ گئی اُسے دیکھتے وہ کرب سے آنکھیں میچ گیا تھا وہ وہاں بے ہوش اپنے ارد گرد سے بے خبر پڑی ہوئی تھی اور اُسکے اُوپر اُسی کہ کپڑے گول مول کر کہ پھینکے گئے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
.com

اتنا منظر ہی دیکھنے کہ بعد زاویار کی ہمت جواب دے گئی تھی اور وہ وہیں جھاڑیوں میں بیٹھے ہاتھ میں جکڑی نوریہ کی چادر لیئے پھوٹ پھوٹ کہ رونے لگا تھا۔۔

آآآ۔۔۔نوریہ۔۔۔۔

یہ کیا ہو گیا کاش میں نے تمھاری بات سُنی ہوتی کاش۔۔وہ وہیں بیٹھے روتے ہوئے خود سے نالاں تھا وہ اُسے نہیں بچا پایا تھا وہ اُسکا محافظ ہوتے ہوئے بھی اُسکی حفاظت نہیں کر پایا تھا اور اب اُسکی ہی وجہ سے وہ فرشتوں جیسی معصوم لڑکی یوں گندگی میں لُتھڑ دی گئی تھی۔۔۔

"یوں بے رحم سی ہو گئی۔۔

لینے چلی جاں یہ زندگی۔۔

خُدا کیوں روٹھ گیا مجھ سے۔۔

نہیں تھا بیر میرا تجھ سے۔۔

تھا جنت سے بڑھ کہ پیارا میرا جہاں۔۔۔

اے خُدا تو بتا۔۔۔

یہ کیا کیا خُدا۔۔۔

ہائے یہ کیوں کیا خُدا۔۔۔

****

کچھ پل وہیں بیٹھے روتے ہوئے جب ٹھنڈ زاویار کی ہڈیوں میں گھسنے لگی تو اُسے اُس

برہنہ وجود کا خیال مزید تڑپانے لگا۔۔

وہ یونہی اپنی آنکھیں رگڑتا اندھیرے میں ہی نوریہ کی جانب بڑھا تھا اُس میں ہمت

نہیں تھی کہ وہ اُسے اس طرح اس حال میں دیکھ پاتا تبھی ہاتھوں سے ٹٹولتے بے حد مشکل سے اُس نے نوریہ کو کپڑے پہنائے تھے کپڑے پہنانے کہ بعد اُسکے یخ بستہ وجود کو اُسی کی کالی چادر میں لپیٹتے اور اپنے کندھے پہ ڈالتے وہ جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتا تھا جہاں اُسکی گاڑی کھڑی تھی۔۔

پر اُن جھاڑیوں سے نکلتے ہی اُس نے اپنی گاڑی بمعہ ڈرائیور وہاں دیکھتے شُکر کیا تھا۔۔

صاحب بی بی جی ٹھیک ہیں وہ اتنی فکر دیکھا رہا تھا جیسے اس سب میں اُسکا تو کوئی قصور ہی نا ہو۔۔

تم ہٹو آگے سے ڈرائیور کو ہٹاتے پچھلی سیٹ پہ نوریہ کو لٹاتے وہ ڈرائیور کی سمت بڑھا تھا۔۔

چابی دو مجھے۔۔

میں لے جاتا ہوں صاحب۔۔

نہیں تم رہنے دو میں لے جاونگا۔۔

صاحب آپ کیسے لے جائیں گے آپکو تو صحیح سے دکھے گا بھی نہیں اور میں اس وقت

اتنی رات میں کہاں جاونگا صاحب۔۔

ڈرائیور کی بات مانتے اور بنا مزید وقت ضائع کیئے وہ گویا ہوا تھا۔۔

ہاسپٹل چلو جلدی۔۔

جی صاحب۔۔

****

اپنے دوستوں کو اپنے ہی اپارٹمنٹ پہ چھوڑنے کہ بعد بالاج اپنی خوشی میں سرشار گھر پُہنچا تھا وہ آج بے حد خوش تھا۔۔

بچپن سے لیکر آج تک جس شخص سے وہ نفرت کرتا آیا تھا آج وہی نفرت وہ وہاں نکالتے کافی مطمئن تھا۔۔

نیوی بلیو شلوار قمیض پہ سکن کلر کی شال کندھوں پہ پھیلائے وہ اپنی ماں کہ کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا جہاں پُہنچتے ہی وہ اُنہیں بتانا چاہتا تھا کہ آج وہ اُس شخص سے بدلہ لے آیا ہے اپنی ماں کا جسکی وجہ سے اُنہیں کبھی خوشی محسوس نہیں ہوئ۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی وہ وجود ویسے ہی مشینوں میں جکڑا ہوا تھا بالاج کہ کمرے

میں آتے ہی صوفے پہ سوئی نرس اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

تم باہر جاو۔۔

جی سر۔۔

نرس کہ باہر نکلتے ہی وہ اُنکا نحیف سا ہاتھ تھامے بیٹھ چکا تھا وہ ڈیڑھ سال سے سو رہی تھیں پر اپنے ارد گرد گونجتی آوازوں کو باآسانی سُن سکتی تھیں۔۔

تبھی وہ اُنہیں بتانے لگا۔۔

آپکو آذر رحمان یاد ہے ناماما؟؟

یاد ہی ہو گا آپ بھول بھی کیسے سکتی ہیں اُس شخص کو جس نے ہماری زندگیوں میں کبھی خوشی آنے ہی نہیں دی۔۔

پر آج آپ خوش ہو جائیں کیونکہ آج میں آپکا بیٹا بالاج مراد آپکا بدلہ لے آیا ہوں۔۔

ماما میں اُسکی بیٹی کی عزت ویسے ہی تار تار کر آیا ہوں جیسے کبھی اُس نے کی تھی آپ سُن رہی ہیں نا؟؟

بالاج کی بات سُنتے ہی اُنکی ہارٹ بیٹ تیز ہوئی تھی اُن سے جڑی مشینیں ٹوں ٹوں کا شور

کرنے لگی تھیں اور پھر وہ لائن سیدھی ہو گئی تھی جو کئی سالوں سے ٹیڑھی میڑھی سی چل رہی تھی۔۔

وہ وجود جو ڈیڑھ سال سے اُس بستر پہ تھا دیکھتے ہی دیکھتے اُسکی روح فنا ہو گئی تھی۔۔

نرس جلدی آو دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔۔

دروازہ کھولتی نرس اندر داخل ہوئی تھی۔۔

سر یہ تو۔۔

یہ تو کیا؟؟ دیکھو ٹھیک کروا نہیں۔۔

شی از ڈیڈ سر۔۔

واٹ نو نو وے۔۔

ماما۔۔ ماما آنکھیں کھولیں ابھی تو ہمیں جشن منانا ہے سیلیبریٹ کرنا ہے سب ماما۔۔۔

وہ چیختا ہی رہ گیا تھا اور جانے والی جا چکی تھی۔۔

******

زاویار نوریہ کو اپنے ہی ہاسپٹل لے آیا تھا رات کہ تین بج رہے تھے ہاسپٹل میں کافی سناٹا تھا۔۔

نوریہ کو سٹریچر پہ ڈالے ایک پرائیویٹ روم کی جانب بڑھتے وہ ریسیپشن پہ رُکا۔۔

ڈاکٹر ماہا ڈیوٹی پہ ہیں؟؟

جی سر ہیں۔۔

اُنہیں فوراً بھیجو۔۔

تیزی سے نوریہ کو لے جاتے وہ آگے بڑھ گیا تھا جبکہ ڈرائیور زاویار کہ آرڈر پہ وہیں رکھے بینچ پہ بیٹھ چُکا تھا۔۔

زاویار کہ کہنے پہ ڈاکٹر ماہا بھاگتی ہوئی آئی تھیں۔۔

کیا ہوا ڈاکٹر زاویار پر جو نہی نظر نوریہ پہ گئی وہ وہیں جم گئی تھی۔۔

یہ۔۔۔ یہ ڈاکٹر آذر کی بیٹی ہیں نا کیا ہوا انہیں؟؟

کمرے میں اینٹر ہوتی نرس کو باہر جانے کا کہہ کر دروازے کی چٹخنی چڑھاتے زاویار ڈاکٹر ماہا تک آیا تھا۔۔

وہ ہم۔۔ہم کشمیر جارہے تھے۔۔۔تو راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا زمین کو گھورتے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا۔۔

پر ڈاکٹر زاویار یہ کہیں سے بھی ایکسیڈنٹ نہیں لگ رہا بے ہوش وجود پہ نظر ڈالتے جسکے ناک کا بہتا خون کان تک جاتے ہوئے جم چُکا تھا ہونٹ ایسے تھے جیسے بے دردی سے کُچلے گئے ہوں گردن پہ جابجا کاٹے جانے کہ نشانات کہ ساتھ ساتھ سگریٹ کا نشان اور سردی سے نیلا پڑھتا وجود یہ سب چیخ چیخ کر کوئی اور ہی روداد سُنا رہا تھا۔۔

دیکھیں ڈاکٹر ماہا۔۔

(ڈاکٹر ماہا چالیس سالہ میچیور ڈاکٹر تھیں جو کئی سالوں سے اس ہاسپٹل میں موجود تھیں)

ہمارے ساتھ راستے میں کچھ غنڈوں نے مار پیٹ کی ہے اور بس سامان وغیرہ لے گئے ہیں اور کچھ نہیں ہوا۔۔

کچھ نہیں ہوا یہ پولیس کیس ہے زاویار اور ریپ ہوا ہے اسکا تم بیوقوف مت بناؤ مجھے اُنہیں غُصے سے دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ وہ اُنکے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھیں ہم پہلے ہی اپنا سب کچھ لُٹا چکے ہیں ہمیں مزید بے عزت ہونے سے بچالیں۔۔

پر زاویار۔۔

آپکو خُدا کا واسطہ اس بات کو یہیں دُبالیں اور پلیز اسے چیک کریں یہ ٹھیک نہیں ہے پلیز ماہا پلیز ہماری لُٹی ہوئی عزت کو مزید لٹنے نا دیں اگر یہ سب پولیس اور میڈیا تک چلا گیا تو یہ بات اور ہماری عزتیں کس طرح اُچھالی جائیں گی یہ سب جانتی ہی ہیں آپ۔۔

پر یہ زیادتی ہے زاویار۔۔

میں اسکا شوہر ہوں اور میں ایسا ہی چاہتا ہوں پلیز پلیز ڈاکٹر ماہا۔۔

اوکے۔۔۔میں دیکھ لیتی ہوں۔۔

اُنکی یقین دیہانی پہ وہ باہر نکلا تھا اب اُسے ہی مزید سب خراب ہونے سے بچانا تھا۔۔

صاحب بی بی جی ٹھیک ہیں؟؟

تم میرے ساتھ باہر آو۔۔

ڈرائیور کو اپنے ہمراہ لیتے وہ باہر نکلا تھا۔۔

آج جو بھی ہوا تم اُسے اپنے تک رکھو گے سُنا تم نے۔۔

آپ فکر مت کریں صاحب آپ جیسا بولیں گے ویسا ہی ہو گا۔۔۔

اوکے گڈ میں تمھارے اکاونٹ میں کچھ رقم بھی ڈلوا دو نگا پر تم اب سے یہ نوکری نہیں کرو گے اپنی چُھٹی سمجھو۔۔

میری نوکری مت چھینیں صاحب میرے چھوٹے چھوٹے بچے اور بیمار ماں ہے یہاں شہر میں تو کسی کو جانتا بھی نہیں میں۔۔

وہ اپنی نوکری بچانے کہ لیئے منتیں ترلے کرنے لگا تھا۔۔

اوکے اوکے پر آہستہ بولو میں تمہیں نوکری سے نہیں نکال رہا پر کچھ دنوں کہ لیئے تم اپنے گاوں چلے جاو میں تمھاری نوکری کا کہیں اور بندوبست کروا کر بلوا لونگا تمہیں۔۔

شُکریہ صاحب۔۔

زاویار اپنی سُناتا چل دیا تھا جبکہ وہ ڈرائیور ساجد دونوں جگہ سے اپنی جیب گرم کرواتا چین کی بانسری بجاتے جا چُکا تھا۔۔

****

(تین دن بعد)۔۔۔

دوپہر کہ تین بج رہے تھے دو دن سے نکلتی دھوپ کی وجہ سے موسم کافی خوشگوار تھا۔۔

پر بالاج کہ خوبصورت گھر پہ پھیلا سناٹا الگ ہی خوف پھیلا رہا تھا اُسکی ماں مر چکی تھی اور وہ اُنکے صدمے میں نڈھال سب بُھلائے اپنے کمرے میں اوندھے منہ پڑا سوگ منا رہا تھا اور اس سوگ میں وہ یہ تو بالکل ہی بھول گیا تھا کہ کیسے کسی کی عزت کو اپنے پیروں تلے وہ روند آیا ہے۔۔ کہ تبھی مراد صاحب دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئے۔۔

اور بالاج کہ قریب بیڈ پہ بیٹھتے اُسکے گھنے بالوں والے سر میں اُنگلیاں چلانے لگے۔۔

میں جانتا ہوں تم اپنی ماں کہ بہت قریب رہے ہو اور اُسکے چلے جانے سے بہت پریشان ہو پر ایسا کیسے چلے گا تم میرے ساتھ گاوں چلو وہاں کی آب وہوا اچھا اثر ڈالے گی تم پر

۔۔

نہیں میں کہیں نہیں جاونگا میں اُنہیں قبر میں اس اذیت سے پہنچانے والوں سے حساب لونگا۔۔

کس سے؟؟کس کی بات کر رہے ہو؟؟

آذر رحمان کی۔۔

آذر۔۔۔آذر کا یہاں کیا ذکر بالاج۔۔

کیا آپ نہیں جانتے کہ وہ میری ماں کی ہر تکلیف کا ذمہ دار ہے۔۔

تم کیا کہہ رہے ہو میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا۔۔

کیوں کیوں نہیں سمجھ پا رہے آپ اور ماما کی طلاق بھی تو آذر کی وجہ سے ہوئی تھی۔۔

یہ کیا بولے چلے جا رہے ہو کس نے کہا ہے یہ سب تم سے وہ کھڑے ہوتے غُصے سے پوچھنے لگے تھے جبکہ اُنکے اسطرح سے رئیکٹ کرنے پہ بالاج بھی اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

ماما نے بتایا مجھے۔۔

اُس نے یہ بتایا کہ ہماری طلاق آذر کی وجہ سے ہوئی ہے؟؟

جی بالکل۔۔

جھوٹ بولتی ہے وہ۔۔۔وہ کچھ سخت الفاظ کہتے کہتے رُکے تھے کسی مرے ہوئے انسان

کہ لئیے وہ الفاظ زیب نہیں دیتے تھے۔۔

چلو تو پھر میں بتاتا ہوں آج کہ کتنی سچی تھی تمھاری ماں بالکنی کا دروازہ کھولتے اندر چھن سے آتی دھوپ کہ سامنے کھڑے ہوتے وہ حقیقت اُس پہ کھولنے لگے تھے۔۔۔

میں آذر اور تمھارے ماموں ایک ہی میڈیکل کالج میں تھے بہت گہری دوستی تھی ہماری اور ایک دوسرے کہ گھر بہت آنا جانا بھی تھا میں گلگت سے تھا اور یہاں ہاسٹل میں رہ رہا تھا جبکہ آذر اور تمھارے ماموں شاہد یہیں اسلام آباد کہ رہائشی تھے۔۔

آذر رحمان کی فیملی بہت اچھی سُلجھی ہوئی تھی اور ویسی ہی شاہد کی بھی تھی میرے دونوں فیملیز سے اچھے تعلقات تھے۔۔

ہم سب کا ایک دوسرے کہ گھر بہت آنا جانا بھی تھا پر نا جانے کب عطرت کہ دل میں آذر کہ لئیے جذبات پیدا ہو گئے وہ اُسے چاہنے لگی تھی وہ بھی دیوانہ وار پھر ایسا ہونے لگا کہ جب بھی ہم شاہد کہ گھر آتے وہ کسی تتلی کی مانند ہمارے گرد منڈلاتی وہ حسین تھی چاہے جانے کہ قابل تھی پر آذر کی توجہ وہ کبھی حاصل نا کر پائی۔۔

پھر یوں ہوا کہ وقت گزرنے لگا اور ہم سب اپنی اپنی ڈگری مکمل کرتے ادھر اُدھر

ہوگئے میں نے گلگت جا کر اپنے والد کا کام سنبھال لیا جبکہ شاہد اور آذر مزید پڑھنے باہر چلے گئے وہاں جا کر آذر کو حجاب مل گئی اور اُس نے شادی کر لی۔۔

اور یہ بات یہاں آذر کہ انتظار میں دن گنتے عطرت سے برداشت نہیں ہوئی اور جب آذر اور حجاب کی واپسی پر تمھارے ماموں کی فیملی نے اُنہیں ڈنر پہ انوئیٹ کیا تو تمھاری ماں نے موقع پاتے ہی آذر پہ الزام لگا دیا کہ وہ اُسکی عزت پہ ہاتھ ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

پھر پھر کیا ہوا کیا آذر رحمان نے ایسا نہیں کیا تھا؟؟

اُس وقت جس طرح کی سیچویشن عطرت نے بنادی تھی سب کو وہی صحیح لگی دونوں کی دوستی ختم ہوگئی اور ہر طرح کہ تعلقات بھی پر اس سب کہ بعد تمھاری ماں کی عزت پہ داغ آچکا تھا لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے تھے۔۔

شاہد میری عطرت کہ لیئے پسندیدگی سے واقف تھا سو مجھ سے بات کرتے اُس نے رشتہ لانے کو کہا اور یوں عطرت میری زندگی میں آگئی جہاں مجھے میری محبت مل گئی تھی وہاں عطرت کہ لیئے یہ سب کسی اذیت سے بڑھ کر نہیں تھا وہ میری ہر ہر چیز کو آذر سے کمپئیر کرتی تھی اور پھر مجھے اُسکے معیار پہ نا دیکھ بلا وجہ جھگڑتی تھی عطرت سے

شادی کہ بعد اُسکی اسطرح کی حرکتیں میری اُسکے لئیے قائم محبت کو کہیں دفنا گئ

تھیں۔۔

پر پھر تم ہماری زندگیوں میں آئے تمھارے آنے کہ بعد اُسکی توجہ کچھ بٹ گئ تھی اب

وہ جھگڑنے بھی کم لگی تھی پر وہ کبھی بھی میری بیوی نہیں بن پائ تھی وہ آذر کہ پُجارن

تھی اور میرے ساتھ ایک زبردستی کا رشتہ جسے میں جب تک گھسیٹ سکتا تھا میں نے

گھسیٹا پر میں یہ نہیں جانتا کہ وہ یہ سب گند کب سے تمھارے ذہن میں ڈالتی رہی

ہے۔۔

پر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ماما نے وہ سب جھوٹ کہا اور آذر نے ایسا نہیں کیا وہ تو یہ

بھی کہتی تھیں کہ آذر رحمان نے اُنکا ریپ کیا تھا۔۔

تم کیا بکواس کر رہے ہو میں یہ مان ہی نہیں سکتا میں آذر کو بہت اچھے سے جانتا ہوں اور

آج سے ڈیڑھ سال پہلے جب ہمارا آخری جھگڑا ہوا جب میں نے تمھاری ماں کو طلاق

دی اُس جھگڑے میں وہ اپنے اُس دن کا بنایا گیا پلان بے دھیانی میں کہہ گئ تھی یہ بات

شاہد کو بھی بتائ تھی میں نے اُس نے تو باقاعدہ معافی مانگی تھی آذر سے اور وہ سب

جاننے کہ بعد شاہد نے بہت جھگڑا بھی کیا تھا عطرت سے۔۔

اور پھر وہ ایکسیڈنٹ بھی تو اُسی غُصہ میں ہوا تھا اُسکا اور اُسکے بعد وہ ڈیڑھ سال جس بے بسی میں اُس نے گزارے وہ تمھارے سامنے ہیں۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں بابا آپ۔۔آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا وہ بھیگی آنکھیں وہ چیخیں اُسکا دم گھوٹنے لگی تھیں۔۔

اگر مجھے پتہ ہوتا کہ وہ یہ سب تمہیں اسطرح سے بتا چکی ہے تو ضرور تمھاری غلط فہمی دور کر دیتا میں۔۔

وہ بد گُمانی کہ بادل ہٹاتے پُرانی یادوں میں گھرے باہر نکل گئے تھے جبکہ بالاج اتنا بڑا ظُلم ڈھا دینے کہ بعد ہلنے کہ قابل بھی نہیں رہا تھا۔۔

وہ جو سمجھ رہا تھا کہ اُسکی ماں اُسکے بدلے کی خوشی کی تاب نا لاتے دُنیا چھوڑ گئی ہے یہ سب سُننے کہ بعد تو خود اُسکی دُنیا ہِل گئی تھی۔۔

****

یہ ہاسپٹل کہ ایک پرائیویٹ روم کا منظر ہے جہاں نوریہ پچھلے تین دنوں سے بے خبر پڑی تھی۔۔

باہر کی سمت کھلتی کھڑکی سے چھن کہ اندر آتی دھوپ دوپہر کہ ساڑھے تین بجے بھی اُس کمرے کو اپنی تمازت سے گرما رہی تھی۔۔

مسلسل اپنے چہرے پہ پڑتی روشنی کہ باعث وہ ارد گرد دیکھتی آنکھیں کھولتے اُٹھ بیٹھی تھی اس پل وہ اتنی خاموش اور ساکت تھی کہ اُسکے اس پُر سکون وجود کو دیکھتے وحشت ہو رہی تھی۔۔

اُس رات اور پھر اگلے کئ دن تک روتے چلاتے شاید اب وہ تھک چکی تھی اور اپنے ساتھ ہوئے اس حادثے کو شاید قبول بھی کر چکی تھی اب تو بس انتظار تھا تو کسی اپنے کا کسی اپنے کہ شانے کا جس پہ وہ سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کہ روتے اپنے اندر موجود ساری کھولن کو باہر اُنڈیل سکے۔۔

کمرے کہ سامنے کی دیوار پہ موجود گھڑی پہ نگاہیں جمائے وہ اپنی ہی سوچ میں غرق تھی کہ کاش وہ وقت کو تین دن پہلے واپس گھُما سکے اور اُس لمحے کو اپنی زندگی کی کتاب سے نوچ پھینکے اور سب نارمل ہو جائے سب پہلے جیسا حسین اور مکمل ہو جائے اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی دروازہ کھول کہ اندر آتے زاویار کو دیکھتے وہ تکیوں کہ سہارے اُٹھ کر بیٹھنے لگی تھی۔۔

****

دروازہ کھولتے ہی زاویار جو اُسے دیکھنے آیا تھا یوں نوریہ کو جاگا دیکھ وہ واپس مڑ جانا چاہتا تھا وہ چاہ کر بھی خود میں اتنی ہمت جمع نہیں کر پارہا تھا جس سے وہ اُسے تسلی کہ کچھ لفظ بول سکے۔۔

جبکہ دوسری طرف نوریہ اُسے یوں دروازے میں کھڑا دیکھ اُس پہ غور کرنے لگی تھی شاید یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا اب بھی سب ویسا ہی ہے۔۔

(بلیک کلر کی شرٹ پہ سلیولیس کالے ہی رنگ کا سویئٹر بلیو جینز کہ ساتھ پہنے اور بازو پہ سفید رنگ کا کوٹ ڈالے ہاتھ میں سٹیتھو سکوپ پکڑے وہ وہی زاویار تھا نوریہ کا زاوی پر اُسکے گلاسز کچھ مختلف تھے شاید نئے بنوائے گئے تھے۔۔)

زاویار کچھ دیر دروازے میں کھڑے اپنے سامنے بیٹھے وجود کو دیکھتے جسکے جسم کہ زخم تو ہاسپٹل کہ دیئے گاون میں چھپ گئے تھے پر چہرے کہ نیل اور لبوں کہ زخم اب بھی ویسے تھے۔۔

نوریہ کو ایک نظر دیکھتے اور ایک آہ کی صورت میں سانس خارج کرتے وہ اُس تک پہنچا

تھا۔۔

کیسی ہو نوریہ؟؟

نظریں جُھکائے سامنے پڑی کُرسی پہ بیٹھے وہ سوال کر رہا تھا۔۔

جبکہ نوریہ اُسکی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہی تھی اُسکا یوں نگاہیں چُرانا اُس کہ دل پہ بوجھ ڈال گیا تھا۔۔

تمھارے سامنے ہوں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوریہ کہ جواب کہ بعد ایک لمبی خاموشی چھا گئی تھی۔۔

جسے نوریہ نے توڑتے ہوئے پوچھا بابا اور سب واپس آگئے ہیں کیا؟؟

نہیں وہ سب وہاں آئے طوفان کی وجہ سے پھنس گئے ہیں ایک میسیج موصول ہوا تھا کہ ہم لوگ وہاں نا آئیں اُسکے بعد سے کوئی کانٹیکٹ نہیں ہوا سگنلز نہیں ہیں وہاں۔۔

زاویار کو نگاہیں جُھکائے جواب دیتے دیکھنے کہ بعد نوریہ نے ایک اور سوال داغا شاید وہ اپنے سوالوں کہ ذریعے اُسے ٹٹول رہی تھی۔۔

مطلب اُنہیں اس حادثے کہ بارے میں علم نہیں ہے؟؟

نہیں کسی کو کچھ نہیں پتہ سوائے ڈاکٹر مایا کہ۔۔

پر کیوں؟؟

تم کیا چاہتی ہو ایک ایک کو پکڑ کہ بتاوں کہ تمھارے ساتھ کیا ہوا ہے ہاں غُصہ سے کہتے وہ نوریہ کو گھورنے لگا تھا۔۔

اس وقت اُن نظروں میں جو تھا کاش کہ وہ نظریں جُھکائے ہی رکھتا۔۔۔

****

زاویار کی نظروں میں چُھپی چُبھن کو محسوس کرتے اور اُسکے لہجے کی کاٹ سے چھلنی ہوتے وہ رونا چاہتی تھی وہ بہت رونا چاہتی تھی پر آنسو شاید کہیں غائب ہو گئے تھے

۔۔

وہ نوریہ جسکے آنسو پلکوں پہ پڑے رہتے تھے آج جبکہ وہ رونا چاہتی تھی تو آنسو تھے کہ بہنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔

زاویار اپنے لہجے کی سختی کو بھانپتے کچھ دھیما پڑتے پھر سے کہنے لگا۔۔

دیکھو نوریہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب اس سب کو ہمیں چُھپانا ہے جیسے ابھی تک یہ بات کسی

پر عیاں نہیں ہوئی بالکل ویسے ہی آگے بھی نہیں ہونی چاہیے۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے اُس شخص کو سُن رہی تھی جو نا جانے کونسے

رموز واو قاف سیکھا رہا تھا۔۔

گھر والوں کا یوں وہاں پھنس جانا اور فی الوقت کوئی کانٹیکٹ نا ہو پانا ہمارے لئیے کسی

نعمت سے کم نہیں ہے تم سُن رہی ہو نا۔۔

زاویار۔۔

ہمم۔۔

کیا تم میرے ساتھ یہ سب کرنے والوں کو اتنی آسانی سے جانے دو گے اُن سے کوئی

حساب نہیں مانگو گے؟؟

(نوریہ کہ اتنے مان سے کہنے پہ اُسکا دل مزید بوجھ تلے آدبا تھا) نہیں کیونکہ اسی میں ہم

سب کی عزت ہے اور ویسے بھی ایسے کام کرنے والے لوگ اتنے کمزور نہیں ہوتے کہ

یوں آسانی سے اُن پہ ہاتھ ڈال لیا جائے اور رہی رپورٹ وغیرہ کی بات تو ہمارا قانون

کیسا ہے یہ تم بھی جانتی ہی ہو۔۔

دیکھو نوریہ جو ہونا تھا ہو گیا یہ سب بھول کر آگے بڑھو بھول جاو سب اپنی ہی سمجھاتے وہ جا چُکا تھا جبکہ نوریہ جو یہ سوچ بیٹھی تھی وہ آئیگا اُسے سُنے گا اور وہ اپنا غم غلط کرے گی ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔

وہ اپنی محبت کی آزمائش میں ناکام رہا تھا وہ جو ہر طرح کی آزمائش کہ لیئے تیار تھا پہلے ہی مرحلے میں کوسوں دور جا کھڑا ہوا تھا۔۔

"روح ناشاد۔۔۔

بدن برباد ہے۔۔

بولوں کیا۔۔۔

بولوں کیا۔۔۔

****

رات کہ آٹھ بج رہے تھے شام ہوتے ہی ٹھنڈ نے اپنی لپیٹ میں ہر شے کو جکڑ لیا تھا۔۔

چوپائے خود کو سردی سے بچانے کی خاطر خوار ہو رہے تھے۔۔

پر ایسے میں نوریہ بھی تھی جو پچھلے ایک گھنٹے سے نیم گرم پانی کہ نیچے کھڑے اپنے جسم

کور گڑتے رگڑتے اُس پہ خراشیں ڈال چُکی تھی پر تسلی تھی کہ ہو کہ ہی نہیں دے رہی تھی۔۔

بالآخر تھک ہار کہ وہ یونہی واشروم میں مسلسل بہتے پانی کہ نیچے بیٹھے اپنی ٹانگوں کہ گرد بازو لپیٹے رونے لگی تھی۔۔۔

"روندی اکھیاں نوں جے تو سمجھ لیندا۔۔

سجن تو میرا بس میرا ریندا۔۔"

تین دن وہاں ہاسپٹل میں رہنے کہ بعد اور پھر زاویار کا اتنا بیگانہ پن دیکھنے کہ بعد وہ آج شام میں ہی واپس گھر آگئی تھی تین دن اُسی حالت میں گزارتے اپنے وجود سے گِھن کھانے کہ بعد وہ خود کو پاک کرنے کہ لیئے پچھلے ایک گھنٹے سے واشروم میں تھی۔۔

"دل نوں چیر گیا ہائے دھوکا تیرا۔۔

سینا چیخے میرا بس یہی کیندا۔۔۔

توڑ دنیا جیسا۔۔"

نوریہ کہ اصرار پہ زاویار اُسے گھر کہ گیٹ پہ اُتارتا اور چُپ رہنے کا کہتا جا چُکا تھا (گھر پہ

اس وقت ملازموں کہ سوا کوئی نہیں تھا اور وہ زاویار کی دی گئیں ڈھیروں ہدایتیں پلو میں باندھتی گھر آچکی تھی)۔۔

نوریہ جو اس انتظار میں تھی کہ وہ اپنے مجرموں سے بدلہ لے گی ایک ایک کا گیریبان پکڑے گی پر وہ ایسا کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔

"اپنا سمجھے تو کروں کچھ گِلا۔۔

عشق سانسوں پہ ہوا ہے بھاری۔۔"

وہ شخص جس کی اس وقت اُسے سب سے زیادہ ضرورت تھی جسکے ساتھ کی جسکے اعتبار اور محبت کی شدت اُسے چاہیے تھی وہ تو اپنا دامن ایسے بچا رہا تھا جیسے کیچڑ سا گزرتا شخص اپنا دامن بچاتا ہے۔۔

"نینوں کا پیالا ہے بھر بھر بہتا۔۔

کیویں ہنسدے او سانوں اتھر و دے کے۔۔

کیویں ہنسدے او سانوں اتھر و دے کہ۔۔

زاویار۔۔۔

وہ چیختے ہوئے دیوانہ وار اُسے بُلانے لگی تھی جو یہاں تھا ہی نہیں۔۔

مجھے بچالو زاویار میرا کوئی گناہ نہیں ہے میں نے کچھ غلط نہیں کیا تم تو گواہ ہو اس سب کہ مسلسل زاویار کو پُکارنے کہ بعد وہ واشروم میں لگے قد آدم آئینہ کہ سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"سجناں وے۔۔

سجناں وے۔۔

تو دُنیا جیسا۔۔

سجناں وے۔۔"

نیم گرم پانی کہ دھوئیں کی وجہ سے آئینہ دُھندلا یا ہوا تھا آئینہ کہ سامنے کھڑے ہوتے ہوئے نوریہ نے اپنے ہاتھ سے شیشے کو صاف کرنا شروع کیا۔۔

آئینہ صاف ہوتے ہی اُسکے جسم پہ پڑے خوفناک نشان واضح دکھنے لگے تھے جنہیں دیکھتے اُسے اپنی بے بسی پہ مزید رونا آنے لگا تھا وہ تو اس قابل بھی نہیں تھی کہ اُس شخص سے اپنا قصور پوچھ پاتی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں تیرے آنگن دی خوشبو سی۔۔

میں تیرے آنگن دی خوشبو سی۔۔

لگی میلی نظر جے لے ڈوبی۔۔

اُن نشانوں کو رگڑتے خود پہ سے ہٹانے کی ناکام کوشش کرتی وہ خود پہ کلمہ پڑھ پڑھ کہ پھونکتی خود کو پاک کر رہی تھی۔۔

میں میلی ہو گئی یا اللہ میں کیا کروں پلیز میری مدد کریں مجھے مزید رسوائیوں کی دلدل میں گرنے سے بچا لیں۔۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی اب بھی کلمہ کا ورد کر رہی تھی۔۔

"سجن لاج عشقے دی رکھ لیندا۔۔

ناآندی جُدائی نا غم پیندا۔۔

سچے لگدے سی جھوٹے نین تیرے۔۔

مجھ سے میرے زاویار کو دور مت ہونے دیں پلیز پلیز ززاللہ جی رب سے زاویار کو مانگتے اُسکی نظر اپنی گردن پہ گئی تھی جہاں کاٹے جانے اور سگریٹ کا نشان تو تھا پر زاویار

کہ نام کا لاکٹ نہیں وہ لاکٹ نا پاتے وہ بے چین ہوئی تھی۔۔

"سجناوے سجناوے۔۔

میں سکھ گئیاں پیڑاں نال وسناوے۔۔

سجناوے سجناوے ہن آندا نہیں کوئی سپناوے۔۔

لاکٹ کو ڈھونڈتے اُس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی تھی پر کہیں ناپاتے وہ کپڑے پہنتی باہر نکلی تھی۔۔

پورا کمرہ اُلٹ پُلٹ کرنے کہ بعد بھی وہ لاکٹ نا ملنا تھا اور نا ہی اُسے ملا تھا۔۔

اُف کہاں چلا گیا؟؟

کیا زاویار کہ مجھ سے دور ہونے سے پہلے ہی اُسکا نام مجھ سے چِھن گیا ہے یہ سوچتے ہی وہ مزید رونے لگی تھی کہ تبھی دروازہ کھٹکا۔۔

کک۔۔کون؟؟

بی بی جی زاویار صاحب کا فون تھا اُنہوں نے دوائی کھلانے کا بولا ہے آپکو۔۔

زاویار کا نام سنتے اور خود کہ لئیے اُسکی فکر دیکھتے اُسکی بے رنگ سوجی ہوئی آنکھیں مُسکائی تھیں۔۔

پوری دُنیا بھی مجھے چھوڑ دے تب بھی زاویار مجھ سے دور نہیں جا سکتا۔۔

"سجناوے۔۔

سجناوے۔۔

****

مراد صاحب ساری حقیقت بالاج پہ آشکار کرنے کہ بعد گلگت کہ لئیے روانہ ہو گۓ تھے ویسے بھی عطرت سے کبھی ایسا تعلق رہا ہی نہیں تھا جسکا وہ سوگ مناتے۔۔

جبکہ بالاج پیچھے جن طوفانوں کی زد میں تھا وہ اُن سے اب تک باہر نہیں آ پایا تھا۔۔

وہ بالاج جس نے آج تک اپنے گھر کو ہر طرح کی خرافات سے پاک رکھا تھا اب وہی اپنی زندگی میں آۓ طوفان کو بھولنے کہ لئیے اُم الخبائث کو ہاتھ میں تھامے زمین پہ بیٹھے ہوۓ تھا۔۔

ماما۔۔۔

یہ کیا ہو گیا مجھ سے کاش کاش آپ نے میرے اندر اتنی نفرت نا بھری ہوتی تو میں یوں کسی کی عزت۔۔ کسی کی بیوی کی عزت یوں پامال نا کرتا۔۔

ہاتھ میں گلاس تھامے وہ اپنے ذہن میں چلتے ہوئے سوالوں کی زد میں تھا۔۔

مجھے تو آج تک یہی لگا تھا کہ آپکی اور بابا کی ناخوشگوار زندگی کی وجہ آذر رحمان ہے پر نہیں آپ جھوٹی نکلیں آپ نے جھوٹ بولا ماما کاش۔۔ کاش کہ آپ ایسا نا کرتیں۔۔ آپکی وجہ سے اتنا ظُلم ہو گیا مُجھ سے۔۔

وہ چیخیں۔۔ وہ چیخیں میرا سکون لوٹ رہی ہیں وہ آوازیں مجھے سونے نہیں دیتیں ماما اُسکی۔۔ اُسکی وہ بھیگی آنکھیں میرا دل دہلا دیتی ہیں۔۔

بند ہوتی آنکھوں اور لڑکھڑاتی آواز میں کہتے وہ نیند سے جھومنے لگا تھا کہ تبھی اکرام حُسین (خاص ملازم) دروازہ کھٹکاتے اندر داخل ہوا۔۔

صاحب جی کھانا یہاں لاوں کہ آپ باہر آئیں گے۔۔

کمرے میں داخل ہوتا ملازم اُسکی حالت دیکھتے حیران ہوا تھا کیونکہ آج تک کبھی کسی نے خوشبوؤں میں نہائے بالاج کو اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جاو نہیں۔۔۔ کھانا مجھے۔۔۔اور دوبارہ مت آنا۔۔ جاو اکیلا چھوڑ۔۔ دو مجھے۔۔

جی صاحب اس سے پہلے کہ وہ مڑتا کچھ یاد آنے پہ بالاج کہ نزدیک آتے ہوئے بولا۔۔

یہ جی سکینہ کو آپکے میلے کپڑوں کی جیب سے ملا ہے۔۔

اکرام کہ ہاتھ میں جھولتا لاکٹ دُھندلی آنکھوں سے بالاج نے بمشکل دیکھا تھا جس پہ zaviyar لکھا ہوا تھا۔۔۔

******

یہ ایک کمرے کا منظر تھا جس میں اس پل چھایا گھور اندھیرا کسی آسیب کی طرح ڈراونا تھا پر اُس اندھیرے کمرے میں رسیوں سے جکڑا ایک وجود بھی تھا جسے نہایت سختی سے باندھا ہوا تھا اور جس کی گُھٹی گُھٹی چیخیں فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔۔

پر پھر اچانک سے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں دو آنکھیں اُبھریں وہ آنکھیں بالکل آگ رنگ کی تھیں اور اُس سے نکلتے شُعلے نوریہ کو اپنی لپیٹ میں لینے کو بے تاب تھے۔۔

اور وہ آنکھیں قریب سے قریب تر ہوتی جارہی تھیں نوریہ اُن آنکھوں سے بچنے کو سختی سے آنکھیں بند کرتی سسکنے لگی تھی وہ گلا پھاڑ کر چیخ چیخ کر سب کو پُکارنا چاہتی تھی پر دو

ہاتھ اُسکی گردن پہ موجود اُسے ایسا کرنے سے روک رہے تھے۔۔

اور پھر تبھی ایک نرمی لیا ہاتھ اُسکے بالوں میں رینگتا اُسے پُر سکون کرنے لگا تھا۔۔

اُس ہاتھ کی نرمی اور شفقت نوریہ کو اپنے جلتے بدن پہ پھوار کی مانند محسوس ہو رہی تھی۔۔

وہ منظر جو پہلے وحشت میں مبتلا کر رہا تھا یکدم ہی ایک پُر سکون اور اپنائیت لیئے لمحے میں تبدیل ہوا تھا۔۔

ابھی وہ اس لمس کو محسوس ہی کر رہی تھی کہ ایک آواز کانوں میں گونجی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوریہ۔۔۔

نوریہ بچے۔۔

اپنے نام کی آوز پہ آنکھیں کھولتی وہ اپنا نام پُکارنے والے کو آنکھیں پھاڑے دیکھنے لگی تھی۔۔

****

آذر صاحب بہت کٹھنائیوں سے گزرتے کشمیر سے واپس آچکے تھے یہ پہلی بار تھی کہ

ہاسپٹل کی سب ذمہ داری زاویار کو سونپتے وہ دونوں بھائی کہیں گئے تھے۔۔

راستے میں پیش آنے والی مشکلات کہ پیش نظر وہ اماں بھابھی اور معراج کو وہیں چھوڑتے واپس آئے تھے اور اب نوریہ کہ پاس بیٹھے اُسکا سر سہلا رہے تھے۔۔

آنکھیں کھولے بابا کو دیکھتے اور حقیقت میں پہنچتے وہ کسی اپنے کو دیکھتی حیران ہوئی تھی۔۔

کیا ہوا بچے یہ چہرے پہ نشان کیسے ہیں وہ اُسکے چہرے کہ نشانات پہ فکر مند دیکھائی دے رہے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوریہ فی الوقت اُنہیں دیکھتے سب بھلائے خوش ہوئی تھی پر اُنکے یاد دلوانے پہ وہ روتی ہوئی اُن سے لپٹ گئی تھی۔۔

کیا ہوا ہے نوریہ ایسے کیوں رو رہی ہو۔۔

اور یہ چوٹیں کیسی ہیں؟؟

بابا۔۔آپ کہاں چلے گئے تھے؟؟

کیوں چھوڑ گئے تھے مجھے۔۔

آپ۔۔آپکو پتہ ہے مجھے کتنی ضرورت تھی آپکی اُنکے گلے سے لگے اُسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے یکدم ہی صحرا میں ننگے پیر چلتے کوئی سایہ دار درخت مل گیا ہو۔۔

****

زاویار جو ابھی ہی نائٹ شفٹ ختم کرتے گھر پُہنچا تھا نوریہ کہ رونے کی آواز پہ بھاگتا ہوا اُسکے کمرے میں پُہنچا پر سامنے آذر صاحب کو دیکھتے وہ ٹھٹکا تھا اور حقیقتاً ڈر بھی گیا تھا کہ کہیں نوریہ نے کچھ بتا تو نہیں دیا۔۔

جبکہ نوریہ جو اُنہیں یہ کہہ رہی تھی باباوہ۔۔وہ رات بہت مشکل تھی بہت مشکل آپکو پتہ ہے وہ مجھے۔۔آپ نہیں جانتے تک۔۔ کیا ہوا وہ مسلسل روتی ہوئی کچھ بتانے کی تگ ودو میں تھی پر زاویار نے اُسے ٹوک دیا۔۔

نوریہ تم رو کیوں رہی ہو؟؟

زاویار کو سامنے دیکھ وہ جو جذبات میں بہتی سب بتانے کو تیار تھی خاموش ہو گئی۔۔

جبکہ نوریہ بنا جواب دیئے اپنے بابا کہ سینے میں منہ چھُپا گئی تھی جس پہ آذر صاحب نے نوریہ کہ سر پہ پیار دیتے ہوئے کہا۔۔

تمہیں تو پتہ ہی ہے میری بیٹی کا دل کتنا نازک ہے بس اپنے بابا کو مس کر رہی تھی سو کچھ

اموشنل ہو گئ۔۔

کبھی رہی نہیں نا یوں آپ سب کہ بغیر تبھی آئیں نا ناشتہ کرتے ہیں اور بتائیں چاچو

فنکشن کیسا رہا؟؟

کیسا فنکشن بیٹا شادی جو اتنے زور و شور سے شروع ہوئ تھی طوفان کی وجہ سے

سب۔۔

زاویار اُنہیں باتوں میں لگائے کمرے سے باہر نکل گیا تھا پر جاتے جاتے جو نظر نوریہ پہ

ڈال گیا تھا اُسکا واضح مطلب تھا "بس خاموش"۔۔۔

****

دوپہر کہ بارہ بجے رحمان ہاوس میں وہ تینوں ناشتے کی میز پہ موجود تھے جہاں مسٹرڈ کلر

کی فُل سلیوز ہائ نیک سٹائل کی شرٹ پہنے مرجھائ سی نوریہ موجود تھی ماتھے اور لبوں

پہ پڑے نشان اب بھی تقریباً ویسے ہی تھے پر وہ جو اپنی فرلز ہمیشہ سے سیٹ کیئے رکھتی

تھی پن لگا کر سائیڈ پہ کیئے کیچر میں جکڑے بالوں کہ ساتھ آنکھوں میں ویرانی لیئے

بیٹھی چائے کہ کپ کو گھور رہی تھی کہ بابا کی آواز پر اُنکی جانب متوجہ ہوئی۔۔

یہ ایکسیڈنٹ کب اور کیسے ہوا زاویار اور ڈرائیور کہاں تھا کچھ بتاوگے تم مجھے؟؟

جس سوال کہ لیئے وہ کب سے خود کو تیار کر رہا تھا وہ سوال پوچھ لیا گیا تھا جبکہ دوسری طرف نوریہ کپ منہ سے لگاتے اُسے سُننے لگی تھی کہ وہ کیا جواب دے گا۔۔

وہ چاچو۔۔۔اصل میں نوریہ کا پیپر جس دن ختم ہوا اُسی دن ہم کشمیر کہ لیئے نکل گ ئے تھے پر راستے میں اتنی برف اور لینڈ سلائیڈنگ تھی کہ گاڑی کنڑول نہیں ہو پائی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ۔۔۔اور ڈرائیور وہ کہاں ہے ٹھیک تو ہے نا؟؟

جی چاچو وہ بس اپنی فیملی سے ملنے گیا ہے آ جائیگا جلد ہی۔۔۔

چلو شُکر ہے زیادہ نقصان نہیں ہوا بس یہ معمولی چوٹ ہی آئی ہے۔۔

تم بتاو نوریہ ٹھیک ہو نا بچے اور اس چہرے کی چوٹ کہ علاوہ تو نہیں کہیں لگا نا۔۔۔

بابا کہ اتنی توجہ سے پوچھنے پہ اُسکی آنکھیں بھر آئی تھیں وہ اُنہیں بتانا چاہتی تھی کہ نقصان تو بہت بڑا ہوا ہے اور زخم۔۔زخم تو روح پر ایسا لگا ہے کہ شاید ہی کبھی منہدم

ہو پائے۔۔

نوریہ۔۔

جج۔۔جی بابا۔۔

تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی چند ہی دنوں میں اتنی کمزور اور آنکھوں کے نیچے حلقے دیکھو تمھاری دادی آئیں گی تو غُصہ ہونگی کہ خیال نہیں رکھا تم نے اپنا۔۔

میں ٹھیک ہوں بابا یہ الفاظ نوریہ نے زاویار کو دیکھتے ہوئے ادا کیئے تھے جو کمال مہارت سے سب چُھپا گیا تھا۔۔

ناشتہ کر کے ریسٹ کرو بیٹا اور خیال رکھو نوریہ کہ سر پہ ہاتھ رکھتے وہ کھڑے ہوئے۔۔

آپ کہاں جارہے ہیں بابا؟؟

مجھے ایک کام ہے اُسکے بعد ہاسپٹل کا ایک چکر لگاؤنگا جلدی آجاؤنگا ڈونٹ وری۔۔

وہ اپنی کہتے جا چُکے تھے پر اُنکے نکلتے ہی زاویار نے نوریہ کو گھورتے ہوئے کہا۔۔

ناشتہ کر کے کمرے میں آو فوراً۔۔

******

دوپہر کا ایک ہو رہا تھا آج پھر سے سردی اپنے جوبن پہ تھی اور عنقریب ہی بادل بھی برسنے کو تیار تھے کالے بادلوں سے گھرا آسمان آج چھم کر برسنے کہ موڈ میں تھا۔۔

پر اس سب سے بے نیاز بالاج مرادا اپنے کمرے کہ ٹھنڈے فرش پہ پڑے نیند میں دُھت پڑا تھا کہ تبھی اکرام حُسین دروازہ ناک کرنے کہ بعد اندر داخل ہوا اور اندر اینٹر ہوتے ہی زمین پہ پڑے وجود کہ قریب پُہنچا رات کو بالاج جس جگہ پہ بیٹھا ہوا تھا اب اُس ہی جگہ پہ لیٹے سو رہا تھا۔

صاحب جی۔۔۔

صاحب۔۔۔

اکرام کہ ہلانے جُلانے پہ وہ ہڑبڑاتے ہوئے اُٹھ بیٹھا تھا پر نیند سے بوجھل آنکھیں کھولتے اکرام کو سامنے پاتے وہ اُس پہ برسنے لگا۔۔۔

کیا مسئلہ ہے تمھارا میں نے تمہیں بُلایا ہے کیا کیوں جگایا مجھے ؟؟

صاحب جی وہ نیچے صاحب کہ دوست آئے ہیں۔۔

تو مجھے کیوں جگایا کہہ دیتے کہ بابا نہیں ہیں یہاں۔۔

صاحب جی وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔

کیا اپر بابا کہ دوست مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں اچھا نام کیا ہے؟؟ ہے کون؟؟ اپنے بکھرے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ بے زاری سے پوچھ رہا تھا؟؟

جی وہ آذر رحمان۔۔۔

کیاااا۔۔۔

آذر رحمان۔۔

آذر رحمان کا نام سُنتے ہی گویا چھت اُسکے سر پہ آ گری تھی۔۔

کیا وہ اتنی جلدی پکڑا گیا تھا؟؟

****

زاویار کہ پیچھے پیچھے اُنگلیاں چٹخاتی نوریہ سر جُھکائے اُس کے کمرے میں داخل ہوئ تھی

۔۔

نوریہ کہ اندر اینٹر ہوتے باقاعدہ دھڑام کی آواز سے زاویار نے دروازہ مارا تھا جس پہ وہ اپنی جگہ پہ اُچھلتی حیرت سے اُسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔

تم کیا چاہتی ہو ہاں کیا چاہتی ہو تم پہلے ہی تمھاری وجہ سے جو کالک میرے منہ پہ آ لگی ہے اُسے سب سے چُھپاتا پھر رہا ہوں میں اور ایک تم ہو جسکا بس نہیں چل رہا ہے کہ اپنی عزت کہ چلے جانے پہ نقارے بجائے بے دردی سے نوریہ کو بازو سے پکڑے وہ دانت بھینچے اُس پہ غُرا رہا تھا۔۔

اِدھر جاوں اُدھر جاوں کشمکش میں ہوں کدھر جاوں۔۔۔

یہ۔۔یہ کیا کہہ رہے ہو زاویار وہ میرے بابا ہیں میں اُنہیں بتانا چاہتی ہوں اپنا دُکھ بانٹنا چاہتی ہوں اُن سے۔۔

ہمم بانٹنا چاہتی ہوں ہر دُکھ بانٹنے کا نہیں ہوتا شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے یہ نوریہ سمجھتی کیوں نہیں ہو تم ایک جھٹکے سے اُسکا بازو چھوڑتے وہ مڑا تھا۔۔

"مُجھ کو بتا دے مولا ختم گر ہو گیا ہے سفر۔۔

دل میں چُبھنے لگا ہے خار کوئی۔۔

تم کہنا کیا چاہتے ہو اس سب میں میرا کیا قصور ہے زاویار وہ روتے ہوئے اُسکی پُشت کو
گھورتی اپنی بے قصوری کا اُسے یقین دلا رہی تھی۔۔۔

میں مانتا ہوں۔۔

میں مانتا ہوں تمھارا کوئ قصور نہیں پر تم یہ جان لو کہ وہ رات سب بہا کر لے گئ ہے
نور یہ اور اب اُس رات میں ماسوائے شرمندگی کہ کچھ نہیں ہے۔۔

"پڑ گئ ہے کہیں دراڑ کوئ۔۔

مُجھ کو پڑھ کر وہ ایسے بھول گیا جیسے کاغذ پہ اشتہار کوئ۔۔

پر اس سب کہ بعد بھی میں التجاء کرتا ہوں کہ سب کچھ بھول کہ آگے بڑھو بھول جاو
اُس رات کو سمجھو کہ کچھ ہوا ہی نہیں وہ جو پہلے پیٹھ پھیرے کھڑا تھا اب دونوں ہاتھوں
کہ پیالے میں اُسکا چہرہ تھامے درخواست کر رہا تھا۔۔

"دل میں چُبھنے لگا ہے خار کوئ۔۔

پڑھ گئ ہے دل میں دراڑ کوئ۔۔

چھوڑ جانے دے کر کہ گزارا ہے میرے خوابوں کو تار تار کوئ۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اُسکا چہرہ تھامے کھڑا تھا جبکہ وہ ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے اُسے دیکھتی اپنا چہرہ چُھڑواتے کہنے لگی۔۔

تمھارے لیئے کتنا آسان ہے نا یہ سب کہنا بھول جاو آگے بڑھو ابھی تو میرے زخم بھی نہیں بھرے زاویار ابھی تو میرے بدن پہ پڑے زخم رسنا بند نہیں ہوئے اور تم کہہ رہے ہو کہ بھول جاو۔۔

کہنا بہت آسان ہے پر مجھ پہ گُزری ہے مجھ سے پوچھو۔۔

"کون سمجھے گا روک رکھا ہے پلکوں پہ آبشار کوئی۔۔

چاہتا ہوں میں پر نہیں رہتی مجھ کو میری خبر نہیں رہتی۔۔

جیسے جیسے وہ روتے ہوئے اپنے دل کا درد کھول رہی تھی ویسے ہی بادلوں کی گرج اور تیز بارش اُسکے غم میں شریک لگ رہے تھے۔۔

وہ رات آج بھی میری آنکھوں اور میرے ذہن میں روشن ہے وہ مجھے سونے نہیں دیتی وہ آوازیں وہ آنکھیں مجھے اب بھی خوف میں مبتلا رکھتی ہیں اُس شخص کی سانسیں اب بھی مجھے میرے وجود پہ محسوس۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خاموششششش۔۔

"میں ہوں ایسے کہ جشن سے پہلے ٹوٹ جاتا ہے جیسے ہار کوئی۔۔

مجھ کو پڑھ کر وہ ایسے بھول گیا جیسے کاغذ پہ اشتہار کوئی۔۔

چُپ چُپ ہو جاو اور ایک لفظ بھی اور بولا تو جان لے لونگا تمھاری اپنے ہاتھ اُسکی گردن پہ جمائے وہ پاگلوں کی طرح چیخنے لگا تھا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں بھول گیا ہوں؟؟ بہت مزے میں ہوں؟؟ ارے نہیں بھولا میں یاد ہے مجھے اپنی بے بسی تم کیا سمجھتی ہو میں مرد ہوں تو بے حس ہوں مجھ میں جذبات نہیں ہیں ہاں۔۔

وہ نوریہ کی گردن پہ ہاتھ رکھے اُسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے ہوا تھا اور یہ پہلی بار تھا کہ نوریہ نے زاویار کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے۔۔

میں بہت تکلیف میں ہوں نوریہ۔۔

"دل میں چبھنے لگا ہے خار کوئی۔۔

پڑھ گئی ہے دل میں دراڑ کوئی۔۔

اگر۔۔اگر یہ زخم تمھارے بدن پہ رسنا بند نہیں ہوئے تو یہ میری روح پر بھی تازہ ہیں۔۔

تازہ ہیں یہ اب بھی اُسکی گردن سے اپنے ہاتھ ہٹاتے وہ اپنا سر تھامے بیڈ پہ بیٹھا اپنے بال سختی سے تھامے ہوا تھا کہ تبھی نوریہ ہمت کرتی اُس تک پُہنچی اور اُسکے پاوں کہ قریب بیٹھتے کہنے لگی۔۔

زاویار مجھے انصاف دلواو میں اُس شخص کو جس نے ہماری زندگی میں زہر گھول دیا اُسے تڑپتا دیکھنا چاہتی ہوں پلیز زاویار۔۔

تم اب بھی اُسی بات پر اَٹکی ہوئی حیرت سے نوریہ کو دیکھتے وہ بول رہا تھا..

پر یاد رکھو اگر یہ بات باہر نکلی تو ہمارا رشتہ ختم سُنا تم نے اپنی بات کہتے اپنے ہی پیروں کہ پاس بیٹھی نوریہ کو پیچھے دھکیلتے وہ جا چُکا تھا۔۔۔

******

آذر رحمان کا نام سُنتے اُسکے ہاتھ پیر پھولے تھے ایسا لگنے لگا تھا کہ جیسے حساب کا وقت آ گیا ہے پر اتنی جلدی اتنی جلدی اس سب کہ لئیے وہ تیار نہیں تھا۔۔

اُف کیا کروں۔۔

کیا کروں۔۔

اکرام کہ جاتے وہ پریشانی میں ادھر سے اُدھر ٹہلتے خود کہ بچاو کا حل سوچنے لگا تھا۔۔

کہ تبھی وہ زخم زخم ساوجود اُسکی آنکھوں میں لہرانے لگا جسکے رستے بدن پہ وہ آخری مہر اپنے سگریٹ کی لگا کر آیا تھا۔۔

اُس سب کو ایک بار پھر سے یاد کرتے اُس نے سختی سے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

وہ جانتا تھا اُسکا جُرم بڑا اور نا قابل معافی ہے پر اب وہ سزا کہ لیئے تیار تھا۔۔۔

****

اپنے دل کو مضبوط کرتے اور ہر طرح کہ حالات کہ لیئے خود کو تیار کرتے وہ باہر جانے سے پہلے خود پر پرفیوم کا ڈھیر سارا اسپرے اور ماوتھ فریشنر یوز کرنا نہیں بھولا تھا اور ایسا کرنے سے وہ کافی حد تک اُس حرام مشروب کی بدبو کو ختم کرنے میں کامیاب بھی رہا تھا

۔۔

سیڑھیاں اُترتے اور لاونج سے گزرتے کانچ کا بڑا سا ڈبل ڈور کھولتے ہوئے وہ ڈرائنگ

روم میں اینٹر ہوا تھا جہاں کافی پیتے آذر رحمان بالاج کو دیکھتے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔

بالاج جو کافی نروس سا تھا کہ نا جانے کیا ہونے والا ہے آذر رحمان کہ ہاتھ بڑھانے پہ خجل سا ہوتے آگے بڑھا جس پہ مصافحہ کرتے ہوئے اُنہوں نے بالاج کو گلے سے لگاتے تھپکتے ہوئے کہا۔۔

بہت افسوس ہوا آپکی ماما کا سُن کر بچے میں یہاں تھا نہیں ورنہ جنازے میں ضرور شریک ہوتا۔۔

وہ جو خود کو سزا کہ لئے تیار کئیے وہاں پُہنچا تھا اُنکے رویہ پہ شرم سے زمین میں گڑنے لگا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مراد یہاں نہیں ہے کیا؟؟

وہ بابا تو۔۔۔شروع سے ہی گلگت میں ہیں اور میں پڑھائی کہ لئیے یہاں تھا۔۔

کیا ہوا تھا آپکی ماما کو اتنی عمر تو نہیں تھی اُنکی؟؟

وہ بس ایکسیڈنٹ کہ بعد سے کومہ میں تھیں۔۔

اوہ اللہ اُنکے درجات بُلند کرے چلو ہم دُعا کر لیتے ہیں اُنکے ہاتھ اُٹھاتے وہ بھی دُعا کہ

لئیے ہاتھ اُٹھا گیا تھا پر زبان بالکل ساکت تھی۔۔

(دُعا کرنے کہ بعد وہ شفقت سے بالاج کہ کندھے پہ ہاتھ دھرتے گویا ہوئے) تمہیں دیکھ کر تمھارے باپ کی جوانی یاد آ گئی مجھے وہ بھی بالکل تمھاری طرح تھا پر تم تھوڑے زیادہ ہینڈسم ہو۔۔

)وہ جو اُنکی بیٹی کی عزت ملیا میٹ کئیے وہاں موجود تھا وہ اُسے ہینڈسم کہہ رہے تھے۔۔(

بھابھی کہ جانے کہ بعد تو تم بالکل اکیلے ہو گئے ہو گے۔۔

جی وہ بس (اُسکے پاس الفاظ نہیں تھے اور نا ہی ہمت اُنکا سامنا کرنے کی تبھی نظریں جُھکائے وہ چھوٹے چھوٹے جواب دے رہا تھا)۔۔

میں بھی یہیں قریب میں ہی رہتا ہوں تمھارے بابا اور ماموں بہت گہرے دوست رہے ہیں میرے پر وقت کہ ساتھ ہم کام میں مصروف ہو گئے تبھی تم سے مُلاقات نہیں ہو پائی کبھی پر میر اذکر تو سُنا ہی ہو گا تم نے؟؟

بالاج اُنکی بات پر حیرت سے اُنہیں دیکھنے لگا تھا کیا وہ واقعی میں اپنی بیٹی کہ ساتھ ہوئی زیادتی کہ باوجود اتنے پُر سکون تھے پر کیسے؟؟

جی میں نے بہت ذکر سُنا ہے آپکا۔۔

تو پھر آونا کبھی ہماری طرف تم بھی تو بیٹے کی طرح ہو میرے لیئے اور بتاو بیٹا کرتے کیا ہو تم؟؟

جی میں تو MBA کہ فائنل ائیر میں ہوں نمل یونیورسٹی میں۔۔

اوہ نمل میں وہاں میری بیٹی بھی پڑھ رہی ہے نوریہ نام ہے اُسکا انگلش لٹریچر کر رہی ہے ۔۔

اوہ اچھا(اب اس سے زیادہ وہ کیا کہتا)..

میری بیٹی بہت حساس اور ڈرپوک سی ہے اب اگر تم وہاں ہو تو پلیز اُسکا دھیان رکھنا بہت فکر رہتی ہے مجھے اُسکی۔۔

وہ پشیمانی سے اُنہیں سُنتا سر ہلا رہا تھا۔۔

اوکے چلو میں چلتا ہوں اور ہاں چکر لگانا بیٹا مجھے خوشی ہو گی بلکہ جلد ہی شادی ہے میری بیٹی کی کارڈ بجھواونگا تم ضرور آنا۔۔

وہ اپنی کہتے اور اُسے شرمندگی کہ گڑھے میں دھکیلتے باہر کی جانب بڑھے تھے اور بالاج

اُنکے پیچھے اُنہیں باہر تک چھوڑنے آرہا تھا۔۔

****

باہر ہوتی بارش اب بھی اُتنی ہی رفتار سے جاری تھی نوریہ اپنے کمرے کی کھڑکی کہ پاس رکھے کاوچ پہ بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی۔۔

اس وقت شام کہ پانچ بج رہے تھے دور کہیں سے آتی مغرب کی اذان کی آواز برستی بارش اور اُس شہر کی خوبصورتی۔۔بارش کہ بعد تو اسلام آباد کی خوبصورتی الگ ہی لگتی تھی کھڑکی کہ پار دکھتے مارگلہ کہ پہاڑ دُھلے دُھلائے نکھرے نکھرے اور بھی حسین لگ رہے تھے۔۔

پر ارد گرد کی خوبصورتی بھی دل کہ بوجھل پن کو کم نہیں کر پا رہی تھی وہ کہتے ہیں نا باہر کا موسم تب ہی خوشگوار لگتا ہے جب دل کا موسم خوشگوار ہو۔۔

پر نوریہ کہ دل کہ موسم پہ چھائی خزاں اُسے کچھ محسوس کرنے ہی نہیں دے رہی تھی۔۔

بار بار ذہن میں چلتے زاویار کہ الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح دماغ پہ برس رہے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زاویار تو اپنا فیصلہ اُسے سُناتے جا چُکا تھا وہ اُسے واضح طور پر یہ کہہ چُکا تھا کہ اگر وہ یہ سب چُھپا لے گی تو ہی اُنکا رشتہ قائم رہ سکے گا۔۔

پر کیا یہ سب اتنا آسان ہے؟؟ جس اذیت اور تکلیف سے وہ گزری ہے اور اُس سب کہ بعد کسی کو بھی اپنا دُکھ نہیں کہہ سکی کسی کو اپنی تکلیف بیان نہیں کر سکی کیا اس سب اذیت کو خود میں چُھپائے آگے بڑھنا اتنا آسان ہے؟؟

اور کیا اُن ظالموں کو کُھلی چھوٹ دینا جائز ہے تاکہ وہ جب چاہے جس مرضی کی عزت یوں پامال کرتے پھریں۔۔

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کہ پاس رکھی چیئر پہ باہر برستی بارش کو دیکھتے اپنی سوچ میں گُم تھی۔۔

بابا اور زاویار دونوں ہی غائب تھے پر تائی امی سے کچھ دیر پہلے بات ہوئی تھی اور وہ اپنے آنے کا اُسے بتاتے فون رکھ چکی تھیں۔۔

اب یہ نیا امتحان تھا دادی اور تائی کہ سامنے پہلے والی نور یہ بنے رہنا تاکہ اُنہیں شک نا ہو

۔۔

یہ سب تکلیف ایک جگہ پر اگر۔۔۔اگر مجھ سے کچھ غلط ہو گیااور زاویار نے مجھے چھوڑ دیاتو؟؟؟

اس سوال کہ بعد اگلی سانس لینا بھی محال تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ سوچ سوچ کر مزید خود کو تھکاتی پورچ میں آتی زاویار کی گاڑی دیکھ وہ اُٹھی تھی کیونکہ اُسے بات کرنی تھی بہت ضروری بات۔۔

****

زاویار کہ پاس جانے سے پہلے وہ کمرے میں پڑے ڈریسنگ کہ پاس آرکی تھی وہاں کھڑے خود کہ عکس پہ نظر پڑتے وہ پل بھر کو ٹھٹکی تھی۔۔

اُسے تو خود وہ کسی اور کا عکس لگا تھا تو پھر وہ کیسے کسی کو پہلے والی نوریہ بن کہ دیکھا سکتی تھی۔۔

بے رنگ آنکھیں سائڈ پہ کی گئی فرلز اُلجھے بال پُر شکن کپڑے چہرے کہ نیل اور پھٹا ہونٹ۔۔

اس سب کہ ساتھ میں بھلا کیسے زاویار کو یہ یقین دلا پاؤنگی کہ میں اُسکی بات سے متفق

ہوں۔۔

ڈریسنگ پہ پڑی چیزوں پہ تفصیلاً نظر ڈالتے اُس نے فاونڈیشن اُٹھاتے چہرے پہ ملنی شروع کی تھی کافی حد تک اپنے زخموں پہ پردہ ڈالنے کہ بعد بالوں کو برش کرتے کاجل ڈالتی وہ کافی حد تک پہلے والی نوریہ کہ عکس کو گھسیٹ لائی تھی۔۔

خود کو آئینہ میں اچھی طرح دیکھ کر تسلی کرنے کہ بعد وہ زاویار سے ملنے چل پڑی تھی۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آذر صاحب کو چھوڑنے وہ باہر تک آیا تھا بنا بارش کی پرواہ کیئے وہ پورچ میں کھڑا بارش میں بھیگ رہا تھا اور اُنہیں جاتا دیکھ وہ الگ ہی سوچ میں غرق تھا۔۔

کیا ہوتا جو ماما مجھے یہ سب نا کہتیں یا اگر۔۔اگر میں ایک بار ان سے مل لیتا تو شاید اپنا فیصلہ بدل لیتا۔۔

پشیمانی میں گھرے وہ اُنہیں اپنی گاڑی ریورس کرتے وہیں بارش میں کھڑے دیکھ رہا تھا کہ تبھی ٹیکسی سے اُترتی زویا اندر داخل ہوئی۔۔

زویا کو اندر آتا دیکھ وہ حیران ہوا تھا کیونکہ وہ کبھی اُسے گھر نہیں لایا تھا۔۔

بالاج سفید کیپری میں اپنی سفید ٹانگیں دیکھاتی سفید ہی کُرتا پہنے اتنی ٹھنڈ میں وہ بنا کسی سوئیٹر کہ شیفون کا پتلا دوپٹہ سر پہ ڈالے آگے بڑھ رہی تھی برستی بارش اُسکے کپڑوں کو گیلا کرتی سب واضح کر رہی تھی پر وہ ہر چیز سے بے نیاز روتی ہوئی بالاج کہ گلے سے آلگی تھی۔۔

اوہ بالاج میں نے آج ہی سُنا ماما کا تو رہا نہیں گیا وہ روتی ہوئی اور بھی کچھ کہہ رہی تھی جس پہ زاویار نے ایک جھٹکے سے کھینچتے اُسے دور کیا۔۔

تم یہاں کیوں آئی ہو۔۔

بالاج کو اتنے غُصہ میں دیکھ وہ منمنائی تھی۔۔

میں تو.. تمھاری ماما کا افسوس کرنے آئی ہوں۔۔

اوہ شُکر ہے تم نے مجھے بتا دیا ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ شاید کوئی بارش کا گانا پکچرائز کروانے آئی ہو اُسکے چپکے کپڑوں پہ چوٹ کرتے وہ بولا تھا۔۔

بالاج وہ تو۔۔

وہ تو کیا ہاں تمھاری جُرات کیسے ہوئی میرے گھر آنے کی اُسے بازو سے پکڑے وہ سختی سے پوچھ رہا تھا۔۔

کیا مطلب یہاں کیوں آئی ہوں بعد میں بھی تو مجھے ہی آنا ہے نا اور میرا تو سب سے زیادہ بنتا تھا یہاں آکر افسوس کرنا۔۔

تم کہنا کیا چاہتی آسان لفظوں میں بولو یوں گُھما پھرا کر بات کرنے سے سخت نفرت ہے مجھے۔۔

(وہ اب بھی اُتنی ہی سختی سے اُسے یوں بارش میں پکڑے کھڑا تھا۔)

آخر کو وہ میری مرحومہ ساس ہیں بالاج۔۔

Wait...waitt..whatttt???

ساس کس کی ساس؟؟

کیوں تم مجھ سے شادی نہیں کرو گے ایک ادا سے کہتے اُس نے اُنگلی بالاج کہ سینے پہ دھری تھی۔۔

ہاہاہا۔۔ تم۔۔ تم سے کرونگا میں شادی اوقات دیکھی ہے اپنی۔۔

تم مجھ سے محبت کرتے ہو بالاج اور وہ سب جو ہمارے بیچ ہوتا رہا ہے میں تو اتنی دور آ گئی ہوں کہ اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے میرے پاس۔۔

محبت محبت کا نام بھی مت لو ہم دونوں کا صرف طلب کا رشتہ تھا تم میری طلب پوری کر رہی تھی اور میں اپنے پیسے کی صورت میں تمھاری مس زویا سو کوئی اور امیر گدھا دیکھو جو شادی کر لے تم سے سمجھی حقارت سے کہتے وہ اُونچا سا بولا تھا۔۔

گارڈز یہ میڈم چلی جائے تو دروازہ بند کر لینا۔۔

وہ اپنی سُنا تا جا چُکا تھا جبکہ زویا اُس شاندار سے گھر کو حسرت سے دیکھتی پیر پٹختے ہوئے باہر نکل گئی تھی (اتنی آسانی سے تم سے دستبردار ہونے والی نہیں ہوں میں بالاج مراد ۔۔)

****

زاویار کہ دروازے پہ کھڑے اپنا حلق تر کرتے نروس سی ہوتی وہ اندر داخل ہوئی تھی جبکہ واشروم سے باہر آتا زاویار اپنا چہرہ سکھاتے نوریہ کو دیکھتا رُکا تھا وہ آج بھی ایسی تھی کہ اُسے دیکھتے تھم جانے کا جی چاہتا تھا۔۔

زاویار۔۔

ہمم۔۔۔

مجھے تم۔۔سے کچھ کہنا تھا۔۔

ہاں بولو میں سُن رہا ہوں۔۔

پتہ نہیں آجکل نوریہ کو دیکھتے اُسکا لہجہ اتنا کھر درا کیوں ہو جاتا تھا۔۔

مجھے تمھاری ساری بات سمجھ آ گئی ہے (زاویار کہ سامنے سر جُھکائے کھڑے وہ اپنی ہتھیلیاں رگڑتی بول رہی تھی) تم جیسا کہو گے میں بالکل ویسا کرونگی میں بالکل نارمل رہونگی کسی سے کچھ نہیں کہونگی اپنے دل پہ پتھر رکھ لونگی اپنی یاداشت سے وہ لمحے مٹا دونگی۔۔

پر۔۔پر پلیز تم دوبارہ مجھے چھوڑنے کی بات مت کرنا اپنی بات کہتے کب کہ روکے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے میں اس سب کہ ساتھ تو شاید زندہ رہ سکتی ہوں زاویار پر تمھارے بغیر نہیں۔۔

نوریہ کی بات ختم ہوتے وہ بیڈ پہ تولیہ پھینکتا آگے بڑھا تھا۔۔

ویری گُڈ مجھے ایسی ہی اُمید تھی تم سے نوریہ اور ویسے بھی اسی میں ہی ہم سب کی بہتری بھی ہے سو اب جاو اور ریلیکس ہو جاو۔۔

دو دن میں دادی اور ماما آنے والے ہیں کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔۔

اپنی بات مکمل کرتے اور اُسے جانے کا کہنے کہ بعد وہ اپنی بُک شیلف کی جانب بڑھا تھا۔۔

وہ جو بہانے بہانے سے اُسے اپنے کمرے میں روکے رکھتا تھا وہ اب جانے کا کہہ رہا تھا جبکہ نوریہ جو اس آس میں تھی کہ وہ اُسکے آنسو اپنی پوروں پہ چُن لے گا اُسے خود میں بھینچ لے گا حیرت سے اُسکے جانے کا کہہ دینے پہ بھی اُسے کھڑا دیکھتی وہ شُکر کا کلمہ پڑھ رہی تھی کہ وہ مان گیا ہے اور اُسے چھوڑنے والا نہیں ہے۔۔

پر دل میں آئی یہ بات دل کو ایک الگ تکلیف سے دوچار کر رہی تھی کہ وہ اُسے ہاتھ لگانے کا بھی روادار نہیں ہے۔۔۔

"تو کیا ہوا جو بدلا وہ جو کہتا تھا یہی۔۔

بدل بھی جائے دُنیا میں رہو نگا بس وہی۔۔

مگر جہاں ضرورت تھی وہ رہا نہیں۔۔

ساتھ کا تو چھوڑو خیال تک نہیں۔۔"

****

زاویار کو اپنی بات کا یقین دلانے کہ لیئے اگلے ہی دن وہ یونیورسٹی کہ لیئے تیار ہوتی بابا کہ ساتھ یونیورسٹی پُہنچ گئی تھی۔۔

آذر رحمان نوریہ کو گیٹ پہ چھوڑتے جا چکے تھے وہ آتو گئی تھی پر اب گیٹ کہ اندر باہر ہوتے بھانت بھانت کہ لوگوں کو تکتے اُسکی ہتھیلیاں نم ہوئی تھیں۔۔

کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے دل تو کہہ رہا تھا کہ یہاں سے کہیں دور بھاگ جائے اتنی دور جہاں کوئی اُسے نا دیکھ سکے کیونکہ اس وقت اُسے ہر شخص کی آنکھیں اُن دو آنکھوں سے ملتی لگ رہی تھیں۔۔

پر اگر وہ آج واپس چلی گئی تو زاویار کو کبھی اپنی بات کا یقین نہیں دلا پائیگی اور اگر۔۔اگر اُس نے چھوڑ دیا تو۔۔

بس ایک یہی بات تھی جہاں ساری سوچیں سلب ہو جاتی تھیں۔۔۔

آخر کار دروازے پہ رُکے رہنے کہ بعد وہ دل کڑا کر کہ اندر داخل ہوئی ناک کی سیدھ میں چلتی وہ اپنے ذہن کو بار بار یہ باآور کروا رہی تھی کہ آس پاس کوئی نہیں ہے کوئی مجھے نہیں دیکھ رہا۔۔

اپنے ڈپارٹمنٹ کہ قریب پُہنچتے سانس کچھ بحال ہوئی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ کلاس تک پُہنچتی نوٹس بورڈ پہ آرٹ کمپیٹیشن بڑا بڑا لکھا دیکھ وہ بورڈ کہ قریب پُہنچی تھی۔۔

جہاں ایک کاغذ چسپاں تھا جس پہ آرٹ کمپیٹیشن کی ہدایات درج تھیں۔۔۔

آرٹ کہ متعلق پڑھتے وہ جو اندر آنے سے بھی گھبرا رہی تھی اب اپنے ارد گرد سے بے خبر اُس کاغذ پہ لکھے مین پوائنٹس اپنے نوٹ پیڈ پہ درج کر رہی تھی۔۔

****

سفید رنگ کی شلوار قمیض پہ بلیک بلیزر پہنے سن گلاسز لگائے وہ ایک شان سے چلتا نوریہ کہ ڈپارٹمنٹ کی جانب چلتا ہوا آ رہا تھا۔۔

اُسکی پرسنالٹی اتنی شاندار تھی کہ ساتھ سے گزرتا شخص ایک بار تو ضرور ہی پلٹ کہ

دیکھتا تھا پر صرف وہ جو اُسے جانتا نہیں تھا۔۔

پر جو اُسے جانتا تھا اور اُسکے شوقین مزاج سے آگاہ تھا وہ اپنا راستہ ہی بدل لیتا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ایک شان سے چلتا آگے بڑھتا لیمن کلر کہ کُرتے پہ چُنری کا ڈوپٹہ گردن کہ گرد سختی سے مفلر کی طرح لپیٹے نوریہ کو دیکھتا اُسکی جانب بڑھا تھا اور چُپکے سے جا کر وہ ہاتھ باندھتا اُسکے پیچھے جا کھڑا ہوا تھا۔۔

اپنا نوٹ پیڈ بند کرتے ایک آخری نگاہ اپنے لکھے پوائنٹس پہ ڈالتی وہ جو نہی مڑی تھی اپنے پیچھے کھڑے بالاج سے ٹکراتے وہ وہیں رُک گئی تھی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کہ قریب تھیں کیونکہ اُس سامنے کھڑے شخص کہ پاس سے اُبھرتی مہک ایک بار پھر سے اُسے اُس بھیانک رات کہ بیچ و بیچ لے آئی تھی۔۔

****

سامنے کھڑے بالاج کو دیکھتے اور اُسکے وجود سے اُڈتی وہی مہک اپنے نتھنوں سے ٹکراتے ہوئے محسوس کرتی نوریہ آج پھر اُسی رات کہ بیچ و بیچ جا کھڑی ہوئی تھی جہاں وہ اپنا سب کچھ کھو آئی تھی۔۔

یکدم ہی اُسے اپنے آس پاس کا ماحول مری کی سنسان شاہراہ میں بدلتا اور اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا جبکہ اُسکے سامنے کھڑا بالاج نہایت حیرت سے نوریہ کہ چہرے کہ بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ رہا تھا جو اس پل ایسے تھے کہ جسے دیکھتے سامنے کھڑا بالاج فکرمندی سے مزید آگے بڑھا تھا پر پیچھے کی طرف قدم لیتی نوریہ لڑکھڑاتے ہوئے فرش پہ جاگری تھی اس ٹھنڈ میں بھی نوریہ کی پیشانی پسینے کہ ننھے قطروں سے بھر گئی تھی۔۔

بالاج کہ قریب سے اُٹھتی اُسکے مہنگے پرفیوم کی خوشبو نوریہ کہ حواس پہ چھاتی اُسکے ہوش گُم کرنے کہ قریب تھی۔۔

جبکہ نوریہ کہ اسطرح سے گرنے پہ بالاج پاوں کہ بل بیٹھتے اُسکے چہرے کہ چُھپائے زخموں کو غور سے دیکھتا پشیمان لگ رہا تھا اور وہ جو ڈوپٹے سے اپنی گردن کہ زخم چُھپائے ہوئی تھی وہ زخم بھی اُسکے ڈوپٹہ ہٹنے کی صورت میں عیاں ہوئے تھے۔۔

سگریٹ کہ اُس داغ پہ بنے آبلے کو دیکھتے ہوئے بالاج نے سختی سے اپنی آنکھیں موندتے مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔

وہ انجانے میں کتنی بڑی غلطی کر گیا تھا آج نوریہ سے ملنے کہ بعد اس بات کا اور شدت

سے احساس ہورہا تھا پر جونہی بالاج نے ہمدردی کہ احساس میں ڈوبے اپنی اُنگلیاں اُسکی گردن سے مَس کرنے کی کوشش کی نوریہ چلاتی ہوئی وہاں سے بھاگ اُٹھی تھی اور اُسکی اُس حالت کا ذمہ دار ہونے کہ باعث وہ ایک بار پھر سے شرمندگی کہ گڑھے میں اُوندھے منہ آگرا تھا۔۔

****

صُبح کہ دس بج رہے تھے اور وہ صُبح ہی صُبح اپنی ایک جاننے والی ڈاکٹر کہ روم میں موجود تھی جو رحمان میڈیکل میں کچھ ماہ قبل ہی اپوائنٹ ہوئی تھی۔۔

زویا تم پھر آگئی؟؟

پچھلے ہاسپٹل میں بھی تمھاری وجہ سے میری reputation اتنی خراب ہوگئی تھی کہ مجھے وہاں سے نوکری چھوڑنی پڑی۔۔

یار پلیز ابھی تو چیک کرلو مجھے لگتا ہے کہ میں ایک بار پھر پریگننٹ ہوں۔۔

ایسی حرکتیں کرنی ہوتی ہیں تو احتیاط کیوں نہیں کرتی تم؟؟

بس یار بے دھیانی میں ہوگیا ڈاکٹر ماہ نور کہ سامنے بیٹھی وہ کافی لاپرواہ سی دکھ رہی

تھی۔۔

چلو لیٹو میں الٹرا ساونڈ کروں تمھارا۔۔

زویا کا الٹرا ساونڈ کرتے ہوئے ڈاکٹر نے پوچھا۔۔

ویسے تم بالاج کو بتا کیوں نہیں دیتی کیا پتہ وہ اسی بہانے شادی کر لے تم سے۔۔

وہ۔۔۔اصل میں یہ بالاج کا نہیں ہے۔۔

اُف توبہ ہے ایک تو زویا کچھ تو اپنے ماں باپ کا خیال کر و اور اُٹھو اب تم واقعی میں پریگننٹ ہو۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا مجھے پہلے ہی لگ رہا تھا چلو تو پھر دو کوئی دوائی یا پھر بتاو کب کرو گی ابارشن۔۔

تمھارا دماغ ٹھیک ہے میں اب نہیں کرونگی یہ سب اگر اب میری نوکری گئی تو لائسنس کینسل ہو جائیگا میرا سمجھی اور جب پچھلی بار تم دوسری دفعہ ابارشن کہ لیئے آئی تھی تو تب ہی بتا دیا تھا کہ اگلی بار ممکن نہیں ہو سکے گا تمھارے اندر کی حالت اتنی اچھی نہیں ہے کہ بار بار یہ سب ہو سکے۔۔

تو پھر اب کیا کروں میں ابا کو پتہ چلا تو وہ تو جان لے لیں گے میری پہلے جو لاپرواہ سی

بیٹھی تھی اب چہرے پہ پریشانی لہرانے لگی تھی۔۔

ویسے جیسی حرکتیں ہیں تمھاری جان لے ہی لینی چاہیے۔۔

کوئی تو حل ہوگا اس سب کا۔۔

تم بالاج سے کہو کہ تم پریگننٹ ہو اور شادی کرلو اُس سے۔۔

وہ نہیں کریگا مجھ سے شادی۔۔

پریگننسی کا سُن کر کرلے شاید؟؟

وہ کبھی نہیں مانے گا کہ یہ اُسکا ہے اور اگر میں پکڑی گی تو وہ مجھے نہیں چھوڑے گا وہ غُصے میں کس حد تک خوفناک ہو سکتا ہے یہ مجھ سے بہتر اور کوئی نہیں جانتا۔۔

کوئی اور حل بتاو؟؟

ایک ہی حل ہے پھر تو کوئی گدھا ڈھونڈو شادی کرو اور یہ بچہ اُسکے سر پہ ڈال دو اور بس۔۔

پریشان سی زویا

NEW ERA MAGAZINE .com

ماہ نور کہ مشورے سُنتی روم سے باہر نکل رہی تھی کہ تبھی اُسکی نظر وہاں سے گزرتے ہوئے زاویار پہ گئی۔۔

یہ بھی ڈاکٹر ہے یہاں کیا۔۔

کون کس کی بات کر رہی ہو؟؟

وہ جو وہاں سے گزر رہا ہے۔۔۔

اچھا وہ۔۔وہ ڈاکٹر بھی ہے اور یہاں کہ اونرز میں سے بھی ہے۔۔

مطلب پارٹی تگڑی ہے؟؟

ایک منٹ ایک منٹ یہ ڈاکٹر زاویار ہے اور اسکے متعلق ایسا سوچنا بھی مت بولڈ لڑکیوں سے بات تو کرنا دور یہاں اپوائنٹ بھی نہیں کرتے یہ۔۔

زویا جو زاویار کو ذہن میں رکھتے اپنا پکا پلان بھی ترتیب دے چکی تھی ماہ نور سے کہنے لگی۔۔

تو شریف اور معصوم بننا کونسا مشکل ہے تم یہ بتاؤ یہاں ریسیپشنسٹ کی جاب اب بھی ہے کیا؟؟؟

****

صُبح کہ ساڑھے دس بج رہے تھے روڈ پہ ٹریفک بھی نارمل تھا جبکہ آسمان پہ چھائے بادل سردی کی شدت میں اور اضافہ کر رہے تھے۔۔ایسے میں یونیورسٹی سے بھاگتی ہوئی وہ باہر نکل آئی تھی اور اب ڈبل روڈ کی سائیڈ پہ بنی فُٹ پاتھ پہ بنا پیچھے دیکھے وہ بھاگی جارہی تھی بالکل ایسے جیسے کوئی پیچھے لگا ہو یا پھر کوئی جان سے مارنے کہ درپہ ہو۔۔

اس پل اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے۔۔ جیسے وہ سب پھر سے دُہرایا جانے والا ہو ۔۔اُس رات کی تکلیف پھر سے اُسکے انتظار میں ہو۔۔

مسلسل بھاگتی ہوئی وہ بہت دور نکل آئی تھی اتنی دور کہ اب وہ روڈ جو کچھ دیر پہلے گاڑیوں سے بھری ہوئی تھی اب کافی حد تک خالی تھی وہ جذبات کی رو میں بہتی ہوئی یہاں تک آتو گئی تھی پر اب یوں ایک انجان جگہ پہ خود کو دیکھ وہ ڈر گئی تھی۔۔

اپنے دونوں بازو سختی سے اپنے گرد لپیٹے وہ خود کو calm کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔

کچھ دور آگے چلتے ہوئے گلی کی نکڑ پہ کھڑا بورڈ دیکھتے وہ اُسے پڑھنے لگی تھی جس پہ

H/8 لکھا ہوا تھا۔۔

****

اُف یہ کہاں آ گئ؟؟ اب گھر کیسے جاؤنگی میں یہاں تو کوئ کیب وغیرہ بھی دیکھائ نہیں دے رہی اپنے ارد گرد نگاہ دوڑاتے وہ کسی کیب کی تلاش میں تھی۔۔

پر جو نہی اُسکی نظر سامنے بنے پارک کی جانب گئ جہاں اکاڈُکا لوگ دکھائ دے رہے تھے۔۔

زاویار کو کال کرنے کا سوچتی وہ اُس پارک کی طرف بڑھنے لگی تھی جہاں بیٹھ کر اب اُسے زاویار کہ آنے کا انتظار کرنا تھا۔۔

اس سے قبل کہ وہ آگے جاتی سامنے سے آتے چار لڑکے جنہوں نے کالج کا یونیفارم پہنا ہوا تھا اور جو شاید کالج بنک کیئے آوارہ گردی کر رہے تھے۔۔۔

اُنہیں اپنی جانب بڑھتا دیکھ وہ تیزی سے قدم اُٹھاتی جلد سے جلد پارک میں داخل ہو جانا چاہتی پر شاید آج قسمت اتنی مہربان نہیں تھی اس سے پہلے کہ وہ روڈ کراس کرتی اور پارک کا دروازہ پھلانگتی اُن میں سے ایک نے آگے بڑھتے سیٹی بجاتے ہوئے

نوریہ کا ڈوپٹہ کھینچا۔۔

ڈوپٹہ کھینچنے پہ گردن پہ پڑا آبلہ رگڑ لگنے سے پھٹ گیا تھا اور اُس سے نکلتا سفید سا پانی بہنے لگا تھا پر وہ اس سب سے نابلد اپنا ڈوپٹہ وہیں چھوڑتی آگے بڑھنے کہ بجائے پیچھے کی طرف بھاگنے کو مڑی تھی پر سامنے سے آتی گاڑی کو دیکھتے وہ وہیں چیختی ہوئی رُک گئی۔۔

****

بالاج جو نوریہ کو یونیورسٹی سے یوں نکلتا دیکھ چُکا تھا اور کافی دیر سے دور ہی دور سے اُس پہ نظر رکھے ہوا تھا اب یوں اُسے دیکھ وہ گاڑی بھاگاتا اُس تک پُہنچ آیا تھا وہ اُسے اس طرح اس حالت میں چھوڑنے کا روادار نہیں تھا تبھی وہ اُسے ڈھونڈتے یہاں آنکلا تھا

۔۔

وہ جتنی بھی تکلیف دے چُکا تھا پر اب مزید کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا اب وہ دل ہی دل میں خود کو اُسکا محافظ سمجھنے لگا تھا اور ہر مصیبت کو اُس تک آنے سے پہلے ہی روک دینا چاہتا تھا (پر کاش کہ کوئی ہوتا جو اُسے یہ بتاتا کہ جو وہ کر چُکا ہے اُسکے بعد وہ چاہے کچھ بھی کر لے اپنا دامن اُس گناہ سے نہیں چُھڑوا سکتا)۔۔

پیچھے بڑھتے اپنے سامنے آتی گاڑی کو دیکھتے وہ ڈر کہ مارے آنکھیں میچ گئ تھی جبکہ بالاج کو آتا دیکھ وہ لڑکے وہاں سے بھاگ گ ئے تھے۔۔

نور تم۔۔تم ٹھیک ہو۔۔

نوریہ کہ پاس کھڑا وہ فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔۔

پر ایک بار پھر سے وہی خوشبو اپنے گرد پھیلتی دیکھ اب کی بار وہ ڈھے گئ تھی اس سے زیادہ اُس میں کھڑے رہنے کی ہمت نہیں تھی۔۔

****

نوریہ کو یوں گرتا دیکھ وہ اُسے تھام گیا تھا اور اب آوازیں دیتا وہ اُسے جگانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔

نور۔۔

نور آنکھ کھولو کیا ہوا ہے تمہیں۔۔

نور۔۔

اُف اب میں کیا کروں کیا آذر رحمان کو کال کروں۔۔

نہیں پرا گراُنہوں نے پوچھا کہ یہ یہاں کیوں اور کیسے آئی ہے تو پھر۔۔

پھر کیا جواب دونگا میں اُسے کہیں ایسا کرنے سے میں کوئی مسئلہ نا کھڑا کر دوں اس کہ لیئے۔۔

نوریہ کو گاڑی میں ڈالتے اُسکا ذہن مسلسل اس سوچ میں تھا کہ اب کیا کرے۔۔

ایسا کیا کرے کہ نوریہ پہ کوئی سوال نا اُٹھے۔۔

پر پھر اچانک سے خود ہی فیصلہ کرتے وہ نوریہ کو لیئے اپنے ایک دوست کہ کلینک کی طرف گاڑی بڑھانے لگا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

نوریہ اندر ہاسپٹل کہ روم میں تھی جبکہ بالاج فکر مندی سے باہر ٹہلتے اپنا بلیزر چئیر پہ ڈالے ادھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا۔۔

یہاں آتے ہی وہ نوریہ کہ بیگ میں سے اُسکا موبائل نکالتے زاویار کو کال کر چُکا تھا اور اب وہ بالاج کہ قریب ہی رکھے بینچ پہ بیٹھے کافی غصہ میں تھا۔۔

کہ تبھی بالاج کا دوست فواد باہر آیا اس سے پہلے کہ زاویار اُس تک پُہنچتا بالاج اُس تک

آ پہنچا تھا

نور کیسی ہے۔۔

ٹھیک ہے ناوہ؟؟

یہ لڑکی ہے کون بالاج۔۔

اُسے بالاج یہاں لایا تھا اس لیئے وہ بالاج سے ہی اُسکا پوچھ رہا تھا۔۔

وہ انکی۔۔

وہ میری کزن ہے (اس سے پہلے کہ بالاج کہتا انکی مسز ہیں زاویار تعارف کروا چُکا تھا) کیا

ہوا ہے اُسے ٹھیک ہے ناوہ؟؟

ہاں وہ ہوش میں ہے کافی سٹریس ہے اور ساتھ بی پی لو ہو گیا تھا سوڈرپ لگادی ہے

بظاہر تو یہی لگ رہا ہے پر چاہو تو کچھ ٹیسٹ کروالو۔۔

اور۔۔

اور کیا کوئی مسئلہ ہے تو بتائیں مجھے میں بھی ڈاکٹر ہوں۔۔

پیشنٹ کی گردن اور بازو وغیرہ پہ تشدد کہ نشانات ہیں کیا کچھ ہوا ہے اُنکے ساتھ ؟؟

ڈاکٹر کہ بتانے پہ وہ واقعہ اُسے یاد آتے ایک بار پھر سے کیچڑ کی طرح منہ پہ آ لگا تھا سو بنا کچھ کہے زاویار غُصہ سے دانت پیستے گویا ہوا۔۔

میں اُس سے مل لوں ؟؟

جی مل لیں۔۔

****

ڈاکٹر سے ملنے کہ بعد وہ اندر داخل ہوا تھا جہاں وہ آنکھیں موندھے لیٹی ہوئی تھی زاویار کو اندر آتے دیکھ وہ اُٹھ بیٹھی تھی اور ڈوپٹہ پھر سے گردن کہ گرد سختی سے لپیٹ لیا تھا۔۔

یہ سب کیا ہے نور یہ کیا ہے یہ سب ؟؟ اُسکی آواز اتنی اُونچی تھی کہ باہر کھڑے بالاج کہ کان کھڑے ہوئے تھے اور وہ دروازے کہ قریب کھسک آیا تھا۔۔

وہ زاوی۔۔

وہ کیا ہاں گھر سے تم مجھے یہ کہہ کر نکلی تھی کہ تم آگے بڑھنے کی کوشش کرو گی بھول

جاو گی سب اور اب۔۔اب دیکھو تم یہاں پڑی ہو ایسے کیسے چلے گا اگر وہ لڑکا میری جگہ چاچو کو کال کرتا اور وہ ڈاکٹر وہ سب اُن سے کہتا تو کیا عزت رہ جاتی میرا تو بھرم ہی ٹوٹ جاتا۔۔

زاویار کہ چیخنے چلانے پہ وہ سر جُھکائے کنولا لگے ہاتھ کو بے بسی سے دیکھتی رونے لگی تھی۔۔

اب رو کیوں رہی ہو جواب دو مجھے۔۔

پر دوسری جانب نوریہ کی طرف سے آتی مسلسل سوں سوں کی آواز پہ اُس نے نوریہ پہ ڈالا کمبل کھینچتے ہوئے نیچے پھینک دیا تھا میں کہہ رہا ہوں جواب دو۔۔

اندر سے آتی چلانے کی آوزوں پہ غُصہ کہ گھونٹ پیتا وہ باہر رُکنے پہ مجبور تھا۔۔۔

جبکہ زاویار کہ یوں غُصہ ہونے پر وہ ڈرتے ہوئے بتانے لگی تھی۔۔۔

وہ۔۔وہ ایک لڑکا آ گیا تھا اور اُس۔۔اُس کہ پرفیوم کی مہک اُس گندے شخص جیسی مہک تھی اس لیئے میں ڈر گئی۔۔

واہ کیا ریزن ہے نوریہ اس دُنیا میں کتنے لوگ ہونگے جنکے پاس ویسا پرفیوم ہو گا اب تم ان

سب کہ سامنے بے ہوش ہوتی رہو گی۔۔

مجھے وہ رات یاد آ گئی تھی کچھ سمجھ نہیں آیا تم کیوں میری فیلنگز نہیں سمجھ رہے

زاویار۔۔

مجھے کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے تم سمجھو۔۔

یہ پہلی اور آخری بار ہے آئندہ اپنے حواس کھونے سے پہلے سو بار سوچنا سمجھی۔۔

اب چلو اُٹھو بے دردی سے اُسکے ہاتھ کا کنولا نکالتے اور اُسے کھڑا کرتے وہ تقریباً گھسیٹتا

ہوا وہاں سے نوریہ کو لے گیا تھا جب کہ اُن دونوں کو جاتا دیکھ بالاج نے پہلی بار خود سے

شدید نفرت محسوس کی تھی۔۔۔

"بہادری سے مُسکراتا رہا میں خوب۔۔

بس دیکھتا رہا اور جاتا رہا محبوب۔۔۔

******

شام کہ پانچ بج رہے تھے نئے نئے پھیلتے اندھیرے میں گونجتی مغرب کی اذان کی

آواز اُس شہرِ خموشاں میں پھیلے سکوت کو مزید پُر سکون بنا رہی تھی۔۔

زیرو پوائنٹ کہ قبرستان میں موجود اپنی ماں کی قبر کہ پاس بنے بینچ پہ بیٹھے اُس یخ بستہ رات میں بنا کسی جیکٹ اور سوئیٹر کہ وہ وہاں موجود تھا(نوریہ کی یہ بات سُننے کہ بعد کہ وہ اُسکے پرفیوم کی خوشبو کی وجہ سے اپنے حواس کھو بیٹھی تھی اُسکے بعد اُس جیکٹ کو بنا چھوئے وہ ہاسپٹل میں ہی چھوڑ آیا تھا)ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھے اس پل وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے جتنا وہ غلط کر چُکا تھا اب ایسا کیا کرے کہ اُس معصوم لڑکی کی زندگی کی خوشیاں وہ واپس لا سکے۔۔

مسلسل اسی طرح کافی دیر تک بیٹھے رہنے کہ بعد اُسے اچانک سے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے۔۔جیسے بنچ پہ ساتھ کوئی آبیٹھا ہو۔۔

گردن گُھما کر دیکھنے پر اپنی ماں کو یوں اپنے قریب بیٹھے دیکھ بالاج نے شکوہ کیا تھا۔۔

ماما۔۔آپ نے کیوں جھوٹ کہا مجھ سے کیوں؟؟اب دیکھیں کیا ہو گیا مجھ سے میں مانتا ہوں میں کوئی دودھ کا دُھلا انسان نہیں ہوں پر یہ بہت غلط ہو گیا ہے مجھ سے ایک شادی شُدہ لڑکی کی پوری زندگی میرے ہاتھوں خراب ہو گئ۔۔

عطرت صاحبہ کی طرف دیکھتے وہ سب بول رہا تھا جسے بولنے کی ہمت وہ کسی اور کہ سامنے نہیں کر پایا تھا جبکہ بالاج کہ سامنے وہ بیٹھیں شرمندگی سے سر جُھکائے اُسے سُن

رہی تھیں۔۔

******

بالاج میں تمہیں سب بتادیناچاہتی تھی اُس دن جب بھائی کہ گھر سے میں نکلی تھی میرا مقصد تم سے مل کر ساری حقیقت تم پہ کھول دینے کا تھاپر شاید۔۔شاید وہ کوئی اور ہی لوگ ہوتے ہیں جنہیں سب صحیح کرنے کا یا توبہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔۔

وہ موقع مجھے نہیں ملا میں نے اپنے کیئے کی سزا دُنیا میں بھی کاٹی ہے اور اب بھی میں بہت تکلیف میں ہوں بالاج۔۔

پر تم میری طرح مت بننا تمھارے پاس وقت ہے موقع ہے تم سب صحیح کر سکتے ہو اپنی غلطی تسلیم کرواور اُسے سدھار لواس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔۔

پر کیسے۔۔کیسے کروں میں سب صحیح؟؟

میں اپنی ہی کہانی کا ولن ہوں اور ولنز کو لوگ ہیرو بننے نہیں دیتے اُنکی اچھائی کو اُن میں آئے بدلاو کو بھی وہ تسلیم نہیں کرتے ہیں ماما۔۔

لوگ کیا کہتے ہیں تمہیں ولن بناتے ہیں یا ہیرو اس سے فرق نہیں پڑتا اگر فرق پڑتا ہے تو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس بات سے کہ جو موقع تمہیں ملا ہے اس موقع کا فائدہ تم اپنی آخرت سنوارنے کہ لئیے کیسے کرتے ہو۔۔

پر میں کیا کروں؟؟

میں کر ہی کیا سکتا ہوں ایک بار پھر سے بے بسی کہ عالم میں سر جُھکائے وہ اپنے بال سختی سے مُٹھیوں میں جکڑے ہوا تھا۔۔

پر دوسری طرف سے آتی مکمل خاموشی کو محسوس کرتے جو نہی بالاج نے سر اُٹھائے ساتھ دیکھا تو وہ جگہ خالی تھی اور اب وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

****

(دو ہفتے بعد...)

یہ منظر نوریہ کہ گھر کہ قریب بنے پارک کا تھا جہاں چار بجتے ہی دھوپ رُخصت ہونے لگی تھی اور دھوپ کہ جاتے اور ٹھنڈی ہوا کہ آتے ہی وہاں موجود لوگ آہستہ آہستہ کھسکنے لگے تھے۔۔

پر اس سب میں ایک نوریہ بھی تھی جو پارک کہ ایک کونے میں درخت کہ نیچے کھڑی

کینوس پہ رنگ بکھیر رہی تھی۔۔

پر اُسکا ذہن اس وقت اپنی ہی سوچوں میں گُم تھا پر ہاتھ مسلسل چل رہا تھا۔۔

دادی اور تائی امی تایا ابا کہ ساتھ کافی دن پہلے ہی گھر واپس آچکی تھیں اور اتنے دنوں سے سب کہ سامنے اداکاری کرتی وہ تھکنے لگی تھی اپنے احساسات کو کُچلتے ہنستی مُسکراتی لاپرواہ نوریہ کا کردار نبھانا مشکل لگنے لگا تھا۔۔

کیونکہ اب کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔۔اب بات بے بات رونے والی نوریہ کہ آنسو سوکھنے لگے تھے اب توزاویار کہ رویے پر چاہ کر بھی رونا نہیں آتا تھا۔۔

اور وہ جو پہلے ہنستے ہنستے رُکنا بھول جاتی تھی اُن لبوں پہ زبردستی مسکراہٹ بکھیرنا تکلیف دہ ہونے لگا تھا۔۔(چہرے اور بدن پہ پڑے نشانات تو کافی حد تک منہدم ہو چُکے تھے پر وہ سگریٹ کا نشان آج بھی اپنی جگہ پہ ویسے ہی قائم تھا جسے آج بھی وہ چُھپانے کی تگ ودو میں رہتی تھی۔۔)

اتنے دنوں سے خود سے جنگ کرتی وہ تھکنے لگی تھی اور اس سب کا اثر اُسکی صحت پہ بھی پڑھ رہا تھا جو آجکل بے حد ڈاون رہنے لگی تھی (اُسکی صحت کو لیکر گھر پہ سب فکر مند

تھے اور کل ہی وہ تمام ٹیسٹس اپنے ہی ہاسپٹل سے کروا کر آئی تھی۔۔)

کیونکہ یہ بالکل آسان نہیں تھا ایک ایسے شخص کہ ساتھ اپنی ہونے والی شادی کی تیاری کرنا جو آپ کے سائے سے بھی بھاگنے لگا ہو۔۔

ایسا ہی آجکل نوریہ محسوس کر رہی تھی گھر پہ شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں اور زاویار وہ تو نظر ہی نہیں آرہا تھا آجکل یا پھر وہ ہر اُس جگہ سے ہٹ جاتا تھا جہاں نوریہ پائی جاتی تھی۔۔

جو بھی تھا زندگی بہت مشکل تھی اور یہ مشکلات اور کتنی بڑھنے والی تھیں اسکا اندازہ فی الحال ابھی کسی کو بھی نہیں تھا۔۔

اندھیرا پھیلنے لگا تھا جلدی جلدی اپنی چیزیں سمیٹتی نوریہ نے آخری نظر اُس تصویر پہ ڈالی تھی جسے دو گھنٹے کی محنت کہ بعد اُس نے مکمل کیا تھا۔۔

****

یہ تصویر ایک ایسی لڑکی کی تھی جو اپنی پوری قوت لگا کر چیخنے کی کوشش کر رہی تھی پر اُسکے ارد گرد پھیلے گندے میلے ہاتھ اُسکے چُپ کروانے کی تگ ودو میں تھے۔۔

آخری نظر اُس تصویر پہ ڈالتے نوریہ نے آج بہت دنوں بعد ایک فیصلہ کر لیا تھا۔۔

وہ لڑکی جو اپنے لیئے شاپنگ کرتے ہوئے فیصلہ نہیں لے پاتی تھا آج اپنی زندگی کو بچانے کہ لیئے ایک آخری کوشش کرنے کا عہد وہ خود سے کر چکی تھی۔۔

کیونکہ آج اُسے یہ چوہے بلی کا کھیل یا تو ختم کرنا تھا یا پھر جیت لینا تھا۔۔

اپنی سب چیزیں سمیٹتے وہ مضبوطی سے قدم اُٹھاتی گھر کی طرف گامزن تھی یہ دس منٹ کا سفر اُس نے پانچ منٹ میں طے کیا تھا اور گیٹ سے اندر داخل ہوتے زاویار کی گاڑی کھڑے دیکھ وہ شکر بجالائی تھی کہ آج وہ گھر پہ تھا ورنہ آجکل تو شاید وہ گھر آنا ہی بھول گیا تھا۔۔

****

اپنی چیزیں کمرے میں رکھنے کہ بعد چہرے پہ پانی کہ چھینٹے مارتی سختی سے گردن کہ گرد ڈوپٹہ لپیٹتی وہ زاویار کہ کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔

تائی امی ہاسپٹل میں تھیں اور دادی اپنے کمرے میں یہ ایک بہترین وقت تھا تفصیل سے بات کرنے کہ لیئے۔۔

بناناک کیئیے دروازہ کھولتے نوریہ نے اندر جھانکا تھا جہاں وہ بالکنی میں فون پہ کسی سے ہنس ہنس کر باتیں کرنے میں مصروف تھا۔۔

"جیسے آسماں ہے زمین سے جُدا۔۔

جیسے آگ ہے پانی سے خفا۔۔

ویسے ہم۔۔۔ویسے تم الگ ہیں۔۔"

دروازہ کُھلنے کی آواز پہ یونہی ہنستے ہوئے زاویار دروازے کی جانب مڑا تھا پر نوریہ کو دیکھتے اُسکے لب سُکڑے تھے جیسے کوئی بہت ناپسندیدہ چیز دیکھ لی ہو۔۔

نوریہ کو دیکھتے کال کاٹتے وہ اندر کی طرف آیا تھا جہاں اب بھی وہ دروازے کہ پاس کھڑی تھی۔۔

کوئی کام تھا تمہیں اگر ہے تو جلدی بتاو مجھے ایک فرینڈ کی طرف جانا ہے۔۔

"جیسے آنکھ ہے آنسو سے جُدا۔۔

صحراوں سے بارش ہے خفا۔۔

ویسے تم ویسے ہم الگ ہیں"

میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں زاویار (وہ جو آنکھیں ملانے سے جھجکتی تھی اس پل زاویار پہ آنکھیں جمائے بنا لڑکھڑائے گویا ہوئی تھی)..

تو بولو سُن رہا ہوں۔۔

تمہیں یاد ہے ایک بار میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو؟؟

یہ کیسا سوال ہے؟؟

اور تم نے کہا تھا جتنا میں تم سے پیار کرتی ہوں اُس سے بھی زیادہ تم مجھے چاہتے ہو۔۔

اب کی بار نوریہ کہ الفاظ اُسے نگاہ چُرانے پہ مجبور کر گئے تھے۔۔۔

"کبھی دن کو ڈھلتے دیکھ جا کے۔۔

پھولوں کو مرتے دیکھ جا کے۔۔

سب ڈھل جاتا ہے۔۔"

مجھے یاد نہیں ہے ایسا کچھ بھی۔۔

تو چلو اب بتا دو کہ تم مجھ سے کتنا۔۔۔بلکہ نہیں تم یہ بتاؤ کہ کیا تم مجھ سے پیار کرتے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہو؟؟

یہ کیااوٹ پٹانگ سوال پوچھ رہی ہو وقت نہیں ہے میرے پاس۔۔

ہاں یانا؟؟

نوریہ کو اگنور کیئے وہ اپنا تولیہ اُٹھاتا آگے بڑھا ہی تھا کہ وہ راستے میں حائل ہو گئ۔۔

یاں یاناز او یار؟؟

فضول باتوں کا جواب نہیں ہے میرے پاس۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں یانا؟؟

وہ تو جیسے ایک سوال پہ اٹک ہی گئی تھی۔۔

آگے سے ہٹو نوریہ مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔

ہاں یانا؟؟

"چاند اُترتے دیکھ جا کر۔۔

پتوں کو جھڑتے دیکھ جا کر۔۔

کبھی حُسن بدلتے دیکھ جا کہ۔۔

سب ڈھل جاتا ہے۔۔"

یہ کیا بحث ہے نوریہ ہٹو سامنے سے۔۔۔اپنے سامنے ہاتھ لپیٹے کھڑی نوریہ کو سائیڈ پہ دھکیلتے ہوئے وہ واشروم کی طرف بڑھا تھا۔۔

پر اس سے پہلے ہی نوریہ نے کندھے سے اُسکی شرٹ پکڑتے اُسے پیچھے کو دھکیلتے ہوئے کہا۔۔

ہاں یانا میں جواب دو آذر رحمان (اپنے سامنے چٹان کی طرح کھڑی نوریہ کو دیکھتے تولیہ غُصہ سے سائیڈ پہ پھینکتے وہ چیخا تھا۔۔)

نا۔۔۔سُنا تم نے نوریہ رحمان میں تم سے پیار نہیں کرتا میرا جواب نا ہے نا۔۔

اس جواب پہ نوریہ کہ پیروں تلے زمین کانپی تھی پر وہ اب بھی ویسے ہی کھڑی تھی۔۔

"درد سہہ نا پائیگا۔۔

میرا دل موم کا ہے دیا۔۔

دو کنارے میں اور تم۔۔

کیسے ملیں کیسے جُڑیں ہائے۔۔"

اور کیا وجہ ہے اس نا کی پلکوں کی باڑ پہ آنسو روکے وہ ضبط سے پوچھ رہی تھی؟؟

تم۔۔۔تم وجہ پوچھ رہی ہو مجھ سے سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کیا تم بھول گئی ہو وہ رات؟؟

نہیں میں کچھ نہیں بھولی مجھے وہ سب من و عن یاد ہے کہو تو دوبارہ دُہرا دوں (وہ جو اُج بھی اُس سب کو یاد کرتے کانپ جاتی تھی آج خود ہی دُہرانے کو تیار تھی)..

نہیں مجھے کچھ نہیں سُننا اور تمہیں جواب مل گیا ہے تو جاو یہاں سے میرا وقت برباد نا کرو۔۔

نہیں مجھے اور بھی سوالوں کہ جواب چاہیں کیونکہ میں آج پوری طرح اُس خوش فہمی کہ مینار کو مسمار کر دینا چاہتی ہوں جس پہ میں کئی سالوں سے کھڑی تھی۔۔

تو ٹھیک ہے پوچھو میں بھی تنگ آ گیا ہوں اس سب سے پوچھو نوریہ رحمان جو بھی جاننا چاہتی ہو آج پوچھو۔۔

ڈریسنگ سے ٹیک لگائے اپنی ہتھیلیاں اُس پہ جمائے وہ تنفر سے گویا ہوا تھا۔۔

کیامیں جان سکتی ہوں ایسا کیا ہوا کہ وہ حد سے بڑھی ہوئ محبت یوں چٹکیوں میں ختم ہو گئ۔۔

"ہم دونوں کہ الگ راستے۔۔

کیسے ملیں کیسے مڑیں ہائے۔۔

دل سہہ ناپائیگا۔۔

میرا دل موم کا ہے دیا۔۔"

محبتیں ایسے ہی ختم نہیں ہو جاتیں نوریہ اُس رات جو بھی ہوا اُسے لیکر میرے ذہن میں بھی بہت سے سوال ہیں..

میں تمھارے ہر سوال کہ جواب کہ لیئے تیار ہوں زاویار تم پوچھو۔۔

اُس دن گاڑی میں وہ جو لوگ تھے اُنکا مقصد ہم سے لوٹ مار کرنے کا نہیں بلکہ صرف تمھارے ساتھ وہ سب کرنے کا تھا ایسا کیوں نوریہ؟؟ کیا تم اُسے جانتی تھی وہ کون تھا بتاؤ مجھے۔۔

تم کہنا کیا چاہ رہے ہو کھل کہ کہو زاویار۔۔

اور کتنا کھل کہ کہوں مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ تمھارا کوئی عاشق تھا جو کوئی بدلہ لینے آیا تھا ورنہ ایسا کہاں ہوتا ہے بولو جواب دو۔۔

"دو کنارے میں اور تم کیسے ملیں کیسے جڑیں ہائے۔۔۔"

تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو زاویارا گر چھوڑنا چاہتے ہو تو ایسے ہی چھوڑ دو میں کوئی شکوہ نہیں کرونگی پر مزید داغ میرے دامن پر مت لگاو۔۔

کیوں مجھ سے تو بہت سوال کر رہی تھی اب کیا ہوا زاویار کہ تمسخرانہ انداز پہ وہ ضبط کی آخری انتہاء پہ کھڑی لڑکی کسی بھوکی شیرنی کی طرح اُس کا گیریبان پکڑتے اُس پر جھپٹی تھی؟؟

مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے زاویار کہ میں نے پوری زندگی ایک غلط شخص سے محبت کرنے میں برباد کر دی تم ایک بُزدل شخص ہو جو اپنی بُزدلی کو چُھپانے کی آڑ میں کہ تم اپنی بیوی کی حفاظت نہیں کر پائے اب مجھ پر بہتان لگا رہے ہو زاویار کا گیریبان پکڑے چلاتی ہوئی وہ اپنے گلے میں خراشیں ڈال رہی تھی۔۔

جبکہ اُس ڈرپوک سی لڑکی کو یوں اپنے منہ کی طرف آتا دیکھ وہ حیرانگی سے اُس نوریہ کو

دیکھ رہا تھا جو کبھی اسطرح سے رئیکٹ نہیں کرتی تھی۔۔

میں تمہیں آج ابھی اور اسی وقت اپنی محبت سے اور اس رشتے سے آزاد کرتی ہوں

زاویار تم کیا چھوڑو گے مجھے میں تمہیں چھوڑتی ہوں۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی نیچے سے تایا ابو کی دھاڑ گونجی تھی۔۔

نوریہ زاویار نیچے آو فوراً۔۔

****

رات کہ آٹھ بج رہے تھے اس وقت تمام افراد ماسوائے دادو کہ سب لاونج میں موجود تھے۔۔اور گھر کہ تینوں بڑوں کہ چہروں پر اس پل جتنی سنجیدگی تھی وہ کچھ بہت غلط ہونے کی پیشن گوئی کر رہی تھی۔۔

نوریہ اور زاویار اُنکے سامنے کھڑے تھے جبکہ تایا تائی اور نوریہ کہ بابا صوفوں پہ بیٹھے اُنہیں گھور رہے تھے۔۔

کیا ہوا بابا سب ٹھیک ہے زاویار نے ہی ہمت کرتے آخر کار پوچھا تھا۔۔

پر کوئی بھی جواب ملنے کہ بجائے ایک خاکی کاغذ تایا ابا نے سامنے رکھے میز پہ پھینکا تھا

جسے اُن دونوں میں سے کسی نے بھی نہیں چھوا تھا۔۔یہ کیا حرکت ہے زاویار تمہیں بالکل شرم نہیں آتی کچھ تو ہماری تربیت کی لاج رکھ لیتے ایسی بھی کیا جلدی تھی۔۔۔

مانا کہ تم دونوں کہ بیچ جائز رشتہ ہے پر ابھی رُخصتی تو نہیں ہوئی نا۔۔

اور نوریہ بچے آپ سے ایسی اُمید نہیں تھی مجھے۔۔

پر بابا ہوا کیا ہے؟؟حیرانگی سے اُن سب کو دیکھتے وہ پوچھ رہی تھی جو سب پتہ نہیں کیوں زاویار کو کوسے جا رہے تھے؟؟

اب یہ بھی ہم بتائیں(اب کی بار تائی امی بیچ میں بولی تھیں)رُخصتی کرتو رہے تھے پھر بھی یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟؟

آپ کیوں پہیلیاں بُجھوا رہی ہیں ماما بتائیں بھی اب۔۔

She is pregnant...

کیاا؟؟نوریہ جو ابھی زاویار کہ حملے سے ہی نہیں سنبھلی تھی ایک اور bomb خود پہ گرتے دیکھ وہ صوفے کی ہتھی پہ ہاتھ رکھتی خود کو کھڑا رکھنے کی کوشش میں تھی۔۔

یہ کیا کیا ہے زاویار تم نے یقیناً تمھاری ہی غلطی ہو گی اب ایسے کیا دیکھ رہے ہو ذرا شرم

نہیں آئی تمہیں۔۔

وہ ناجانے اور بھی کیا کچھ زاویار کو سُنانے میں مصروف تھے کہ تبھی نوریہ کی آواز گونجی

۔۔

یہ بچہ زاویار کا نہیں ہے۔۔

******

یہ بچہ زاویار کا نہیں ہے۔۔

یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم نوریہ؟؟

آذر رحمان جو کافی دیر سے خاموش سامع بنے بیٹھے تھے اور جنہیں اپنے بھتیجے پہ بے انتہا غُصہ تھا اب یوں اپنی ہی بیٹی کہ منہ سے ایسے الفاظ سُنتے وہ طیش کہ عالم میں اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔

میں صحیح کہہ رہی ہوں بابا۔۔وہ جو خود کو صوفے کہ سہارے کھڑا کیئے ہوئے تھی اس پل اُس میں کھڑا رہنے کی ہمت نہیں تھی ٹانگیں باقاعدہ کپکپا رہی تھیں پر اُسکے لہجے کی مضبوطی کسی چٹان کی مانند مضبوط تھی۔۔

نوریہ کی اس قدر ڈھٹائی پہ آذر رحمان کا ہاتھ زندگی میں پہلی بار نوریہ پہ اُٹھا تھا اور جسے نا سہتے وہ فرش پہ جا گری تھی شادی کہ لیئے نیا نیا سلوایا گیا ناک یہ تھپڑ نا سہتے خون آلود ہو گیا تھا۔۔۔

تم سے یہ اُمید نہیں تھی نوریہ مجھے۔۔

)وہاں موجود باقی سب افراد ہکا بکا سے بیٹھے اُس منظر کو دیکھ رہے تھے جیسے کوئی فلم چل رہی ہو کیونکہ یہ سب اُن کے لیئے ناقابل یقین تھا بھلا نوریہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔۔(

تو پھر بولو کون ہے وہ شخص کون ہے وہ جسکے لیئے تم یہ بھول گی کہ تم کسی کہ نکاح میں ہو کون ہے وہ جسکے ساتھ تم منہ کالا کر کے آئی ہو (نوریہ کہ سامنے کھڑے وہ کسی بپھرے شیر کی مانند دھاڑ رہے تھے۔۔)

اپنے بابا کہ منہ سے نکلتے الفاظ کو ایک کرب کہ عالم میں سُنتے وہ زاویار کی طرف دیکھنے لگی تھی کہ شاید اب وہ کچھ بولے گا پر وہاں مکمل خاموشی دیکھتے وہیں فرش پہ بیٹھے بیٹھے ہی نوریہ نے اپنی گردن میں لپٹا ڈوپٹہ نوچتے ہوئے ایک طرف پھینکا تھا۔۔

****

تایاتائی جن میں نوریہ کہ انکشاف کہ بعد ہلنے کی سکت نہیں رہی تھی اب حیرت سے اُسکی گردن دیکھ رہے تھے جہاں ایک زخم کہ پاس ہلکے ہلکے چند اور نشانات تھے۔۔

نوریہ نے یہیں بس نہیں کیا تھا اب وہ اپنی قمیض کی آستینیں کھینچتی ہوئی اُوپر کر رہی تھی جہاں چند ایسے ہی مدھم پڑے نشانات تھے۔۔

یہ سب کیا ہے نوریہ کوئی شرم و حیا باقی رہی بھی ہے تم میں؟؟

یہ سب دیکھانے کا مقصد یہ ہے کہ میں نہیں جانتی اس بچے کا باپ کون ہے۔۔

یہ الفاظ کسی بجلی کی طرح وہاں بیٹھے لوگوں پہ گرے تھے۔۔

اس سے پہلے کہ آذر رحمان نوریہ پہ ٹوٹ پڑتے معراج رحمان نے وہیں اُنہیں روک دیا۔۔

بچی کی بات تو سُن لو وہ بتانا کیا چاہ رہی ہے۔۔

کیا سُنوں میں ہاں کیا سُنوں نکاح میں ہے یہ زاویار کہ عزت ہے اُسکی۔۔

نہیں۔۔۔

نہیں ہوں میں۔۔۔

نہیں ہوں میں اُسکی عزت اگر ہوتی تو اُس دن یہ اپنی جان دے دیتا پر میری عزت بچا لیتا بچالیتا مجھے اُس درندے سے یا اگر اُنکا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا تو کم از کم مجھے انصاف ہی دلا دیتا پر نہیں اس نے۔۔اس نے مجھے چُپ کروا دیا اور اب خود خاموش تماشائی بنا ہوا ہے زاویار کی طرف دیکھتے نوریہ کا مزید خون کھولا تھا جواب بھی اُسے چُپ رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔

اور سُن لیں آپ سب کسی کہ ساتھ منہ کالا نہیں کیا میں نے بلکہ میرے ہی اس بزدل شوہر کہ سامنے بیچ چوراہے میں میری عزت لوٹی گئ ہے۔۔۔

پر نوریہ یہ سب۔۔۔

میں کسی کو کوئ صفائ نہیں دینا چاہتی ساری کہانی اپنے اس بیٹے سے پوچھ لیں آپ تائ امی۔۔

****

نوریہ سب کہتی وہاں سے نکلتی اپنے کمرے میں جا چکی تھی پر اُسکے الفاظ جو طوفان وہاں لائے تھے اُسکا سامنا کرنے کہ لیئے زاویار بالکل بھی تیار نہیں تھا۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے بھائی صاحب وہ کیا کہہ کر گئی ہے میری تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آرہا

پریشانی سے کہتے وہ اپنی پیشانی مسلنے لگے تھے۔۔

تم آرام سے بیٹھو آذد ہم دیکھ لیتے ہیں ابھی سب اور تم زاویار کیا اب تم کچھ کہو گے؟؟

جج۔۔جی بابا اصل میں۔۔

اصل میں وہ اُس دن اپنے خُشک ہونٹوں پہ زبان پھیرتے وہ اُس رات کا ایک ایک لفظ اُنکے گوش گزار کرنے لگا تھا۔۔۔

جسے سُنتے وہاں بیٹھے کسی شخص میں ہلنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو زاویار تم نے ہم سے کیوں چھپایا یہ سب میری بیٹی اتنی اذیت سے دوچار رہی اور ہم۔۔ہم اُسکی خاموشی کو نئے رشتے میں بندھنے کی جھجھک سمجھتے رہے ۔۔

میں ہی بیوقوف ہوں کہ تمھاری جھوٹی کہانی پہ یقین کرتا رہا ورنہ جیسے نشانات اُس وقت اُسکے چہرے پہ تھے میرا دل نہیں مانا تھا کہ یہ سب ایک ایکسیڈنٹ ہے پر پھر بھی میں نے تمھاری بات پہ بھروسہ کیا زاویار تم کیسے میری بچی پہ ظُلم ڈھانے والوں کو یوں

جانے دے سکتے ہو آخر کیسے؟؟

****

یہ سب اپنی خوشی سے نہیں کیا چاچو بلکہ ہم سب کی اس گھر کی عزت بچانے کہ لئیے کیا ہے اور اگر میں یہ سب یوں نا چھپاتا تو کیا ہوتا ہاں کیا کر لیتے آپ کیسے ڈھونڈتے اُنہیں کوئی نشانی تھی آپکے پاس؟؟

کچھ نہیں ہونا تھا میرے بتانے سے بس یہ ہوتا کہ ہماری عزتیں باہر چوراہوں پر لٹکا دی جاتیں اور لوگ ہمدردی کی آڑ میں تماشا دیکھتے ہم پر ہنستے۔۔

تم اتنے پڑھ لکھ کر بھی اتنی چھوٹی سوچ رکھتے ہو جان کر دُکھ ہوا زاویار ابھی وہ صرف نکاح میں ہے تمھارے پوری طرح سے تمھاری دسترس میں نہیں آئی ابھی رُخصتی نہیں ہوئی میں باپ ہوں اُسکا اور مجھے اپنی بیٹی کہ لئیے انصاف چاہیے چاہے اُس کہ لئیے اپنی عزت کہ ساتھ ساتھ جان ہی کیوں نا دینی پڑے سمجھے تم۔۔

وہ اپنی سُناتے نور یہ کہ پیچھے چل دیئے تھے جبکہ زاویار یوں اپنی بات رد کیئے جانے پہ سیخ پا ہوتا اپنے پیرنٹس سے بولا تھا۔۔

چاچو کو سمجائیں کہ جوش سے نہیں ہوش سے کام لیں ابھی تو میں اُس گند کی پوٹ کو اپنا رہا ہوں پر اگر۔۔اگر یہ بات پھیلی تو پھر مجھ سے کوئی بھی کوئی اُمید نا رکھے سُنا آپ نے۔۔۔

وہ اپنی کہتے جا چُکا تھا جبکہ پیچھے بیٹھی اُسکی ماں ہکی بکی سی معراج رحمان سے کہنے لگیں۔۔

یہ۔۔یہ کیا ہو گیا ہے معراج ہمارا ہنستا بستا آشیانہ یوں بکھرنے کو تیار ہے پلیز کچھ کریں بچالیں سب بکھرنے سے۔۔

تم حوصلہ کرو عاشی اور ہاں صُبح ہی اس بچہ کی کہانی تو ختم کرو پھر دیکھتے ہیں کہ آگے کیا کرنا ہے۔۔

****

رات کہ نو بج رہے تھے۔۔

اور آج پھر غیض و غضب سے گرجتے بادل برسنے کو تیار تھے اور اتنی شدت سے چھائے ہوئے تھے کہ جیسے سب کچھ اپنے ساتھ بہالے جانے کو تیار ہوں۔۔

پر ایسے میں نوریہ بھی تھی جو اپنی خشک بے رنگ آنکھیں کالے بادلوں سے ڈھکے

آسمان پہ جمائے خالی دل اور خالی دامن کھڑی تھی۔۔

اُسکی ہنستی مسکراتی زندگی نے یکدم ایسے پلٹا کھایا تھا کہ وہ خود حیران تھی وہ جو اپنے لیئے ابھی تک کچھ نہیں کر پائی تھی ایک ننھی جان کی ذمہ داری بھی اُسکے ناتواں کندھوں پر ڈال دی گئی تھی۔۔۔

پر تبھی آذر رحمان ہلکا سا دروازہ کھولتے بنا کسی آہٹ کہ وہاں پہنچے اور پھر نوریہ کی پُشت پہ کھڑے ہوتے اپنا بازو اُسکے گرد پھیلایا۔۔

آئی ایم سوری بچے میں نے تمہیں غلط سمجھا معاف کردو اپنے بابا کو۔۔

ایسے مت کہیں بابا جو ہونا تھا ہو گیا آسمان پہ نظریں جمائے بنا کوئی حرکت کیئے وہ اب بھی یونہی کھڑی تھی۔۔

صحیح کہہ رہی ہو جو ہونا تھا ہو گیا اب تم بتاو تم کیا چاہتی ہو؟؟

تم جو کہو گی جیسا کہو گی اپنے بابا کو اپنے ساتھ پاو گی۔۔

تھینک یو بابا ویسے بھی مجھے آپکی بے حد ضرورت ہے۔۔

تو پھر بتاو کیا چاہتی ہو؟؟

میں اُس ظالم شخص کو سزا دینا چاہتی تھی پر میں کچھ نہیں کر سکتی میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے اُسکے خلاف۔۔

میرے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ میرے ساتھ ریپ ہوا ہے۔۔

نوریہ کہ سنگدلانہ الفاظ پہ اُنکی آنکھیں جھلملائی تھیں پر اسکے باوجود وہ اُسکی سپورٹ میں کھڑے تھے۔۔

میں اُس شخص کو نا تو ڈھونڈ سکتی ہوں اور نا ہی کسی طرح کا کیس کر سکتی ہوں پر ہاں جس شخص نے میرا دل روند ڈالا میری روح کُچل دی میں اُسے بھی معاف نہیں کرونگی مجھے زاویار سے کل ہی طلاق چاہیے۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو بیٹا؟؟

صحیح کہہ رہی ہوں بابا اور اگر میں نے ایسا نا بھی کیا تب بھی وہ مجھے چھوڑ تو دے گا ہی پر اس سے پہلے میں اُسے چھوڑ دینا چاہتی ہوں بابا اور ابھی تو آپ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ ہیں تو پھر؟؟

یہ پوری زندگی کا معاملہ ہے بیٹا ایک بار پھر سوچ لو۔۔

میں نے سوچ لیا ہے ویسے بھی اتنے دنوں سے جتنا بدلا وُس میں میں دیکھ چکی ہوں اس سے زیادہ کی نا تو ہمت ہے مجھ میں اور نا ہی برداشت سو پلیز آپ خُلع کہ پیپرز کل ہی تیار کروالیں۔۔

ٹھیک ہے بیٹا پر کل نہیں پرسوں تک ہی ممکن ہو گا۔۔

تو ٹھیک ہے پر پرسوں کا مطلب پرسوں ہی ہونا چاہیے بابا میں اب مزید کسی بوجھ کی طرح یہ رشتہ اُس پہ مُسلط نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

ٹھیک ہے نور یہ یہ تمھاری زندگی ہے اور تمہیں ہر فیصلے کا حق ہے۔۔

****

اگلی صُبح رحمان ہاوس پہ بہت خاموش سی اُتری تھی رات سے ہونے والی بارش اب بھی وقفہ وقفہ سے جاری تھی۔۔

رات بھر شل ہوتی ٹانگوں کہ ساتھ کھڑکی میں کھڑے رہنے کہ بعد فجر میں کہیں جا کر اُسکی آنکھ لگی تھی اور اب صُبح کہ دس ہو رہے تھے پر وہ اپنے بستر میں موجود سو رہی تھی

۔۔

کہ تبھی تائی امی نوریہ کہ کمرے میں داخل ہوئیں اور اُسے سویا دیکھ کر اُسکے قریب بیٹھتیں وہ اُسکے بالوں میں اپنی اُنگلیاں چلانے لگی تھیں۔۔

جس پہ کسمساتے ہوئے نوریہ نے آنکھیں کھولتے اُس مہربان چہرے کو دیکھا تھا جس سے چھلکتی شفقت ہمیشہ اُسے متاثر کرتی تھی۔۔

تائی امی؟؟

جی بچے۔۔

کیا آپکو میرے قریب بیٹھتے مجھ سے گھن نہیں آتی؟؟

یہ کیا بول رہی ہو بیٹا اس سب میں بھلا تمھارا کیا قصور؟؟

)اُنکے منہ سے نکلتے الفاظ پہ کچھ سکون محسوس کیا تھا نوریہ نے ویسے بھی جب سے زاویار بدلا تھا اب تو ہر کسی کہ بدلتے چہرے دیکھنے کا دھڑکا ہی لگا رہتا تھا۔۔(

اور یہ کیا حشر بنالیا ہے تم نے اپنا کچھ ہی دن رہ گۓ ہیں شادی میں اور خود کو دیکھو کتنی ڈل لگ رہی ہو۔۔

شادی کہ نام پہ حلق تک کڑوا ہوا تھا پر وہ کچھ کہہ نہیں پائی تھی وہ جیسی بھی تھیں جتنی

بھی اچھی تھی پر تھیں تو زاویار کی ماں ہی ناسو نوریہ نے کچھ بھی کہے بنا بیڈ پہ ہی اُٹھ کر بیٹھتے اپنے بال پونی میں قید کیئے۔۔

نوریہ کو خاموش بیٹھے دیکھ اُنہوں نے ہی اُس بات کا آغاز کیا تھا جو کہنے وہ یہاں آئی تھی۔۔

اچھا چلو اُٹھو ناشتہ کر لو پھر ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔

ہاسپٹل کیوں تائی امی؟؟

ابارشن کہ لئیے اور کس لئیے جانا ہے بھلا۔۔

کیاااا یہ۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔

تم اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو کیا بھول رہی ہو کہ یہ ایک ناجائز اولاد ہے جسکے باپ کا کوئی اتا پتا ہی نہیں ہے۔۔

بچے ناجائز نہیں ہوتے تائی امی بچے تو معصوم فرشتے ہوتے ہیں بس اُنہیں دُنیا میں لانے کا عمل جائز اور ناجائز ہوتا ہے۔۔

جو بھی ہو بیٹا پر یہ بچہ ہم اس دُنیا میں کیسے لا سکتے ہیں۔۔

اسے لانے نا لانے کا کام اللہ کا ہے اور میں کسی بھی انسانی جان کہ قتل میں ملوث نہیں ہو سکتی۔۔

تم ہوش میں تو ہو نوریہ دُنیا کو کیا جواب دو گی کہ یہ کس کا ہے کون ہے ہاں اور تمہیں کیا لگتا ہے اسکے دُنیا میں آنے کہ بعد لوگوں کہ زبانیں خاموش ہو جائینگی اور۔۔اور زاویار وہ کبھی نہیں مانے گا نوریہ اور بچوں جیسی باتیں کرنا بند کرو اور میرے ساتھ چلو۔۔

زاویار کیا چاہتا ہے کیا نہیں اُس سے اب کوئی سروکار نہیں ہے مجھے ویسے بھی خُلع لے رہی ہوں میں زاویار سے سوا اُسے کوئی حق نہیں ہے یہ میری زندگی ہے اور اسکا فیصلہ بھی میں ہی کرونگی۔۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو نوریہ زاویار کو چھوڑ دو گی تو کون تمہیں اتنا کچھ ہونے کہ بعد اپنائیگا وہ بھی ایک ناجائز بچے کی ماں کہ طور پہ۔۔

بار بار ناجائز کہنا بند کریں آپ اور چاہے جو بھی ہو جائے اگر اللہ کی مرضی ہے اور اسے یونہی آنا ہے تو میں اور آپ کون ہوتے ہیں اس بات کا فیصلہ کرنے والے۔۔

لوگوں کو کیا کہو گی کہ کون ہے اسکا باپ؟؟

وہ بعد کی بات ہے پر پلیز دوبارہ ایسا مت کہیے گا مجھ سے۔۔

اپنی سُناتے وہ وہاں سے جاچکی تھی۔۔

****

(مستقبل)۔۔۔

اس وقت گھر کہ تقریباً سبھی نفوس ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔۔

کسی کہ چہرے پہ غُصہ تھا تو کسی کہ چہرے پہ رنج اور دُکھ۔۔

پر اُن سب لوگوں کہ مجمع میں ایک اور شخص بھی تھا جو کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح لُٹا پُٹا سا سر جُھکائے ہوئے تھا جسکی کچھ ہی دیر میں دُنیا ویران ہونے والی تھی وہ نوریہ کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اور ناہی اُسکے ساتھ رہنا چاہتا تھا پر یہ وقت ایسے اور اتنی جلدی آجائیگا اس کا اندازہ نہیں تھا۔۔

گھر کہ تمام افراد کہ ساتھ بیٹھے وکیل صاحب نے باری باری سب کہ چہروں پہ ایک نگاہ ڈالی تھی اور پھر ہاتھ میں تھامی فائل میز پہ رکھتے پین کی کیپ ہٹاتے ہوئے فائل پہ پین رکھتے آذر صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

سر آپ اپنی بیٹی کو بُلوالیں تاکہ دونوں کہ سگنیچرز ہو سکیں۔۔۔

وکیل کی بات پر وہ اپنا ہاتھ میں پکڑا چشمہ سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے جونہی کھڑے ہوئے سامنے سے ہی نوریہ اندر داخل ہوتے دیکھائی دی۔۔

اس پل اُس کہ چہرے پہ اتنی سختی اور سنجیدگی تھی کہ دیکھنے والا ٹھٹھک جاتا تھا۔۔

وہ جس سکون اور خاموشی سے آئی تھی ویسے ہی کھڑے کھڑے سائن کرتے یہ جا وہ جا ہو گئی تھی۔۔

وہ اُس شخص کو اپنی محبت، دل اور وجود سے ایک پل میں الگ کرتے جا چکی تھی اور اب باری تھی اُس شخص کی جس کی وہ دوست اور محبوب بیوی تھی پر وہ ایک رات۔۔

وہ ایک رات اُن کہ بیچ آگئی تھی جو آج اُنہیں اس نہج پہ لے آئی تھی۔۔۔

اور زاویار کہ سائن کہ بعد وہ رشتہ جو بڑوں کی مرضی اور محبت پہ قائم ہوا تھا بہت آسانی سے ختم ہو گیا تھا۔۔

****

اُن کاغذوں پہ سائن کرتی وہ بہت مضبوطی سے قدم اُٹھاتی اپنے کمرے میں داخل ہوئی

تھی۔۔

پر کمرے میں آنے کہ بعد اُسکا ضبط چھلکا تھا اور اب وہ روتی چلاتی ہر چیز تہس نہس کرتی ہسٹریائی انداز میں چلا رہی تھی۔۔

آج وہ اُس محبت کا گلا گھونٹ آئی تھی جو بچپن سے اُسکے خون میں سرائیت تھی اور جسے اُس نے اپنے ساتھ پروان چڑھایا تھا۔۔

کل رات آخری بار زاویار سے اُسکی بات ہوئی تھی جہاں اُس نے نوریہ سے کہا تھا کہ وہ اُسے چھوڑنا نہیں چاہتا اور یہ بھی کہ وہ بہت چاہتا ہے پر۔۔۔ پر اس سب کہ بعد وہ کبھی اپنے قدم اُسکی جانب بڑھا نہیں پائیگا اور وہ یہ بھی کہہ رہا تھا کہ وہ لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتا اس لیئے وہ اُسے معاف کر دے۔۔

ہر چیز توڑ پھوڑ اور بکھیر دینے کہ بعد وہ گھٹنوں کہ بل زمین پہ بیٹھی آخری بار اُس محبت کو رو رہی تھی جو ڈرپوک اور کمزور نکلی تھی۔۔

یااللہ جی یہ۔۔۔ یہ بہت بڑی آزمائش ہے جس کہ لیئے آپ نے مجھے چُن لیا ہے۔۔

میرے لیئے بہت مشکل ہے یہ سب آپ تو جانتے ہیں۔۔ آپ تو سب جانتے ہیں کہ

میں کتنی کم ہمت ہوں پھر کیوں مجھ پہ اتنا کڑا وقت لے آئے ہیں آپ کیوں۔۔

پلیز میری مدد کریں میرے اس دل کی تکلیف کو کم کردیں کم کردیں اللہ جی اب اگر ۔۔اگر میں نے اُسے اپنی زندگی سے نکال ہی دیا ہے تو اب آپ اُسے میرے دل سے نکال دیں۔۔ نکال دیں اُسے اور مجھے ہمت دیں لوگوں کی باتوں اور اُن کا سامنا کرنے کی۔۔

وہ روتی ہوئی ٹھنڈے فرش پہ پڑی آج آخری بار کھل کہ اپنی بچھڑی محبت کو رو دینا چاہتی تھی اور وہ رو رہی تھی۔۔

****

اگلا دن۔۔۔

اگلے دن صُبح ہی صُبح سب چہرے لٹکائے اپنی اپنی کُرسی پہ موجود بے دلی سے ناشتہ کر رہے تھے اور داوؤ وہ تو اتنی خفا تھیں کہ کمرے سے باہر ہی نہیں آئی تھیں۔۔

اور زاویار تو کل رات سے ہی کہیں غائب تھا وہ ایک ایسا مرد تھا جس کی انا کو ٹھیس پُہنچی تھی۔۔

پر اُس وقت ہشاش بشاش سی نوریہ کو سیڑھیاں اُترتے دیکھ سب حیران ہوئے تھے جو اس وقت رائل بلیو کلر کی کُرتی اور ٹراوزر پہ لانگ کوٹ پہنے بلیو ہی کلر کا ڈوپٹہ ہمیشہ کی طرح مفلر سٹائل میں گردن کہ گرد لپیٹے ماتھے پہ فرلز پھیلائے وہاں پُہنچی تھی۔۔

گُڈ مارننگ ایوری ون۔۔

تائی امی مجھے پراٹھا کھانا ہے۔۔

حیرت سے سب نوریہ کی طرف دیکھتے دوبارہ سے اپنی پلیٹ کی طرف جُھکے تھے۔۔

جب کہ اپنے سامنے رکھے پراٹھے سے بھرپور انصاف کرتی وہ آذر رحمان سے گویا ہوئی

۔۔

بابا آپ مجھے میری گاڑی کی چابیاں دے دیں آج سے میں خود یونیورسٹی جاونگی۔۔

پر بیٹا آپ تو ڈرائیو نہیں کرتیں۔۔

وہ پہلے کی بات ہے پر اب سب مجھے خود ہی کرنا ہے میں کسی پہ بوجھ بننا نہیں چاہتی۔۔۔

پر بیٹا۔۔

آپ فکر مت کریں بابا اور یقین جانیں جتنا غلط ہونا تھا ہو گیا ہے اب سب صحیح ہو گا۔۔

اوکے پھر مجھے بھی ڈراپ کردو تاکہ تمھاری ڈرائیونگ اپروو کردوں میں۔۔

ٹھیک ہے بابا جیسے آپ کہیں۔۔

بابا کو ساتھ لیتی وہ جیسے آئ تھی ویسے ہی چلی گئ تھی۔۔

پر گاڑی میں بیٹھتے اُسکا ضبط ڈگمگایا تھا جسے کمال مہارت سے کنٹرول کرتی اپنی آنکھوں کو شیڈز کہ نیچے چُھپاتی گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھنے لگی۔۔

نوریہ۔۔

جی بابا۔۔۔

میری ایک بات مانو ابارشن کروالو نہیں تو بہت مشکل ہو جائیگی بیٹا۔۔

میں ہر طرح کی مشکل کہ لیئے تیار ہوں بابا ڈونٹ وری۔۔

تمھارا یہ فیصلہ بہت غلط ہے۔۔

میں جانتی ہوں پر کیا کروں دل نہیں مانتا۔۔

میرا دل نہیں مانتا ایک بے قصور سے زندگی کا حق چھیننے کا میں نے تو آج تک کسی جانور

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہ بچے کو تکلیف میں رہنے نہیں دیا تو پھر یہ تو ایک انسان ہے اور بے قصور بھی۔۔

تم نے یہ سوچا ہے کہ جب یہ دُنیا میں آجائیگا اور لوگ اسکے باپ کا نام پوچھیں گے تو تم کیا بتاو گی؟؟

نہیں میں نے کچھ نہیں سوچا۔۔

تم مجھے پاگل کردو گی نوریہ میں بہت پریشان ہوں اس سب کو لیکر تم اسے ختم کرواور آگے بڑھو۔۔۔

آپ پریشان مت ہوں بابا میرے اللہ نے اس کا بھی کوئی بہتر حل ہی سوچا ہو گا آپ پریشان مت ہوں۔۔

"سجناوے۔۔

سُن سجناوے۔۔

میں سِکھ گئی آں پیڑاں نال وسناں وے۔۔۔

سجناوے۔۔۔

سجناوے۔۔

*****

یہ یونیورسٹی کے ایک کلاس روم کا منظر ہے جہاں لیکچر چل رہا ہے اور اُس لیکچر کو وہاں موجود تمام طالب علم نہایت غور سے سُننے اور ساتھ ہی ساتھ مین پوائنٹس اپنی اپنی نوٹ بُکس میں لکھنے میں مصروف ہیں۔۔

پر اُن سب کے بیچ موجود نوریہ اپنی نظریں کھڑکی سے باہر موجود پیڑ پہ جمائے ہوئے ہے جہاں ایک چڑیا منہ میں دانہ ڈالے اپنے بچوں کو کھلانے میں مصروف ہے۔۔

اس پل نوریہ اس منظر میں اس بری طرح سے کھوئی ہوئی تھی کے اپنے ارد گرد سے بلکل ہی بے خبر تھی۔۔

جبکہ دوسری جانب وقفے وقفے سے نوریہ پہ نظر ڈالتے آخر کار میڈم شاہانہ نے ہاتھ میں پکڑا چاک نوریہ کی طرف پھینکا تھا جو نوریہ کے ہاتھ سے آ ٹکرایا تھا اور جس پہ وہ اپنی نظریں وہاں سے ہٹاتے حیرت سے اُنہیں دیکھنے لگی تھی اس پل اُسے اپنے آپکو وہاں حاضر کرنے کے لئے کچھ سیکنڈز لگے تھے۔۔

نوریہ رحمان اگر باہر دیکھنے کا اتنا ہی دل ہے تو آپ باہر جا سکتی ہیں میم کہ نوریہ کہنے پر وہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاروں حیرت سے دیکھتیں اُسکی طرف مڑی تھیں پر انہیں اس بات پہ حیرت زیادہ ہوئ تھی کہ وہ بنا ایکسکیوز کیئیے اپنی چیزیں بیگ میں ڈالتی کلاس چھوڑ گئ تھی۔۔

****

کلاس سے نکلنے کہ بعد وہ سیدھی کینٹین کی طرف آئ تھی جہاں بہت سے لڑکے لڑکیاں بے فکری سے ہنستے بولتے اپنے میں ہی مگن وہاں موجود تھے۔۔

پر ایسے میں ایک نوریہ بھی تھی جس کو آنے والی فکریں اس قدر سختی سے جکڑے ہوئے تھیں کہ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے؟؟

ابھی تو یہ بات جیسے تیسے وہ چھپا سکتی تھی پر کچھ ہی ماہ میں یہ سب چُھپانے پر بھی چُھپنے والا نہیں تھا اور تب۔۔تب پھر کیا ہوگا؟؟لوگوں کو کیا جواب دوں گی اور کیا تب کوی اس حقیقت پر یقین کریگا؟؟

اُف کہاں پھنس گئ ہوں میں؟؟

کیا کروں کیا کروں اب میں؟؟

سوچ سوچ کر سر پھٹنے والا ہوگیا تھا پر کچھ سجھائ ہی نہیں دے رہا تھا۔۔

****

دوپہر کہ بارہ بج رہے تھے گرم گرم پڑتی دھوپ جسم کو حرارت دیتی کافی بھلی معلوم ہورہی تھی۔۔ایسے میں کیفٹیریا میں بیٹھی نوریہ اپنی پیشانی کو تھامے ہلکاہلکاڈُباتی آنے والے طوفان کہ پیش نظر بولائی ہوئی بیٹھی تھی۔۔

کہ تبھی وہ چاروں کُرسیاں گھسیٹتیں اُسکے پاس آبیٹھیں۔۔

نوریہ تمہیں ہوکیاگیاہے؟؟ہمیں تولگاتھاکہ میم کی آوازپہ تم سیلاب لے آوگی پر تم تو منہ اُٹھائے باہر ہی نکل گئیں۔۔

ویسے تم ٹھیک توہونا؟؟

سب ٹھیک ہے کچھ نہیں ہوایار۔۔

ویسے دیکھنے میں توتم ٹھیک نہیں لگ رہیں اور یہ تمھاری رنگت اتنی زرد کیوں ہورہی ہے؟؟

کچھ بھی نہیں ہوایار تم لوگ توبس ایسے ہی۔۔

اووہ دیکھو بالاج مراد(اس سے پہلے کہ نتاشابال کی کھال اُتارتی اریشہ نے سب کی توجہ

بالاج کی جانب مبذول کروائ۔۔)

دیکھو تو صحیح اسے چلتا ایسے ہے جیسے یہ یونیورسٹی اس کہ باپ کی ہو چاکلیٹ براؤن کلر کی شلوار قمیض پہ بلیک لیدر جیکٹ پہنے مغرور چال چلتے ہوئے بالاج کو دیکھتے ہوئے فاریہ نے کہا۔۔

اُن سب کہ تبصروں پہ نوریہ نے بھی ایک نظر اُس سمت ڈالی تھی جہاں سے چلتا ہوا وہ ایک ٹیبل کہ گرد پڑی کرسی پہ آ بیٹھا تھا۔۔

ویسے ایک بریکنگ نیوز دوں اریشہ نے اُن چاروں کی طرف دیکھتے سنسنی پھیلاتے ہوئے کہا۔۔

ہاں اب دے ہی دو یہ نا ہو پیٹ میں درد ہو جائے تمھارے۔۔

اُہمم تم سب کو پتہ ہے کیا بالاج اور زویا کا بریک آپ ہو گیا ہے۔۔۔

کیا!!!؟؟؟ واقعی میں۔۔۔

ہاں بالکل اور کیا تم سب کو یہ پتہ ہے کہ بالاج کہ چھوڑ دینے کہ بعد زویا تو ایسی بدلی ہے کہ پوچھو ہی مت حجاب لینے لگی ہے اور تو اور یونیورسٹی چھوڑ کہ کسی پرائیویٹ ہاسپٹل

میں ریسیپشنسٹ کی جاب بھی کر رہی ہے۔۔۔

ہیں۔۔۔وہ ماڈل کی طرح گھومنے والی اور حجاب میں نہیں مانتی۔۔۔فاریہ نے ہاتھ ہلاتے ہوئے ناکا اشارہ کیا۔۔۔

یارر۔۔۔سچ کہہ رہی ہوں میری کزن ہے زویا ایک ہی گھر میں رہتے ہیں مجھے نہیں تو تمہیں پتہ ہوگا۔۔

پر ایکدم سے اتنا بدلاؤ کیسے اریشہ؟؟

کوئی نہیں کوئی نہیں دل ٹوٹنے پہ ایسے بدلاو آجاتے ہیں اب کی بار ملیحہ نے کہا۔۔۔

ویسے اس بالاج نے چھوڑا کیوں؟؟

اب یہ تو مجھے نہیں پتہ ویسے یہ تو واضح ہی تھا کہ بالاج ٹائم پاس کر رہا ہے۔۔

ہاں بالکل اور نہیں تو کیا ان امیروں کہ یہی تو شوق ہوتے ہیں محبت کس چڑیا کا نام ہے اس کا تو پتہ ہی نہیں ہوتا آج ایک تو کل دوسری اور یہ تو پھر ریلیشن شپ کی بات ہے انکی تو شادیاں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں آج ہوئیں کل ختم ہماری طرح تھوڑی کہ پوری زندگی بس ایک ہی کہ ساتھ گزاردو۔۔۔(اُن سب کی باتوں کو نہایت غور سے سُنتی نوریہ

وقفہ وقفہ سے اپنی نظر بالاج کی طرف ڈال رہی تھی جو اپنے فون کو کان سے لگائے ہوئے تھا)

باقی امیروں کا تو پتہ نہیں پر یہ امیر زادہ تو ایسا ہی کریگا شرٹ کی طرح لڑکیاں بدلتا ہے پہلے ایک بیمار ماں تھی جسکا کچھ لحاظ کر لیتا تھا اب تو وہ بھی نہیں ہے اور باپ سے تو کبھی بنی ہی نہیں اریشہ زویا سے ملی ساری انفار میشنز اُن تک پہنچا رہی تھی۔۔

اچھا اب بس بھی کرو یہ بالاج نامہ اور جاؤ کچھ کھانے کو لاوٗ۔۔

کونسا کھانا کھانے کا وقت نہیں ہے اگلی کلاس کا ٹائم ہے وہاں چلو پھر آتے ہیں دوبارہ۔۔

وہ چاروں اپنے اپنے بیگز اُٹھائے جانے کو تیار تھیں پر نوریہ کو یونہی بیٹھا دیکھ ملیحہ نے اُسکا کندھا ہلایا۔۔۔

اگر زاویار بھائی کہ خیالوں سے نکل آئی ہو تو اگلی کلاس لے لیں؟؟

ہاں۔۔تم۔۔۔لوگ چلو میں بابا کو ایک کال کر کہ آرہی ہوں۔۔

ٹھیک ہے پر جلدی آجانا سر نفیس کا تو پتہ ہے نا لیٹ ہوئی تو کلاس میں آنے نہیں دیں گے۔۔

****

اماں میں جارہی ہوں شام میں ملاقات ہوتی ہے آپ سے۔۔۔

یہ لو جی۔۔یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے کل ہی ایک طوفان اس گھر کے در و دیوار ہلا کر گیا ہے پر گھر کے مکین ہیں کہ اپنے اپنے کاموں کی پڑی ہوئی ہے۔۔

امّاں جنکی طلاق ہوئی ہے جب اُنہیں کوئی فکر نہیں ہے تو اب ہم کیا کریں۔۔

حق ہاااا۔۔۔ایک ہمارا دور تھا لڑکی کو طلاق ہوتی تھی تو دنیا کو منہ نہیں دیکھاتی تھی اور ایک یہ لڑکی ہے جو صبح ہی صبح منہ اٹھائے یونیورسٹی چلی گئی۔۔۔

اے بہو تم نے روکا کیوں نہیں۔۔

میں کس منہ سے روکتی اماں مجھے زاویار نے کونسا کسی لائق چھوڑا ہے مجھے تو صبح نوریہ اور بھائی صاحب سے اس قدر شرم آرہی تھی کہ پوچھیں مت۔۔

آئے ہائے کیسی شرم بہو؟؟

اگر زاویار چاہتا تو گھر کی بات گھر میں رہ سکتی تھی نا اماں آخر کو محبت تھی نوریہ سے بچپن کی اُسے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو اس کل کی لڑکی کو بھی تو دیکھو جو اپنی کوکھ میں ایک ناجائز بچہ لیئے دندناتی پھر رہی ہے۔۔

اماں پلیز ہم سب اُس کے اپنے ہیں ہمیں سمجھنا چاہیے اُسے اور تھوڑا وقت دینا چاہیے وہ جلد ہی سمجھ جائے گی اور مان جائے گی ہماری بات وہ اٹھتے اٹھتے کہتیں مزید گویا ہوئیں

ابھی تو میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے مجھے۔۔

چلو بھی تم بھی جاؤ اس گھر کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔۔

****

پچھلے دس منٹ سے نوریہ اُسی جگہ پر بیٹھے ہوئے بالاج کی پشت پہ نظریں جمائے ہوئے تھی اُن سب کی باتیں سننے کہ بعد اس پل نوریہ کے اندر ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی جو فیصلہ اُس نے لمحوں میں لیا تھا اُس پر دل ہولا رہا تھا تو دماغ اُس سے بات کرنے پر اکسا رہا تھا کیونکہ ایک یہی واحد شخص تھا اسکی نظر میں جو عزت عزت کر کے نقارے نہیں بجا رہا تھا اور جسکے آگے پیچھے کوئی لمبا چوڑا خاندان نہیں تھا۔۔

اپنے فیصلے کو اچھے طریقے سے جانچنے کہ بعد وہاں بیٹھے جب دس منٹ مزید گزرے تو

وہ دل کڑا کر کہ اُسکے پاس جانے کو اُٹھی۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔بالاج۔۔۔

نوریہ کہ یوں اُس کے پاس آکر مخاطب کرنے پہ وہ حیران ہوتا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا

تھا۔۔

کیا میں۔۔آپ سے بات کر سکتی ہوں؟؟

جی کہیے نور۔۔

نہیں یہاں نہیں میں آپ سے اکیلے میں بات کرنا چاہتی ہوں ڈرتی ڈرتی ایک نگاہ اُسکے

دوستوں پہ ڈالتے ہوئے نوریہ نے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اوکے تو پھر کسی کیفے میں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں؟؟

نہیں۔۔۔وہاں نہیں کیا آپ راول لیک کہ پاس۔۔ مجھ سے مل سکتے ہیں؟؟

جی ٹھیک ہے پر کب؟؟

ابھی..مجھے آج ہی بات کرنی ہے۔۔

میں اپنی گاڑی میں آتی ہوں وہاں آپ بھی کیا ابھی وہاں آ سکتے ہیں؟؟

اوکے جیسا آپ کہیں۔۔

وہ اپنی سناتی جا چکی تھی جبکہ اُس کے جاتے ہی اُسکے دوست بالاج سے پوچھنے لگے۔۔

اس چھوٹی موئی نے بھلا کیا بات کرنی ہے تجھ سے۔۔

یہ تو اب جا کر ہی پتہ چلے گا۔۔

****

دوپہر کہ دو بج رہے تھے بادلوں اور سورج کی آنکھ مچولی ایک بار پھر سے جاری تھی جھیل کا پانی ایک سکوت سے بہتا کافی پر سکون لگ رہا تھا اور وہیں جھیل کہ کنارے ایک ہٹ نما شیلٹر کہ نیچے رکھے بینچ پہ نوریہ بالاج کہ سامنے وہاں موجود تھی۔۔۔

نوریہ اُسے وہاں بلا تو لائی تھی پر اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا اُسے یہاں بُلانا صحیح ہے بھی کہ نہیں وہ اپنی ہی سوچوں کہ بھنور میں پھنسی ہوئی تھی۔۔

جبکہ دوسری طرف وہ اپنے سامنے خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی نوریہ کو اوبزرو کر رہا تھا جو اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑ رہی تھی بہت عرصہ بعد بالاج نے کسی کہ نفاست

سے کٹے ہوئے ناخن بغیر کسی نیل پینٹ کہ دیکھے تھے وہ اُسکے بلانے پہ وہاں آتو گیا تھا پر اب ڈر بھی رہا تھا کہ ناجانے ایسی کونسی بات ہے جو وہ اُسے خود سے مخاطب کرتی یہاں بُلالای تھی۔۔

پر جب یہ خاموشی مزید بڑھی تو بالاج نے پوچھ ہی ڈالا۔۔

آپ کیا بات کرنا چاہتی تھیں نور؟؟

جی۔۔۔وہ۔۔۔اصل میں۔۔میں آپ سے بہت اہم بات کرنا چاہتی تھی پر اب سمجھ نہیں آرہا کہ آپ پہ ٹرسٹ کرنا صحیح ہوگا بھی کہ نہیں۔۔

آپ مجھ پہ ٹرسٹ کر سکتی ہیں نور یقین مانیں ہمارے درمیان ہوئ بات کسی اور تک نہیں پہنچے گی۔۔

اوکے۔۔اپنے لب کاٹتے اور ایک گہری سانس لیتے بالآخر وہ کہنے لگی۔۔

آپکو یاد ہے آپ نے مجھے دوستی کی پیشکش دی تھی۔۔

جی یاد ہے پر تب میں نہیں جانتا تھا کہ آپ کا نکاح ہو چکا ہے۔۔

میری طلاق ہو گئی ہے مسٹر بالاج۔۔

کیاا!؟؟پر کیوں۔۔

دیکھیں بالاج میں سیدھی اور صاف بات کہوں گی کیونکہ باتیں گھمانا آتا نہیں ہے مجھے۔۔

میں۔۔میں چاہتی ہوں کہ آپ شادی کرلیں مجھ سے۔۔

بالاج نوریہ کی بات پر سناٹے میں آگیا تھا۔۔

دیکھیں بالاج یہ شادی کوئی نارمل شادی نہیں ہوگی ہم ایک کنٹریکٹ کرلیتے ہیں ویسے بھی آپ دوستی کہ خواہشمند تھے تو بس آپ ایک لیونگ ریلیشن شپ سمجھتے ہوئے مجھ سے شادی کرلیں۔۔

نوریہ کی بات پہ حیرت کہ سمندر میں غوطے کھاتا وہ حیرانگی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

دیکھیں۔۔۔پلیز منع مت کرنا مجھے اس وقت ایک نام کی اشد ضرورت ہے اگر آپ چاہیں تو ہم ایک سال کا کنٹریکٹ سائن کرلینگے اور پورے ایک سال بعد آپ مجھے طلاق دے دیں میں آپ سے اپنی ذات کہ لیئے ایک روپیہ تک نہیں مانگوں گی اور ناہی بیوی ہونے کا کوئی حق جتاونگی۔۔

اور۔۔اور اگر آپ چاہیں تو میں ایک ملازمہ کی طرح یہ ایک سال آپ کہ ساتھ گزار دونگی بس ایک سال کہ لئیے اپنا نام اور اپنے گھر میں جگہ دے دیں مجھے پلیز بالاج میری مدد کر دیں ایک آپ ہی ہیں جو اس۔۔۔پل مجھے اس آزمائش سے نکال سکتے ہیں۔۔

نوریہ کی اتنی لمبی تمہید پہ کب سے خاموش بیٹھے بالاج کہ لب ہلے تھے۔۔

پر آپ صرف ایک سال کہ لئیے مجھ سے ہی شادی کیوں کرنا چاہتی ہیں نور؟؟؟

بالاج کہ سوال پہ وہ بے بسی سے لب کچلتی اپنے آنسو پلکوں کی باڑ پہ روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے منہ سے ہی اپنی بے بسی اور شرمندگی کی کہانی سُنانا اتنا آسان نہیں تھا پر جب مدد چاہیے تھی تو وجہ تو بتانی ہی تھی۔۔

وہ دراصل میں۔۔۔میں۔۔۔پریگننٹ ہوں۔۔

کیا!!!؟؟؟اگر آپ پریگننٹ تھیں تو طلاق کیسے ہوئی۔۔

میرا میرے شوہر سے ایسا کوئی تعلق نہیں تھا میری رُخصتی نہیں ہوئی تھی یہ تو کچھ ہی وقت پہلے میرا ریپ ہوا تھا اور اسی وجہ سے میری طلاق بھی ہو گئی اور اب یہ بچہ میری

ایک اور آزمائش بن گیا ہے۔۔

سب۔۔۔سب چاہتے ہیں میں اسے ختم کر دوں اس دنیا میں نالاؤں پر مجھے کوئی قصور نہیں دکھتا اس سب میں اس وجود کا اور ویسے بھی اس وقت میں جن حالات سے گزر رہی ہوں اگر میرے ساتھ یہ ظلم ڈھانے والے کا مجھے علم ہوتا تو میں اُسکے بھی پیر پکڑ لیتی۔۔

پر خیر اپنی آنکھیں سختی سے رگڑتی وہ اُٹھ کھڑی ہوئی یہ میرا نمبر ہے آپ جو بھی فیصلہ لیں مجھے انفارم کر دینا۔۔

ایک چٹ پہ لکھا اپنا نمبر اُسے دیتی وہ وہاں سے اٹھ گئی تھی۔۔

جبکہ پیچھے بیٹھے بالاج میں اس پل ہلنے کی بھی سکت نہیں تھی اگر اس وقت کوئی اُس سے پوچھتا کہ بے بسی کی حد کیا ہے تو وہ ضرور کہتا۔۔۔

بے بسی کی حد پل پل کی موت مرنے سے بھی زیادہ اذیت ناک ہے۔۔۔

****

اور بھئی زویا کہاں تک پہنچا تمھارا مشن زاویار؟؟ ڈاکٹر ماہ نور نے زویا کا بلڈ پریشر چیک

کرتے ہوئے پوچھا۔۔

ہمم۔۔۔بس جاری ہے ویسے عجیب بندہ ہے کبھی لگتا ہے کہ پوری طرح انسپائر ہو گیا ہے پر پھر لگتا ہے کہ شاید یہ میری غلط فہمی ہے۔۔

جو بھی ہے جلدی کرو جو بھی کرنا ہے زیادہ وقت نہیں ہے تمھارے پاس۔۔

جانتی ہوں یار میں تو خود یہ حجاب لپیٹے لپیٹے اُکتا گئی ہوں بس ایک دو دن اور دیکھوں گی اگر اُس نے بات بڑھائی تو ٹھیک نہیں تو چُپ چاپ اپنے اُس ٹٹ پونجیئے کزن کو اپنا نصیب مان لونگی منہ لٹکائے کہتی وہ اُٹھ گئی تھی۔۔

چلو میں چلتی ہوں آج طبیعت کچھ صحیح نہیں لگ رہی سو سیدھا گھر جاؤنگی۔۔

چلو ٹھیک ہے جاؤ اور دوائیاں وقت پہ لے لینا۔۔

ماہ نور کہ کمرے سے نکلتی شانے پہ اپنا بیگ لٹکائے وہ ہاسپٹل سے باہر نکلتی روڈ پہ آ کھڑی ہوئی تھی جہاں اُسے اب کسی ویگن کہ آنے کا انتظار تھا۔۔

پر اس سے پہلے کہ وہاں کوئی ویگن آتی زاویار اپنی کار ریورس کرتا وہاں سے نکالنے لگا تھا پر زویا کو کھڑا دیکھ وہ اپنی ونڈو نیچے کرتا پوچھنے لگا۔۔

آیئے مس زویامیں آپ کوڈراپ کردیتاہوں۔۔

زاویار کی آفر پہ دل بلیوں اُچھلنے لگا تھا پر یکدم سے کچھ یاد آتے وہ کہنے لگی۔۔

نہیں ڈاکٹر میں خود چلی جاؤنگی۔۔

آیئے نامیں چھوڑدونگا آپکو۔۔

نہیں ڈاکٹر زاویار ایسے اچھا نہیں لگتااور مجھے یوں آتادیکھ محلے والے باتیں کریں گے۔۔

زاویار جودن بادن زویا سے متاثر ہوئے جارہا تھا یہ ایک اور پوائنٹ تھا جو اُسکے دل کو لگا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے پر آج تو وین والوں کی ہڑتال ہے چلیں ایسے کریں جب تک آپ میری کار میں بیٹھیں میں uber بُلوالیتاہوں آپ کے لیئے۔۔

جی جیسا آپ کہیں دل ہی دل میں پھوٹتی خوشی کو چھپاتے وہ زاویار کی کار میں بیٹھ گئ تھی۔۔

****

نوریہ لیک ویو سے تیزی سے نکلتی باہر پارکنگ کی طرف آئ تھی سانس پھولا ہوا تھا اور

ہاتھ باقاعدہ کپکپا رہے تھے۔۔

وہ چاہے جتنی بھی بولڈ اور مضبوط دکھنے کی کوشش کر رہی تھی پر اندر سے اب بھی وہی ڈرپوک نوریہ تھی۔۔

گاڑی میں بیٹھتے سٹئیرنگ سے سر ٹکاتے وہ اپنی سانس ہموار کرنے لگی تھی۔۔ بالاج سے سب کہہ دینے کے بعد اب دل ملامت کر رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اپنا راز اُسے دے کر بہت بڑی غلطی کر دی ہو۔۔

پر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا تیر کمان سے نکل گیا تھا۔۔

اُف یہ کیا کر دیا میں نے پلیز یا اللہ جی وہ منع کر دے وہ نا مانے میری بات میں اس ملک سے چلی جاؤنگی میں کچھ اور کر لونگی پر میری عزت رکھ لے کہیں۔۔ کہیں وہ مجھ سے دوستی نا کرنے کا بدلہ نے لے اور یہ بات سب کو نا بتا دے اگر ایسا ہو گیا تو پھر میں کیا کرونگی کیا کرونگی میں؟؟

وہ اپنی سوچوں میں اس بُری طرح غرق تھی کہ بیگ میں بجتے فون پہ دھیان ہی نہیں گیا تھا پر جب بیل کی آواز سُنائی دی تو وہ خود کو نارمل کرتی کال اٹینڈ کرنے لگی۔۔

ہیلو جی بابا۔۔۔

جی میں بس پانچ منٹ میں آرہی ہوں۔۔

کال کاٹتے اُسکا رُخ رحمان میڈیکل کی طرف تھا جو یہاں سے کچھ دیر کہ ہی فاصلے پر تھا کال کاٹتی وہ اگلے پانچ منٹ میں وہاں موجود تھی۔۔

پر اس سے پہلے کہ وہ موڑ کاٹتی ہاسپٹل کہ گیٹ تک پُہنچتی وہاں موجود زاویار کی گاڑی کو دیکھتے وہ رُکی تھی جو ہاسپٹل کہ گیٹ سے کچھ ہی فاصلے پہ گاڑی میں کسی لڑکی کہ ساتھ موجود تھا۔

اُس لڑکی کو تو وہ اتنی دور سے پہچان نہیں پائی تھی پر زاویار کو وہ کلئیر لی دیکھ پارہی تھی جو ہاتھ میں تھاماٹشو اُس لڑکی کی طرف بڑھا رہا تھا۔۔

****

نوریہ کہ لیئے یہ سب دیکھنا اتنا آسان نہیں تھا کل ہی تو اُنکا برسوں کا بنا رشتہ ختم ہوا تھا اور اب یوں اُسے دیکھنا وہ بھی کسی اور کہ اتنے قریب بہت مشکل تھا اس پل ایسا لگا تھا کہ جیسے کسی نے دل پہ پڑے زخم زہریلے ناخنوں سے کُرید ڈالے ہوں۔۔

آنکھوں میں بھرتی مرچوں کی جلن بڑھنے لگی تھی اپنی ہی محبت کو اور وہ بھی ایسی محبت کو جو ہمیشہ آپکے ارد گرد صرف ایک خوشنما خواب کی طرح رہی ہو آسان نہیں ہوتا۔۔

جبکہ دوسری طرف اُوبر کہ آتے ہی زاویار نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کہ اُس حجاب میں ملبوس لڑکی کو اُترنے میں مدد دی تھی اور پھر دوسری کار کا دروازہ کھول کہ اُسے بٹھاتے وہ کھڑکی کی جانب جُھکا تھا۔۔

اس سے زیادہ دیکھنے کی نوریہ میں سکت نہیں تھی سو وہ زن سے گاڑی بڑھاتی اپنے بابا کو پِک کیئیے بنا ہی وہاں سے چل دی تھی۔۔

****

نوریہ بالاج سے بات کرتی کب سے وہاں سے جا چُکی تھی پر وہ اب بھی وہیں موجود تھا۔۔

کئی گھنٹوں سے بنا حرکت کیئیے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے اپنے ارد گرد سے انجان وہ وہیں موجود تھا۔۔

شام کہ سائے پر پھیلانے لگے تھے سردی کی شدت بھی بڑھنے لگی تھی پر وہ ہر حساس

سے عاری اپنے سامنے پڑے ں مینچ کو کئ گھنٹوں سے گھور رہا تھا جہاں سے کافی دیر پہلے وہ اُٹھ کر گئ تھی۔۔

دماغ میں ایک ہی لفظ کی گونج تھی۔۔

I am pregnant...

اس آنے والی جان کا کیا قصور؟؟

میں اسے بچانے کہ لئے اپنے گناہگار کہ پیر بھی پکڑ لیتی۔۔

یہ وہ لفظ تھے جو پچھلے کئ گھنٹوں سے دماغ میں ہتھوڑے کی مانند بج رہے تھے۔۔

وہ خود تو سب کہتی جا چکی تھی پر یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ واقعی میں اپنے گناہگار سے ہی مدد مانگ گئ ہے۔۔

وہ واقعی میں ہر طرح سے نوریہ کی مدد کہ لئیے تیار تھا پر شادی اور پھر وہ بچہ۔۔۔

کیا میں اس سب ذمہ داری کہ لئیے تیار ہوں؟؟

کیا میں یہ کر پاؤں گا۔۔

ابھی تو میں ایک ہی بوجھ کہ نیچے سے نہیں نکل پایا تھا کہ ایک اور قصور میرے حصے میں آگیا ہے۔۔

یہ۔۔یہ کیا کر دیا میں نے کیا کر دیا مجھ جینے کا کوی حق نہیں ہے مجھ جیسے جانور کو مر جانا چاہیے۔۔۔مر جانا چاہیے مجھے۔۔۔

وہ دل ہی دل میں فیصلہ کرتا لیک کہ گرد بنے جنگلے کو پھلانگتے پانی میں اُتر گیا تھا اس پل اُسکا ذہن اور دماغ اس قدر شل تھا کہ وہ کچھ محسوس نہیں کر پا رہا تھا ہڈیوں کو جما دینے والا وہ ٹھنڈا ایخ پانی بھی نہیں۔۔

اس وقت اُس سائیڈ پہ زیادہ لوگ نہیں تھے ملاح بھی اپنی اپنی کشتیاں کناروں پہ کھڑی کرتے جا چکے تھے۔۔

جبکہ وہ پانی میں قدم رکھتا آگے ہی آگے گہرے پانی کی طرف جا رہا تھا پانی زیادہ ہوتا ہوتا اُسکے پیٹ تک آ پہنچا تھا اس سے پہلے کہ وہ اور آگے جاتا اُسکے گرد اُسکی ماں کی آوازیں گونجنے لگی۔۔۔

اپنی غلطی کا ازالہ کرو بالاج۔۔۔

اپنی غلطی سُدھار لو۔۔

یہ موقع ضائع مت کرو سب سنبھال لو۔۔

سنبھال لو سب۔۔

وہ آوازیں اُسکے قدموں کو جکڑ گئی تھیں وہ اگلا قدم نہیں لے پایا تھا پر وہ اُس گہرے پانی میں بیٹھ گیا تھا وہ سانس روکے وہاں موجود تھا۔۔

پر وہ تکلیف وہ اذیت کم نہیں ہو پائی تھی جس سے وہ دوچار تھا پر ذہن کہ پردے پہ ایک سین فلم کی طرح چلنے لگا تھا جہاں نور یہ ایک نومولود کو گود میں جکڑے ہوئے تھی اور لوگ ہاتھوں میں پکڑے پتھر اُن پہ پھینک رہے تھے وہ منظر دیکھتے وہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

اپنے گیلے بال جو ماتھے پر چِپک گ ئے تھے دونوں ہاتھوں سے پیچھے کرتے وہ ایک عظم سے بولا تھا میں بچا لونگا میں تم دونوں کو بچا لونگا اپنی۔۔۔اپنی غلطی سُدھار لونگا سب صحیح کر لونگا۔۔

اُس گہرے پانی سے باہر کی جانب قدم اُٹھاتے ہی اُس نے اپنا موبائل نکال لیا تھا جو

اسوقت پاور آف تھا شاید بھیگ جانے سے بند ہو گیا تھا پر جو بھی تھا وہ فیصلہ کر چُکا تھا کہ جلد سے جلد آذر رحمان کہ گھر اپنے بابا کہ ہمراہ وہ رشتہ لے جائیگا اور اپنی غلطی کو مزید غلط ہونے سے روک لے گا ویسے بھی کہتے ہیں نا کہ غلطیاں بانجھ نہیں ہوتیں بچے دیتی رہتی ہیں۔۔

تو اُسے اب اپنی غلطی کو مزید بڑھنے سے روکنا تھا۔۔

****

رات کہ گیارہ بج رہے تھے آج بہت دنوں بعد آسمان بادلوں سے صاف تھا اور پورے آسمان پہ تاحد نگاہ ستارے بھرے ہوئے تھے۔۔

اور ایسے میں نوریہ اپنے کمرے میں موجود کھڑکی سے سر ٹکائے ہاتھ میں موبائل لیئے کھڑی تھی جہاں بالاج کا میسیج کھلا ہوا تھا جو دو دن پہلے ہی اُسے موصول ہوا تھا۔۔۔

اور جس پہ لکھا تھا کہ میں اپنے بابا کہ ساتھ پورے دو دن بعد آپکے بابا کہ پاس رشتے کی بات کرنے آونگا۔۔

بالاج سے بات تو وہ کر آئی تھی اور دو دن سے یہ میسیج دیکھ دیکھ کر ہلکان بھی ہو رہی تھی

پر ابھی تک اپنے ہی بابا سے بات کرنے کی ہمت نہیں جُٹا پائی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ صُبح وہ آجائے مجھے بابا سے بات کرنی ہوگی اُنہیں سب بتانا ہوگا۔۔۔

آخر کار ہمت کرتی وہ سٹڈی کی جانب بڑھ گئ تھی کیونکہ اس وقت وہ وہیں موجود ہوتے تھے۔۔۔

****

اپنے کمرے سے نکلتی وہ آگے بڑھ رہی تھی پورا گھر سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا سب اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے۔۔

سٹڈی کا دروازہ ناک کرتی وہ اندر بڑھی تھی جہاں ریوالونگ چیئر پہ بیٹھے ہاتھ میں کوئ کتاب پکڑے انگیٹھی سُلگائے آذر صاحب موجود تھے۔۔

بابا۔۔۔

جی میری جان۔۔ نظروں کہ سامنے سے کتاب ہٹاتے ایک پیار بھری مُسکان سجائے وہ نوریہ کو دیکھتے کہنے لگے۔۔

آپ بزی تو نہیں ہیں نا؟؟

اگر تھا بھی تو اب نہیں ہوں۔۔اس وقت کیسے کوئی کام تھا کیا؟؟

بابا مجھے بات کرنی ہے آپ سے اُنکے قدموں کہ قریب رکھے رگ پہ بیٹھتے نوریہ نے

اپنا سر اُنکی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔۔

تو کہو میں سُن رہا ہوں نوریہ کہ سر کو تھپکتے وہ کہنے لگے۔۔

میں نے بہت مشکل میں ڈال دیا ہے نا بابا آپکو؟؟

نہیں بیٹا یہ مشکل نہیں آزمائش ہے اور آزمائش نیک لوگوں کی زندگیوں میں آتی ہے

جیسے کہ تم۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھ سے زیادہ تو آزمائش میں آپ ہیں بابا دادو بھی آپ سے بات نہیں کر رہیں میری

وجہ سے۔۔

تم پریشان مت ہو بیٹا وہ ماں ہیں اور بس کچھ غُصہ ہیں پر ناراض نہیں۔۔

میں آپکی پریشانی کم کرنا چاہتی ہوں بابا۔۔

تو کیا تم ابارشن کہ لئیے تیار ہو۔۔

نہیں۔۔مم۔۔میں شادی کر رہی ہوں۔۔۔

کیا یہ کیا کہہ رہی ہو؟؟ایک جھٹکے سے اُٹھتے وہ کھڑے ہوئے تھے۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہوں بابا اس سب کا حل میری شادی ہی ہے۔۔

اور کون کریگا تم سے شادی۔۔

میری یونیورسٹی میں ہے ایک لڑکا وہ کرلے گا شادی۔۔

کیا تم اُسے پسند کرتی ہو؟؟

نہیں بالکل نہیں۔۔

تو کیا وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔۔

شاید نہیں۔۔

تو پھر؟؟

(اُنکے سوال پہ وہ کھڑی ہوتی اُنکے قریب آئی تھی)

لازمی نہیں ہے شادیاں ہمیشہ مرضی کی ہوں اکثر اوقات سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں

اور آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ وہ اس بچے کو اپنا نام دینے کو تیار ہے۔۔

اور وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟؟

یہ نہیں پتہ مجھے۔۔

نوریہ۔۔

نوریہ۔۔

اللہ جانے تم کسے ڈھونڈ لائی ہو کون ہے کیا چاہتا ہے ایسے کیسے کسی کہ حوالے کر دوں تمہیں؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب لڑکی کی عزت داغدار ہو جائے اور اُسکے کردار پہ سوالیہ نشان کھڑے ہونے لگیں تو بابا اُن لڑکیوں کو ایسے ہی راہ چلتوں کہ حوالے کر دیا جاتا ہے۔۔۔

نوریہ میرے بچے نوریہ کی بات پہ وہ اُسے گلے سے لگائے رونے لگے تھے۔۔

میں ملونگا پہلے پرکھونگا اُسے پھر ہی فیصلہ کرونگا تم بیٹی ہو میری کوئی چیز نہیں۔۔۔

اپنے بابا کہ الفاظ پہ وہ اُس کرب میں بھی مُسکائی تھی۔۔

پر اُن دونوں کہ علاوہ ایک اور وجود بھی تھا جو دروازے کہ باہر موجود تھا۔۔

میں دیکھتا ہوں تمہیں کوئی کیسے اپناتا ہے نور یہ۔۔۔

****

جنوری کہ مہینے کا آغاز ہے اور یہ اسلام آباد کہ پوش علاقے ایف/10 کا حسین منظر ہے جہاں بارش کہ بعد نکلی دھوپ مارگلہ کی پہاڑیوں پہ پڑتی اُنہیں مزید حسین بناتی کسی نئ نویلی دُلہن کی طرح ایک شان سے نکلی ہوئی تھی۔۔

اور جہاں بارش کہ بعد آسمان پہ بنی قوس قزح اس منظر کو مکمل کر رہی تھی وہیں بالاج منزل کہ لان میں لگے حسین پودے بھی دُھلے دُھلائے نکھرے نکھرے سے اس حسین منظر کو چار چاند لگا رہے تھے (ایک یہی واحد شوق تو تھا اس گھر کہ مالک کا)۔۔

دوپہر کہ بارہ بج رہے تھے اور بالاج اپنے ڈریسنگ روم میں تیار ہونے کہ بعد کھڑا کف لنکس لگا رہا تھا کہ تبھی وہاں مراد صاحب کی آمد ہوئی۔۔

اور کتنا وقت لگے گا بالاج وہ بولتے ہوئے اُسکے کمرے سے گزرتے ساتھ بنے ڈریسنگ روم میں اینٹر ہوئے ارے واہ تم تو آج ہی پورے دولہا بن گئے ہوئے بالاج۔۔

کیسا لگ رہا ہوں میں؟؟ وہ اُن سے پوچھتے اپنی شو شیلف سے کالے رنگ کی کھیڑی

نکالے پہننا لگا۔۔

کون ہے وہ جس نے میرے بیٹے کو اتنا بدل دیا ہے ورنہ تم تو کبھی بھی شادی نہیں کرنا چاہتے تھے بہت حسین ہے کیا؟؟

اُنکے پوچھنے پر نوریہ کا چہرہ نظروں کہ سامنے سے گزرا تھا حسین کا تو نہیں پتہ پر بہت پاک اور معصوم ہے۔۔

ہمم۔۔۔تم سے کہاں ملی یونیورسٹی میں؟؟

ہاں وہیں ملی اور ہاں بابا آج ہی ڈیٹ لینی ہے شادی کی اور وہ بھی ایک ہفتے بعد کی۔۔

کیا۔۔۔پر اتنی جلدی کیوں؟؟

ایک ہفتہ بھی بہت ہے باقی انتظام میں دیکھ لونگا پر آپ ڈیٹ لینے کی کریئے گا وہ مسلسل اُنہیں جواب دیتا ساتھ ہی ساتھ اپنی تیاری میں مصروف تھا۔۔

رشتہ لینے جانے کہ حساب سے تمھاری تیاری کچھ زیادہ نہیں ہے کالے رنگ کی شلوار قمیض پہ کالا ہی بلیزر پہنے بال سلیقے سے بنائے ہلکی بڑھی داڑھی اور مونچھیں اچھے سے سیٹ کروائے وہ ہمیشہ سے زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔

میں کسی بھی لحاظ سے کم نہیں لگنا چاہتا اور ناہی خود کو ریجیکٹ کیئے جانے کا کوئی موقع دینا چاہتا ہوں اب چلیں مزید دیر نہیں کرنی چاہیے ہمیں۔۔

****

یہ کیا کہہ رہے ہو تم آذر اور اب بتا رہے ہو اب بھی نا بتاتے ہمیں۔۔میں ماں ہوں تمھاری اور بد قسمتی سے زندہ بھی مشورہ تو دور بتانے کا تردد بھی نہیں ہوا تم سے۔۔

پہلے بتاتا یا اب ایشو تو ویسے بھی بننا ہی تھا (صُبح ہی صُبح کسی ایمر جینسی کیس کہ لیئے وہ ہاسپٹل روانہ ہو گئے تھے اور اب ہی اُنہیں بتانے کا موقع ملا تھا)۔۔

پر آذر لڑکا ہے کون؟؟

کس خاندان کا ہے؟؟

کرتا کیا ہے کچھ تو بتاو۔۔

ایک آدھ گھنٹے میں آنے والے ہونگے بھائی صاحب آپ خود پوچھ لیجیئے گا۔۔

لڑکے کا تو بعد میں دیکھ لیں گے پہلے یہ بتاو لڑکی کی طلاق کو ہفتہ نہیں ہوا اور بغیر عدت کہ تم کسی اور کی ڈولی میں بٹھانے والے ہواُسے۔۔لاونج میں بیٹھے رحمان ہاوس کہ

بڑے گرما گرم بحث میں مصروف تھے بس ایک عاشی بیگم تھیں جو باری باری سب کہ چہروں کو تک رہی تھیں۔۔

صرف نکاح ہوا تھا اماں کوئی رُخصتی نہیں کہ عدت پوری کرتی پھرے اور جس طرح کی سچوئیشن کا ہم شکار ہیں اس کا واحد حل یہی ہے۔۔

تو تم لڑکے والوں کو اُس بچے کہ متعلق کیا کہو گے جھوٹ بولو گے یا اندھیرے میں رکھو گے ؟؟

میں کسی سے کچھ نہیں چھپاونگا تھکے ہارے اُٹھتے وہاں سے جاتے ہوئے وہ عاشی سے کہنے لگے بھابھی کیا آپ پلیز نوریہ کو دیکھ لیں گی۔۔

جی بھائی میں دیکھ لیتی ہوں۔۔

ہاں بھئی دیکھو دیکھو اور کرو اپنی مرضی دید لحاظ تو رہا ہی نہیں کس اذیت میں ڈال دیا ہے اس منحوس لڑکی نے ہمیں کاش ماں کہ ساتھ ہی مر گئی ہوتی تو کم از کم ہم آج اس اذیت کا شکار نا ہوتے۔۔

وہ اُونچا اُونچا رو تیں نوریہ کو کوسنے لگی تھیں۔۔

****

نیچے سے آتی دادو کی آوازوں پہ وہ کسی مجسمے کی طرح کان لپیٹے ڈریسنگ ٹیبل کہ سامنے بیٹھی ہوئ تھی۔۔

آئینے میں دکھتے اپنے وجود کو دیکھتے نوریہ کی خالی آنکھیں بالکل سوکھی ہوئی تھیں اب تو ان آنکھوں میں چاہتے ہوئے بھی آنسو نہیں آتے تھے۔۔

دس سال تک جس رشتے کو کسی خوشبودار کپڑے کی طرح خود سے لپیٹے رکھا تھا وہ چند دن پہلے ہی تار تار ہو گیا تھا اور ابھی تو کھل کہ اُس رشتے کا ہی سوگ نہیں منا پائ تھی کہ اب اس ان چاہے رشتہ کی چادر خود پہ تاننے کہ بعد اب خوش ہونے کا دکھاوا بھی کرنا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید خود ترسی کا شکار ہوتی تائ امی اندر داخل ہوئیں۔۔

نوریہ میرے بچے اُٹھو بیٹا چینج کر لو۔۔

نہیں تائ امی یہ ہی صحیح ہے سفید رنگ کی پیروں تک آتی گھیر دار فراق نیٹ کہ ڈوپٹے کہ ساتھ پہنے وہ وہاں ساکت بیٹھی ہوئی تھی۔۔

پر بیٹا ہمارے ہاں شادی کی شروعات کہ دنوں سے شادی ہو جانے تک لڑکیاں سفید نہیں بلکہ تیز رنگ پہنتی ہیں۔۔

تائی امی کی بات پر وہ آج سے دس سال پیچھے چلی گئی تھی جب دادو نے ہرے رنگ کا گوٹے کناری والا سوٹ یہ کہہ کر چھوٹی سی نوریہ کو پہنایا تھا کہ آج تمھارے نکاح کی تاریخ رکھیں گے وہ دن یاد آتے روکھی آنکھوں کی سُرخی مزید بڑھی تھی۔۔

نوریہ تم سُن رہی ہو وہ لوگ آنے والے ہونگے اُٹھو چینج کرلو۔۔

وہ لوگ کسی عام لڑکی کو نہیں بلکہ ایک زندہ لاش کو دیکھنے آرہے ہیں تائی امی اور لاشوں پہ سفید رنگ ہی جچتا ہے۔۔۔

وہ اپنی بات مکمل کرتی واشروم میں لاک ہوگئی تھی جبکہ تائی امی کا دل چاہا تھا کہ وہ زاویار کی شکل بھی کبھی نا دیکھیں۔۔

****

ایک منٹ۔۔

ایک منٹ گاڑی روکو بالاج۔۔

کیاہوابابا؟؟

یہ تم مجھے آذر رحمان کہ گھر کیوں لائے ہو؟؟وہ گھر کو باہر سے دیکھتے ہی پہچان گ ئے تھے۔۔

ہم یہاں اس لئیے آئے ہیں کیونکہ میں آذر رحمان کی بیٹی نوریہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔

تمھارامسئلہ کیاہے بالاج تم کیوں آذر رحمان کا پیچھا نہیں چھوڑدیتے آخر کیوں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑگ ئے ہواُسکے۔۔

ایساکچھ نہیں ہے بابا۔۔

توپھر کیساہے ہاں بولو کیساہے پھر کل تک جسکانام تم بناگالی کہ لینے کو تیار نہیں تھے اب اُسکی بیٹی سے شادی آخر سوچ کیارہے ہو تم؟؟

ایساکچھ نہیں ہے بابامیں پسند کرتاہوں اُسے۔۔

گاڑی واپس لو بالاج ہمیں گھر جاکر بات کرنی چاہیے۔۔

بالاج نے اُنکی بات ان سُنی کرتے گیٹ کہ نزدیک گاڑی لے جاتے ہارن بجادیاتھا۔۔

ڈونٹ وری بابا ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سمجھ رہے ہیں میں اپنے گزشتہ رویہ پر شرمندہ ہوں بابا اور بہت چاہتا ہوں نور کو آپ پلیز یقین کریں میری بات کا چوکیدار کہ دروازہ کھولنے پہ گاڑی آگے بڑھاتے وہ اُنہیں یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا جس پہ وہ لب بھینچ گ ےئے تھے۔۔

****

معراج اور آذر مہمانوں کی آمد کا سُنتے باہر ڈرائیو وے کی جانب آئے تھے پر وہاں گاڑی سے نکلتے بالاج اور مراد کو دیکھ اُنہیں حیرت کا جھٹکا لگا تھا وہ جو مختلف واہموں کا شکار تھے آنے والے مہمانوں کو لیکر اب اپنے سامنے اپنے ہی بہترین دوست کو دیکھتے ایک سکون کی لہر اُنہیں اپنے اندر سرایت کرتی محسوس ہوئ تھی۔۔

اور وہ فرطِ جذبات کہ تحت مراد کہ گلے لگتے کافی خوش تھے۔۔

اور کیسے ہو بالاج بیٹا۔۔

بالاج سے ملتے وہ اُنہیں ساتھ لیتے اندر کی جانب بڑھنے لگے۔۔

آذر معراج اور اُنکی والدہ سب مراد سے واقف تھے سو جلد ہی وہاں ایک بے تکلفی سے

قائم ہو گئی تھی عاشی سب کہ سامنے چائے ناشتہ رکھ رہی تھیں کہ تبھی آذر نے اُن سے کہا۔۔

بھابھی نوریہ کو لے آئیں آپ۔۔

جی میں لے آتی ہوں چائے سرو کرتیں وہ نوریہ کو بُلانے چل دیں۔۔

****

نوریہ۔۔

نوریہ بچے آجاو مہمان آگئے ہیں بیٹا وہ خوشی خوشی نوریہ کو خود سے لگاتیں اُسکا ڈوپٹہ صحیح کرنے لگی تھیں۔۔

(جبکہ وہ یونہی بُت بنی کھڑی تھی) سچ بتاوں تو نوریہ میں بہت شرمندہ تھی تم سے جو کچھ بھی زاویار نے کیا اُسے لیکر پر آج بالاج کو دیکھنے کہ بعد میری ساری پریشانی دور ہو گئی ہے تم واقعی میں ایک شہزادہ ڈیزرو کرتی تھی جو تمھارے لیئے آپہُنچا ہے۔۔

تائی امی کی بات پہ وہ سر جُھکا گئی تھی اب اُن سے کیا کہتی کہ یہ شہزادہ آیا نہیں بلکہ بُلایا گیا ہے۔۔

تم تیار ہو تو نیچے چلیں ویسے کچھ اور پہن لیتی تو اچھا ہوتا ایسے تو تم پھیکی پڑ جاؤ گی اُسکے سامنے۔۔

میں ایسے ہی ٹھیک ہوں تائی امی اب چلیں سر پہلے ہی گھوم رہا تھا اُوپر سے بار بار اُنکی ایک ہی تکرار۔۔

ہاں چلو عاشی نوریہ کو پکڑے باہر لے جانے لگی تھیں اور ابھی وہ سیڑھیوں تک پُہنچی ہی تھیں کہ اپنے کمرے سے عجلت میں نکلتا زاویار ایک طنزیہ نظر نوریہ پہ ڈالتے سیڑھیاں اُتر گیا۔۔

زاویار رُکو تم کہاں جا رہے ہو زاویار۔۔۔زاویارر ر۔۔

عاشی زاویار کو روکتی ہی رہ گئی تھیں پر وہ اُنہیں ان سُنا کرتے پہلے ہی ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا تھا اور نوریہ کو آنے والا وقت دہلانے لگا تھا۔۔

****

زاویار کو اندر آتے دیکھ بالاج کی رگیں تن گئی تھیں کم از کم وہ اس وقت زاویار کی آمد کی توقع نہیں کر رہا تھا۔۔

جبکہ دوسری طرف زاویار جو کسی عجیب قسم کہ شخص کا تصور کیئیے وہاں آیا تھا اب اپنے سامنے اپنے سے ہر لحاظ سے بہتر شخص کو دیکھتے اُسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا آخر اس شخص میں کیا کمی ہے جو یہ نوریہ جیسی لڑکی کو اپنانے جا رہا ہے شاید۔۔۔ شاید یہ اُسکے متعلق جانتا نا ہو۔۔

اپنی ہی سوچوں میں گُم بالاج کو گھورتے وہ دادو کہ پاس آبیٹھا تھا۔۔

اور اُسکے چند منٹ بعد ہی عاشی نوریہ کو لئیے گلاس ڈور سائیڈ پہ د ھکیلتیں اندر داخل ہوئیں۔۔

نوریہ نے اندر آتے باجماعت سب کو سلام کیا جسکا جواب شفقت سے دیتے مراد صاحب نے نوریہ کو اپنے پاس بٹھایا جبکہ بالاج ایک نظر نوریہ پہ ڈالتا پھر سے اپنی چائے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔

زاویار کی نظریں اس وقت اُن دونوں کا ایکسرا کر رہی تھیں پر کہیں کوئی غیر معمولی بات دِکھ ہی نہیں رہی تھی۔۔

اور نوریہ بچے آپ کیا کرتی ہیں؟؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

روتی ہیں ہر وقت۔۔

یہ جواب بالاج نے دل میں دیا تھا۔۔

مم۔۔میں۔۔انگلش لٹریچر پڑھ۔۔پڑھ رہی ہوں۔۔

اس وقت جس مشکل میں نوریہ تھی کاش کہ کوئی سمجھ پاتا اپنے ہی پہلے شوہر کہ سامنے اپنے ہی آئے ہوئے رشتہ کہ لیئے لوگوں سے ملنا آسان نہیں تھا۔۔

ماشاللہ بہت ہی پیار بیٹی ہے آذر تمھاری۔۔

ایک ہی سوال کہ بعد جیب سے انگوٹھی نکالتے نوریہ کا ہاتھ تھامے وہ بڑی سی رِنگ اُنھوں نے نوریہ کو پہنادی تھی۔۔

اب سے نوریہ بیٹی ہماری ہوئیں آذر کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا؟؟

نہیں بالکل نہیں۔۔(اُنکا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی شُکرانے کہ نوافل ادا کر دیں۔۔)

توبس اب اگلے ہفتے کی ڈیٹ بھی دے دو میرے بیٹے سے مزید انتظار نہیں ہوتا۔۔

اتنی جلدی میں سب ہوتا دیکھ زاویار کو پتنگے لگنے لگے تھے اور تبھی اُس نے چنگاری

سُلگائی۔۔

****

اتنی جلدی بھی کیا ہے انکل نوریہ کی ڈلیوری تک ویٹ کر لیں۔۔

زاویار کہ منہ سے وہ لفظ نہیں بلکہ کوئی تیر دھار چاقو نکلا تھا جو سیدھا نوریہ کہ دل میں جا کر پیوست ہوا تھا۔۔

"محبت زیادہ تھی۔۔

ہاں بہت زیادہ تھی۔۔

اور ہمم۔۔نادان۔۔۔

کیسی ڈلیوری بیٹا؟؟

زاویار کہ الفاظ وہاں بیٹھے سب افراد کا سر جُھکا گئے تھے اور بالاج۔۔ بالاج کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ اُسکا قتل کر دے کم از کم وہ ایسے یہ بات بابا کو بتانا نہیں چاہتا تھا۔۔

نوریہ کہ ناجائز بچے کی ڈلیوری اور کس کی۔۔

"گرے تو سنبھل نا سکے۔۔

لفظوں نے خرابی کی۔۔

ہم کاش چُپ رہے ہوتے۔۔

یہ۔۔یہ کیا کہہ رہاہے آذر۔۔

آذر صاحب کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ زمین کُھلے اور وہ اُس میں دفن ہو جائیں۔۔

اوہ آپکو نہیں پتہ تھا ایم سوری۔۔

ویسے پھر تو آپکو میری اور نوریہ کی طلاق کا بھی پتہ نہیں ہو گا۔۔

سر جُھکائے بیٹھی نوریہ اُس شخص کی بات پر سسکی بھر گئ تھی جو کبھی جان سے بھی عزیز رہا تھا اور جسے سُنتے بالاج نے کھا جانے والی نظروں سے زاویار کو گھورا۔۔

"بیشک آں میں عیباں والی۔۔

تو چن میرا میں منہ کالی۔۔

میں سب جانتا ہوں زاویار نوریہ مجھے سب بتا چکی ہے کہ کیسے اُس رات تم اپنی ہی بیوی کا

دفاع نہیں کر پائے اور پھر اتنے شرمندہ ہوئے کہ طلاق ہی دے ڈالی۔۔

ویسے کیسا محسوس ہوتا ہے تمہیں اپنی بُزدلی پہ؟؟

شٹ آپ اپنی حد میں رہو زاویار غُصہ میں بالاج کی طرف بڑھا تھا۔۔

)اور اپنے سامنے کھڑے زاویار کو دیکھتا وہ بھی اُٹھ گیا تھا پر لفظی تیر پھینکنا نہیں بھولا تھا(

کیوں جب اپنے پہ آئی تو حد یاد آ گئی تمہیں اور ویسے تمھاری حد کیا ہے؟؟۔۔

"عیب کملی دے نا کھول۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عیب کملی دے نا کھول۔۔۔

لفظوں نے خرابی کی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کہ سامنے ایسے کھڑے تھے کہ جیسے ابھی دست و گیریبان ہو جائیں گے اور باقی سب وہاں بیٹھے حیرت سے اُنہیں تک رہے تھے جبکہ نوریہ کو اپنا آپ کسی عدالت میں کھڑا محسوس ہو رہا تھا جہاں جلد ہی اُسے ناکردہ گناہ کی سزا سُنائی جانے والی تھی۔۔۔

"میں ہوں کیا؟؟

اک بدن کہ سوا تم بتاؤ کہ میں ہوں کیا؟؟

ویسے تم ایک بات تو بتاؤ کیوں اس جیسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو آخر چکر کیا ہے؟؟

اور کب سے جانتے ہو اسے میرے نکاح سے نکلے تو جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے سو بتاؤ کب سے چل رہا یہ چکر ہاں؟؟ ایسے ہی تو نہیں تم رشتہ لئے آ پہُنچے یہاں۔۔

بس کر جاؤ زاویار بہت ہوا نہیں بابا پوچھنے دیں مجھے۔۔ مجھے بھی تو پتہ چلے آخر کب سے یہ دونوں کھیل کھیل رہے ہیں میری ناک کے نیچے۔۔

"میں ہوں کیا؟؟

اک بدن کہ سوا تم بتاؤ کہ میں ہوں کیا؟؟

یہ بدن جو ہے میرا وطن۔۔

اور وطن ہی میرا دشمن۔۔

بالاج یہ سب کیا ہو رہا ہے کیا کہہ رہا ہے یہ۔۔

کچھ نہیں ہے بابا سب ٹھیک ہے بس یہ جو بُزدل شخص ہے نا اس سے یہ سب ہضم نہیں

ہو رہا تبھی اُچھل رہا ہے۔۔

یہ میری بات کا جواب نہیں ہے بالاج۔۔

ہاں تو سُنو پھر محبت کرتا ہوں اس سے تب سے جب پہلی بار دیکھا تھا پر جب نکاح کا علم ہوا تو روک لیا خود کو پر کیا ہے نا یہ میرے نصیب میں لکھ دی گئی تھی اور اب مجھے مل کر رہے گی یہ پریگننٹ ہے میں جانتا ہوں اُس بچے کو اپنانے کو بھی تیار ہوں اور پوری زندگی ساتھ نبھانے کو بھی سُنا تم نے زاویار رحمان۔۔۔

زاویار کی بولتی بند کرانے کہ بعد وہ مزید گویا ہوا۔۔انکل ہم اگلے جمعے بارات لے آئیں گے آپ اپنی تیاری رکھیں۔۔

چلیں بابا ایک نظر اُس جھکے سر پہ ڈالتے اور ہزار لعنتیں خود پہ بھیجتے وہ وہاں سے نکل گیا تھا اور اُسکے پیچھے برہم سے مراد صاحب بھی۔۔

جبکہ زاویار اپنا سا منہ لیئے وہاں کھڑا رہ گیا تھا پر پھر خود ہی خجالت مٹاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

اس سے پہلے میری بارات جائے گی سُن لیں آپ سب۔۔

"لفظوں میں خرابی تھی۔۔

لفظوں میں خرابی تھی۔۔

کاش نا کہے ہوتے۔۔

کاش چُپ ہم رہے ہوتے۔۔

****

نوریہ سے پہلے میری شادی ہوگی سُن لیں آپ سب۔۔

سر جُھکائے اپنے ایک ہاتھ کہ انگوٹھے سے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پہ موجود لکیروں کو رگڑتے وہ زاویار کو سُن رہی تھی وہ سُننا چاہتی تھی کہ وہ اُس سے نفرت میں اور کتنا گر سکتا ہے۔۔

پر دوسری جانب آذر رحمان ایک غُصیلی نظر زاویار پہ ڈالتے کھڑے ہوئے تم کل شادی کروا یا آج.. میرا اور میری بیٹی کا اس سب سے کوئی تعلق نہیں ہے زاویار پر ہاں آج جو ذلالت دیکھائی تھی وہ دکھادی ہے تم نے پر اگر آئندہ تم نے نوریہ کا نام بھی لیا تو میں بھول جاؤنگا کہ تم میرے عزیز از جان بھائی کہ بیٹے ہو سمجھے۔۔

خجالت سے نیلے پیلے پڑتے زاویار پہ ایک برہم نظر ڈالتے وہ نوریہ کو لیتے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔

جبکہ اپنے ہی پیرنٹس کو شرمندگی سے دیکھتے وہ ایک بار پھر سے کہنے لگا تھا میں نوریہ سے پہلے شادی کرونگا۔۔۔

****

تم جس سے بھی شادی کرنا چاہو ہم سے کہہ دینا ہم لے جائینگے رشتہ ویسے بھی یہی کام تو رہ گیا ہے ہمارا پہلے نکاح ہوتے دیکھیں اور پھر طلاق۔۔(معراج صاحب نے دانت بھینچتے اپنی کھولن اُنڈیلی تھی کیونکہ آج اُنکے بہت لائق اور سوبر بیٹے نے اُنکا سر جُھکا دیا تھا۔۔)

اچھا ویسے کون ہے لڑکی اور کہاں ملی تمہیں جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے تمھاری طلاق کو اور لڑکی بھی پسند کرلی آخر یہ سب کب سے چل رہا ہے ہماری ناک کے نیچے؟؟

بھنویں اُچکاتے عاشی نے زاویار کہ ہی کہے لفظ اُسکے منہ پہ دے مارے تھے۔۔

ماما۔۔۔وہ۔۔

خبر دار۔۔

خبر دار جو ماں کہا مجھے تم میرے بیٹے نہیں ہو سکتے میں نے اپنے بیٹے کی کم سے کم ایسی تربیت نہیں کی کہ وہ اپنے ہی گھر کی عزت گھر آئے مہمانوں کہ سامنے اُچھالے۔۔

بہت شرمندہ کیا ہے زاویار تم نے ہمیں کیا تم نوریہ سے۔۔۔ بلکہ نہیں محبت کا تو سوال ہی غلط ہے۔۔

تم یہ بتاو کیا تم نہیں جانتے نوریہ کو؟؟ بچپن سے لیکر اب تک اُسکی ایک ایک حرکت سے واقف نہیں ہو تم ہاں بولو جواب دو۔۔

ماما۔۔۔ میں محبت کرتا تھا اُس سے اور اب۔۔ کیسے۔۔ کیسے اپنی ہی چھوڑی ہوئی عورت کو کسی اور کا ہوتا ہوا دیکھ لوں بتائیں مجھے؟؟

محبت۔۔

محبت تھی تمہیں اُس سے یہ تو میں مان ہی نہیں سکتی زاویار کیونکہ محبت یہ نہیں ہوتی ایسی نہیں ہوتی محبت۔۔

محبت میں اپنے محبوب کہ عیب پہ پردہ ڈالتے ہیں نا کہ اُسے یوں دُنیا کہ سامنے برہنہ

کرتے ہیں۔۔

اور جب اُسے سب سے زیادہ تمھاری ضرورت تھی تب تو وہ تمہیں گند کی پوٹ لگ رہی تھی۔۔

آپ سب نہیں سمجھ سکتے مجھے میری فیلنگز کو اتنا آسان نہیں ہوتا یہ سب قبول کرنا میں مانتا ہوں میں اُس سے محبت کرتا ہوں پر وہ رات نہیں بھولتی مجھے آخر مرد ہوں یہ سب کیسے برداشت کرلوں۔۔تھکے ہارے انداز میں کہتے وہ خاموش بیٹھیں دادو کہ پاس صوفے پہ آبیٹھا تھا۔

تمھاری ڈکشنری میں مرد کہ معانی بہت غلط ہیں بیٹا کم از کم مرد ایسا نہیں کرتے جیسا تم کر رہے ہو۔۔(دادو وہاں بیٹھی خاموشی سے اپنی ہی اولاد کو ایک دوسرے سے بیزار ہوتے دیکھ رہی تھیں وہ آشیانہ جو محبت پہ قائم تھا اُس آشیانے کی بُنیادیں ہلنے لگی تھیں)

پلیز آپ دونوں اُسکی وکالت کرنا بند کریں میں ہوں آپکی اولاد وہ نہیں ہے میری شادی کی فکر کریں آپ دونوں اور کل ہی زویا کہ گھر رشتہ لے جائیں۔۔

کون زویا؟؟

رحمان میڈیکل کی ریسیپشنسٹ زویا۔۔

****

پورے ڈیڑھ گھنٹے بعد مرادِ صاحب بالاج کہ ہمراہ واپس گھر پُہنچے تھے اور اس پل بے انتہا غُصہ میں بھی تھے۔۔

گھر کہ اندر اینٹر ہوتے ہی اُنہوں نے اپنا پہنا ہوا کوٹ کھینچتے ہوئے اُتار کر غُصہ سے صوفے پہ پٹخا تھا اور اب خطرناک تیور لیئے بالاج سے پوچھنے لگے تھے۔۔

بالاج کیا تم مجھے بتاوگے کہ یہ سب کیا ہے ہاں؟؟

پہلے تم شادی کرنے کو تیار نہیں تھے اور اب ایک مطلقہ اور ایسی۔۔

ایسی لڑکی جو نا جانے کس کا گناہ۔۔۔

پلیز بابا میں آپکو گواہی دیتا ہوں وہ بہت معصوم اور پاک ہے(اُنکے سامنے کھڑے زاویار پہ چڑھے غُصہ کو دباتے وہ اُنکی منت کرنے لگا۔۔)

وہ پاک ہے۔۔

پاک ہے وہ دماغ گھاس چرنے گیا ہے کیا تمھارا میں کم از کم کسی ایسی لڑکی کو اپنی بہو نہیں

بنا سکتا سُنا تم نے۔۔

بابا۔۔ بابا میں اُسی سے شادی کرونگا نہیں تو پوری زندگی ایسے ہی گزار دونگا سُنا آپ نے

(اُنہیں کسی بھی طور قائل ہوتا نا دیکھ وہ بلیک میلنگ پہ اُتر آیا تھا)

تو گزار دو پوری زندگی کنوارے رہو پر وہ لڑکی ہمارے خاندان کا حصہ نہیں بن سکتی۔۔

پر کیوں؟؟

کیوں نہیں بن سکتی اپنے بال سختی سے نوچتے وہ چلاتے ہوئے پوچھنے لگا؟؟

مجھے اُسکی طلاق سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔

تو پھر۔۔ پھر کیا مسئلہ ہے؟؟

مسئلہ ہے اُسکا وہ ناجائز بچہ۔۔

ناجائز نہیں ہے وہ۔۔

نہیں ہے وہ ناجائز۔۔

بار بار ناجائز کہنا بند کریں اُنہیں غصہ سے کہتے منہ سے کف اُڑاتے وہ تیزی سے

سیڑھیاں پھلانگتا سٹڈی کی طرف گیا تھا اور چاہتا تھا کہ وہ پیچھے آئیں کیونکہ وہاں کی دیواریں ساؤنڈ پروف تھیں اور وہ فی الحال اپنے کردہ گناہ کا یوں اعلان کرنا اُسکے بس میں نہیں تھا۔۔۔

****

بالاج کی بات پر اور پھر اُسکے یوں غُصہ ہو کر واک آوٹ کرنے پہ وہ ٹھٹکے تھے وہ اُسکے باپ تھے اور اُسکے بدلتے رنگوں سے بخوبی واقف تھے۔۔

اس سب کہ پیچھے ضرور کوئی بڑی بات تھی جو اُنہیں جاننی تھی اور اُس بات کو جاننے کہ لئیے وہ بالاج کہ پیچھے چل پڑے۔۔۔

سٹڈی کا دروازہ کھولتے وہ جونہی اندر داخل ہوئے سامنے رکھے فلور کُشن پہ بالاج کو بیٹھا دیکھ وہ اُسکے سر پہ پہنچے۔۔۔

کیا بات ہے بالاج تم مجھ سے کچھ چُھپا رہے ہو نا بولو جواب دو کیا کیا ہے تم نے۔۔

بالاج کو یونہی سر جُھکائے دیکھ وہ ایک بار پھر سے پوچھنے لگے۔۔

جواب دو بالاج مجھے۔۔

www.neweramagazine.com

وہ بچہ میرا ہے۔۔

کیا!!؟؟؟

ہاں میرا ہے وہ۔۔

میرا گناہ ہے میری ناجائز اولاد ہے خان خاندن کی اولاد۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم بالاج وہ کسی کہ نکاح میں تھی اور اگر تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہی تھے تو پہلے ہی بڑوں سے بات کرتے اتنا بڑا گناہ کیسے کر سکتے ہو تم دونوں؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبت نہیں کرتا میں اور وہ تو بالکل نہیں کرتی سر جُھکائے بیٹھے زمین پہ بچھے قالین کہ ڈیزائن پہ اُنگلی پھیرتے وہ کہنے لگا۔۔

تو یہ سب تماشہ کیا ہے بالاج کچھ بولو گے بھی کیوں مجھے تنگ کر رہے ہو صاف کیوں نہیں بتاتے آخر کہ بات کیا ہے۔۔

بتاؤنگا آج سب بتاؤنگا کچھ نہیں چھپاؤنگا آپ سے۔۔

****

میں نے بچپن سے آپکو اور ماما کو ایک ہی نام لیتے ہوئے لڑتے دیکھا۔۔

آپ دونوں جب بھی لڑتے اُس جھگڑے میں آذر رحمان کا ذکر ہونا لازمی ہوتا تھا۔۔

پھر میں بڑا ہونے لگا اُس نام کہ ساتھ جُڑی باتیں میری سمجھ میں آنے لگیں اور پھر میرے تیرہ سال کہ ہوتے ہی اپنے اندر جمع نفرت میری ماں میرے اندر بھرنے لگی۔۔

میں آذر رحمان پہ غُصہ تھا کیونکہ اُسکی وجہ سے میرے ماں باپ ہر وقت جھگڑتے تھے پر پھر ماما نے مجھ سے کہا کہ آذر رحمان نے اُنکی عزت خراب کردی تھی جس کی وجہ سے آپ اور باقی سب گھر والے اُن سے جھگڑتے ہیں اُنہیں ناپسند کرتے ہیں۔۔

جس دن یہ بات مجھے پتہ چلی اُس دن سے میرے اندر موجود غُصہ نفرت اور پھر۔۔ پھر انتقام کی آگ میں ڈھلتا گیا میں آذر رحمان کو کہیں منہ دیکھانے کہ لائق نہیں چھوڑنا چاہتا تھا میں اُس۔۔ اُس سے اُسکی عزت چھین لینا چاہتا تھا۔۔

وہ ابھی تک سر جُھکائے ہوا تھا جبکہ مراد صاحب اپنی گہری پُر سوچ نگاہیں اُس پہ جمائے ہوئے تھے (کیونکہ آج وہ پہلی بار اُن کے سامنے اپنے دل کا غُبار نکال رہا تھا۔۔)

آذر رحمان نے میرا بچپن کھالیا تھا میری زندگی کی خوشیاں تباہ کر دی تھیں میں بھی اپنے ماں باپ کہ ساتھ باقی بچوں کی طرح ہنسی خوشی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔۔ایک مکمل ہیپی لائف جو کبھی نہیں ملی مجھے اور وہ بھی صرف اور صرف آذر رحمان کی وجہ سے۔۔

کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جب ماما وہ سب میرے آگے ناڈہراتیں وہ میرے اندر لگی آگ کو بُجھانا نہیں چاہتی تھیں اور پھر۔۔ پھر آپ دونوں کی طلاق ہو گئی اور یہ ایک اور قصور بھی آذر رحمان کہ حصے میں لکھ دیا گیا۔۔

اور پھر میں ماما کہ ساتھ اسلام آباد آ گیا اور پھر وہ ایکسیڈنٹ اور اُنکا قومہ میں ہونا بھی میرے اندر لگی آگ ٹھنڈی نا کر سکا۔۔

****

دن گزرتے گئے اور پھر دو مہینے پہلے میری ملاقات اُس ڈری سہمی نوریہ سے ہوئی۔۔

وہ بلکل اپنی ماں جیسی تھی بالکل اُس تصویر جیسی جو آج تک میں دیکھتا آیا تھا اور پھر میں نے اپنی بات کی تصدیق کہ لیئے ساری چھان بین کروائی اور پھر میں نے سوچا کہ۔۔

مجھے کیا کرنا ہے۔۔

میں نوریہ سے دوستی کر کے اُسکے باپ کو منہ کہ بل گرانا چاہتا تھا پر پھر۔۔۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ اُسکا نکاح ہو چُکا ہے میری ساری پلاننگ فیل ہو گئی اور میرے اندر بھانبھڑ جلنے لگے میں ناکام ہو گیا تھا میں اپنی ماں کا بدلہ نہیں لے پایا۔۔

پر ایک دن وہ ٹی وی پہ چلتی خبر مجھے نئی راہ دیکھا گئی اور پھر۔۔۔۔ پھر میں نے ہر حد توڑتے ہوئے وہ سب کر ڈالا جو مجھ میں اور ایک جانور میں تمیز ختم کر گیا۔۔

وہ زاویار کہ ساتھ کشمیر جا رہی تھی میں نے اپنے دوستوں کہ ساتھ وہاں سناٹے میں اُنہیں روکا اور اُسے گھسیٹتے ہوئے جھاڑیوں میں لے گیا (وہ روتے ہوئے اُس بھیانک رات کو دُہرا رہا تھا) اور اُس سے سب چھین لیا اُسکا مان بھرم اور عزت سب اپنے پیروں تلے روندھ ڈالا۔۔

مراد خان نے سختی سے اپنی مُٹھیاں بھینچے اُسے مزید کہنے دیا۔۔

میں وہاں اپنے دوستوں کو بھی اُس سے زیادتی کہ لیئے ہی لیکر گیا تھا پر وہ میرا تشدد اور دی گئی اذیت برداشت نا کرتی بے ہوش ہو گئی اُسکی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ بار بار

اُس اذیت سے گزر پاتی اس لیئے میں اُس پہ احسان کرتا اُسے یونہی چھوڑ آیا۔۔

وہ بچہ میرا ہے طلاق بھی میری وجہ سے ہوئی میں اُسے اپنانا چاہتا ہوں اُسے مزید اذیت سے بچانا چاہتا ہوں مجھے۔۔ مجھے اُس کی چیخیں سونے نہیں دیتیں مجھے آج بھی اُسکے رستے خون کا ذائقہ اپنے منہ میں گُھلتا محسوس ہوتا ہے بابا۔۔

میں بہت اذیت میں ہوں مجھے نکال لیں اس سب سے بابا میری مدد کریں پلیز بابا پلیز یہ شادی ہونے دیں۔۔

وہ زمین پہ سر رکھے بلکنے لگا تھا منت کرنے لگا تھا کہ تبھی اُسے اپنے سر پہ بندوق کی نال محسوس ہوئی۔۔

****

اور اُس نال کو محسوس کرتے بالاج نے حیرت میں گھرے سر اُٹھایا جہاں اُسکا اپنا۔۔ اپنا سگا باپ اُسکے سر پہ بندوق تانے کھڑا تھا۔۔

بالاج کی بات مکمل ہوتے ہی وہ دیوار پہ ٹنگی بندوق اُتار لائے تھے۔۔

تمہیں ایک معصوم کی زندگی برباد کرتے ذرا شرم نہیں آئی تم کیسے۔۔۔ کیسے کر سکتے ہو

ایسا بالاج کیسے۔۔۔

اپنی بات کہتے اُنہوں نے وہی بندوق کھینچ کہ اُسکے منہ پہ دے ماری تھی بندوق کہ لگتے ہی بالاج کہ ناک کی ہڈی جگہ سے ہِل گئ تھی اور خون نکلنے لگا تھا۔۔

میں۔۔میں شرمندہ ہوں بابا۔۔

شرمندہ مائ فُٹ تمھاری شرمندگی اُسکی عزت واپس لے آئے گے وہ اذیت کم کردے گی۔۔

اب کی بار اپنی بات مکمل کرتے وہی بندوق بالاج کہ ماتھے پہ ماری تھی جس کہ باعث کُھنی کہ بل پڑا بالاج زمین پہ گرا تھا اور اب ناک کہ ساتھ ساتھ پیشانی بھی رسنے لگی تھی۔۔

تم یہ مت سمجھنا کہ تم بیٹے ہو تو ہر قصور معاف ہو گا تمہیں نہیں ایسا نہیں ہو گا گناہ گناہ ہوتا ہے چاہے مرد کرے یا پھر عورت میں تمہیں مار ڈالو نگا مار ڈالو نگا تمہیں تم ہمارے خاندان کی عزت یوں مٹی میں نہیں ملا سکتے بالاج اپنی بات مکمل کرتے اُنہوں نے ٹریگر دُبایا تھا۔۔

پر گولی ناہونے کہ باعث بندوق نہیں چلی تھی۔۔

تمھاری قسمت اچھی ہے پر میں تمہیں بخشنے والا نہیں ہوں میں پولیس کو کال کرونگا

پوری زندگی جیل میں سڑوگے تم۔۔

****

بالاج کووارن کرتے وہ اپنافون ڈھونڈنے لگے تھے پر فون نیچے پڑے کوٹ کی جیب

میں تھافون کونا پاتے وہ دروازے کی جانب بڑھے تھے بالاج جو ابھی تک اُنکی بات پر

سکتے میں تھا یو نہی گھٹنوں کہ بل گھسیٹتے اُنکے پیر پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔

معاف کردیں بابا مجھے معاف کردیں غلطی ہوگئی۔۔

غصے میں کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔ نہیں آیا مجھے سمجھ۔۔

روتے گڑگڑاتے ایک جوان مرد کو دیکھتے نہایت دُکھ سے اُنہوں نے کہا میں پوری

زندگی اس بات پر شرمندہ رہا کہ جہاں اتنے سال تمھاری ماں کہ ساتھ اذیت میں

گزارے مزید گزار لیتا اور تمہیں ایک بروکن فیملی کا حصہ نا بنا تا اُسی گلٹی کے تحت میں

نے تمہیں تمھاری ماں کہ پاس چھوڑے رکھا تمھاری ہر بد تمیزی برداشت کی پر تم

دونوں ماں بیٹا ایک جیسے نکلے ایک جیسے نکلے تم دونوں اُس نے ایک مرد کی عزت پہ داغ لگایا اور تم نے ایک معصوم لڑکی کی لعنت ہو تم پر بالاج لعنت۔۔

مجھے معاف کر دیں میں۔۔میں ماما کی باتوں میں آ گیا تھا بابا پلیز۔۔

کیسی باتوں میں ہاں۔۔کیسی باتوں میں آگ ئے تم اگر اتنے ہی مرد تھے تو مردوں کی طرح لڑتے اُسکا ہاسپٹل بند کروا دیتے۔۔لائسنس کینسل کروا دیتے یا پھر۔۔یا پھر کوڑی کوڑی کا محتاج کر دیتے پر نہیں تم ایک کم ظرف انسان نکلے بالاج تم نے غلطی نہیں گناہ کیا ہے اور تمہیں سزا ملنی چاہیے اُسے پیچھے دھکیلتے وہ آگے بڑھنا چاہتے تھے پر بالاج نے پیر اس قدر مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے کہ وہ آگے بڑھ نہیں پائے۔۔

آپ کہ بتانے سے کیا ہو گا بابا کیا ہو گا؟؟

مجھے سزا ملے گی اور بس میں تیار ہوں ہر سزا کہ لیئے پر رحمان فیملی۔۔رحمان فیملی کا سوچیں کیا ہو گا وہ بات جو وہ سب سے چھپائے ہوئے ہیں باہر نکل جائے گی نوریہ کی زندگی ایک سوالیہ نشان بن جائے گی۔۔

سب خراب ہو جائے گا بابا سب۔۔۔پر اس سب کو صحیح کرنے کا ایک ہی راستہ ہے

میری اُس سے شادی۔۔

بالاج کی بات پہ وہ تھم گ ئے تھے جو پہلے غُصے سے آگ بگولہ ہو رہے تھے اب دوسری سائیڈ دیکھتے خاموش ہو گ ئے تھے۔۔

کیا وہ بچی جانتی ہے تم اُسکے گناہگار ہو؟؟

نہیں وہ نہیں۔۔۔ جانتی۔۔۔

اگر یہ بات سب سے چُھپی ہوئ ہے تو یہ بات تم تک کیسے پُہنچی اُسکی طلاق اور پریگنینسی کی؟؟

وہ جو پہلے کچھ سُننے کو تیار نہیں تھے اب مزید سوال کرتے ایک بار پھر سے بیٹھ گ ئے تھے۔۔

جبکہ اُنکے سوال پہ اُس دن کی ملاقات بالاج نے من و عن کہہ ڈالی تھی۔۔

جسے سُن کر وہ خاموش ہو گ ئے۔۔

اور بالاج ڈرتے ہوئے اُنکی جانب دیکھ رہا تھا کہ نا جانے اب وہ کیا کہیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔

یہ شادی ہوگی وہ بھی پورے رسم ورواج کہ ساتھ تم ہر طرح سے نوریہ کو اپناوگے پر اُس بچے کہ آتے ہی ساری حقیقت سے اُسے آگاہ کروگے پھر وہ فیصلہ کرے گی کہ اُسے کیا کرنا ہے۔۔

سُنا تم نے۔۔

جج۔۔جی میں ویسا ہی کرونگا جیسا آپ کہیں گے اپنی بات مکمل کرتے اپنے پیروں کہ پاس بیٹھے بالاج کو دھکیلتے وہ باہر نکل گ ۓ تھے

****

)تین دن بعد...(

صُبح ساڑھے آٹھ کا وقت تھا سورج کی کرنیں چار سو پھیلی ہوئ تھیں نرم گرم سی دھوپ ہر شے کو گرما رہی تھی۔۔

اور ایسے میں رحمان ہاوس کہ مکین ماسواۓ زاویار کہ سب ناشتے کی میز پر موجود تھے۔۔

زاویار کہ کہنے پر اگلے ہی دن معراج اور عاشی زویا کہ گھر رشتہ لے گ ۓ تھے اتنے

اچھے گھرانے سے رشتہ آنے پر زویا کی فیملی کافی خوش تھی پر اتنی جلدی شادی پر تذبذب کا شکار بھی تھی پر زویا نے سب سنبھال لیا تھا۔۔

دوسری جانب مراد صاحب آذر رحمان کو دھوم دھام سے شادی کرنے کا کہہ چکے تھے اور جس پہ آذر کو کوئی اعتراض نہیں تھا ویسے بھی نوریہ اُنکی اکلوتی اولاد تھی اور وہ یوں سادگی سے شادی کر کے لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے۔۔

خاموشی سے ناشتہ کرتے سب افراد پہ نظر ڈالتے آذر نے گلا کھنکھارتے کہا اماں۔۔۔

ہمم کہو۔۔

میں سوچ رہا تھا کہ نوریہ کہ ساتھ اُس گھر میں شفٹ ہو جاؤں جو بابا نے نوریہ کہ لئیے بنوایا تھا۔۔

یہ۔۔یہ کیا کہہ رہو آذر تم کیسے الگ ہو سکتے ہو ہم سے معراج نے ناشتے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔

میں آپ سب کی محبت کی دل سے قدر کرتا ہوں بھائی صاحب پر حالات جس دھارے میں بہہ رہے ہیں ہمارا یہاں سے جانا ہی بہتر ہے۔۔

پر کیوں آذر اب یوں تو ہمیں پرایا نا کرو۔۔

بھائی صاحب اسی میں ہم سب کی بہتری ہے اور ویسے بھی نوریہ جلد ہی اپنے گھر کی ہو جائے گی اور میں چاہتا ہوں اسکا میکہ قائم رہے اور یہاں زاویار سے اب کوئی بعید نہیں ہے مجھے۔۔

پر آذر بھائی اگر آپ کہیں تو ہم زاویار کو الگ گھر میں شفٹ کر دیتے ہیں میں نے ہمیشہ ماں بن کر پالا ہے نوریہ کو اور آگے بھی آپکو شکایت کا موقع نہیں ملے گا آنکھوں میں آنسو بھرتے ہو کہنے لگی تھیں۔۔

عاشی بالکل صحیح کہہ رہی ہے آذر ہم زاویار کو الگ گھر لے دیں گے۔۔

میں بہت شُکر گزار ہوں آپ دونوں کی محبت کا پر بھائی صاحب وہ اولاد ہے آپکی میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔

پر آذر۔۔

آذر صحیح کہہ رہا ہے (خاموشی سے دونوں کی بحث سُنتے اماں نے بیچ میں ٹوکتے ہوئے کیا) اسی میں بہتری ہے پر میرا بھی ایک فیصلہ سُن لو آذر میں تمھارے ساتھ جاؤ نگی۔۔

اماں اب آپ بھی۔۔۔اسے سمجھانے کہ بجائے آپ بھی جا رہی ہیں۔۔

تو کیا کروں چاہے جتنا بھی بڑا ہو جائے میری تو اولاد ہے اور ویسے بھی نوریہ تو چلی جائیگی اور یہ بالکل اکیلا پڑ جائیگا تمھاری تو بیوی ساتھ ہے کل کو بہو بھی آ جائے گی۔۔

پر اماں۔۔

جب رشتے خراب ہونے کا ڈر ہو نا بیٹا تو وقتی فاصلے قائم کرنا ہی بہتر ہے۔۔

اُنکی حتمی بات پہ سب خاموش ہوئے تھے جبکہ وہاں خاموش سامع کا رول نبھاتی نوریہ کہ دل پہ ایک اور بوجھ آ گرا تھا۔۔

****

ناشتے کہ فوراً بعد آذر صاحب نوریہ کو لیئے نکل پڑے تھے نوریہ کو یونیورسٹی میں کچھ کام تھا اور وہ اُسے وہاں چھوڑ کر شادی کہ انتظامات کہ لیئے جانے والے تھے۔۔

بابا۔۔

جی بیٹا۔۔

آپ وہ گھر مت چھوڑیں۔۔

مجبوری ہے بیٹے ورنہ کبھی نا چھوڑتا۔۔

کیا مجبوری ہے بابا میں چلی جاؤنگی تو پھر کیا مسئلہ ہے آپ وہیں رہیں میں وہاں نہیں آونگی آپ ملنے آتے رہنا۔۔

ابھی تو تم ایسا بول رہی ہو پر شادی کہ بعد سمجھ جاوگی کہ ایک لڑکی کہ لئیے اُسکے میکے کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔۔

پر بابا۔۔

میں فیصلہ کر چُکا ہوں بیٹا سو نو مور ارگیو منٹس۔۔

میری وجہ سے آپکو یہ سب کرنا پڑ رہا ہے نوریہ کی آواز میں نمی گُھلنے لگی تھی۔۔

تم کیوں پریشان ہوتی ہو چند دن بعد شادی ہے تمھاری ریلیکس رہو اور جاو اپنی فرینڈز کو کارڈز دو انوائیٹ کرو اُنکے ساتھ مل کر شاپنگ کرو۔۔

جی۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی اب اُن سے کیا کہتی کہ یہ شادی صرف ایک سال ہی رہنے والی ہے۔۔

****

آذر رحمان نوریہ کو یونیورسٹی چھوڑتے جا چکے تھے اور نوریہ اُس دن کہ بعد آج آئ تھی وہاں۔۔

یونی میں داخل ہونے کہ بعد بنا اُنہیں ڈھونڈنے کا تردد کیئے وہ کلاس کی طرف بڑھ گئ تھی جسکے سٹارٹ ہونے میں کچھ وقت تھا۔۔

پر جو نہی وہ کلاس میں اینٹر ہوئ وہ چاروں سر جوڑے باتوں میں مصروف تھیں اور جو نوریہ کو دیکھنے کہ بعد بھی ٹوٹلی اگنور کر گئ تھیں۔۔

السلام و علیکم۔۔

وعلیکم السلام سلام کا جوب دیتیں وہ پھر سے آپس میں مصروف ہو گئیں جبکہ نوریہ ایک چیئر پہ اپنا بیگ رکھتی اُنکے قریب آئ۔۔

تم سب ناراض ہو مجھ سے۔۔

ہم کیوں ناراض ہونگے بھلا ویسے بھی ناراضگی اُنہیں جتائ جاتی ہے جو آپکو اپنا سمجھیں۔۔

میں تم سب کو اپنا سمجھتی ہوں اریشہ۔۔

اچھا اگر اتنا ہی اپنا سمجھتی تو ہماری باتوں پہ عمل کرتیں تمہیں یاد ہے نا جس دن تمھارا فرسٹ ڈے تھا یہاں تب ہی کہا تھا بالاج مراد سے دور رہو وہ صحیح لڑکا نہیں ہے پر کیا کیا تم نے اُس سے ملنے پارک چلی گئی ہاں نتاشہ غُصہ سے کہنے لگی تھی۔۔

تمہیں پتہ بھی ہے کیسی کیسی باتیں بن رہی ہیں یہاں۔۔

مردوں کا کچھ نہیں جاتا بات ہمیشہ عورت کہ کردار پہ آئُر کتی ہے اب کی بار فاریہ بولی تھی۔۔

وہ سب اور بھی نا جانے کیا کیا کہہ رہی تھیں کہ تبھی نوریہ نے بیگ سے کارڈ نکالتے اُنکی جانب بڑھایا۔۔

میں شادی کر رہی ہوں بالاج مراِد سے۔۔

کیاااا؟؟؟؟

****

میں شادی کر رہی ہوں بالاج مراِد سے۔۔

کیاا۔۔یہ۔۔یہ کیا کہہ رہی ہو تم نوریہ؟؟وہ سب حیرت سے مُنہ کھولے نوریہ کو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھنے لگی تھیں۔۔

صحیح کہہ رہی ہوں میری۔۔اور زاویار کی طلاق ہو گئ ہے۔۔

کیاا۔۔۔یہ۔۔یہ سب کیسے ہو گیااور نوریہ تم نے ہمیں کچھ بتایا تک نہیں کہہ دو کہ تم مذاق کر رہی ہو۔۔

میں مذاق نہیں کر رہی کارڈ پڑھ لواور خود دیکھ لو نوریہ رحمان ویڈز بالاج مراد ہی لکھا ہے۔۔

)نوریہ کی بات پر جہاں سب ہڑ بڑی میں کارڈ کھولنے لگی تھیں وہیں اریشہ حیرت میں جکڑے اُٹھتے کہنے لگی(

تو پھر۔۔

پھر اسکا مطلب کہ زویا صحیح کہہ رہی تھی کہ اُسکی شادی رحمان میڈیکل کہ زاویار سے ہو رہی ہے او میرے خُدا نوریہ یہ کیا کر دیا زویا نے تمھارے ساتھ۔۔

وہ زویا کو نوریہ کا مجرم سمجھ رہی تھی پر اصل مجرم کون تھا یہ خُدا کہ سوا کوئ نہیں جانتا تھا۔۔

کیا؟؟زویا یہ کہاں سے آگئی؟؟

تم سب تو جانتی ہو ہم کزنز ہیں ایک ہی گھر میں اُوپر نیچے رہتے ہیں۔۔

اُس دن زویا آئی تھی بہت اِتراتے ہوئے مٹھائی لیکر یہ بتانے کہ اُسکی شادی ایک ڈاکٹر اور اسلام آباد کہ سب سے بڑے پرائیویٹ ہاسپٹل کہ اونر سے ہو رہی ہے جسکا نام زاویار ہے۔۔

تمہیں پتہ تھا تو ہم سے کیوں نہیں کہا اریشہ۔۔

مجھے یقین نہیں آیا تھا اور دوسرا نوریہ نے بھی ایسی کوئی بات نہیں کی تھی تو مجھے لگا وہ ویسے ہی بڑ ھکیں مار رہی ہے اور جتنا زاویار بھائی کو ہم جانتے ہیں نوریہ کہ تھر وہ بھلا نوریہ کہ علاوہ کسی سے کیسے شادی کر سکتے ہیں۔۔

(اریشہ کی بات پر ایک زہر خندسی مسکراہٹ نوریہ کہ لبوں کو چھو گئی تھی)

اوہ نوریہ سوسوری یار ہم تمھاری خاموشی اور غائب دماغی کی وجہ سمجھ نہیں پائے ایک تو اللہ پوچھے اُس زویا کو۔۔

وہ سب نوریہ سے لپٹتے کافی اُداس ہو گئی تھیں۔۔

جبکہ نوریہ زاویار اور زویا کو ساتھ میں امیجن کرتے کافی پریشان تھی کہ تبھی یکدم فاریہ نے نوریہ سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے نوریہ پر یہ بالاج کا کیا سین ہے تم اُس سے کیسے شادی کر سکتی ہو؟؟

وہ۔۔اصل میں بالاج میرے بابا کہ بہت قریبی دوست کا بیٹا ہے اور یہ۔۔ بڑوں کا فیصلہ ہے۔۔

یہ بات کہتے اُس دن کا منظر نظروں کہ سامنے گھوم گیا تھا جب وہ منت کر رہی تھی کہ وہ اُسے اپنا لے۔۔

ہو گا دوست کا بیٹا پر وہ ٹھیک لڑکا نہیں ہے نوریہ تمہیں انکل کو بتانا چاہیے تھا۔۔

اب اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے میری قسمت میں جو تھا جیسے تھا مجھے مل رہا ہے اور میں اُس پہ راضی ہوں۔۔

نوریہ کی پھیکی مُسکان دیکھتیں وہ سب اُسے چیئر آپ کرنے لگی تھیں۔۔

ہاں بالکل اور لڑکے شادی سے پہلے ایسے ہی ہوتے ہیں بعد میں سُدھر جاتے ہیں۔۔

ہاں۔۔ہاں بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔۔

وہ سب اُسکی ہمت بندھانے لگی تھیں کہ تبھی کلاس کا ٹائم ہونے پر باقی سب کو بھی

کلاس میں اینٹر ہوتے دیکھ وہ سب اپنی اپنی نشستیں سنبھالتی منہ لٹکائے بیٹھ گئیں

کیونکہ وہ سب نوریہ کہ لئیے فکر مند تھی۔۔

****

شام کا وقت تھا۔۔

آسمان پہ چھائی سُرخی سوگوار سی معلوم ہورہی تھی تھکے ہارے پرندے پورے دن کی

خاک چھاننے کہ بعد اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف گامزن تھے۔۔

ایسے میں نوریہ یونیورسٹی کہ بعد بابا کہ ساتھ مالز کی خاک چھانتی تھکی ہاری اپنے بیڈروم

میں داخل ہوئی تھی۔۔

آج پہلی بار وہ کمرہ اپنا اپنا سا نہیں لگ رہا تھا جہاں اُس نے اپنا بچپن اور لڑکپن بہت

شاندار طریقہ سے گزارا تھا۔۔

آج اس کمرے میں اُسکی آخری رات تھی کل تو اُسے نوریہ پیلس شفٹ ہو جانا تھا اور

پھر اُسکے بعد بالاج کہ گھر۔۔

دروازے میں کھڑے اپنے کمرے پہ نظر ڈالتے اُسے دو پونیاں بنائے ادھر سے اُدھر بھاگتی نوریہ دکھنے لگی تھی۔۔

وہ پنک فراق میں ملبوس گول مٹول سی نوریہ ایک کونے میں بیٹھی اپنی ماں کو یاد کرتے رو رہی تھی اور ساتھ بیٹھا زاویار اُسکا زاوی اُسے چاکلیٹ دیتا چُپ کروانے کی تگ ودو میں تھا۔۔۔

اُس منظر کو دیکھتے اور نا جانے کیا کچھ یاد آنے لگا تھا کہ پھر سے نوریہ اُسے روتے ہوئے کاپی ہاتھ میں لیئے زاویار کہ پاس کھڑے دکھی جو اُسے بہت آرام سے میتھس کہ سوال سمجھا رہا تھا۔۔

بیتے ہوئے پل اُسے اپنی نظروں کہ سامنے دکھنے لگے تھے کبھی بالکنی کہ پاس کھڑے تارے گنتے ہوئے تو کبھی پاپ کارن کھاتے مووی دیکھتے ہوئے وہ منظر اتنے مکمل اور حسین تھے کہ اُنہیں دیکھنے کہ بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس سب کا انجام اتنا بھیانک بھی ہو سکتا ہے۔۔

****

آنسو بہاتی اُن مناظر سے خود کو کھینچ کر نکالتی وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی۔۔

آج بہت دنوں بعد بہت سارے آنسو پھر سے نا جانے کہاں سے آسمائے تھے بہتے آنسوؤں کو بنا روکے وہ ایک الماری کہ پاس آرُکی تھی جہاں لائن سے الماریاں بنی ہوئی تھیں۔۔

سفید رنگ کہ پٹ کھولتے اُن الماریوں کہ اندر موجود سامان کو دیکھتے آنسوؤں کی روانی میں تیزی آئی تھی اُن الماریوں میں موجود سامان کو دیکھتے وہ محبت بھرے پل شدت سے یاد آنے لگے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

الماریوں میں موجود سب چیزیں زاویار کی دلائی ہوئی تھیں۔۔

ڈریسز، واچز، پرفیومز، استعمال ہوئے پُرانے سیل فونز جوتے ختم ہوئے میک آپ کہ خالی ڈبے اور پلاسٹک میں لپٹے خُشک پھول۔۔

آنسو بھری آنکھوں سے ایک ایک چیز کو دیکھتی وہ شدت سے رونے لگی تھی یہ پچھلے دس سالوں سے جمع کیا گیا سامان تھا جو زاویار نے اُسے یہ کہہ کر دلایا تھا کہ تم میری بیوی ہو اور تمھاری ہر ضرورت کا خیال کرنا مجھ پر فرض ہے۔۔

کانوں میں وہ محبت بھرے الفاظ گونجنے لگے تھے جسے نوریہ نے کانوں پہ ہاتھ دھرتے روکنا چاہا۔۔

چُپ ہو جاو۔۔۔

چُپ بالکل چُپ۔۔

چلاتے ہوئے دیوانہ وار وہ الماری میں ہاتھ مارتی سب چیزیں نیچے گرانے لگی تھی وہ سامان جو پچھلے دس سالوں سے بے حد محبت سے جمع کیا گیا تھا وہ آج یوں اچانک سے اپنی ناقدری پہ رونے لگا تھا۔۔

تمہیں میری ضرورت کا تو خیال رہا پر میرے دل کا میرے ارمانوں کا نہیں زاویار۔۔

سب سامان نیچے گرانے کہ بعد وہ سائیڈ کی الماری سے بیڈ شیٹ نکال لائی تھی اور اب سب سامان اُس میں ڈالنے لگی تھی۔۔

تم نے میری قدر نہیں کی میری محبت کی قدر نہیں کی مجھے کبھی بھی چیزوں کی ضرورت نہیں تھی مجھے ہمیشہ سے تمھاری محبت اور چاہ کی ضرورت تھی جب وہ نہیں دے سکے تو ان سب کا کیا کرنا ہے مجھے۔۔

سب سامان ڈالنے کہ بعد گرہ لگاتی ایک بڑی سے گٹھڑی بناتی وہ سب گھسیٹتے باہر لے جانے لگی تھی۔۔

وہ بڑی سی گٹھڑی باہر تو لے آئی تھی پر اب سیڑھیاں چڑھتے چھت پہ بنے سٹور تک پُہنچانا کافی مشکل تھا پر وہ بغیر ہمت ہارے کھینچتے ہوئے اُوپر لے جانے لگی تھی۔۔۔

ہانپتے کانپتے بمشکل اُس سامان کو اُوپر پہنچاتے وہ اُسے سٹور میں پھینک چکی تھی۔۔

میں اس گھر سے تمھاری دی ہوئی کوئی شے نہیں لیکر جاؤنگی میں ہر چیز کی طرح تمھاری محبت بھی اپنے دل سے نکال کر یہیں پھنک جاوں گی طیش کہ عالم میں کہتے اُس گٹھڑی پہ ٹھوکر مارتی ایک آخری نظر اُس سب پہ ڈالتے وہ باہر نکلنے لگی تھی کہ تبھی اُسکی نظر ایک پینٹنگ پہ گئی۔۔

یہ وہ پینٹنگ تھی جو زاویار کہ لیئے نوریہ نے دن رات ایک کر کے اینیورسری کہ گفٹ کہ طور پہ بنائی تھی۔۔

اُس پینٹنگ کو دیکھتے آنکھوں میں آنسو لیئے وہ اُس پینٹنگ تک بڑھنے لگی۔۔

****

اُس لارج سائز پینٹنگ کہ پاس گھٹنوں کہ بل بیٹھتی وہ اُس پہ اُبھرے نقوش کو اپنی اُنگلیوں کی پوروں سے چھونے لگی۔۔۔

وہ جو آج تک ایک ہی چھت کہ نیچے ایک جائز رشتے میں بندھے ہوئے ہونے کہ باوجود ہمیشہ ہی اُس کہ قریب جانے سے کتراتی رہتی تھی آج اُس جائز رشتے کہ ختم ہونے کہ بعد آخری بار اپنی کھوئی ہوی محبت کو اپنے اندر اُتار لینا چاہتی تھی۔۔

اتنا کچھ ہونے کہ باوجود یوں دھتکارے جانے کہ بعد بھی دل تھا کہ آج بھی اُسکے قدموں میں لوٹنے کو تیار تھا اور آج بھی یہ دل اُسکے لیئے صفائیاں دیتا تھا اور بار بار نور یہ کو یہ احساس دلاتا تھا کہ خُلع کا فیصلہ سراسر جذباتی تھا۔۔

بنا ڈوپٹے کہ اُجڑے بکھرے حُلیے میں بھیگی پلکوں سمیت وہ دیوانہ وار اُس چہرے کو حفظ کرتی کوئی دیوانی لگ رہی تھی کہ تبھی اُسکی نظر اپنے پاس کھڑے وجود کہ قینچی چپل میں مقید پیروں پہ گئی۔

اُن پیروں کو وہ بہت اچھے سے جانتی تھی اُوپر دیکھنے کی قطعی ضرورت نہیں تھی کہ یہ کون آیا ہے اسی لیئے وہ نظریں اُٹھائے بنا پھر سے اُس تصویر پہ بنے چہرے کو آخری بار گھورنے لگی۔۔۔

****

"تم نے کہنا تھاجو بھی وہ سب کہہ دیا۔۔۔

جو سُننا تھا مجھ کو سُنائی تو دے۔۔

بالاج سے شادی کا فیصلہ بہت غلط ہے نوریہ ابھی بھی وقت ہے یہ جو ہو رہا ہے اُسے روک لو یہیں رہو کہیں مت جاو وہ نوریہ کہ پاس کھڑے سب بول رہا تھا جبکہ وہ اب بھی ویسے ہی گھٹنوں کہ بل اُس پینٹنگ کہ سامنے بیٹھی اُسے گھور رہی تھی۔۔

"میں نے مانا بہت ہے محبت تمہیں۔۔

محبت اگر ہے دیکھائی تو دے۔۔۔

تم سُن بھی رہی ہو نوریہ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟؟

اُسکے پوچھنے پر بھی وہ ہنوز ویسے ہی بیٹھی رہی پر زندگی میں پہلی بار خود کو یوں اگنور ہوتے دیکھ اُس نے نوریہ کو دونوں بازوؤں سے جکڑتے ہوئے اپنے روبرو کھڑا کیا۔۔

"کیسی ہے تنہائی درد کی ہے شام آئی۔۔

مولا میری مہربان دی ہے کیوں رسوائی۔۔۔

میں کہہ رہا ہوں اپنا فیصلہ بدل لو وہ تمہیں کبھی خوش نہیں رکھ سکے گا نا ہی تم کبھی خوش رہ پاؤ گی تم جیسی گندگی میں لتھڑی عورتوں کو کوئی مرد برداشت نہیں کر سکتا وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھ رہی تھی جو اُسے جھنجھوڑتا ہوا بول رہا تھا۔۔۔

"جس کو چاہا صدا اُسکے ہاتھوں سے زندگی چھن گئی۔۔

روگ ایسا لگا میرے ہاتھوں پہ جاگی ہنسی چھن گئی۔۔

وہاں جا کر اذیت بھری زندگی گزارنے سے بہتر ہے یہیں کہیں ایک کونے میں پڑے زندگی گزار دو بلکہ تمہیں۔۔۔ تمہیں خلع لینی ہی نہیں چاہیے تھی تم میری بیوی بن کر رہ سکتی تھی کچھ نا کچھ فرائض تو پورے کر ہی دیتا تمھارے اور تمھارے اس آنے والے ____ کی اولاد کے۔۔۔

"تم نے کہنا تھا جو بھی وہ سب کہہ دیا۔۔

جو سُننا تھا مجھ کو سُنائی تو دے۔۔

میں نے مانا بہت ہے محبت تمہیں۔۔

محبت اگر ہے دیکھائی تو دے۔۔۔

وہ اپنے الفاظ سے اس پل اپنی محبت کہ بنے مینار کہ پڑے ملبے کہ آخری ٹکڑے بھی نوچتے ہوئے اُس کہ دل سے نکال رہا تھا۔۔تم کیسے کسی اور کی زندگی میں داخل ہو سکتی ہو نوریہ کیسے کسی اور کہ قریب ہو سکتی ہو مجھے تو کبھی تمھارے قریب آنے کا موقع بھی نہیں ملا میں نے تو آج تک اس بدن کی نرمی محسوس نہیں کی۔۔نوریہ جو ابھی تک حیرت کہ سمندر میں غوطے کھاتی سب سُن رہی تھی زاویار کی آنکھوں میں چمکتی شیطانیت دیکھتے وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔

چھوڑو مجھے زاویار چھوڑو۔۔

"تیرے آنے سے بھی آیا نا سکون اس دل کو۔۔

بے اثر ہی لگا کیوں یہ مرہم اس دل کو۔۔

زاویار جو اُسکے لبوں پہ جُھکنے کی کوشش کر رہا تھا نوریہ خود کو اُس سے چُھڑواتی اُسے دھکیلنے لگی تھی دور ہٹو مجھ سے دور رہو۔۔شرما کیوں رہی ہو جانم تم تو اتنی میلی ہو چکی ہو کہ یہ ذرا سی دست درازی تمہیں ناپاک نہیں کرے گی بلکہ کیوں نا آج تم کسی اور کہ بستر تک پُہنچنے سے پہلے ایک بار اتنے سالوں کہ اس رشتے کو جاتے جاتے کچھ دے جاو۔۔۔

"جانے ناراض کیوں میرے سجدوں سے ہوتی رہی ہے دُعا۔۔

میں نے ڈھونڈا اُسے زندگی تو نا تھی زندگی کی جگہ۔۔۔

زاویار کہ وہ غلیظ لفظ مکمل ہوتے ہی نوریہ میں نا جانے کہاں سے اتنی طاقت آئی تھی کہ وہ خود کو چھڑواتے ایک تھپڑ اُسے رسید کر گئی تھی جس پہ زاویار جو اس پل حوس کا شکاری بنا ہوا تھا ہوش میں آتے دور ہوا۔۔

میں غلاظت میں جکڑی بدبودار عورت ہوں تو تم کہاں کہ پارسا ہو تم خود کیا ہو کیا ہو تم خود چلاتے ہوئے وہ اُسکا گیریبان پکڑ گئی تھی۔۔۔

"کیسی ہے تنہائی درد کی ہے شام آئی۔۔

مولا میرے مہربان دی ہے کیوں رسوائی۔۔

تم اُس رات کہ گواہ تھے زاویار تم واحد گواہ تھے تم جانتے تھے کہ میں نے خود کو بچانے کی کتنی کوشش کی نہیں تھا اُس سب میں میرا قصور کہیں۔۔ کسی بھی بات میں میرا قصور نہیں تھا۔۔

میں جان بوجھ کر اُس غلاظت کو خود پہ لپیٹ کر نہیں لائی تھی سُنا تم نے۔۔

سُنااااا۔۔۔۔

تم ایک نامرد ہو زاویار کیونکہ اگر تمھاری جگہ میں ہوتی تو تمہیں بچانے کہ لیئے اپنے سینے پہ گولی کھالیتی پر تم پر آنچ نانے دیتی کیونکہ جو میں نے کی وہ محبت تھی اور جو تم نے کی وہ بس ایک دل لگی صرف ایک دل لگی۔۔

کیسی ہے تنہائ درد کی ہے شام آئ۔۔

مولا میرے مہربان دی ہے کیوں رسوائ۔۔۔

نوریہ زاویار کا گیریبان چھوڑتی دور ہوئ تھی جبکہ زاویار اپنی غلطی پہ کچھ شرمسار سا دیکھائ دے رہا تھا۔۔

اُس پینٹنگ کو اُٹھاتے زور سے دیوار پہ مارتی وہ باہر کی جانب بڑھی تھی پر جاتے جاتے وہ ایک بار پھر سے زاویار کہ قریب آئ۔۔

تمہیں پتہ ہے کبھی کبھی میرا دل کہتا ہے کہ میرے ساتھ ہوئے اس واقع نے جہاں بہت کچھ میرے ساتھ غلط کیا وہیں تمھاری اصلیت دیکھا کر ایک احسان بھی کیا ہے مجھ پر ورنہ میں تو ایسے ہی تم جیسے دو کوڑی کہ شخص کہ لیئے اپنی زندگی رول دیتی۔۔

****

)نوریہ کی شادی...(

آج نوریہ کی بارات تھی آرچرڈ سکیم کہ فارم ہاوس کہ بڑے سے حسین لان میں سارا انتظام بہت ہی خوش اسلوبی سے کیا گیا تھا۔۔

زاویار کی بارات کا فنکشن کل ہو چُکا تھا اور آج رات اُسکا ولیمہ تھا جبکہ دن میں نوریہ کی بارات تھی۔۔

دوپہر کا ایک ہو رہا تھا کافی مہمان آچکے تھے بارات بھی ایک ہی شہر میں ہونے کہ باعث جلد ہی آ گئی تھی۔۔

ویسے بھی اسلام آباد کی شادیاں وقت مقررہ سے کچھ ہی اُوپر نیچے ہوتی ہیں۔۔

سب لوگ باہر لان میں تھے جبکہ نوریہ اندر اپنی فرینڈز کہ ساتھ روم میں تھی۔۔

ڈل گولڈن اور میرون

کہ کنڑاسٹ میں تھوڑی سی تبدیلی کہ بعد وہ اپنی ماما کا لہنگا پہنے ہوئے تھی جو اُنہوں نے پاکستان میں اپنے ولیمے پہ پہنا تھا۔۔

نوریہ اس وقت بہت گھبراہٹ کا شکار تھی ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اور سر الگ چکرا رہا تھا نا جانے آنے والا وقت کیسا ہو گا؟؟

بالاج کا رویہ کیسا ہو گا؟؟

اُس دن تو بڑی بڑی باتیں کر دی تھیں کہ نوکرانی سمجھ لینا اور پتہ نہیں کیا کیا پر اب جب وقت قریب تھا تو دل کی حالت ہی غیر ہو رہی تھی وہ اپنی ہی سوچوں میں غرق تھی کہ تبھی اریشہ اور فاریہ کی کمنٹری شروع ہوئی۔۔

واو یار کیا لگ رہا ہے بالاج مراد۔۔

ہاں بالکل دیکھو تو صحیح نتاشا مانا کہ وہ اچھا خاصا ہینڈسم انسان ہے پر آج تو ٹور ہی الگ ہے جناب کی۔۔

ہاں بالکل بلیک شیروانی کتنی جچ رہی ہے نا؟؟ اب کی بار ملیحہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔۔

اوہ وہ دیکھو وہ بے شرم زاویار اور زویا بھی آئے ہوئے ہیں۔۔

کیا اا۔۔۔زاویار بھی آ گیا۔۔اُف اپنے ہی پہلے شوہر کہ سامنے دوسری شادی واہ کیا زندگی ہے۔۔

گھبرائ ہوی نوریہ کو اور بھی رونا آنے لگا تھا۔۔

تو تمہیں کیا فرق پڑتا ہے یار ریلیکس رہو اور سوچو کہ وہ ہے ہی نہیں۔۔

وہ سب کھڑکی سے ہٹتیں اُسکی تسلی کروانے لگی تھیں کہ تبھی معراج تایا تائی اور بابا نکاح خواں کہ ساتھ اندر داخل ہوئے اور نکاح شروع ہوا۔۔

نوریہ رحمان ولد آذر رحمان کیا آپکو بالاج مراد ولد مراد خان سے یہ نکاح سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ روپے حق مہر یہ نکاح قبول ہے۔۔

سر پہ پڑھے بھاری کامدار ڈوپٹے تلے سر جُھکائے وہ سُن سی بیٹھی تھی پہلے جو آنسو بہنے کو تیار تھے وہ یکدم ہی غائب ہو گئے تھے۔۔

نوریہ بیٹا جواب دو تائ امی نے ساتھ لگاتے پیار سے کہا تو وہ قبول قبول کرتی کپکپاتے ہاتھوں سے سائن کرتی ساکت سی ہو گئ تھی۔۔

بابا اور تایا سر پہ پیار دیتے جا چُکے تھے جبکہ تائ وہیں تھیں۔۔

بیٹا آپ لوگ باہر گیسٹس کہ پاس جائیں میں نوریہ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔

جی آنٹی وہ سب بھی نوریہ کو مبارکباد دیتیں باہر نکل گئ تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

دیکھو نوریہ میں نے بچپن سے آج تک تمہیں اپنی سگی اولاد مانا ہے کبھی زاویار اور تم میں فرق نہیں کیا میں کل بھی تمھاری ماں تھی اور آگے بھی رہوں گی۔۔

وہ سر جُھکائے اُنہیں سُن رہی تھی۔۔

جو کچھ بھی ہوا ہے اُس سب سے ہمارے رشتے پہ نا تو فرق پڑا ہے اور ناہی پڑنا چاہیے۔۔

جج۔۔جی تائی امی۔۔

گُڈ میری پیاری سی بھتی ہمیشہ خوش رہو نوریہ کا ماتھا چومتیں وہ پھر سے گویا ہوئیں۔۔۔

یہ لو یہ سب تمھارا ہے وہ ایک لکڑی کا باکس تھا جس میں رحمان خاندان کہ خاندانی زیور تھے۔۔

جسے کھول کہ دیکھتے اُس نے اُنہیں واپس تھمایا تھا۔۔

یہ سب تو اصولاً آپکی بہو کو ملنا چاہیے یہ سب میں کیسے لے سکتی ہوں؟؟

یہ سب صرف تمھارا ہے کل بھی تمھارا حق تھا اور آج بھی پر۔۔

پر ورکچھ نہیں میں یہ سب تمھارے ساتھ بجھوادونگی اوکے اوراب میں چلتی ہوں

photographer کو تمھاری اور بالاج کی کچھ پکچرز لینی ہیں۔۔

وہ باکس لیتی وہاں سے نکل گئ تھیں اور نوریہ کو بالاج کا نام سُنتے اپناآپ ٹھنڈاپڑتا

محسوس ہونے لگا تھا۔۔

****

بالاج نے اینٹر ہوتے سلام کیا تھاجسکاجواب نوریہ نے جُھکے سر سے دیا تھا نظریں اُٹھانے

کی ہمت ہی نہیں ہورہی تھی۔۔

بالاج کہ آتے ہی فوٹو گرافر بھی اندرداخل ہواتھااوراب اُنہیں مختلف پوزز بتارہا تھا۔۔

پہلے تونوریہ کو بٹھائے اور بالاج کو کھڑا کیئے وہ پکچرز لینے لگاپر پھر نوریہ سے بھی کھڑا

ہونے کا بولا۔۔

اپنی کانپتی ٹانگوں پہ زورڈالتی وہ بمشکل کھڑی ہوئ تھی۔۔

سر آپ اسطرح کریں میم کی بیک پہ کھڑے ہوں اوراپناایک ہاتھ اُنکے پیٹ پر

رکھیں۔۔

فوٹو گرافر کی بات سُنتے نوریہ کی کان کی لوئیں گرم ہوئی تھیں جبکہ بالاج کانفیڈنٹلی اُسکی بات پہ عمل کرتا جو نہی قریب کھڑا ہوا نوریہ دور ہو کر کھڑی ہوتی رونے لگی۔۔

وہ آنسو جو نکاح کہ وقت رُک گ ئے تھے اب بہنے لگے تھے۔۔

کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں نور؟؟

پر وہ بنا جواب دیئے یو نہی سسکتی رہی۔۔

پلیز آپ کچھ دیر کہ لیئے باہر جائیں گے۔۔

فوٹو گرافر کو باہر بھیجتے وہ نوریہ سے پوچھنے لگا تھا۔۔

تم ٹھیک ہو نور طبیعت ٹھیک ہے نا تمھاری؟(اتنے دنوں سے وہ جو گوگل کر رہا تھا کہ۔۔

How to handle a physically and mentally abused girl...

وہ سب جیسے دماغ سے نکلنے لگا تھا۔۔)

پر وہ کچھ بھی بولے بنا بس روتی رہی۔۔

اچھا پلیز رونا تو بند کرو اتنی ڈرپوک سی لڑکی سے پہلی بار پالا پڑا تھا سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے جبکہ دوسری جانب وہ کب کہ روکے آنسو دھڑا دھڑ بہانے میں مصروف تھی۔۔

اوکے ریلیکس ادھر آو یہاں بیٹھو وہ جو نہی نوریہ کا ہاتھ تھامتے اُسے بٹھانے لگا نوریہ نے ایک بڑی سی قے اپنے سجے سجائے دُلہا کہ اُوپر کردی۔۔

****

اوکے ریلیکس ادھر آو یہاں بیٹھو وہ جو نہی نوریہ کا ہاتھ تھامتے اُسے بٹھانے لگا نوریہ نے ایک بڑی سی قے اپنے سجے سجائے دُلہا کہ اُوپر کردی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے اُوپر گرتے اُس ملغوبے کو دیکھتے وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھنے لگا جو ڈل گولڈن کلر کہ لہنگے پہ میرون اور بلیک کلر کی ویلویٹ کی شال اپنے گرد لپیٹے سارے بال جیل ں یک کیئے ہوئے ماتھے پہ سجی ماتھا پٹی لگائے آنکھوں میں آنسو بھرے اُسے دیکھ رہی تھی کہ اب وہ مغرور شہزادہ کیا کریگا۔۔

نوریہ کہ اُس کارنامے کہ بعد وہ حیرت سے اپنی دُلہن کو دیکھ رہا تھا جو کہ اب باقاعدہ

آواز کہ ساتھ رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

ایں۔۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ کیا کیا تم نے نور (بے یقینی سے اپنی کالی شیر وانی کو دیکھتے جو ایک عجیب سے ملغوبے کہ گرنے کہ بعد کافی بد نُما ہو گئی تھی اور جسے دیکھتے عجیب سا منہ بناتے وہ اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔)

جبکہ وہ اُونچا اُونچا روتی ہوئی ایک نظر بالا ج پہ ڈالتی اور پھر شر مندگی کہ باعث آواز اور اُونچی کر لیتی۔۔

چار سال کی بچی کی طرح اپنی دُلہن کو روتے دیکھ وہ ایک لمبی سانس کھینچتے خود کو ریلیکس کرتے اُسکے پاس آیا تھا۔۔

اٹس اوکے سب ٹھیک ہے تم رومت اوکے۔۔

پر۔۔۔ پر تمھاری شیر وانی ایں۔۔۔

نور یہ پلیز تم چُپ تو ہو جاو (اگر بابا آگئے اور یوں اسے روتا دیکھ لیا تو ابھی کھڑے کھڑے سزائے موت سُنا دیں گے مجھے) یہ سب صاف ہو جائیگا نور یہ پلیز چُپ ہو جاو

اُف کہاں پھنس گیا میں نوریہ کو کسی طور خاموش نا ہوتے دیکھ وہ شیر وانی اُتار تا سائیڈ پہ پڑے کاوچ پہ سر پکڑے جا بیٹھا تھا۔۔

جبکہ نوریہ کو اس وقت اتنی شرم آرہی تھی کہ اپنی حرکت کو سوچ سوچ کہ اُس پہ اور بھی رونا آرہا تھا۔۔

اور دوسری طرف بالاج کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اُس بھیں بھیں کرتی لڑکی کہ منہ میں کپڑا ٹھونس دے۔۔

****

اس سے پہلے کہ بالاج کہ صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا اور وہ واقع میں اُسکے منہ پہ ہاتھ رکھ دیتا تائی امی اندر آئیں۔۔

اور اندر کا ماحول دیکھتے چکرا گئیں یہ۔۔۔ یہ سب کیا ہے؟؟

نوریہ کو کھڑا روتا دیکھ اور بالاج کو سر پکڑے شیر وانی اُتارے اور اُس کہ نیچے بلیک کلر کی سلک کی قمیض میں ملبوس دیکھتے وہ نا جانے کیا کیا سوچتے نوریہ کہ پاس پُہنچیں۔۔

نوریہ۔۔ نوریہ کیا ہوا ہے کیا ہے یہ سب؟؟

تائی امی ایں۔۔۔۔(بمشکل اُنہیں پُکارتی وہ پھر سے رونے لگی اتنے دنوں سے جو اتنی میچیورٹی دیکھا رہی تھی یکدم ہی پہلے والی نوریہ کہیں سے نکلتی آ کھڑی ہوئی تھی)

نوریہ بیٹا کچھ بولو تو پر وہ رونے والی مشین بولنے کہ بجائے بالاج کی جانب اشارہ کرنے لگی۔۔

اور پھر جس نظروں سے اُنہوں نے اُسے دیکھا وہ نظریں بالاج کو بتا گئی تھیں کہ وہ کیا سمجھ رہی ہیں۔۔

دیکھیں آنٹی۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔اس نے اُلٹی کر دی ہے مجھ پر۔۔

کیاااا؟؟نوریہ۔۔۔

تائی امی وہ ایں۔۔۔۔

اچھا چُپ تو کرو اور شکل دیکھو اپنی کیا کر لیا ہے خود کا نوریہ کو جھڑکتیں وہ بالاج کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔

آئی ایم سوسوری بیٹا نوریہ نے جس قدر اس پل شرمندہ کیا تھا سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کریں۔۔

تم ایسا کرو بیٹا کہ واشروم میں جاؤ خود کو صاف کر لو میں ابھی تمہاری شیروانی دھلوا کر بھجواتی ہوں (یہ فارم ہاوس اُنکا اپنا تھا اور وہاں ہر طرح کی سہولت موجود تھی یہ مسئلہ اتنا بڑا نہیں تھا جتنا کہ شرمناک)۔۔

بالاج کو واشروم میں بھیجتیں اُسکی شیروانی اُٹھائے وہ نوریہ کی طرف مڑیں۔۔

میں نتاشا کو بھیج رہی ہوں تاکہ تمھارا میک اَپ صحیح کر دے پر خبردار نوریہ جواب تم روئیں اُسے دوبارہ سے رونے کہ لیئے تیار ہوتا دیکھ سختی سے جھڑکتیں وہ باہر نکل گئیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

اس سے پہلے کہ باہر موجود سب مہمان دُلہا دُلہن کا پوچھتے عاشی بیگم نے کھانا کُھلوا دیا تھا۔۔

اور اب سب دوپہر کہ دو بجے خوبصورتی سے سجے لان میں رکھی ٹیبلز پہ بیٹھے کھانے میں مصروف تھے۔۔

زاویار اپنے کولگیز کہ ساتھ ایک ٹیبل پر تھا جبکہ اِٹھلاتی ہوئی زویا اپنی پلیٹ میں کھانا

نکالتی اریشہ ملیحہ اور فاریہ کہ پاس آئی تھی جبکہ نتاشا اندر نوریہ کہ پاس تھی۔۔

کل سے اب تک زویا الگ ہی ہواؤں میں تھی کیونکہ سب کچھ پلاننگ کہ مطابق جارہا تھا زاویار اور پھر اُسکی امارت سے وہ اتنی متاثر ہو چکی تھی کہ اور کچھ دکھ ہی نہیں رہا تھا۔۔

ہائے ایوری ون (مہنگے لباس اور جیولری کو خود پہ سجائے وہ ایک ادا سے اُنکے پاس آ بیٹھی تھی۔۔)

اُن تینوں میں سے کسی نے بھی جواب دینے کی زحمت نہیں کی تھی حتی کہ اریشہ نے بھی نہیں۔۔

پر وہ ڈھیٹوں کی طرح خود ہی پوچھنے لگی۔۔

ویسے یہ نوریہ کی شادی ہو کس سے رہی ہے؟؟ کون ہے؟ کیا کرتا ہے؟

ملائی بوٹی کو کانٹے میں پھنسائے منہ میں رکھتے وہ پوچھنے لگی۔۔

تم نے نہیں دیکھا نوریہ کا دُلہا ابھی تک؟؟ اریشہ نے بھنویں اُچکاتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔۔

نہیں وہ اصل میں ہم کچھ لیٹ آئے تھے پارلر میں دیر ہو گئی تھی مجھے پھر یہاں زاوی مجھے اپنی فیملی اور فرینڈز سے ملوانے لگ گئے تو دیکھ ہی نہیں سکی۔۔

پھر تو اسکا مطلب ہے کہ تمہیں سرپرائز ملنے والا ہے۔۔

کیا مطلب کیسا سرپرائز؟؟اور ویسے بھی اس میں میرے لئیے کیا سرپرائز ہو گا بھلا ہو رہی ہو گی کسی بڑی عمر کہ یا.. کسی عجیب سے انسان سے شادی۔۔یا پھر کسی بہت غریب سے جو پیسوں کی خاطر کر رہا ہو گا ایک مطلقہ سے شادی ناک چڑھاتے اپنی پلیٹ میں چمچ گھماتے ہوئے زویا نے کہا؟؟

زویا کہ اتنے متکبرانہ انداز پہ منہ نوچنے کا دل کیا تھا اریشہ کا پر اُسے دیکھتے وہ اتنا ہی کہہ پائی۔۔

یقین مانو وہ دُلہا نوریہ کا ہے پر خوشی تمہیں زیادہ ہو گی اور اتنی ہو گی کہ چکرا جاؤ گی سو فوراً سے پہلے اپنے زاااووی کہ پاس پُہنچ جاو تاکہ وہ تمہیں زمین بوس ہونے سے بچا لیں۔۔

وہ تینوں ایک کٹیلی نظر اُس پہ ڈالتیں وہاں سے اُٹھ گئیں۔۔

****

جہاں شادی کا فنکشن اپنے عروج پہ تھا وہیں کھانا کھاتی عوام میں عجیب سی ہلچل مچی ہوئی تھی جو نوریہ اور زاویار کی طلاق کی وجہ جاننا چاہتے تھے۔۔

پر گھر والوں کہ منہ سے کسی بھی قسم کی بھاپ نا نکلتے دیکھ خود ہی قیاس آرائیاں کرنے لگے۔۔

ناہید تم تو کہہ رہی تھی دونوں بھائیوں میں جائیداد کو لیکر ایسا جھگڑا ہوا کہ بات بچوں کی طلاق پہ آ کر رُکی پر یہاں تو ایسی کوئی بات لگ ہی نہیں رہی۔۔

تو ہمیں دیکھانے کو ہی تو سب نارمل شو کر رہے ہیں۔۔

پر ناہید اب کہ مرینہ صاحبہ بولیں۔۔

میں نے تو سُنا ہے زاویار کو کوئی لڑکی پسند آ گئی تھی تبھی طلاق دے ڈالی۔۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے (اب کی بار میز پہ بیٹھی دوسری خاتون بولیں) اصل میں تو آذر نے طوطا چشمی دیکھائی امیر کبیر دوست کہ ملتے ہی ں میٹی اُسکے بیٹے سے بیاہ دی۔۔

بس جی آجکل تو خون ہی سفید ہو گیا ہے پر ہمیں کیا خود ہی جانیں بوجھیں ہمم۔۔

وہ سب اپنی اپنی کہانیاں گھڑتیں دوسری باتوں میں مصروف ہو گئیں۔۔

****

باہر سب کھانا کھا چکے تھے پر دُلہا دُلہن تھے جو گدھے کہ سر سے سینگ کی طرح غائب تھے۔۔

اور اُنہیں دھونڈ تیں وہ تینوں کھانے سے فارغ ہو تیں اُس کمرے کی جانب بڑھیں جو فی الحال برائیڈل روم کہ طور پہ استعمال ہو رہا تھا۔۔

تم دونوں کیا کر رہی ہو یہاں ہم سمجھے کہ فوٹو شوٹ چل رہا ہے پر یہاں تو صرف تم دونوں ہی ہو دُلہے میاں کہاں ہیں اریشہ نے ادھر اُدھر نگاہ دوڑاتے پوچھا۔۔

دُلہے میاں اپنی دُلہن کا پھیلایا گند سمیٹ رہے ہیں۔۔

نوریہ کو کھڑا کیئے ویلویٹ کی کام سے بھری شال کو سیٹ کرتے نتاشا نے کہا۔۔

کیا مطلب۔۔

اور پھر جو کہانی نتاشا نے سُنائی اُس پہ سب لوٹ پوٹ ہو تیں ہنسنے لگیں۔۔

واہ۔۔واہ نوریہ کیا بات ہے تمھاری تمھارا کوئی جواب نہیں۔۔

ہاں بالکل تم نے تو آج ہی ساری اکڑ ہی نکال دی اُس اکڑو کی۔۔

کاش ہم وہاں موجود ہوتے اور ویڈیو بنا لیتے ایک گھنٹے میں میلین ویوز نا آتے تو نام بدل دیتے میرا۔۔

ششش۔۔۔آہستہ بولو وہ باتھروم میں ہی ہے نتاشا کہ گھورنے پہ وہ سب چُپ ہوئیں پہلے نہیں بتا سکتی تھیں۔۔

تم لوگ سُنو تو نا ابھی وہ کچھ اور کہتیں کہ اُسی پل تائی امی اندر داخل ہوئیں اور بالاج کو اُسکی شیروانی واشروم میں پکڑواتیں اُن چاروں تک آئیں۔۔

بہت شرمندہ کروایا ہے تم نے نوریہ آج کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہے بھلا؟؟

اُنکی بات پہ وہ آنکھوں میں آنسو بھرتے کہنے لگی۔۔

میں دُلہن ہوں آج تو مت ڈانٹیں اور نکل گئی بس تو کیا کروں اب؟؟

اوہ ہو میں ڈانٹ نہیں رہی اور اب پلیز رونا مت پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔

****

سب معاملات حل ہونے کہ بعد دُلہا دُلہن کی اینٹری تھی جہاں پہلے بالاج کو اور پھر نوریہ کو آنا تھا۔۔

اپنے ٹریڈیشن کہ مطابق ہاتھ میں تلوار پکڑے اپنے ناچتے ہوئے کزنز کہ جُھرمٹ میں وہ سٹیج تک آرہا تھا۔۔

زویا جسے اُن سب کی باتوں کہ بعد الگ ہی بے چینی تھی دُلہا کو دیکھنے کی زاویار کہ پاس کھڑی پاؤں کہ بل اُوپر ہوتی وہ اُس رش میں دُلہا تلاشنے لگی۔۔

زاویار جو انگاروں پہ لوٹ رہا تھا خواہ مخواہ ہی زویا پہ غُصہ ہوتے کہنے لگا۔۔

آرام سے کھڑی ہو جاوہ یہیں آرہا ہے زویا اتنی بھی کیا جلدی ہے تمہیں۔۔

اوہ۔۔۔وہ بس مجھے ایکسائٹمنٹ ہے بہت خجل ہوتی وہ آرام سے کھڑی ہو گئی۔۔

پر جونہی بالاج قریب آیا اُسکا منہ کُھلے کا کھلا رہ گیا۔۔

بب۔۔۔ بالاج مراد۔۔۔

تم جانتی ہو اسے؟؟

ہاں وہ۔۔ نہیں بس یونیورسٹی۔۔ میں تھا میری۔۔

اٹکتے ہوئے وہ لفظ کیسے اُس نے ادا کیئے یہ وہی جانتی تھی تو کیا اتنی جلدی بھانڈا پھوٹنے والا تھا؟؟

****

بالاج کہ اُس سٹائلش سے سٹیج پہ پُہنچتے ہی نوریہ کی اینٹری بھی فوراً ہی ہوئی تھی۔۔

جو اپنی فرینڈز کہ جُھرمٹ میں سفید اور گُلابی پھولوں کی چادر تلے سہج سہج کہ قدم اُٹھاتی سٹیج کہ قریب بڑھ رہی تھی۔۔

سب لوگوں کی توجہ اپنی جانب محسوس کرتے گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی اور تبھی سٹیج کی پہلی ہی سیڑھی پر اُسکا پیر رپٹا تھا پر زاویار جو قریب ہی کھڑا تھا اُسنے فوراً سے اُسے تھاما۔۔

زاویار کی آنکھوں سے چھلکتی سُرخی اس پل اُسے وحشت زدہ کر گئی تھی پر بالاج نے فوراً سے آگے بڑھتے زاویار کہ ہاتھ سختی سے نوریہ سے دور کرتے اُسے تھاما اور ایک ہاتھ سے اُسکی بازو تھامتے اور دوسرے سے لہنگا پکڑتے اُس نے سٹیج پر پُہنچنے میں نوریہ کی مدد کی تھی۔۔۔

****

رُخصتی سمیت سارا فنکشن بخیر و عافیت اپنے اختتام کو پُہنچا تھا۔۔

رُخصتی کہ وقت نوریہ نے اُتنا رونا دھونا نہیں مچایا تھا جتنی سب کو اُس سے اُمید تھی۔۔

تو دوسری طرف بالاج کو دیکھنے کہ بعد پورے وقت زویا چُھپتی پھرتی رہی تھی ویسے بھی اتنی جلدی وہ اپنا رچایا کھیل برباد ہونے نہیں دے سکتی تھی۔۔

عاشی صاحبہ رواج کہ مطابق نوریہ کہ ساتھ آئی تھیں۔۔

رُخصتی پانچ بجے ہو گئی تھی اور اس وقت شام کہ سات بج رہے تھے ہلکی ہلکی چلتی ٹھنڈی ہوا جہاں روح تک کو سرشار کر رہی تھی وہیں۔۔

بالاج ہاوس کہ لان میں ایک چھوٹی سی گیدرنگ بالاج کہ کزنز نے ارینج کی تھی جہاں مشہور زمانہ قوال موجود تھا۔۔

نوریہ کو زبردستی کھانا کھلانے کہ بعد اور اُسکے لہنگا چینج کروانے اور میک آپ لائٹ کروانے کہ بعد وہ سب اُسے بھی لان میں لے آئی تھیں جہاں آج قوالی نائٹ کا پروگرام تھا۔۔۔

دادو زاویار اور زویا وہاں موجود نہیں تھے باقی نوریہ کی فرینڈز بابا تایا تائی بھی وہاں پُہنچ چُکے تھے۔۔

بالاج کی فیملی اور کچھ یونی فیلوز بھی وہیں پر تھے پر اگر وہاں اس وقت کوئی مسنگ تھا تو وہ

تھا بالاج مراد۔۔

****

"بھولنے کی کوشش کرنا۔۔

لیکین بھول نا پانا۔۔"

باہر سے آتی گانے کی آواز وہاں گیسٹ روم کہ باتھروم میں ٹھنڈے پانی کہ نیچے

کھڑے بھیگتے بالاج کہ کانوں تک پُہنچی تھی۔۔

میں بالاج مراد۔۔

جس نے اپنی ساری زندگی ایک اندھی نفرت میں گزار دی۔۔

"لمحہ لمحہ سوچ کہ خود کو۔۔

جی بھر کہ پچھتانا۔۔"

میں بالاج مراد۔۔

جو ایک مکمل ہنستی بستی فیملی کی خواہش تو کرتا رہا پر بروکن فیملی کا حصہ رہا۔۔

"مرضیاں کرتا ہے یہ دل۔۔

مرضیاں کرتا ہے یہ دل۔۔"

میں بالاج مرادِ۔۔

جس نے ہر غلط کام بطور انجوائمنٹ اور تھرل سمجھتے کیا۔۔

"اسکو کیا سمجھانا۔۔

اسکو کیا سمجھانا۔۔"

میں بالاج مرادِ۔۔

جس نے ایک ہنستی مسکراتی لڑکی کی زندگی میں طوفان برپا کر دیا اور جس سے اُسکا سب کچھ چھین لیا۔۔

"یاد یاد یاد تیری۔۔

یاد نال رینا۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں بالاج مرِاد۔۔

جو آج ایک آوارہ لڑکے سے شادی شُدہ مرد بن گیا ہوں اور عنقریب ایک بچے کا باپ بھی بن جاونگا۔۔

"دل نے بار بار۔۔

سوچاں دا عذاب سہنا۔۔"

کیا میں اس سب کہ قابل تھا؟؟

اتنے گناہوں۔۔

اتنی غلطیوں کہ بعد بھی ایک اور موقع مجھے ملنا چاہیے تھا؟؟

میں تو۔۔ میں تو بہت گناہگار ہوں شاید ہی کبھی کچھ صحیح کیا ہو میں نے۔۔

پھر مجھ پر اتنا احسان کیوں کیا آپ نے اللہ کیوں؟؟

"چھوڑ کہ اپنے آپکو پہلے۔۔

خود کو تم کر بیٹھے۔۔"

دونوں ہاتھ دیوار پہ جمائے ٹھنڈے یخ پانی کہ نیچے کھڑے وہ بھیگتا ہوا گناہگار شخص آج اپنے ضمیر کی عدالت میں کھڑا تھا۔۔

آج پہلی بار اپنی گزری زندگی اس قدر غلیظ لگی تھی پوری زندگی جس نفرت کہ تحت گزار دی اُس بات کا تو کوئ وجود ہی نہیں تھا۔۔

"دل نے کیسے ظُلم کیئے ہیں۔۔

دھڑکن گُم کر بیٹھے۔۔"

پر اب وقت گزر گیا تھا جو بھی جتنا بھی غلط ہو سکتا تھا ہو گیا تھا اب سب صحیح کرنے کی باری تھی سب کچھ صحیح کرنے کی۔۔

مجھے یہ ملا موقع گنوانا نہیں ہے مجھے ایک اچھا شوہر اور ایک اچھا باپ خود کو ثابت کروانا ہے میں بدل دونگا خود کو بدل دونگا سب کچھ بدل دونگا سُدھار لونگا اپنی غلطی۔۔

شاور بند کرتے وہ خود سے عہد کرتا اپنی زندگی میں آگے بڑھنے کو مکمل طور پہ تیار تھا۔۔

****

جبکہ دوسری طرف نیچے بچھے ایرانی قالین پہ اولیو گرین کلر کی سٹائلش سی فراق پہنے

بیٹھے وہ وہاں بیٹھی ہوئی ضرور تھی پر وہاں موجود نہیں تھی۔۔

ایک بار پھر سے وہ خود پہ سنجیدگی کا لبادہ اُوڑھ چکی تھی۔۔

"جانے والا روک لے کوئی۔۔

جانے والا روک لے کوئی۔۔

زندگی بھی عجیب شے ہے پہلے خواب کچھ دیکھاتی ہے اور تعبیر کچھ نکل جاتی ہے۔۔

پچھلے دس سالوں سے جسے اپنا شوہر مانا وہ آج اپنی نئی زندگی کسی اور کہ ساتھ شروع کر چکا ہے اور میں۔۔۔میں کسی اور کہ نام سے منسوب آج یہاں موجود ہوں۔۔

"بھیگی کتنی دیکھ نا پایا۔۔

آنکھیں بعد میں روئیں۔۔

اور وہ شخص جو نا جانے کہاں سے آیا مجھے تباہ کیا اور پھر۔۔۔نا جانے کہاں گُم ہو گیا وہ کون تھا کیوں آیا میں کبھی جان ہی نہیں پائی پر جس دن وہ میرے روبرو ہوا میں اپنے ہاتھوں سے اُسکا خون کردوں گی غُصہ سے سوچتی وہ اپنی ٹھنڈی مٹھیاں بھینچ گئی۔۔

"مرضیاں کرتا ہے یہ دل۔۔

مرضیاں کرتا ہے یہ دل۔۔

اپنے گرد بازو لپیٹے وہ خود کو گرمائش پہنچانے کہ لیئے اپنے بازوؤں کو ہاتھوں سے رگڑنے لگی تھی۔۔

وہاں بیٹھے سب افراد موسیقی انجوائے کرتے ہنستے مسکراتے اپنی ہی دُنیا میں مگن تھے۔۔

"تنہا بیٹھے سوچ رہے ہیں۔۔

دور ہوئے تم کیسے۔۔

تم کہتے تھے زاویار۔۔ بالاج میرے لائق نہیں ہے پر میں تو خود اب کسی کہ لائق نہیں رہی۔۔ میں جانتی ہوں میری زندگی مشکل ہوگی کیونکہ ہم دو مختلف انسان ہیں۔۔

پر وہ جو بھی میرے ساتھ کرے مجھے فرق نہیں پڑیگا زاویار کیونکہ مجھے اُس سے کوئ اُمید ہی نہیں ہے دل تو وہاں دُکھتے ہیں جہاں اُمیدوں پہ رشتے قائم ہوں جیساکہ تمھارا اور میرا۔۔

"خود ہی اپنے دل کو۔۔

میں نے آگ لگا دی کیسے۔۔

میں نے جتنی اذیت اور تکلیف دیکھنی تھی دیکھ لی اب کوئی چیز مجھے نہیں چُبھے گی میں یہ ایک سال دل کو پتھر کیئے گزار لو نگی۔۔

میں اپنے دل کو پتھر کر دو نگی جس پہ اب کوئی بھی احساس اثر نہیں کریگا۔۔

"واپس بچھڑا لا دے کوئی۔۔

واپس بچھڑا لا دے کوئی۔۔

میں اب کبھی تمھارا نام بھی اپنی زبان پر نہیں لاونگی۔۔

سردی کی شدت بڑھنے لگی تھی ناک برف کی طرح ٹھنڈی ہو گئی تھی پر وہ وہاں موجود ہوتی تو کچھ محسوس کرتی۔۔

پر تبھی اپنے کندھوں کہ گرد بنتا حصار دیکھتی وہ چونکی تھی۔۔

وہ حصار بالاج کا تھا جو کلف کی سفید شلوار قمیض پہ براون شال کندھوں پہ ڈالے ہوا تھا اور اب وہی شال اُتارتے نوریہ کہ کندھوں پہ ڈال رہا تھا۔۔

"لگتا ہے جو آج پرایا یار منادے کوئی۔۔

عرضیاں کرتا ہے یہ دل۔۔

عرضیاں کرتا ہے یہ دل۔۔

اسکوناستانا۔۔

اسکوناستانا۔۔

یاد یاد تیری یاد دے نال رینا۔۔

****

(Intermission)

اہمم۔۔۔

اگر آپ دونوں کا رومانس ختم ہو گیا ہو تو ہمیں اجازت دیں۔۔

وہ دونوں جو ایک دوسرے کو دیکھنے میں مصروف تھے ملیحہ نے اُنہیں حال میں لا پٹخا تھا

ملیحہ کی آواز پہ وہ شال کو مضبوطی سے تھامتی دور ہوئی تھی۔۔

جبکہ بالاج کھنکھارتے ہوئے گویا ہوا۔۔

آپ لوگ کھانا کھالیں پھر میں اور نور یہ چھوڑ آئیں گے آپ دونوں کو۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ مسکراتے ہوئے کافی احترام سے بولا تھا پر اس وقت باہر جانے کا سُنتے نوریہ آنکھوں میں ایک خوف لئیے ڈرتے ہوئے کھڑے ہو گئ۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔ م۔۔ میں اس وقت رات میں۔۔ کہیں نہیں جاونگی۔۔ نہیں جاؤنگی

وہ اپنی بات کہتی تیزی سے گھر کہ اندر بڑھ گئ تھی کہ کہیں وہ بھی زاویار کیطرح زبردستی نا لے جائے۔۔

جبکہ نوریہ کو یوں ڈرتے ہوئے جاتا دیکھ اُسکے دل پہ ہاتھ پڑا تھا وہ لڑکی کیا بن گئ تھی اُسکی وجہ سے۔۔

****

رات کہ گیارہ بج رہے تھے۔۔

اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑے تاروں سے بھرے آسمان پہ وہ نظریں جمائے ہاتھ میں ٹھنڈی کافی کا مگ تھامے خالی دل اور خالی آنکھیں لئیے وہاں کھڑا آج کہ دن کی ایک ایک بات کو یاد کرتا کُڑھ رہا تھا۔۔

نوریہ کا یوں سجے سنورے حسین روپ میں سٹیج پہ آنا۔۔

اپنے سہارا دینے پہ بالاج کا سختی سے ہاتھ جھٹکنا اور پھر۔۔

پھر اُسکا یوں بالاج کہ سنگ رُخصت ہو جانا ایک ایک چیز اُسکا خون کھولا رہی تھیں۔۔

مجھے اُسے طلاق نہیں دینی چاہیے تھی بالکل بھی نہیں دینی چاہیے تھی۔۔

میرا حق تھا اُس پر آخر کو اتنے برس میرے نکاح میں رہی تھی وہ ایسے۔۔ایسے اُسے جانے نہیں دینا چاہیے تھا مجھے۔۔

غُصہ سے سوچتے ہاتھ میں پکڑی کافی اُس نے نیچے لان میں لگے پودوں کہ اُوپر پھینکی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہ تبھی اندر کمرے سے عجیب سی آتی آوازوں پہ وہ تیزی سے اندر بڑھا۔۔

زویا۔۔

زویا۔۔

پر زویا اندر کمرے میں نہیں تھی پر واشروم سے آتی آوازیں اُسکی وہاں موجودگی کا پتہ دے رہی تھیں۔۔۔

زویا۔۔

زویا تم ٹھیک ہو؟؟ دروازے کو ناک کرتے زاویار نے پوچھا جس پہ وہ بنا کوئی جواب دیئے دو منٹ بعد چہرہ تھپتھپاتی باہر آئی۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟؟

نہیں میری طبیعت عجیب ہو رہی ہے مجھے لگ رہا ہے کہ شاید شادی میں کھانا ٹھیک نہیں تھا۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے اگر کھانے میں ایشو ہوتا تو سب شکایت کرتے چلو تم یہاں آکر بیٹھو میں تمہیں چیک کر لیتا ہوں۔۔

وہ زویا کو بیٹھنے کا بولتے جو نہی مڑنے لگا زویا نے فوراً سے پہلے اُسے بازو سے تھامتے ہوئے روکا کُجا کہ وہ واقعی میں چیک ہی نا کر لے۔۔

تم پریشان مت ہو میں بالکل ٹھیک ہوں بس پہلے اپنی شادی کی تھکن اور آج یہ فنکشن ویسے تمہیں قوالی نائیٹ میں چلے جانا چاہیے تھا زاوی (مہارت سے بات بدلتی وہ کہنے لگی۔۔)

دادو اور تمھاری وجہ سے رُک گیا میں ورنہ ضرور چلا جاتا نظریں چُراتے ہوئے کہتے وہ

ایک دراز کی طرف مڑتے کہنے لگا اب وہ اُسے کیا بتاتا کہ بار بار اپنی ہی نظروں کہ سامنے اپنی ہی پہلی بیوی کو کسی اور کی دسترس میں دیکھنا آسان نہیں ہے۔۔

تم رُکو میں تمہیں دوائی دے دیتا ہوں۔۔

اُف اب ناجانے یہ کونسی گولی دے دے ماہ نور تو کہہ رہی تھی کہ اس کنڈیشن میں سر درد کی گولی بھی بنا ضرورت نہیں لینی کیا کروں کیا کروں؟؟

اپنا پیر جُھلاتی فکرمندی سے سوچتی وہ زاویار کی پیٹھ کو گھورنے لگی تھی جو کچھ ہی دیر میں دو طرح کی ٹیبلٹس ڈبے سے نکالتا زویا کی ہتھیلی پہ رکھتے اُسے پانی دینے لگا۔۔

زاویار کہ گلاس میں پانی نکالنے تک کی دیر میں ٹیبلٹس بیڈ کہ نیچے پھینکتی وہ مُٹھی بند کر گئی اور پھر جس طرح سے وہ ہاتھ منہ کہ قریب لیکر گئی اُسے دیکھتے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ ہاتھ خالی ہے۔۔

اوکے تم ریسٹ کرو تھک گئی ہو گی میں دادو کو دیکھ کر آتا ہوں۔۔

زاویار کہ نکلتے ہی وہ صد شُکر کرتی گولیاں نکال کر ٹشو میں لپیٹ کر ڈسٹ بن میں ڈالتی سُکھ کا سانس لیتی ہوئی سکون سے بیڈ پر آبیٹھی۔۔

یااللہ جی پلیز یہ ایک مہینہ جلدی سے گزار دیں پلیززز۔۔

****

اپنی فرینڈز سے ملے بنا وہ اندر آ گئی تھی اور اب اُس کمرے کا دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھی جو سیڑھیاں چڑھتے ہی سامنے کی طرف تھا اور جہاں کچھ دیر پہلے وہ دُلہن کہ لباس میں تائی امی اور کچھ بالاج کہ جاننے والی خواتین کہ ساتھ اینٹر ہوئی تھی۔۔

تب تو کچھ ہوش ہی نہیں تھا پر اب وہ ایک ایک چیز کو غور سے دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گرے اور سلور پیٹرن کی دیواریں اور بلیک کلر کا ووڈ کا فرنیچر۔۔

دیکھنے میں یہ کمرہ کافی نیا نیا سا لگ رہا تھا جیسے کچھ دن قبل ہی رینوویٹ کروایا گیا ہو۔۔

آذر رحمان کو کسی بھی قسم کہ جہیز کہ لیئے منع کر دیا گیا تھا سو یہ سب بالاج کی طرف سے ہی سیٹ کروایا گیا تھا۔۔

پنک اور وائیٹ ٹیولپس سے سجی سیج جہاں کہیں کہیں موتیے کہ پھول بھی لگے ہوئے تھے کمرے میں اپنی خوشبو پھیلائے طبیعت پہ کافی خوشگوار اثر ڈال سکتے تھے پر جس فیز

سے اس پل نور یہ گزر رہی تھی یہ سب اُسکی طبیعت پہ گراں گزار رہا تھا۔۔

"دادو میری شادی بھی کوئ شادی ہو گی بھلا بس ایک کمرے سے نکلو اور دوسرے میں چلے جاو۔۔

کچھ حیاء کرلڑکی کیسے اپنے ہی منہ سے بیاہ کی باتیں کررہی ہے۔۔"

اپنے گرد گونجتی آوازوں پہ سختی سے آنکھیں رگڑتی وہ آگے بڑھتی ہوئ پھولوں کی لٹکتی لڑیوں پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔۔

"تم جیسی عورتیں گھر بسانے کہ لائق نہیں رہتیں مت کرو شادی یہیں رہو"

اب کی بار زاویار کی آواز سُنائی دی تھی جسے سُنتے حلق تک کڑوا ہوا تھا۔۔

پر وہ اُسے بھی اگنور کرتی کھڑکی کی طرف بڑھی تھی جو کُھلی ہونے کہ باعث گانے اور ہوٹنگ کا شور اندر تک آرہا تھا۔۔

اُس کھڑکی کو بند کرتی وہ بالکنی کا دروازہ کھولتی باہر آئی تھی۔۔ویسے بھی جسطرح سے دم گُھٹ رہا تھا تازہ ہوا بہت ضروری تھی۔۔

وہاں کھڑے ہوتے وہ اُن سب کو دیکھنے لگی تھی جہاں اب قوال کہ جاتے ہی وہ سب

گانے لگائے اپنا روایتی رقص کرنے میں مصروف تھے ستار کی بجتی آواز کانوں کو کافی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔اُن سب کہ ساتھ ایک دائرے میں رقص کرتا وہاں بالاج بھی تھا۔۔

اُن سب کہ ساتھ رقص کرتا وہ اُونچا لمبا شخص جو سفید لباس میں ملبوس ناچ رہا تھا اُسے دیکھتے اس وقت کوئی یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ ایک ایسی لڑکی کہ ساتھ نکاح میں بندھ چُکا ہے جس کہ دامن پہ لگا داغ شاہد ہی کبھی صاف ہو پائے وہاں کھڑے اُن سب کو خوشیاں مناتا دیکھ نوریہ کہ دل پہ بوجھ بڑھنے لگا تھا۔۔

اپنے دل کو ملنے کہ لئیے اُس نے جو نہی ہاتھ اپنے دل پہ رکھا ہاتھ تلے محسوس ہوتی وہ چادر یکدم ہی اُسے اپنے گرد ایک گھیرے کی مانند محسوس ہوئی تھی جسے ایک جھٹکے سے اُتارتے اُس نے بالکنی کی ریلنگ پہ ڈالا تھا۔۔

آنے والا وقت اُسے ہولانے لگا تھا وہ یہ شادی تو کر چکی تھی پر بالاج کہ رویہ کا سوچتے اُسکی دھڑکن تیز ہو رہی تھی وہ اس وقت جن حالات سے گزر رہی تھی ایسے میں اس رشتہ کہ فرائض اور اُس سے جُڑی توقعات پہ پورا اُترنا بہت مشکل تھا بہت مشکل۔۔۔

****

آذر رحمان نوریہ کی فرینڈز کو گھر چھوڑنے وہاں سے کافی دیر پہلے نکل گ ئے تھے

اور انکے جانے کہ کچھ ہی دیر بعد معراج اور عاشی بھی روانہ ہو گ ئے تھے۔۔

اسوقت وہاں صرف بالاج کی فیملی کہ ہی چیدہ چیدہ لوگ موجود تھے۔۔

بڑے اپنی باتوں میں جبکہ لڑکے اپنے ناچنے میں مصروف تھے کہ تبھی بڑی پھوپھو نے کہا۔۔

اچھا چلو بچو اب بس کرو اور دُلہا کو جانے دو اسکی دُلہن انتظار کر رہی ہو گی کب سے ناچتے لڑکوں کہ اُس ٹولے کو روکتے بالاج کی بڑی پھوپھو فیروزہ نے کہا۔۔

جس پہ سب لڑکے معانی خیزی سے اُسے گھورتے ہو وٹنگ کرنے لگے تھے۔۔

جب کہ وہ چہرہ نیچے کرتے خجالت سے سر جُھکاتے ہوئے وہ سب پوائنٹس یاد کرنے لگا

جس کا رٹا اُسنے گوگل سے لگایا تھا کہ کیسے اُسطرح کہ حالات سے گزری لڑکی کو ٹریٹ کرنا ہے۔۔

اس سے پہلے کہ سب کوئی اور بات کرتے مراد صاحب بالاج کو اپنے کمرے میں آنے کا کہتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔۔

****

مراد صاحب کہ پیچھے سر جھکاے وہ دھڑکتے دل کہ ساتھ اُنکے کمرے میں داخل ہوا تھا ویسے بھی اُس دن کہ بعد سے وہ کافی اُکھڑے اُکھڑے سے تھے اور بالاج کو سُنانے کا کوئی موقع جانے نہیں دیتے تھے۔۔

کمرے میں داخل ہوتے وہ کہنے لگے دروازہ بند کرو اور ادھر آکر بیٹھو۔۔

اُنکی بات پہ عمل کرتا وہ نہایت تابعداری سے اُنکے سامنے رکھے کاوچ پہ آبیٹھا۔۔

دیکھو بالاج آج تمھاری شادی ہوئی ہے اور کچھ باتیں ہیں جو میں کلئیر کرنا چاہتا ہوں اور ویسے بھی لازمی نہیں ہے ہر بات لڑکی کو ہی سمجھائی جائے میرے نزدیک ایک شادی کو چلانے میں لڑکے کا بھی اُتنا ہی ہاتھ ہوتا ہے اور ماشاللہ سے جو کچھ آپ کر چکے ہیں 95% یہ شادی تمہیں ہی چلانی ہے سُن رہے ہو نا؟؟

جی۔۔

تم نے خیال رکھنا ہے بچی کا اور ویسے کچھ اچھے کی اُمید تو ہے نہیں تم سے سوا پنے ایگزامز دیتے ہی تم گلگت آوگے بچی کو لیکر۔۔

جی۔۔وہ سر جُھکائے اُنہیں سُن رہا تھا۔۔

میں نے ہمیشہ تمہیں وہاں اور وہاں کی سیاست سے دور رکھا ہے اپنے دشمنوں سے بچانے کہ لیئے پر شاید اس سب میں میں ہم سب سے دشمنی کر گیا پر خیر جو ہونا تھا ہو گیا اور یاد رکھنا وہ بات تم نوریہ سے جلد ہی کر لو گے نہیں تو پھر میں اپنے طریقے سے بتا دونگا۔۔

سمجھے۔۔

جی اور کچھ۔۔

اب جاو اور شکایت کا موقع نا ملے مجھے اچھی طرح سے بالاج کی کلاس لیتے وہ بنا دیکھے بالاج کو جانے کا کہنے لگے پر جو نہی وہ اُٹھا وہ ایک بار پھر سے بولے۔۔

ایک منٹ رکو۔۔

اُسے روکتے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے ایک باکس نکالتے اُنہوں نے بالاج کی سمت بڑھایا۔۔

یہ تمھاری ماں کو دیا تھا میں نے پر نا تو اُسکے نزدیک اس رشتے کی کوئی وقعت تھی اور نا ہی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے دیئے کسی تحفے کی پر آج تم یہ نوریہ کو دے دینا اور اُسے اتنی محبت اور عزت دینا

کہ وہ تمھارے اس رشتے اور تم سے منسوب چیزوں کا خیال رکھے جاواب۔۔

****

باباکالمباااا۔۔سالیکچر سُننے کہ بعد ہاتھ میں باکس پکڑے وہ اپنے ہی کمرے کہ

دروازے کی ناب تھامے کھڑا تھا۔۔

آج اور ابھی سے اُسکا امتحان شروع ہونا تھا جسے اُسے ہر حال میں پاس کرنا تھا۔۔

ایک لمبی سانس اندر کھینچتے وہ دروازہ کھولتے آگے بڑھا پر پورا کمرہ بالکل خالی تھا۔۔

کہاں چلی گئ وہ؟؟

نوریہ کو ڈھونڈتا وہ آگے بڑھا پر بالکنی کہ کُھلے دروازے سے وہ اُسے وہاں کھڑی ہوئی

دکھی۔۔

وہ نوریہ کو دیکھتے وہیں اُسکے پیچھے آیا تھا۔۔

جہاں وہ اتنا اپنے خیالوں میں محو کھڑی تھی کہ اُسکی آہٹ بھی نا سُن پائی۔۔

جبکہ وہ اُسے اپنی نظروں کہ حصار میں قید کیئے عین اُسکے پیچھے آکھڑا ہوا جہاں نوریہ کے

ہوامیں اُڑتے بال اُسکا چہرہ چھونے لگے تھے۔۔

ناجانے وہ بال واقع میں ہی اتنے نرم تھایااُسے محسوس ہوئے تھے۔۔

وہ کچھ پل یونہی مدہوش ساکھڑا رہا تھا کہ نوریہ جونہی پلٹی بالاج سے ٹکراتی وہ ٹھٹھک گئ۔۔

اُسکے ٹکرانے کہ بعد بھی وہ یونہی کھڑا تھا یہ پہلی بار تھی کہ وہ دونوں اتنے قریب تھے۔۔پر جہاں نوریہ کی قربت اُسے الگ سرور بخش رہی تھی وہیں نوریہ کو وحشت میں ڈال رہی تھی۔۔

وہ قربت وہ لمس اُسے کہیں پیچھے لے جانے لگا تھا۔۔

پر اُسکے احساسات سے انجان بالاج نے جونہی اپنا ہاتھ اُسکے چہرے پہ آتے بالوں کو ہٹانے کہ لئیے بڑھایا وہ ایک کرب سے آنکھیں میچ گئ۔۔

اُسے یوں کرتے اور پھر اُسکے چہرے پہ پھیلتی تکلیف کو دیکھتے وہ اپنے گرد پہرے بٹھاتا دور ہوا۔۔

پر وہ پھر بھی یونہی کھڑی رہی اور جب کوئ پیش قدمی ہوتے نا دیکھا اُس نے آنکھیں

www.neweramagazine.com

کھولیں اور بالاج کو دور کھڑا دیکھا وہ تیزی سے سائیڈ سے نکلتی اندر بڑھ گئ۔۔

****

نوریہ کو اندر جاتا دیکھ وہ بھی اُسکے پیچھے بڑھا تھا جہاں وہ اندر کمرے میں آتی ایک بیگ کھولے کھڑی تھی۔۔

اور چند سیکنڈز بعد وہ ایک فائل لئیے چہرے پہ سختی جمائے اُسکے پاس آئی۔۔

یہ لو اور اس پہ سائن کر دو۔۔

پر یہ ہے کیا؟؟

یہ کانٹریکٹ ہے۔۔

کیسا کانٹریکٹ نوریہ؟؟

میرج کانٹریکٹ ہے اور کیا بتایا تو تھا تمھیں۔۔

اور یہ کب اور کس سے بنوایا تم نے اُس فائل کہ صفحے آگے پیچھے کرتا وہ پوچھنے لگا۔۔

میری فرینڈ نتاشا اُسکی بہن ایک لائیر کی اسسٹنٹ ہے اُس سے بنوایا ہے۔۔

وہ تو اس پل اُسکی جرات پہ حیران تھا اور یہ سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ کونسا روپ اُسکا اصل ہے وہ جو رو رہی تھی تب۔۔

یا جب وہ باہر جانے کہ ڈر سے اندر بھاگی تھی تب۔۔

یا اب جو کھڑی ہے یہ۔۔

اس میں لکھا کیا ہے اب یہ بھی بتادو وہ فائل بند کرتا اُس سے پوچھنے لگا۔۔

1: تم پورے ایک سال بعد مجھے ڈائیورس دو گے۔۔

(کاش ابا اپنی بچی کہ نادر خیالات سُن پاتے)

اور۔۔

2: میرا تم سے یا تمھاری دی ہوئی کسی چیز پہ کوئی حق نہیں ہوگا۔۔

(یہ سنبھالے گی ابا کا دیا تحفہ)

اور۔۔

3: نا ہی اس بچے پہ کبھی کوئی حق جتاؤ گے تم۔۔

:4پر ولدیت کہ خانے میں نام تمھارا ہی ہو گا۔۔

(بہت مہربانی)اور کچھ اپنے گرد بازو لپیٹے وہ اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔

:5 یہ شادی کیوں ہوئی کس لیئے ہوئی اور کیوں ٹوٹی اُسے تم ہم تک ہی رکھو گے۔۔

اوکے بس یا اور کچھ بھی رہ گیا ہے۔۔

بس اتنا ہی ہے اب سائن کر دو۔۔

اور اگر میں نا کروں تو؟؟

تم ایسا نہیں کر سکتے ہمارے بیچ کانٹریکٹ کی بات ہوئی تھی پہلے بھی۔۔

نوریہ کی بات سُنتے ہاتھ میں پکڑی فائل سائیڈ پہ رکھتے وہ آگے بڑھنے لگا تھا جبکہ جو کچھ دیر پہلے شیرنی بنی ہوئی تھی اب آنکھوں میں خوف لئیے اُلٹے قدم لینے لگی۔۔

اگر میں تم سے کہوں ہمیشہ یہیں میری بیوی بن کر رہو۔۔

میرے پاس رہو میں تمھیں کہیں جانے نہیں دونگا تو کیا جواب ہو گا تمھارا؟؟

وہ پیچھے قدم اُٹھاتی دیوار سے آلگی تھی اور وہ دیوار پہ ہاتھ جماتا اُسکی تمام راہیں بند کیئے

کھڑا تھا۔۔

پر میں تمھارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔

اور ایسا کیوں؟؟

کیوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔۔

پر مجھے تمھارا جواب چاہیے۔۔

بتاؤ کیوں۔۔کیوں نہیں رہ سکتی تم میرے ساتھ۔۔

کیونکہ تم میرے آئیڈیل نہیں ہو۔۔

تو کون ہے تمھارا آئیڈیل وہ زاویار؟؟

زاویار کہ نام پہ نوریہ کی پلکیں نم ہوئی تھیں۔۔

اور اُس سے پہلے کہ وہ اپنا رونا سٹارٹ کرتی اور سب یہاں آتے وہ دور ہوا اور فائل اُٹھاتا

ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔۔

جبکہ بالاج کو یوں فائل لے جاتے دیکھ وہ اُسکے پیچھے بڑھی تھی جہاں وہ اُسے ایک سیف

میں ڈال رہا تھا۔۔

یہ کیا کر رہے ہو سائن کیوں نہیں کر رہے تم اور یہ واپس دو مجھے۔۔

وہ فائل سیف میں رکھتا اُس تک پُہنچا جس دن تمہیں میرے ساتھ ایک سال پورا ہو گا یقین مانو اُس دن جو بھی فیصلہ تم لو گی مجھے قبول ہو گا پر تب تک مجھے تمھارے آئیڈیل کہ معیار تک پہنچنے کا وقت دو۔۔

وہ اُسکے روبرو کھڑا کہہ رہا تھا جبکہ وہ حیرت سے اُسے سُن رہی تھی۔۔

خود کو مت تھکاو اور جا کر سو جاو۔۔

****

اپنی بات مکمل کرتا وہ اپنا نائٹ سوٹ نکالنے لگا تھا۔۔

کہ تبھی وہ اپنے ہاتھ مسلتے کہنے لگی پپ۔۔پر میں یہاں نہیں سوں گی۔۔

اچھا تو کہاں جاو گی پھر؟؟

وہ کب سے اُسکی باتیں برداشت کر رہا تھا پر اب کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا۔۔

کہیں بھی پر یہاں ایک کمرے میں تمھارے ساتھ نہیں رہو نگی۔۔

تمہیں یاد ہے اُس دن کہا تھا تم نے کہ تم وہ کرو گی جو میں کہو نگا اور تم نے ہی کہا تھا کہ چاہو تو اپنی ملازمہ سمجھ لینا۔۔

ہاں تو ٹھیک ہے تم مجھے اپنے سرونٹ کوارٹر میں چھوڑ آو۔۔

نوریہ بس بہت ہوا جو کہہ رہا ہوں وہ کرو میں یہ رشتہ زبردستی نہیں تھوپو نگا تم پر ٹرسٹ می۔۔

مجھے تو اب اپنوں پہ اعتبار نہیں رہا کسی غیر پہ کیسے کر لوں۔۔

میں غیر ہوں کیا؟؟ وہ بے یقینی سے اُسے دیکھتے کہنے لگا ایک سیکینڈ۔۔۔ایک سیکنڈ میں غیر نہیں بلکہ اُلو کا پٹھا ہوں۔۔

نکاح ہوا ہے ہمارا۔۔

میں شوہر ہوں تمھارا اور اب سب سے اپنا تمھارا میں ہی ہوں سمجھیں۔۔

یہ رشتہ کتنا اپنا ہے مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے بھلا وہ ایک بار پھر سے خود ترسی میں مبتلا ہوئی تھی۔۔

اور اُسے یوں منہ لٹکائے دیکھ وہ اُسکے قریب آیا تھا ایک بار موقع دے کر تو دیکھو میں تمہیں مایوس نہیں کرونگا۔۔

اپنے الفاظ اُسکے کانوں میں اُنڈیلتے وہ نوریہ کا ہاتھ تھامے اُسے بستر تک لایا تھا۔۔

لیٹو۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔

نوریہ ٹرسٹ می پلیز۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پپ۔۔پر۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی بالاج نے اُسکے کندھوں پہ دباؤ ڈالتے اُسے بٹھایا اور پھر اُسکے جوتوں میں مقید پیر آزاد کرتے اُسے لٹاتے وہ کاوچ پہ پڑے سارے کُشنز اُٹھاتے اُسکی سائیڈ پہ رکھنے لگا جیسے حفاظتی دیوار بنا رہا ہو اپنا کام مکمل کرتے وہ باکس دراز میں پھینکتا واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

جبکہ نوریہ اُس بند دروازے کو دیکھتی اپنے کل کہ متعلق سوچنے لگی۔۔

****

)اگلا دن صُبح ساڑھے آٹھ بجے..(

بوا جلدی کریں جتنے کباب فرائی ہوئے ہیں وہ تو لائیں میں رکھوں انہیں جب تک۔۔۔

عاشی صاحبہ صبح ہی صبح نوریہ کہ ناشتے کی تیاری میں ادھر سے اُدھر بھاگ رہی تھیں۔۔

جی عاشی بی لا رہی ہوں۔۔

وہ کباب لیئے اُن تک پُہنچیں جنھیں وہ باکس میں ڈالنے لگیں۔۔

نسرین آپ نے زویا کو جگایا۔۔

جی جگا دیا ہے آ رہی ہیں وہ۔۔

پر سامنے سے نائٹ کہ اوپر گاون پہنے زویا کو آتا دیکھ وہ پوچھنے لگیں۔۔

تیار ہو جاو زویا بیٹا نوریہ کا ناشتہ لے جانا ہے ہمیں۔۔

پر میں وہاں جانا نہیں چاہتی۔۔

کیوں۔۔

وہ اصل میں زاویار منع کر رہے تھے (سارا ملبہ زاویار پہ ڈالا تھا) پر آنٹی اگر آپ کہیں تو

میں آذرانکل کہ گھر چلی جاتی ہوں وہاں ہی آئے گی نانوریہ تو وہاں سب دیکھ لونگی۔۔

تم بھی ٹھیک کہہ رہی ہو پر میں اکیلی ناشتہ لے جاتی اچھی لگونگی کیا۔۔۔آپ ایسا کریں اریشہ کو پک کرلیں میں کال کردیتی ہوں اُسے وہ ہر طرح سے خود وہاں جانے سے بچنا چاہتی تھی تبھی مشورے پہ مشورے دے رہی تھی۔۔

چلو یہ ٹھیک ہے تم ریڈی ہو جاو نوریہ پیلس پہنچو میں اریشہ کو لے لیتی ہوں۔۔

اپنی جان چھُٹتی دیکھ شُکر کا کلمہ پڑھتی وہ دوبارہ سے کمرے میں بند ہو گئ۔۔

****

صُبح کہ نو بج رہے تھے۔۔

دروازے پہ ہوتی مسلسل دستک پہ نوریہ کی آنکھ کھلی تھی۔۔

رات کو آنکھ کافی دیر سے لگی تھی پوری رات یہی سوچتے گزری کہ کہیں سے بالاج کا ہاتھ اُس سے چھُ ناہو جائے یا وہ اپنی بات سے مکرنا جائے۔۔

پر وہ رات جس پوزیشن میں سویا تھا اب بھی ویسے ہی ایک سائیڈ پہ پڑا سو رہا تھا۔۔

دروازہ ایک بار پھر سے بجنے لگا تھا جس پہ وہ اٹھتی دروازے کی جانب بڑھی تھی اور

جہاں دروازے کہ پار کوئی چھوٹی سی لڑکی کھڑی تھی۔۔

بھابھی پھوپھو کہہ رہی ہیں آپکی تائی کی کال آئی ہے وہ ناشتہ لیکر پہنچنے والی ہیں اس لیئے آپ تیار ہو جائیں۔۔

وہ لڑکی اپنا پیغام دیتی جاچکی تھی جبکہ وہ دروازہ بند کرتی اندر داخل ہوئی۔۔

کیسے تیار ہوں پتہ نہیں کپڑے کہاں پہ ہیں میرے وہ کچھ سوچتی ہوئی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی جہاں پہ کافی ساری الماریاں تھیں۔۔

وہ ایک ایک کرکے الماریاں کھول رہی تھی پر وہاں کوئی چیز بھی اُسکی نہیں تھی۔۔

پر جب چار سے پانچ پٹ کھولنے کہ بعد وہ آگے بڑھی اُس سے اگلی میں کافی سلیقے سے نوریہ کہ کپڑے ٹنگے تھے۔۔

اب کیا پہنوں میں ؟؟

لائن سے لگے کپڑوں کو دیکھتی وہ کنفیوز سی تھی پر وہاں ٹنگے ایک انگوری رنگ کہ سوٹ پہ اُسکا دل آیا تھا۔۔

وہ کافی ڈل سا تھا باقی کپڑوں کی نسبت سو وہ نکالتی واشروم میں گُھس گئی۔۔

نہا کر نکلتے ایک نظر اُس نے سوئے ہوئے وجود پہ ڈالی تھی۔۔

پر پھر اگنور کرتی وہ اپنے بال ڈرائے کرنے لگی۔۔

اپنی فرلز کو ماتھے پہ سیٹ کرتے اونچی پونی بناتی وہ پہلے والی نوریہ لگ رہی تھی۔۔

کہ تبھی ایک بار پھر سے دروازہ بجا۔۔

گلے میں مفلر کہ طرح وہ ڈوپٹہ ڈالتی دروازے کی سمت بڑھی جہاں بالاج کی پھوپھو کھڑی تھیں۔۔

تم تیار نہیں ہوئی نوریہ کو سر سے پیر تک دیکھتی وہ پوچھنے لگیں۔۔

مم۔۔میں تیار ہو گئی ہوں۔۔

ایسے ہوتے ہیں تیار بی بی پہلا دن ہے شادی کا اور تم یہ رنگ پہنے کھڑی ہو ہاتھ کان گلا سب خالی ہیں تمھارے تو کیا ناک کٹواو گی ہماری۔۔

اُنکی بات پر وہ سر جھکا گئی تھی۔۔

جبکہ وہ اُسے دھکیلتی اندر بڑھ گئیں۔۔

کہاں ہیں تمھارے کپڑے؟ وہ اُنکے پوچھنے پہ اُنہیں اُس الماری کہ پاس لے آئی..اور جہاں سے اُنہوں نے نوریہ کو میرون کلر کہ ویلویٹ کا سوٹ نکال کر دیا جس پہ گولڈن کام تھا وہ سوٹ پکڑنے میں ہی اتنا بھاری تھا کہ نوریہ کو چکر آنے لگے تھے۔۔

اُنہوں نے یہیں بس نہیں کی تھی بلکہ گولڈن جوتے اور گولڈ کا بڑا سا سیٹ بھی نکال کر دیا تھا۔۔

یہ سب پہنو اور باہر آوتای آگئی ہیں تمھاری۔۔

وہ اپنا آرڈر جاری کرتے نکل گئیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ نوریہ وہ سب تھامے بنا سوئے ہوئے بالاج کی پرواہ کیئے دھپ سے بیڈ پہ بیٹھی اُسکے بیٹھنے پہ بالاج نے اُٹھتے ہوئے حیرت سے نوریہ کو دیکھا جو آنسو بہا رہی تھی۔۔

تم کیوں صبح ہی صبح سیلاب لا رہی ہو اب۔۔

پر وہ ہمیشہ کی طرح بنا جواب دیئے سوں سوں کرنے لگی۔۔

تمہیں ہو کیا جاتا ہے کبھی خونخوار ہو جاتی ہو اور کبھی بھیگی بلی۔۔

وہ بنا بالاج کی بات پہ کان دھرے اب بھی رو رہی تھی۔۔

بتاو تو ہوا کیا ہے آخر وہ بستر سے نکلتا اُس کے پاس آیا تھا۔۔

میں یہ کپڑے نہیں پہنوں گی۔۔

تو مت پہنو پر پلیز چپ ہو جاو۔۔

اور تمھاری وہ پھو پھو۔۔

وہ کھا نہیں جائیں گی تمہیں۔۔

پر وہ تو۔۔

وہ تو کیا جو بات ماننے والی نا ہو اُس پہ انکار کرنا سیکھو نو ریہ ہر وقت ہر کسی کی بات ماننا ضروری نہیں ہوتا۔۔

پر وہ کہہ رہی ہیں ریڈی ہو کہ نیچے آو اپنی آنکھیں رگڑتی وہ اُس سے شکایت کرنے لگی۔۔

میں فریش ہو آؤں تو میرے ساتھ چلو میں دیکھ لو نگا سب۔۔

اُسے تسلی دیتے وہ خلاف معمول آج جلدی جاگ گیا تھا۔۔

****

)بالاج نے پھوپھو کو یہ کہہ کر چپ کروا دیا تھا کہ نوریہ اُسکی پسند سے تیار ہوئی ہے

بالاج نے اُنہیں مطمئن کر دیا تھا اور نوریہ نے بالاج کا یہ احسان قبول کیا تھا۔۔

اور سب نے ناشتہ بھی کافی اچھے ماحول میں کیا تھا۔۔(

اور اب نوریہ اریشہ اور تائی امی کہ ساتھ جانے کو تیار تھی اور وہ سب اُسکے کمرے میں

موجود تھے۔۔

نوریہ ولیمہ کا ڈریس اور چیزیں رکھ لو وہیں سے پارلر چلی جانا۔۔

پر مجھے نہیں پتہ وہ چیزیں کہاں ہیں۔۔

اُف نوریہ تمہیں کسی چیز کا ہوش ہے بھی۔۔

اندر آتے بالاج نے اُنکی بات سُنی تھی اور جواب بھی دیا تھا جو صرف نوریہ کو ہی سمجھ

آیا۔۔

جو چیزیں اِنکے مطلب کی ہوں صرف وہ ہی یاد رہتی ہیں انہیں۔۔ بالاج کی بات پہ وہ

دونوں ناسمجھی سے اُسے دیکھنے لگی تھیں۔۔

اور آپ چھوڑیں سب میں آجاؤں گا نوریہ کو پک کرنے تو سامان بھی لے آونگا۔۔

چلو یہ بھی ٹھیک ہے تائی مطمئن ہوئیں تھیں کہ تبھی بالاج نے پوچھا۔۔

تو چلیں پھر۔۔

تم ساتھ آؤ گے کیا؟؟

جی وہ بابا کہہ رہے ہیں ایسے اچھا نہیں لگتا مجھے آپکے ساتھ جانا چاہیے۔۔

رہنے دیتے بیٹا ڈرائیور ہے اور تم چھوڑنے جاوگے پھر سامان لیکر آوگے۔۔

میں مینیج کرلونگا آنٹی۔۔

چلو جیسے تمھاری مرضی۔۔

آپ لوگ چلیں میں آتا ہوں اُن دونوں کہ ساتھ نکلتی نوریہ کا ہاتھ پکڑتے اُس نے اُسے روکا تھا۔۔

میرا ہاتھ چھوڑو۔۔

تم رُکو یہاں نوریہ کو روکتے وہ اُس دراز کی سمت بڑھا تھا جہاں اُس نے رات میں وہ

باکس ڈالا تھا۔۔

پر اُس باکس کہ پاس پڑے زاویار کہ نام کہ نیکلس پہ نظر پڑتے اُسکا رنگ اُڑا تھا۔۔

شُکر ہے کہ وہ نوریہ کہ ہاتھ نہیں لگا تھا۔۔

وہ ایک ہاتھ سے باکس اُٹھاتا دوسرے میں وہ نیکلس دباتا نوریہ تک آیا۔۔

یہ پہن لو نوریہ۔۔

پر یہ کس لیئے۔۔۔

تمھارے اتنا عمدہ کانٹریکٹ بنوانے کی خوشی میں ہے۔۔

نوریہ کی جانب وہ باکس بڑھاتا خود ڈریسنگ روم کی طرف وہ نیکلس چھپانے چل دیا تھا۔۔

****

صُبح کہ گیارہ بج رہے تھے گرم گرم دھوپ کافی اچھی لگ رہی تھی نوریہ پیلس میں اس وقت کافی سے زیادہ چہل پہل تھی سب تیاریوں میں مصروف تھے۔۔

زویا بھی گھوم پھر کہ ہر چیز کو حسرت سے دیکھتی زاویار سے بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ یہ گھر زیادہ اچھا ہے بالکل نئے سٹائل کا اور یہ بھی کہ کاش وہ یہاں رہتے۔۔

دادو بھی زویا اور زاویار کہ ساتھ یہیں آ گئیں تھیں اور اب زویا کی باتوں پہ کڑھتیں تسبیح کہ دانے گُھمارہی تھیں۔۔

کہ تبھی آذر رحمان کی آواز گونجی۔۔

نوریہ کی گاڑی آگئی ہے۔۔

وہ انہیں بتاتے خوشی سے باہر کی جانب بڑھے۔۔

زاویار اور زویا بھی انکے پیچھے گئے تھے پر جہاں نوریہ زاویار کو دیکھتے نظریں چُرا گئی تھی وہیں بالاج کو گاڑی سے نکلتا دیکھ زویا کہ پیروں تلے زمین کانپی تھی۔۔

****

معراج صاحب فون کان سے لگائے تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے ہی لگے تھے کہ تبھی اُنکے رشتہ کی خالہ نے اُنہیں آواز دی۔۔۔

معراج۔۔

جی خالہ جی۔۔

(اس وقت معراج صاحب گھر میں ٹھہرے مہمانوں کہ ساتھ موجود تھے(

کل رات میں زاوی کا ولیمہ کیوں نہیں کیا تم لوگوں نے ہمیں تو گھر سے یہی کہہ کر لے گۓ تھے کہ دن میں نوریہ کی بارات جبکہ رات میں ولیمہ ہے زاویار کا؟؟

وہ اصل میں۔۔ خالہ جی۔۔

نوریہ کہ گھر پہ بھی فنکشن تھا اور وہ بیٹی کا سسرال ہے وہاں بھی جانا تھا اس لیئے ہمیں ولیمہ ڈیلے کرنا پڑا۔۔۔

(کوئی بات سمجھ نا آتے اُنہیں نے سارا ملبہ نوریہ کہ سسرالیوں پہ ڈالا تھا اب وہ کیا بتاتے کہ عین وقت پہ دُلہا صاحب مکر گۓ تھے ولیمہ کہ لیئے اور اب نا جانے اُسکے دل میں کیا بات آسمائی تھی(

تو اب کب ہے اُسکا ولیمہ پھر؟؟

گھر والے سب واپس آجائیں آذر کی طرف سے تو ہم پھر ڈیسائیڈ کرتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔۔

جو بھی کرنا ہے جلدی کرو بھئی اور کتنے دن بیٹھیں گے ہم یہاں بھلا پتہ نہیں کیسی شادی ہے یہ بچوں کی اکلوتی پھوپھو تک نہیں آئی یہ آجکل کہ بچے بھی ناخون ہی سفید ہو گیا ہے انکا۔۔

وہ اور بھی ناجانے کیا کچھ کہہ رہی تھیں پر وہ فون کا بہانہ بناتے وہاں سے کھسک گئے تھے۔۔

****

نوریہ کی گاڑی آگئی ہے۔۔

وہ انہیں بتاتے خوشی سے باہر کی جانب بڑھے۔۔

زاویار اور زویا بھی اُنکے پیچھے گئے تھے پر جہاں نوریہ زاویار کو دیکھتے نظریں چُرا گئی تھی وہیں بالاج کو گاڑی سے نکلتا دیکھ زویا کہ پیروں تلے زمین کانپی تھی۔۔

زاویار کو اگنور کرتی وہ آذر صاحب کہ گلے لگی تھی اور پھر دادو سے مل ہی رہی تھی کہ کانوں میں بالاج کی آواز پڑی۔۔

(بالاج اپنے شیڈز اُتارتا زویا کو دیکھتے حیران ہوا تھا کیونکہ وہ ابھی تک اس بات سے

انجان تھا کہ زویا ہی زاویار کی دُلہن ہے۔۔)

زویاااا۔۔۔تم یہاں کیسے ؟؟

زویا جو زاویار کی اوٹ میں ہو رہی تھی اپنے نام پہ وہیں رُک گئ۔۔

پر بالاج کا یوں بے تکلفی سے زویا کو پکارنا زاویار کو اچھا نہیں لگا تھا۔۔

یہ میری وائف ہے زویار حمان اپنے ساتھ کھڑی رائل بلیو کلر کہ کپڑوں میں نفاست سے سر پہ ڈوپٹہ جمائے کھڑی زویا کہ کندھے پہ ہاتھ پھیلاتے ایک فخر سے زاویار نے اُسکا تعارف کروایا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سب ابھی تک وہیں پورچ میں ہی کھڑے تھے نوریہ کہ کان بالاج کی طرف تھے کہ وہ کہیں کچھ غلط نا کہہ دے اور تبھی زاویار کہ تعارف کروانے پہ ایک طنزیہ مسکراہٹ سجاتے بالاج نے کہا تھا۔۔

اوہ۔۔۔تو یہ ہے تمھاری بیوی جو۔۔

بالاج۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا نوریہ تیزی سے اُسکے پاس آئ اور اُسکا بازو تھامتی اُسے

لان کی طرف کھینچنے لگی۔۔

بالاج آو میں تمہیں اپنے پودے دیکھاتی ہوں۔۔

نوریہ کی اتنی بے تکلفی دیکھتے بالاج کو تو غش پڑے تھے پر وہ اُسکے ساتھ لان کی سمت بڑھنے لگا تھا۔۔

آپ سب چلیں ہم آرہے ہیں۔۔

اُن دونوں کو یوں ایک ساتھ دیکھتے آذر رحمان کہ دل میں تسلی کی لہر دوڑ گئی تھی اور وہ سب اُنہیں یوں خوش دیکھتے اندر کی طرف بڑھ گئے تھے سوائے زاویار کہ وہ وہیں اندر لاونج کہ شیشے کی بنی کھڑکی کہ پار اُن دونوں کو دیکھنے کھڑا ہو گیا تھا۔۔

****

سب کہ اندر جاتے ہی نوریہ نے بالاج کا بازو چھوڑا تھا۔۔

یہ تم کیا کہنے لگے تھے بالاج؟؟؟

کیا کہا میں نے میں تو بس تمھارے اُس عزت عزت کرنے والے کزن کو اُسکی بیوی کی کتنی عزت ہے یہ بتانے جارہا تھا۔۔

پر کیوں بالاج تم دیکھ نہیں رہے وہ بدل گئی ہے اب پہلے جیسی نہیں رہی اور جو کچھ تم جانتے ہو وہ اُسکا ماضی تھا۔۔۔

تمہیں لگتا ہے وہ بدل گئی ہے؟؟ ہو ہی نہیں سکتا زویا جیسی لڑکیاں کبھی نہیں بدلتیں۔۔

وہ بدلی ہے یا نہیں بدلی یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے اور جب اللہ اُسکا پردہ رکھ رہا ہے تو تم کون ہوتے ہو اُسکا پردہ ہٹانے والے (زویا کہ حق میں لڑتی وہ غُصے سے سُرخ پڑنے لگی تھی)..

تمہیں اتنی ہمدردی کیوں ہو رہی ہے اُس سے کیا تم نہیں جانتی بلکہ تمہیں پہلے ہی بتا دینا چاہیے تھا سب۔۔۔

میں کیا بتاتی اور کیوں؟؟

میں خود کیا ہوں جو کسی کہ کردار کو یوں چوراہے پہ لٹکاتی پھروں جیسے اللہ نے مجھے ڈھانپ دیا میرے عیب کو ڈھانپ دیا میں کسی اور کہ عیبوں کو کھول کہ اُس خُدا کو کیوں ناراض کروں ہاں۔۔

ہم سب اپنی اپنی جگہ بہت گناہگار ہیں بالاج اتنے گناہگار کہ اگر ہماری چھپی باتیں عیاں ہونے لگیں تو ہم کہیں منہ دیکھانے کہ لائق نا رہیں۔۔

وہ اپنے سامنے کھڑی اُس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو بہت کمزور اور نازک تھی پر وہ اُسکے سامنے مضبوطی سے کھڑی اُسے آئینہ دیکھا رہی تھی اور صحیح تو کہہ رہی تھی کہ اللہ نے پردہ رکھا ہے وہ تو خود اتنا گناہگار تھا کہ اپنے اعمالوں پہ شرمسار تھا۔۔

میری بات سُنو بالاج اب اندر جا کر تم زویا کہ متعلق کچھ نہیں کہو گے کچھ نہیں مطلب کچھ نہیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اب اندر آؤ وہ اُسے وارن کرتے اور اپنی بات مکمل کرتی اندر بڑھ گئی تھی۔۔۔

****

پہلے نوریہ اور پھر بالاج گھر کہ اندر داخل ہو چُکے تھے جہاں سب ڈرائینگ روم میں اُنکے انتظار میں بیٹھے تھے ماسوائے اریشہ اور زویا کہ اور وہ دونوں شاید کچن میں تھیں۔۔

آؤ بیٹا یہاں آکر بیٹھو دادو نے بالاج کو اپنے پاس بُلایا تھا جبکہ نوریہ صوفہ پہ پاؤں چڑھاتی بابا کہ ساتھ لگ کر بیٹھ گئی تھی۔۔

اور بیٹا کرتے کیا ہو تم یہ سوال تو خیر پہلے پوچھنے والا تھا پر تب موقع ہی نہیں ملا تو چلو اب بتادو۔۔

میں MBA کہ لاسٹ ائیر میں ہوں بس ایگزامز ہونے والے ہیں۔۔

اور پھر آگے کا کیا ارادہ ہے؟؟

ابھی ڈیسائیڈ نہیں کیا دادو پر شاید بابا کہ ساتھ سیاست میں آوں۔۔

ویسے تمھارے پہ یہ سیاست ہی سوٹ کرئیگی نوریہ کو تسلی سے گھورنے کہ بعد زاویار نے کہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور تمہیں ایسا کیوں لگا وہ دونوں کسی حریف کی طرح ہمیشہ آمنے سامنے آجاتے تھے۔۔

عاشی نے زاویار کو چُپ رکھنے کہ لیئے اُسکا ہاتھ دُبایا تھا پر وہ جو وہاں نوریہ کا لٹکا منہ دیکھنے آیا تھا کچھ دیر قبل اُنکی قربت دیکھتے انگاروں پہ لوٹ رہا تھا اور اب کچھ سخت کہنا تو بنتا ہی تھا۔۔

کیونکہ تم دیکھنے میں اچھے خاصے گوار لگتے ہو (وہ شاید اُسکی ڈریسنگ پہ چوٹ کررہا تھا)..

پر جو بھی تھا اُسکے الفاظ اُن سب کو سناٹے میں ڈال گئے تھے کہ نا جانے اب بالاج کیا

رئیکٹ کرے۔۔

وہ تو نظر نظر کی بات ہے ڈاکٹر زاویار اب تم ہی بتاؤ نوریہ اپنے بھائ کو کہ تمہیں میری ڈریسنگ سینس کتنی پسند ہے۔۔

بالاج کہ جواب پہ نوریہ نے اُن دونوں پہ نظر ڈالی تھی جہاں بالاج کہ چہرے پہ مسکراہٹ تھی وہیں زاویار کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سر پھاڑ دے اُسکا۔۔

)بھائ۔۔۔

بھائ ہی بناڈالا ایکس ہزبنڈ کو(

اور تبھی اندر آتی ٹرالی پہ لوازمات سجائے اریشہ کہ الفاظ نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔۔۔

****

نوریہ کیا زاویار بھائ ہماری تو یونیورسٹی کی آدھی سے زیادہ لڑکیاں مکھیوں کی طرح بالاج بھائ کہ گرد منڈلاتی ہیں کیوں زویا؟؟

گھبرائ ہوئ اندر آتی زویا سب پہ ایک نظر ڈالتی زاویار کی بائیں جانب آ بیٹھی تھی۔۔

واقعی میں ایسا ہے کیا دادو کو تشویش ہوئ۔۔

جی دادو وایسا ہی سب کو چائے سرو کرتی وہ نا جانے اور کون کون سے زمین و آسمان کہ قلابے ملا رہی تھی۔۔

اور زاویار بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔۔

وہ ہر حال میں بالاج کو نیچا دیکھانا چاہتا تھا پر کوئی سرا ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا پر کچھ ہی دیر میں وہ سرا اریشہ نے ہی اُسے تھما دیا۔۔

نوریہ ہنی مون پہ کہاں جاوگے ؟؟

فلور کُشن پہ بیٹھی ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے وہ ایکسائیٹڈ ہوتی پوچھنے لگی۔۔

یہ لوگ بھلا کہاں جا سکیں گے ہنی مون پہ ویسے بھی نوریہ کی جیسی حالت ہے اُسے ریسٹ کرنا چاہیے نا کے سیر سپاٹے ویسے میں اور زویا یورپ کہ ٹور پہ جائینگے۔۔

"نوریہ ہم یورپ جائینگے پورے دو مہینے کا ہنی مون ٹرپ ہو گا اور ہم یورپ کا چپہ چپہ گھومیں گے"

کبھی کہے گ ئے زاویار کہ الفاظ نوریہ کہ کانوں میں گونجے تھے اور جو یاد آنے پہ چہرے پہ ایک سایہ سا لہرا گیا تھا۔۔

نوریہ کا رنگ اُڑتا دیکھ زاویار کو یہ جان کر خوشی ہوئی تھی کہ وہ ابھی بھی کہیں موجود ہے۔۔

تو کیا ہوا پیار ہونا چاہیے ابھی نہیں تو پھر کبھی صحیح ویسے بھی ہماری تو پوری زندگی ہی ہنی مون کی طرح گزرنے والی ہے۔۔

انشاءاللہ آذر رحمان نے باآواز بلند کہا تھا۔۔

پر نوریہ اُس کانٹریکٹ کا سوچتے وہاں سے اُٹھ گئی تھی کیونکہ اُن سب کی باتوں سے اُسے وحشت ہونے لگی تھی۔۔

جبکہ اپنا فون بجتے دیکھ زاویار بھی باہر نکل گیا تھا اور اُسکے پیچھے زویا اور اریشہ بھی۔۔۔

اور اُن سب کہ نکلتے ہی وہ بات بالاج نے کہی جو وہ کب سے کرنا چاہ رہا تھا۔۔

آنٹی آپ گائناکالوجسٹ ہیں نا؟؟

جی بیٹا میں گائنی کی ہی ڈاکٹر ہوں۔۔

آپکی ٹائمنگز کیا ہیں اصل میں میں نوریہ کا ٹریٹمنٹ آپ سے ہی کروانا چاہ رہا تھا۔۔

وہ اس وقت اتنے آرام سے وہ سب بول رہا تھا کہ وہ تینوں بڑے حیرت میں ڈوبے اُسے

دیکھنے لگے تھے۔۔

****

معراج صاحب کی کال پہ زاویار عاشی اور زویا واپس گھر آگ ئے تھے اریشہ کو اُسکے گھر ڈراپ کرنے کہ بعد۔۔۔

اور اب وہ تینوں باپ بیٹا ایک کمرے میں موجود سر جوڑے بیٹھے تھے۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہے زاویار تمھاری ماں کیا ضرورت تھی بالاج سے وہ سب کہنے کی آخر کو داماد ہے وہ رحمان خاندان کا۔۔

میں نے کچھ ایسا نہیں کہا جس پہ آپ یوں بھڑک رہے ہیں مجھ پہ۔۔

سنبھل جاو زاویار پہلے ہی تمھاری حرکتوں کی وجہ سے میرا بھائ اس گھر سے گیا ہے پر اگر اب تمھاری وجہ سے کچھ ہوا تو میں تمہیں معاف نہیں کرونگا۔۔

آپکو ہمیشہ اپنے بھائ اور اُنکی بیٹی کی ہی فکر کیوں رہتی ہے بابا۔۔۔میں آپکی سگی اور اکلوتی اولاد ہوں میرے متعلق بھی کبھی سوچیں وہ تلملاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

تم ہمیں اپنے مسئلوں سے نکلنے دو تو کچھ سوچیں خود تو سب آذر کی طرف چلے گ ئے

یہاں سب نے زاویار کہ ولیمہ کا پوچھ پوچھ کہ میری ناک میں دم کر دیا۔۔

ہاں تو بتا دیتے آج رات میں ہے ولیمہ میرا۔۔

واہ برخوردار واہ اب بھی نا بتاتے کہ ہمیں اور جب آج ہی کرنا تھا تو کل میں کیا مسئلہ تھا؟؟

میں کیوں نوریہ کی چھوڑی ہوئی جگہ پہ اپنا اتنا اہم دن مناتا۔۔

تمہیں ہوتا کیا جا رہا ہے زاویار۔۔

پاگل ہو گیا ہوں میں پاگل مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا آپ سب میں سے کوئی مجھے نہیں سمجھ رہا وہ غُصے سے میز پہ ٹھوکر مارتے دروازے تک پُہنچا۔۔

اور ہاں آج آٹھ بجے اُسی ہوٹل میں ولیمہ ہے میرا جہاں آپکی چہیتی کا ہے۔۔

زور سے دروازہ مارتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

جہاں زویا کھڑی کوئی دوائیاں کھا رہی تھی۔۔

ایک تو تمھاری سمجھ نہیں آتی مجھے جب سے شادی ہوئی ہے تمھاری طبیعت ہی صحیح نہیں رہتی۔۔

وہ زاویار۔۔

ابھی کچھ سُننا نہیں چاہتا میں جاو یہاں سے اور اکیلا چھوڑ دو مجھے۔۔

پر زاویار۔۔

Just leave me alone zoya .

****

شام کہ پانچ بج رہے تھے۔۔

آج موسم کہ ارادے پھر سے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے یکدم سے چھاتے کالے بادل بارش کا ایک اور دور شروع کرنے کو تیار دیکھائی دیتے تھے۔۔

ایسے میں اپنے کمرے کی مرروال کہ ساتھ اپنا چہرہ چپکائے کھڑی نوریہ ہوا سے ہلتے درخت کہ پتوں پہ نظر جمائے کھڑی تھی۔۔

میں بھی تو ان پتوں کی مانند ہوں جسے ہوا اپنی مرضی سے اُڑائے لے جا رہی ہے میں جس سیچوئیشن میں ہوں اور جو محسوس کر رہی ہوں کوئی سمجھنا ہی نہیں چاہتا سب اپنے اپنے مشورے دیئے چلے جاتے ہیں۔۔

(یہاں کھڑے نوریہ اُن باتوں کو سوچ رہی تھی جو دادو کچھ دیر قبل سمجھا کر گئی تھیں)۔۔

دیکھو نوریہ تمھارا شوہر ہر لحاظ سے بہت بہترین ہے جسے تمھارے ماضی سے بھی کوئ سروکار نہیں ہے تمہیں شُکر کرنا چاہیے اور ایک اچھی بیوی کی طرح اُسکا خیال بھی رکھنا چاہیے۔۔

اور تو اور مرد کی تو فطرت میں ہی بہک جانا ہے اور جب اتنا حسین مرد ہو تو اُس پہ نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔۔

اور بھی ناجانے وہ کیا کچھ سمجھا تیں اُسے جا چُکی تھیں۔۔

اور اب وہ اُن سب باتوں میں گھری کھڑی تھی۔۔

میں کیسے سمجھاوں کہ وہ میرا شوہر نہیں ہے بلکہ ترس کھا کر احسان کیا ہے مجھ پہ اُس نے اور یہ رشتہ۔۔۔یہ رشتہ کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے اور بس۔۔

جسے جلد ہی ختم ہو جانا ہے۔۔

میری قسمت میں شادی کا سُکھ ہے ہی نہیں اگر ہوتا تو زاویار میرا ہوتا میرے ساتھ

ہوتا۔۔

اُسے مجھ پر اُتنا ہی مان اور فخر ہوتا جتنا کہ اُسے زویا پر ہے پر میں تو کسی کی محبت کہ لائق ہوں ہی نہیں کوئی نہیں ہے میرا۔۔

نہیں ہے کوئی میرا جو مجھے چاہے مجھے سمجھے مجھے اُس رات کہ واقع سے الگ کر کہ دیکھے میرے کردار کو ناپرکھے پر شاید۔۔ شاید ایسا ممکن ہی نہیں ہے اب۔۔

میں رونا چاہتی ہوں بہت سارونا ہے مجھے پر شاید اب انکھیں بھی تھک گئیں ہیں اب تو چاہتے ہوئے بھی آنسو نہیں آرہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ خود ترسی کا شکار ہوئے کھڑی تھی کہ تبھی ملازمہ دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوئی۔۔

بی بی جی بڑی بیگم صاحبہ بُلا رہی ہیں بالاج صاحب آپکو لینے آئے ہیں جی۔۔

تم چلو میں آرہی ہوں۔۔

اُسے بھیجتے نوریہ آئینے کہ سامنے آکھڑی ہوی تھی اپنے حُلیے پہ نظر ڈالتے اُس نے اپنے لب مسکرانے کہ سے انداز میں پھیلائے تھے۔۔۔

چلو نوریہ۔۔اب نوریہ بالاج بننے کا ڈرامہ شروع کرو۔۔

****

آپا فیروزہ دُلہن کہ کپڑے نہیں دیکھائے کیا پہنے گی آج ولیمہ پہ۔۔

کیا مطلب کیا پہنے گی ہمارا خاندانی لباس پہنے گی اور کیا۔۔

وہ والا خاندانی لباس جو پورے بیس کلو کا ہے۔۔

ہاں وہی والا وہ اُسے خوشی سے اُس جوڑے کہ متعق بتانے لگی تھیں۔۔

یہ لباس ہماری پردادی کہ زمانے کا ہے ہاتھ کہ بنے ہوئے سُرخ بھاری کپڑے کا جس پہ چاندی اور سونے کی تاروں کا کام ہے اور تو اور اصلی پتھر جڑے ہیں اُس میں۔۔

پر آپا جی آجکل کی لڑکیاں کہاں اتنا وزن پہنتی ہیں۔۔

باقی لڑکیوں سے کوئی سروکار نہیں ہے مجھے پر ہماری دُلہن یہی پہنے گی خان خاندان کی روایت ہے آخر۔۔

ویسے جوڑا ہے کہاں مجھے دیکھائیں تو۔۔

اوہو تم لیٹ ہو گئ ابھی بالاج لیکر نکلا ہے دُلہن نے پارلر جانا تھا ناب ایک بار ہی دیکھنا جب وہ پہن کر آئے گی تب..(وہ جوش و خروش سے کہتیں اُس جوڑے کی ڈیٹیلز بتانے لگیں)۔۔

****

بالاج نوریہ کو پارلر لے آیا تھا اور اب وہاں کا ملازم اُنکے ساتھ باکسز پکڑے اندر داخل ہوا تھا۔۔

جی یہ نوریہ بالاج ہیں اور انکی appointment ہے۔۔

جی میم آیئے آپکا ہی ویٹ ہو رہا تھا۔۔

وہ نوریہ کو لیئے آگے بڑھنے لگی تو بالاج نے پکارا۔۔۔نوریہ۔۔

ہمم۔۔

فارغ ہو کر مجھے کال کر لینا ٹھیک ہے۔۔

پر میں اپنا فون تو لائ ہی نہیں۔۔

اٹس اوکے تم چلو میں دیکھ لیتا ہوں۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ اس طرح کریں میرا نمبر نوٹ کرلیں اور جب میری مسز فری ہو جائیں تو مجھے کال کرلیجئیے گا وہ اپنا نمبر لکھواتا اور سامان دیتا جا چکا تھا۔۔

آیئے میم اس طرف۔۔

وہ اُسے پارلر کہ ایک کمرے کی طرف لے آئی تھی۔۔

جہاں ایک بیوٹیشن پہلے سے موجود تھی۔۔

میم آپ لہنگے کی شرٹ پہن آئیں پہلے تاکہ ہم آپکا میک آپ سٹارٹ کریں۔۔

وہ باکس کی طرف اشارہ کرتے میک آپ کی چیزیں سیٹ کرنے لگی۔۔

جبکہ دوسری طرف بے دلی سے نوریہ نے باکس کھولا جہاں ایک اینٹیک ٹائپ لہنگا پڑا تھا اور جو واقعی میں بہت خوبصورت تھا پر جونہی اُس لہنگے کو اُٹھاتے نوریہ نے شرٹ نکالنی چاہی تب معلوم پڑا کہ وہ ڈریس تو شاید لوہے کا تھا۔۔

اُف اتنا بھاری یہ واقعی میں اتنا ہیوی ہے کہ مجھے لگ رہا ہے اب وہ لہنگا سائیڈ پہ کرتی کام سے بھرا ڈوپٹہ کھولنے لگی جو بہت بھاری تھا اور جسے سر پہ ڈالتے ہی اُسکا سر نیچے کو جھک گیا تھا۔۔

اُف میرے خُدا یہ کیا چیز ہے یہ۔۔یہ میں کیسے پہنو نگی ڈُبڈُ بائی آنکھوں سے وہ اُس ڈریس کو دیکھتی وہیں بیٹھ گئی تھی پہلے کہ رُکے آنسواب بہنے لگے تھے۔۔

ایں۔۔۔۔۔

****

میم کیا ہوا آپکو؟؟

آپ ٹھیک تو ہیں۔۔

ایں۔۔۔۔۔

میم کیا ہوا کوئی پرابلم ہے؟؟

وہ بیچاری کھڑی پوچھنے لگی تھی کہ ناجانے کیا غلطی ہو گئی ہے پر اُس میں تو پرانی نوریہ کی روح آ گئی تھی جو روتے میں کسی کو نہیں سُنتی تھی۔۔

میم پلیز بتائیں تو۔۔۔

ایں۔۔۔

اُف اللہ کہاں پھنس گئی میں وہ نوریہ کو روتا چھوڑ باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔

بالاج ڈرائیونگ کرتا ڈیزائنر کی طرف جا رہا تھا آج کا دن کافی مصروف تھا۔۔

پہلے نوریہ کو لیکر گیا اور وہاں چھوڑ کر ہوٹل کہ انتظامات دیکھنے پھر سامان لیتے نوریہ کو لیا پارلر چھوڑا اور اب وہ اپنے کپڑے ڈیزائنر سے اُٹھانے جا رہا تھا کہ تبھی ایک انجان نمبر سے کال آنے لگی جو ڈرائیو کرتے والیوم کھولے وہ سُننے لگا۔۔

ہیلو۔۔

ہیلو سر آپ بالاج مراد۔۔

جی میں بالاج۔۔

سر میں بیوٹی پارلر سے بول رہی ہوں۔۔

پارلر کا سُنتے بالاج نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی تھی۔۔

جی کہیے کیا ہوا سب ٹھیک ہے۔۔

سر وہ آپکی وائف روئے جا رہی ہیں اور کچھ بتا بھی نہیں رہیں سر۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اُف نوریہ۔۔

اوکے میں آرہاہوں پانچ منٹ میں پُہنچ رہاہوں وہ کال کاٹتے یوٹرن لینے لگا۔۔

****

بالاج بھاگتا ہوا اُس کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں وہ ایک بار پھر سے رونے میں مصروف تھی۔۔

نوریہ کیا ہوا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالاج کو سامنے دیکھتے وہ اور اُونچا رونے لگی تھی۔۔

ایں۔۔۔۔۔

نوریہ بتاؤ تو مسئلہ کیا ہے۔۔

ایں۔۔۔

وہاں کافی مجمع لگ گیا تھا سب سُننے کو بے قرار تھے آخر کو مسئلہ کیا ہے۔۔

نوریہ بتاؤ تو پلیز ہوا کیا ہے؟؟

بب۔۔۔ بالاج ایں۔۔

اُف نور یہ وہ اُسکے سامنے پیروں کہ بل ں بیٹھا منت کر رہا تھا اب تو بس ہاتھ جوڑنے کی کسر رہ گئی تھی۔۔

بولو نور یہ پلیز بتاو تو تم بتاو گی نہیں تو کیسے پتہ چلے گا۔۔

اپنے گال سختی سے رگڑتی وہ بولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

مم۔۔ میں۔۔ میں یہ۔۔۔ جوڑا۔۔ نہیں پہنونگی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر کیوں؟؟

یہ بہت بھاری ہے ایں۔۔۔۔

پر نور یہ اب اتنی جلدی دوسرا کیسے لاوں تھوڑی دیر کہ لیئے پہن لو آئی سوئیر فنکشن جلدی ختم کروادونگا۔۔

نہیں۔۔۔۔ یہ بہت بھاری ہے میں گرجاؤنگی میرا۔۔ میرا سر بھی نہیں اُٹھے گا اس میں تو ایں۔۔۔

وہاں موجود سب لڑکیاں اُن دونوں کو دیکھتی کھی کھی کرنے لگی تھیں۔۔

پر بالاج نے نوریہ کہ کہنے پہ جب وہ ڈریس اُٹھایا تو وہ واقعی میں کافی بھاری تھا۔۔

اوکے میں۔۔کچھ کرتا ہوں دوسرا لے آتا ہوں۔۔

پر سر آپ کب جائیں گے کب لائیں گے ہمیں میک آپ سٹارٹ کرنا ہے کلر نہیں پتہ ہو گا تو کیسے ؟؟

یہ بھی مسئلہ ہے ایک نظر آنسو بہاتی نوریہ پہ ڈالتے وہ پھر سے پاؤں کہ بل اُسکے سامنے آ بیٹھا۔۔

ششش نوریہ اب پلیز چپ کر وہ اُسکے آنسو اپنے رومال سے صاف کرتا کہنے لگا۔۔

میں جاتا ہوں کوئی ریڈی میڈ ڈریس لیکر وہیں سے واٹس آپ کر دونگا پکچر تو زیادہ دیر نہیں ہو گی اوکے۔۔

ہمم وہ سر ہلانے لگی۔۔

اب پلیز رونا مت اور ہاں اگر کوئی کلر تمہیں پسند ہو یا اور کچھ تو ابھی بتا دو۔۔

نہیں بس ہلکا ہو۔۔

اوکے۔۔

وہ اُنکا نمبر لیتا جلدی سے وہاں سے نکلا تھا وہ شخص جو ہمیشہ لڑکیوں کو اپنے پیچھے گھماتا تھا آج خود لٹو بنا گھوم رہا تھا۔۔۔

****

ولیمہ کا فنکشن سٹارٹ ہو گیا تھا اور عجیب ہی سچویشن تھی نچلے فلور پہ زاویار جبکہ تھرڈ فلور پہ نوریہ کا ولیمہ تھا۔۔

اور مہمان ادھر سے ادھر ہوتے پاگل ہو رہے تھے۔۔

فیروزہ آپا دلہن کب آئیگی میرے سسرال والے دلہن کا لباس دیکھنے کہ لیئے اُتاوٴلے ہوئے جا رہے ہیں۔۔

بس آنے والی ہو گی اور وہ دیکھو وہ آ گی شاید۔۔

مووی میکرز اور فوٹو گرافرز کو اچانک سے بھاگتا دیکھ وہ کہنے لگیں پر جو ڈریس پہنے دلہن اندر داخل ہوئی اُسے دیکھتے اُنکا منہ کھل گیا۔۔

نوریہ پیچ کلر کی میکسی پہنے آرہی تھی جو کافی لائیٹ سی تھی۔۔

یہ کیا آپا اس نے تو وہ پہنا ہی نہیں اب تو سب جھوٹا سمجھیں گے مجھے۔۔

وہ اپنے ساتھ کھڑی خاتون کو اگنور کرتیں کڑے تیوروں سے آگے بڑھ گئیں۔۔

نوریہ اپنے فرینڈز کہ گھیرے میں کافی ریلیکس سی بیٹھی تھی جبکہ بالاج پھوپھو کو سمجھاتا کافی زچ سا دیکھائی دے رہا تھا یہ تو وہی جانتا تھا کہ وہ کیسے ایک ایک ڈریس کو اُٹھا اُٹھا کہ تولتا رہا تھا۔۔

پھوپھو اب پہن لیا نا بس چھوڑیں اب اس بات کو وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ تبھی دروازے سے اندر آتے اپنے اُن فرینڈز کو دیکھتے وہ ٹھٹکا جو اُس رات اُسکے ساتھ تھے اُنہیں تو انوائیٹ کیا ہی نہیں تھا پھر یہ یہاں کیسے۔۔

یہ کہاں سے آ گئے سر پہ آسمان آ گرنا کیا ہوتا ہے یہ آج بالاج سے کوئی پوچھتا۔۔

****

نوریہ اپنے فرینڈز کہ گھیرے میں ریلیکس سی بیٹھی تھی جبکہ بالاج پھوپھو کو سمجھاتا کافی زچ سا دیکھائی دے رہا تھا یہ تو وہی جانتا تھا کہ وہ کیسے ایک ایک ڈریس کو اُٹھا اُٹھا کہ تولتا رہا تھا اور اب یہاں وہ پوچھ رہی تھیں کہ وہ ڈریس کیوں نہیں پہنا نوریہ نے۔۔

پھوپھو پہن لیا نا جو پہننا تھا اب بس چھوڑیں اس بات کو وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ تبھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دروازے سے اندر آتے اپنے اُن فرینڈز کو دیکھتے وہ ٹھٹکا جو اُس رات اُسکے ساتھ تھے۔۔

اُنہیں تو انوائیٹ کیا ہی نہیں تھا پھر یہ یہاں کیسے ؟؟

یہ کہاں سے آ گئے سر پہ آسمان آ گرنا کیا ہوتا ہے یہ آج بالاج سے کوئی پوچھتا۔۔

پھوپھو بول رہی تھیں جبکہ وہ اُن تینوں کو آہستہ آہستہ اپنے قریب بڑھتا دیکھ رہا تھا۔۔

پر اس سے پہلے کہ وہ یہاں آتے بالاج غُصے میں بولتی پھوپھو کو چھوڑتا تیزی سے اُنکی جانب بڑھا جبکہ وہ اُسے پکارتی ہی رہ گئیں.

اور شہزادے بہت مبارک ہو مبارک ہو بھائی وہ آگے بڑھتے باری باری بالاج کہ گلے لگنے لگے جبکہ بالاج کہ صحیح معنوں میں پسینے چھوٹے ہوئے تھے۔۔

ہمارے بغیر ہی شادی کھڑکا لی ہاں ایسی بھی کیا جلدی تھی ؟؟

وہ بس اور۔۔ تم لوگ بتاوا تنی جلدی ٹرپ ختم ہو گیا ؟؟

ہاں یار جیسے ہی تیری شادی کا سُنا تو ہم سے رہا نہیں گیا بس پھر میں نے درید اور اسد نے سیدھا فلائیٹ پکڑی اور یہاں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(یہ ٹرپ بھی بالاج کی طرف سے اُس دن کہ دیئے جانے والے ساتھ کا تحفہ تھا)۔۔

آؤ اس طرف بیٹھتے ہیں۔۔

وہ ایک کنارے کی ٹیبل کی طرف اُنہیں لے جانے لگا جو سٹیج سے کافی دور تھی۔۔

نہیں یار پہلے یہ تو بھابھی کو دے دیں اور اُن سے مل بھی لیں۔۔

وہ اپنے ہاتھوں میں پکڑے پھول اور گفٹس لیئے سٹیج کی جانب بڑھنے لگے تھے اور بالاج کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیسے اُنہیں وہاں سے غائب کر دے۔۔

****

دادو اور عاشی صاحبہ اس وقت برائیڈل روم میں زویا کو دیکھنے آئی تھیں جو کب سے یہاں بند تھی اور باہر سب مہمان آ چکے تھے۔۔

اور وہ پاوڈر روم میں کھڑی قے پہ قے کیئے جا رہی تھی۔۔

عاشی دیکھو تو صحیح بچی کو کیا مسئلہ ہے کیوں ایسے اتنی اُلٹیاں کر رہی ہے۔۔

اماں دروازہ کھولے گی تو دیکھو نگی نا۔۔

Knock.. knock..

زویا تم ٹھیک ہو دروازہ تو کھولو۔۔۔

زویا جو اپنی بہنوں کہ ساتھ برائیڈل روم میں تھی اب ان دونوں خواتین کہ یکدم آجانے سے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے۔۔

ٹشو سے چہرہ تھپتھپاتی وہ کافی نڈھال سی باہر آئی تھی (آج طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب تھی ہر وقت بی پی لو چکر اور دل خراب نے اُسکے چہرے کی تازگی ہی گُم کر دی تھی اور تو اور شادی کہ جھنجھٹ میں وہ ڈاکٹر ماہ نور کہ پاس جا بھی نہیں پا رہی تھی)

کیا ہوا ہے زویا تم ٹھیک نہیں لگ رہیں۔۔

نن۔۔ نہیں وہ۔۔ ٹھیک ہوں میں۔۔

رات کو کیا کھایا تھا تم نے کھانے کہ علاوہ کچھ اُلٹا سیدھا تو نہیں کھا لیا تھا وہ زویا کہ ماتھے پہ ہاتھ رکھتیں اب نبض چیک کرنے لگی تھی۔۔

وہ اسلام آباد کی جانی مانی گائنا کالوجسٹ تھیں اور اُنکے ہتھے چڑھنا بیچ چوراہے میں بھانڈہ پھوٹنے کہ مترادف تھا۔۔

نن۔۔ نہیں کچھ۔۔کچھ نہیں کھایا ایسا ویسا میں نے شاید۔۔اتنارش دیکھ کہ دل گھبرا رہا ہے ابھی ٹھیک ہو جاو نگی میں۔۔

تم لیٹو میں دیکھ لیتی ہوں وہ آگے ہوتے زویا کی میکسی پکڑے اُسے وہاں رکھے دیوان کی سمت لے جانے لگیں۔۔

پر خود کا بھرم رکھنے کہ لیئے دل ہی دل میں فیصلہ کرتے زویا اپنی میکسی چھُڑواتی دور ہوئی۔۔

میں نے کہا نا میں ٹھیک ہوں آپ پریشان مت ہوں۔۔

بالکل ٹھیک ہوں میں۔۔

اُنکا ہاتھ جھٹکتے وہ تیزی سے باہر نکل گئی تھی۔۔

اور وہ دونوں خواتین حیرت سے ایک دوسرے کا چہرہ تکنے لگیں۔۔

****

ہاف وائٹ کھدر کی شلوار قمیض پہ بلیک بلیزر پہنے جس کہ ایک کندھے پہ موٹیو سا بنا ہوا تھا وہ حیرت سے اُنہیں سٹیج پہ چڑھتا دیکھ رہا تھا۔۔

ہیلو بھابھی۔۔

ہم بالاج کہ بہت قریبی دوست ہیں اسد کہ بتانے پہ وہ جو اریشہ کہ ساتھ سیلفی لے رہی تھی چہرے پہ مسکراہٹ سجائے اُنہیں دیکھنے لگی۔۔

اُس رات اُنکے چہروں پہ نقاب تھے سو نوریہ کا اُنہیں پہچاننا ناممکنات میں سے تھا۔۔

تو دوسری طرف وہ بھی اُس رات نوریہ کو دیکھ نہیں پائے تھے ایک تو اندھیرا تھا۔۔

دوسرا وہ کار میں تھی۔۔اور تیسرا جب وہ اُس کار میں سے نکلی تھی تو بھاگ کھڑی ہوئی تھی اور اُنکا سارا فوکس تو زاویار پہ تھا۔۔

سوری بھابھی ہم بارات پہ آ نہیں سکے سفیر نے پھولوں کا کافی بڑا سا گلدستہ بڑھاتے ہوئے کہا۔۔

پر گلدستے کو تھامنے کہ لئیے جونہی نوریہ نے ہاتھ بڑھایا سفیر کی ہاتھ کی پُشت پہ بنے بچھو کہ نشان کو دیکھتے اُسکے ہاتھ راستے میں ہی رُک گئے تھے۔۔

یکدم ہی اُس مسکراتے چہرے سے وحشت ٹپکنے لگی تھی اُس رات جس لڑکے نے پستول زاویار پہ تانی تھی اُسکے ہاتھ کی پشت پہ بھی ایسا ہی ٹیٹو تھا۔۔

نوریہ کہ ماتھے پہ چمکتے ننھے ننھے قطرے دور کھڑے بالاج نے وہاں کھڑے بھی دیکھ لیئے تھے اس پل نوریہ کہ چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔۔

نوریہ کو ہاتھ نا بڑھاتے دیکھ نتاشا نے اُنکے گفٹس اور پھول تھامتے سائیڈ پہ رکھے تھے۔۔

جبکہ وہ تینوں حیرت سے نوریہ کہ تاثرات پہ پریشان کھڑے تھے۔۔

کہ تبھی بالاج اُنہیں وہاں سے ہٹاتے اپنے ساتھ لے گیا۔۔

پر اُنکے جانے کہ بعد بھی وہ اُس سب سے باہر نکل نہیں پائی تھی۔۔

وہ رات ایک بار پھر سے اُسے دبوچنے لگی تھی وہ چیخنا چاہتی تھی وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی پر گلے میں چبھتے کانٹے اور اپنی عزت کا بھرم اُسے روک رہا تھا۔۔

****

رات کہ دو بج رہے تھے۔۔

آسمان نیلا اور تاروں سے بھرا ہوا تھا۔۔

خان فیملی کچھ دیر قبل ہی فنکشن سے فارغ ہوتی گھر پہنچی تھی گھر پہنچنے کہ بعد کافی پیتے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور فنکشن کوڈسکس کرتے کچھ دیر لاونج میں بیٹھنے کہ بعد سب اپنے اپنے کمروں میں چل دیئے تھے۔۔

نوریہ کو بھی بالاج کی کوئی کزن روم میں چھوڑ گئی تھی۔۔

پر جب سے وہ بچھو والا ٹیٹو نوریہ نے دیکھا تھا تب سے وہ ایک سناٹے کی سی کیفیت میں تھی۔۔ بالکل گُم سُم سی اپنے ارد گرد ہوتی کوئی چیز تک محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔

ڈریسنگ کہ سامنے کافی دیر تک اپنے عکس کو گھورتے رہنے کہ بعد اب آہستہ آہستہ وہ اپنی چوڑیاں اُتارنے لگی تھی۔۔

کہ تبھی دروازہ کھولتے بالاج اندر داخل ہوا اور ایک نظر نوریہ پہ ڈالتے اپنا کوٹ اتارتے وہ قمیض کی جیب سے ایک ایک چیز نکالتا سائیڈ ٹیبل پہ رکھ رہا تھا۔۔۔

کمرے میں چھائی گھور خاموشی کو توڑتے اپنے پیچھے کھڑے بالاج کو نظروں میں رکھتے ہوئے نوریہ نے کہا۔۔

بات سُنو۔۔

ہمم؟؟

یہ جو تمھارے دوست سٹیج پہ آئے تھے وہ کیسے لڑکے ہیں؟؟اور تم کب سے اُنہیں جانتے ہو؟؟

وہ جو یہ سمجھا بیٹھا تھا کہ سارا معاملہ حل ہو گیا ہے نوریہ کہ سوال پہ چونکتے اُسکا اپنی پاکٹ سے والٹ نکالتا ہاتھ رُکا تھا۔۔

وہ میرے کوئی بہت قریبی دوست نہیں ہیں۔۔

پھر بھی کب سے جانتے ہو تم اُنہیں۔۔

میں جب سے بھی جانتا ہوں تم کیوں پوچھ رہی ہو؟؟

بالاج کہ سوال کا جواب دینے کہ بجائے نوریہ نے ایک اور سوال کیا۔۔

اُن میں سے ایک لڑکے کہ ہاتھ پہ بچھو والا ٹیٹو تھا وہ کب سے ہے اُسکے ہاتھ پہ۔۔

اوہ تو وہ ٹیٹو پہچان کہ ڈر گئی تھی نوریہ کی بات سمجھتے وہ اُسکے پیچھے آ کھڑا ہوا۔۔

وہ لوگ فارن ٹرپ پہ تھے شاید وہیں کہیں بنوایا ہو کیونکہ اس سے پہلے ایسا کوئی ٹیٹو نہیں تھا اُسکے ہاتھ پہ۔۔

وہ جسے لگنے لگا تھا کہ شاید وہ اُن تک پہنچنے لگی ہے بالاج کی بات پہ تو اُسکے کندھے ڈھیلے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پڑگ ۓ تھے۔۔

ویسے تم اتنے سوال ایک ٹیٹو کو لیکر کیوں پوچھ رہی ہو؟؟

نہیں۔۔بس ایسے ہی کافی بدنما سا تھا تبھی پوچھ لیا۔۔

آہاں اوکے۔۔

اور بھی کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ سکتی ہو کافی فری ہوں میں سارے سوالوں کہ جواب دے سکتا ہوں (اُسکے بالوں کہ کرلز کو اُنگلی پہ گھماتے وہ نوریہ کے کندھوں کو تھامے ایک مکمل کپل کہ عکس کو آئینے میں دیکھتے کہنے لگا۔۔)

جیسے نوریہ کی توجہ اُس سب سے ہٹانے کہ لیئے وہ اُسے گھیر رہا ہو۔۔

نن۔۔نہیں مجھے اور کچھ نہیں پوچھنا۔۔

اپنے کندھوں پہ دھرا ہاتھ ہٹاتی وہ اُٹھنے لگی تھی۔۔

اچھا رُکو ایک سیلفی تو لے لو نوریہ کہ کندھے کہ گرد ہاتھ پھیلاتے وہ اُسے خود سے لگاتے سیلفی لینے لگا۔۔

اور جیسے ہی کھٹ کی آواز آئ وہ خود کو چھڑواتی وہاں سے ہٹ گئ۔۔

پر شاید وہ تسلی نہیں کر پایا تھا کہ وہ اُس ٹیٹو کہ اثر سے نکلی ہے یا نہیں۔۔

سو مزید اُسے اُلجھانے لگا ایک اور بات آج تمھاری وجہ سے پھوپھو کافی ناراض ہوئی ہیں مجھ سے۔۔

وہ اگنور کرتی آگے بڑھنے لگی تھی اُسے کسی سے بھی کوئی سروکار نہیں تھا۔

یہ احسان ہے میرا تم پہ جو تمہیں چُکانا ہو گا یاد رکھنا میکسی اُٹھائے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھتی نوریہ کی پُشت کو گھورتے اُس نے ہانک لگائی تھی۔۔

****

دوپہر کہ بارہ بج رہے تھے۔۔

نوریہ فیروزہ پھوپھو اور اُنکی بہو کہ ساتھ لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔۔

آجکل چائے سے جی اوب سا گیا تھا پر وہ پھر بھی کپ ہاتھ میں تھامے اُنکا ساتھ دینے وہاں موجود تھی۔۔

اور تبھی پھوپھو کی بہو نے سوال کیا۔۔

نوریہ تمھاری تائی نے اتنے اصرار سے بُلایا تھا تم لوگ دعوت پہ کیوں نہیں گ ئے؟؟

اس سے پہلے کہ وہ کوئی بہانہ گھڑتی پھوپھو فٹ سے کہنے لگیں۔۔

بھلا اپنے ہی سابقہ سسرال ن ئے شوہر کہ ساتھ دعوت پہ کون جاتا ہے سکینہ۔۔

چلو جی ان تک بھی خبر پہنچ گئی نوریہ نے دل میں سوچتے کپ منہ سے لگایا۔۔

ویسے تائی اور تایا تو تمھارے بہت اچھے ہیں بیٹا بھی بہت نفیس سا ہے تو پھر طلاق کیوں ہوئی؟؟ وہ بھی رُخصتی سے پہلے کب کا جی میں مچلتا سوال اُنہوں نے پوچھ ڈالا تھا۔۔

(اب کیا کہوں انہیں میں اریشہ تو کہہ رہی تھی بالاج کہ آگے پیچھے کوئی نہیں ہے پر یہ تو اتنا بڑا خاندان ہے اب ان سب کی تسلی کیسے کرواوں۔۔)

وہ دونوں خاموش بیٹھی نوریہ سے جواب کی منتظر تھیں کہ تبھی بالاج وہاں آن ٹپکا۔۔

ہیلو پھوپھو۔۔

یہ ہیلو کیا ہوتا ہے؟

اسلام و علیکم پھوپھو حضور آگے جُھک کہ ادب سے کہتے وہ نوریہ کہ ہاتھ سے چائے کا مگ لے چُکا تھا۔۔۔

کل ہی تو اُس نے چائے سے منع کیا تھا کہ اُسے اچھی نہیں لگتی پھر اب کیوں پی رہی تھی

یقیناً منع نہیں کر سکی ہو گی۔۔

دوسری طرف نوریہ جسے پہلی بار بالاج کی آمد اتنی اچھی لگی تھی ایک تو پھوپھو کا سوال رُک گیا تھا اور دوسری طرف چائے سے بھی جان چھُوٹ گئی تھی پر وہی کپ بالاج کو منہ سے لگاتے دیکھ وہ حیرت سے اُسے دیکھتی اپنی ہتھیلی انگوٹھے سے مسلنے لگی۔۔

بالاج کیا تمہیں نوریہ کی پہلی طلاق کا پتہ تھا؟؟

پھوپھو تو چُپ ہو گئی تھیں پر اُنکی بہو کو کافی تجسس تھا۔۔

ہاں پتہ تھا۔۔

اپنی ذات کو گفتگو کا محور بنتا دیکھ وہ وہاں سے اُٹھ گئی تھی پر دل میں کہیں وہ بالاج کا جواب بھی سُننا چاہتی تھی تبھی دروازے کہ قریب رُک گئی۔۔۔

تمہیں کیا کمی تھی بالاج جو ایک مطلقہ سے شادی کی ساری دنیا کی لڑکیاں مر گئی تھیں کیا؟؟

ساری دُنیا کی لڑکیاں مر کر زندہ بھی ہو جاتیں تب بھی وہ نوریہ نہیں ہو سکتی تھیں محبت کرتا ہوں میں اُس سے۔۔

تو محبت کسی اور سے بھی کر سکتے تھے۔۔

محبت اگر پوچھ کہ ہوتی تو ضرور کسی اور سے کر لیتا وہ میری بیوی ہے اس خاندان کی عزت ہے اور میں چاہونگا کہ اب سب اُسے ویسی عزت دیں جو خان خاندان کی بہو کا حق ہے۔۔

وہ اور بھی نا جانے کیا کہہ رہا تھا پر نوریہ میں وہاں رُکنے کی ہمت نہیں تھی تبھی وہاں سے سر جھکائے چل دی۔۔

****

شادی ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا زاویار جو زویا سے شادی کہ وقت کافی خوش تھا اب اُکتانے لگا تھا۔۔

زویا کافی سُست سی تھی یا اپنی حالت کہ سبب وہ سُست پڑ گئی تھی ہر وقت بستر پہ پڑی رہتی تھی بات بے بات چکر آنے لگتے تھے باہر جاتی تو بھی انجوائے نہیں کرتی تھی۔۔

ابھی بھی شام کا وقت تھا سب گھر پر موجود تھے آذر رحمان کسی کانفرنس میں شرکت کہ لئیے گئے ہوئے تھے اُسی باعث دادو بھی یہیں پر تھیں۔۔

زاوی بچے دلہن کہاں ہے تمھاری؟؟

کمرے میں ہے دادو موبائل میں سر گھسائے زاویار نے جواب دیا۔۔

تو بُلاوُ اُسے باہر آکر بیٹھے بالکل ہی گُھلتی ملتی نہیں ہے نور یہ کہ جانے کہ بعد سے تو یہ گھر گھر ہی نہیں لگتا اور نا ہی لگتا ہے کہ کوئی نئی نویلی دلہن آئی ہے۔۔

دادو کی بات سُنتے زاویار نے ملازمہ سے زویا کو بلانے کا کہا۔۔

جو تھوڑی ہی دیر بعد بے ترتیب سے حُلیے میں وہاں پُہنچی۔۔

بیٹا کپڑے ہی دوسرے پہن لو کل سے انہی میں گھوم رہی ہوا بھی شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟؟

صوفے پہ پیر چڑھا کر سر ایک طرف رکھ کر بیٹھتی زویا کو دیکھتے دادو نے کہا۔۔

ہو جاونگی تیار ابھی ہمت نہیں ہو رہی۔۔

ایک نظر ڈاون سی زویا پہ ڈالتے عاشی نے زاویار سے کہا۔۔

تم ہاسپٹل کب سے جوائن کر رہے ہو؟؟

بس کل سے ماما۔۔

ہنی مون پہ نہیں جارہے کیا؟؟

کس کہ ساتھ جاوں ہنی مون پہ یہ تو کمرے سے بھی باہر نہیں نکلتی تو کیا فائدہ اتنا خرچہ کرنے کا؟؟

تم کل سے جوائن کر ہی رہے ہو تو اسے بھی لے جاو چیک کرواو کیوں ہو رہی ہے یہ اتنی بے حال سی دادو نے زویا کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

پر زویا جو ہر ممکن کوشش کرتے تھکنے لگی تھی اُسکی حالت ہی ایسی تھی کہ یہ بات زیادہ عرصہ تک چُھپنے والی نہیں تھی۔۔

آپ سب کو کیا ہو گیا ہے اگر آپ سب ڈاکٹر ہیں اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہر کوئی آپکو مریض لگنے لگے۔۔

ٹھیک ہوں کچھ نہیں ہوا مجھے بس نئی جگہ ہے روٹین کچھ ڈسٹرب ہو گئی ہے اور بس پر آپ لوگ تو پتہ نہیں کیوں مجھے مریضہ ثابت کرنے پہ تُلے ہوئے ہیں۔۔

وہ غُصہ سے کہتی پیر میں چپل اڑساتے اندر کو چل دی۔۔

جاو دیکھو اُسے زاویار لگتا ہے مائنڈ کر گئی ہے۔۔

وہ ایسی ہی ہے ہر بات پہ منہ پُھلا لیتی ہے میں تھک گیا ہوں اُسکی ناز برداریاں اُٹھاتے اُٹھاتے۔۔

وہ ابھی زویا کہ متعلق صحیح سے پریشان بھی نا ہو پائے تھے کہ وہ چھوٹا سا بیگ گھسیٹتی باہر آئی۔۔

میں کچھ دن کہ لیئے اپنی امی کی طرف جا رہی ہوں

وہ سب کو انفارم کرتی باہر نکل گئی۔۔

جبکہ زاویار اُسکے ننگے سر کو دیکھتے حیران ہوتا وہیں بیٹھا رہ گیا۔۔

****

شادی کہ پورے ہفتے بعد بالاج ہاوس میں رہ جانے والے باقی کہ مہمان آج واپس گلگت جا رہے تھے۔۔

بالاج اور نوریہ پورچ میں اُنہیں سی آف کرنے کو کھڑے تھے۔۔

جبکہ وہ سب اُن سے ملتے گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔۔

اوکے نوریہ بیٹا گھبرانا مت اکیلے بالاج جلد ہی تمہیں بھی وہیں لے آئے گا۔۔

اور ہاں اپنا بہت خیال رکھنا کوئی بھی مسئلہ ہو یا یہ گدھا تمہیں تنگ کرے تو فوراً مجھے کال کردینا۔۔

واہ بابا کیسے سُسر ہیں آپ آپکو تو کہنا چاہیے کہ میرے بیٹے کا خیال رکھنا۔۔

میرا بیٹا اپنا خیال رکھ سکتا ہے اور میں سیریس ہوں بالاج اپنی بیٹی کہ معاملے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرونگا میں سمجھے۔۔

جی سمجھ گیا۔۔

روزانہ کال کرونگا اور چکر لگانے کی کوشش بھی کرونگا پر بالاج مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیے وہ بالاج کو ساتھ لیئے پورچ سے باہر کھڑی گاڑی کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔

اور نوریہ اُنہیں دور جاتے دیکھ الگ ہی واہموں کی اُڑتی گرد کہ بیچ کھڑی تھی۔۔

کیا اب بالاج کا رویہ بدل جائیگا؟؟

کیا اب وہ پھر سے پہلے والا بالاج بن جائیگا؟؟

****

)اگلا دن...(

رات میں مہمانوں کہ نکلتے ہی بالاج بھی کہیں چلا گیا تھا۔۔

رات کہ گیارہ بجے تک وہ جاگتی رہی تھی اور تب تک بھی وہ نہیں آیا تھا۔۔

سو وہ آرام سے اپنے گرد کشنز کا بارڈر بناتی سو گئی تھی۔۔۔

صُبح کہ نو بجے اُسکی آنکھ گھر میں گونجتے بے ہنگم میوزک پہ کھلی تھی۔۔(پتہ نہیں بالاج آیا تھا یا نہیں آیا بھی ہوتا تو اُسے پتہ نا چلتا وہ اتنا سمٹ کہ ایک جگہ سوتا تھا کہ پتہ ہی نہیں چل پاتا تھا کہ ساتھ کوئی ہے بھی کہ نہیں)

وہ انگلش راک سانگ تھا اور والیوم اتنا تیز تھا کہ کچھ اور سُنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔۔

اُس میوزک کی آواز کو فالو کرتے کُھلے بالوں کا اونچا سا بن بناتی وہ بلیک کلر کہ سلک پاجامہ شرٹ کہ گرد شال لپیٹتی نیچے آئی اور اب وہاں سے بیسمنٹ کی سیڑھیاں اُترنے لگی۔۔

جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہی تھی میوزک اور تیز ہوتا جا رہا تھا۔۔

اور جب اُس کمرے کا دروازہ کھلا تو وہاں کا منظر کچھ یوں تھا۔۔

کچھ ایکسر سائز کا سامان بڑے بڑے ڈیک اور دیواروں پہ لگی بالاج کی بڑی بڑی تصویریں جہاں کہیں وہ اپنے ایبز اور کہیں مسلز فلانٹ کر رہا تھا۔۔

ایک تفصیلی نظر سب جگہ پہ ڈالنے کہ بعد وہ آگے بڑھی تھی جہاں کا گلاس ڈور کھولے وہ گھاس پہ چلتا ہاتھ میں کتاب لئیے کچھ یاد کر رہا تھا۔۔

وہ بند چھت والا لان کافی عجیب تھا پر وہاں لگے ان ڈور پلانٹس بے حد حسین تھے۔۔

ہر چیز کا مکمل جائزہ لینے کہ بعد نوریہ نے ریموٹ سے میوزک آف کیا۔۔

میوزک کہ بند ہوتے ہی ساری جگہ خاموشی چھاگئی تھی۔۔

اور وہ جو چل چل کر کچھ یاد کر رہا تھا اچانک سے رُکتے نوریہ کو دیکھنے لگا جو دروازے میں کھڑی تھی۔۔

کیا ہوا تم یہاں کیسے ؟؟

تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا نوریہ کو وہاں دیکھتے وہ پریشان ہوا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں پر کچھ دیر اور یہ میوزک چلا تو ضرور بہری ہو جاونگی۔۔

اوہ آئی ایم سوری میں بھول گیا تھا کہ تم بھی یہاں ہو اصل میں مجھے بچپن سے ایسے ہی

پڑھنے کی عادت ہے۔۔

تمھاری طرح تمھاری عادتیں بھی عجیب ہیں۔۔

ہاں یہ تو ہے؟؟وہ سر کھجاتے اعتراف کرنے لگا۔۔

تم رات میں کب آئے تھے؟؟

کیا تم انتظار کر رہی تھی میرا؟؟کتاب ایک سائیڈ پہ رکھتے وہ نزدیک آیا تھا۔۔

نہیں۔۔ویسے ہی پوچھ رہی ہوں۔۔

ہمم اچھا لگا تمھارا ویسے ہی پوچھنا۔۔

جوس پیا تم نے؟؟

پی لونگی۔۔

خیال رکھو اپنا ورنہ بابا نہیں چھوڑیں گے مجھے (کیا تھا جو وہ یہ نا کہتا پر خیر۔۔)

تمارے ایگزامز کب سے ہیں نوریہ۔۔

نیکسٹ ویک سے۔۔

او کے اور تیاری کیسی ہے ؟؟

اب وہ کیا کہتی ایک تو لیٹ ایڈمیشن اوپر سے ہچکولے لیتی زندگی ایسے میں کیا پڑھتی ؟؟

میں سوچ رہی ہوں ایگزامز نا دوں۔۔

تمہیں ایگزامز دینے چاہیں۔۔

وہ اُسے کہتا اینٹر کام پہ ناشتے کا بولنے لگا۔۔

میں بھی دینا چاہتی ہوں پر مجھے کچھ نہیں آتا (میڈیکل سے بچنے کہ لئیے فرینڈز کی دیکھا دیکھی لٹریچر رکھ تو لیا پر اب کچھ سمجھ نہیں آتا تھا)۔۔

وہ دل میں بولتی اُسے دیکھنے لگی جو اب نیچے کارپیٹ پہ لیٹے پُش آپس لگانے لگا تھا۔۔

میوزک کہ بغیر پڑھا تو جاتا نہیں تو چلو ایکسر سائز ہی سہی۔۔

کوئی ہیلپ چاہیے ہو تو مجھے کہنا۔۔

مجھے خود سے پڑھنا نہیں آتا مجھے ہمیشہ زاوی پڑھاتا تھا (اُسکا زاوی نامہ سُنتے وہ غُصہ میں اور تیزی سے پُش آپس کرنے لگا جبکہ وہ خیالوں میں ڈوبی اُسے بتانے لگی) اُس نے ہمیشہ ہر چیز میں ہیلپ کی ہے میری پڑھائی میں شاپنگ میں اور۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید اُسکی اچھائیاں بتاتی بالاج غُصے سے اُٹھتے اُسکے پاس آیا۔۔

میں پڑھادونگا تمہیں۔۔

****

پر تم کیسے پڑھاوگے تم تو بزنس پڑھ رہے ہو۔۔

میں جو بھی کر رہا ہوں پر تمہیں پڑھالونگا اب جاو ناشتہ کرو اور اپنی بُکس لیکر فوراً آو۔۔

نوریہ کو بھیجتے وہ لیپ ٹاپ لیئے پھر سے بیٹھ گیا۔۔

کیونکہ اب اُسے گوگل کرنا تھا کہ انگلش لٹریچر میں ہوتا کیا ہے۔۔

جبکہ دوسری طرف نوریہ اس بات پہ ناخوش تھی کہ اب وہ اُسے پڑھائیگا اور اللہ جانے

کیسا پڑھائیگا۔۔

****

بالاج کہ خود کہ بھی ایگزامز ہونے والے تھے اور وہ اُن سٹوڈنٹس میں سے تھا جو آخر

ہفتے میں ہی پڑھتے ہیں۔۔

پر اب اپنے پڑھنے کہ ساتھ ساتھ اُسے نوریہ کو بھی پڑھانا تھا اور وہ بھی وہ جو کبھی دیکھنے تک کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔۔

نوریہ اپنی کتابیں لیئے سر جُھکائے اُسی جگہ واپس آئی تھی جہاں اب وہ اُسکے لیئے لان میں ٹیبل اور چیئر لگوا چُکا تھا میوزک بھی کافی دھیما ہو گیا تھا۔۔

اُسکے سامنے بیٹھتے وہ اُسے سر تا پیر گھورنے لگی تھی جو ٹراوزر پہ ہڈی پہنے بیٹھا تھا یہ اُسکا نائٹ ڈریس تھا ورنہ وہ شلوار قمیض ہی زیب تن کرتا تھا۔۔

نوریہ کی کتاب کھولے وہ اُس کتاب کو دیکھنے لگا جس سے وہ بالکل نابلد تھا پر جو بھی ہو اب عزت رکھنی تھی۔۔

وہ دو جمع دو کرنے والا پوئیٹری دیکھتا کچھ پریشان سا تھا۔۔

کچھ تو یاد ہو گا تمہیں اس کتاب میں۔۔

بالاج کہ پوچھنے پہ وہ اُسے بتانے لگی۔۔

نوٹس ہیں تمھارے پاس؟؟

ہاں ہیں۔۔

اوکے (اُف اب کیا کروں)

تم کیسے پڑھنا چاہو گی میں سمجھاوں کچھ۔۔

نہیں بس تم مجھے یاد کرنے کہ لئیے دے دو پھر مجھ سے سُننا (یہ تو بڑا آسان تھا)

تم ون میں پڑھتی ہو یا نرسری میں۔۔

بالاج کہ سوال پہ وہ شرمندہ سی ہوئ تھی۔۔

مجھے اسی طرح پڑھنے کی عادت ہے ٹیچرز جو سمجھاتے ہیں مجھے سمجھ آجاتی ہے پر زاویار مجھے یونہی سبق دے کر سُنتا تھا تو

(پھر سے زاویار..)

اوکے تم یاد کرو میں سُن لونگا۔۔

وہ نوریہ کو کتاب دیتے پھر سے ٹہل ٹہل کر پڑھنے لگا پر کچھ ہی دیر گزری تھی کہ نوریہ نے جھنجھلاتے ہوئے کتاب بند کی۔۔

تم پلیز بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے ایسے میں ایریٹیٹ ہو رہی ہوں۔۔

اوکے ریلیکس بیٹھ جاتا ہوں میں۔۔

اب وہ نوریہ کہ سامنے بیٹھ کر پڑھنے لگا۔۔

کہ پھر وہ یونہی کتاب بند کرتی کہنے لگی۔۔

میوزک بھی بند کرو ہم پڑھ رہے ہیں کسی شادی میں نہیں آئے۔۔

اب کی بار وہ اُسے گھورتا ہوا اندر کی سمت بڑھا۔۔

اور کچھ میم وہ ہاتھ باندھے اُس سے تپے ہوئے انداز میں پوچھنے لگا۔۔

نہیں اور کچھ نہیں۔۔

نوریہ کہ احسان پہ وہ بیٹھتے پڑھنے لگا۔۔

پر کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا اتنی خاموشی اور یوں بیٹھ کر کبھی نہیں پڑھا تھا سو اب کیسے پڑھ لیتا۔۔

اس لئیے کتاب بند کرتے وہ اُسے دیکھنے لگا۔۔

جو ماتھے پہ بال پھیلائے پھولے پھولے گالوں میں کوئی بچی لگتی تھی۔۔

یہ پہلی بار تھا کہ یوں سکون سے اُسے دیکھنے کا موقع ملا تھا پر یہ موقع بھی یہیں ختم ہوا۔۔

ایسے مت گھورو۔۔

تم سیدھا سیدھا کہو کہ میں یہاں سے چلا ہی جاوں۔۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے میں یاد کر کے خود ہی آجاونگی تمھارے پاس۔۔

کتاب پہ نظر جمائے وہ اُسے جانے کو کہتی پھر سے پڑھنے لگی۔۔

پر اپنی کتاب اُٹھاتے وہ وہاں سے نکلتے ہوئے اُسکے سر پہ مارتا باہر کو بھاگا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر رہا تھا۔۔

نور یہ سب بُھلائے اپنے پیپرز میں مصروف ہو گئی تھی اور وہ جتنا بالاج کو تنگ کر سکتی تھی وہ کر رہی تھی۔۔

پورا پورا دن وہ اُسکا دماغ کھاتی اور پھر رات میں جاگتا وہ اپنا پڑھتا رہتا پر اُس بیچ میں بھی کبھی وہ یہ کہتے آبیٹھتی کہ بور ہو رہی ہوں۔۔

نوریہ کوپڑھانااور اُسکاخیال رکھناوہ آوارہ سا شخص گھن چکر بناہواتھا۔۔

آج نوریہ کافورتھ پیپر تھااور وہ اُسے یونیورسٹی لے جارہاتھا۔۔(شادی کو بھی مہینے سے چند دن اُوپر ہو گئے تھے)

وہ ساتھ بیٹھی کتاب پہ ایک نظر ڈالنے کہ بعد اپناپاوچ دیکھنے لگی جس میں اُس نے بچوں کی طرح دو پینسلز دو ربر دو سکیل دو پین ہر چیز دو دو رکھی ہوئی تھی۔۔

ہاا۔۔یہ کیا۔۔۔

کیاہوانوریہ ؟؟

میں بھول گئی۔۔

آنسو بہاتی وہ اُسے بتانے لگی۔۔

کیابھول گئی۔۔

میر الکی پین۔۔

کونسالکی پین پہلے تو نہیں بتایاتم نے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے وہ پین چاہیے وہ ایٹتھ کلاس سے ہے میرے پاس خراب ہو گیا ہے پر وہ بہت لکی ہے میں ہمیشہ ہر پیپر کہ وقت اُسے ساتھ رکھتی ہوں۔۔

اوکے ہم یوٹرن لے لیتے ہیں پر تم رونا بند کرو۔۔

میں کیسے بھول گئی میں کیسے بھول سکتی ہوں وہ خود کو کوستی رو رہی تھی۔۔

ویسے پین بھی لکی ہوتا ہے حیرت ہے۔۔

تمہیں نہیں پتہ جس دن زاویار نے وہ پین مجھے دیا تھا اُس دن پیپر کی تیاری نہیں تھی اور پھر بھی پیپر بہت اچھا ہوا اور اُسکے بعد۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم نے ٹرن لینا تھا بالاج۔۔

ہمیں واپس جانا تھا۔۔

تم آگے کیوں جا رہے ہو؟؟

بالاج۔۔

شٹ آپ۔۔

وہ اتنی زور سے چلایا تھا کہ وہ اپنی جگہ پہ اچھلتی حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔۔

شٹ آپ۔۔

دوبارہ تم نے زاویاد یا اُس سے جُڑی کسی بھی چیز کہ لیئے یوں فکر مندی دیکھائی نور یہ تو میں بہت بُرا کرونگا سمجھی۔۔

وہ غُصے میں کہتا ڈرائیو نگ کرنے لگا۔۔

اُسے ہر بات پہ زاویار یاد آتا تھا دن میں دو دفعہ تو ضرور ہی وہ نام لیتی تھی پر آج بالاج کی بس ہوئی تھی بس اب اور نہیں۔۔

****

رحمان ہاوس میں دادو زاویار اور عاشی ناشتے کی میز پہ موجود تھے۔۔

اتنے دن ہو گئے ہیں زاویاد تم زویا کو لینے کیوں نہیں جاتے۔۔

میں تو لینے چلا جاوں دادو پر وہ منع کر دیتی ہے۔۔

اتنا بھی کیا غلط کہہ دیا تھا ہم نے جو وہ یوں جا کر بیٹھ ہی گئی ہے۔۔

میں آج پھر کال کرتا ہوں اُسے دادو آپ پریشان نا ہوں۔۔

زاویار کہ کہنے کی دیر تھی کہ تبھی زویا اپنی والدہ کہ ساتھ اندر داخل ہوئ۔۔

بہت بہت مبارک ہو آپ سب کو بہن جی آپ دادی بننے والی ہیں۔۔۔

****

رحمان ہاوس میں دادو زاویار اور عاشی ناشتے کی میز پہ موجود تھے۔۔

اتنے دن ہو گۓ ہیں زاویاد تم زویا کو لینے کیوں نہیں جاتے۔۔

میں تو لینے چلا جاوں دادو پر وہ منع کر دیتی ہے۔۔

اتنا بھی کیا غلط کہہ دیا تھا ہم نے جو وہ یوں جا کر بیٹھ ہی گئ ہے۔۔

میں آج پھر کال کرتا ہوں اُسے دادو آپ پریشان نا ہوں۔۔

زاویار کہ کہنے کی دیر تھی کہ تبھی زویا اپنی والدہ کہ ساتھ اندر داخل ہوئ۔۔

بہت بہت مبارک ہو آپ سب کو بہن جی آپ دادی بننے والی ہیں۔۔۔

وہ اندر آتے اُونچا اُونچا بولتیں ڈائننگ پہ بیٹھی دادو سے لپٹ گئیں۔۔

عاشی کو تو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیا کہیں دادی وہ بھی اتنی جلدی۔۔

اور زاویار۔۔

زاویار کا تو منہ میں نوالہ ڈالتا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا۔۔

سجی سنوری سر پہ ڈوپٹہ جمائے زویا دادو سے پیار لیتی اُنکے ہمراہ ڈائننگ ہال سے نکلتی لاونج کی طرف بڑھ گئی۔۔

دوسری طرف حیرت کہ بادلوں میں ڈولتیں عاشی زاویار کو آنے کا اشارہ کرتے اُنکے پیچھے ہولیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اُن ماں بیٹی کی شیرنی میں ڈوبی باتوں کہ بعد عاشی نے کب سے مچلتا سوال پوچھ ہی ڈالا ۔۔۔

کہاں چیک کروایا زویا؟؟؟

آنٹی وہ ڈاکٹر ماہ نور ہیں ناآپکے ہاسپٹل میں اُنکا کلینک امی کہ گھر کہ قریب میں ہی ہے وہاں چیک کروایا (یہاں وہ ماہ نور کو اپنا دوست بتانا نہیں چاہتی تھی..)

اوہ اچھا ڈاکٹر ماہ نور کہ نام پہ وہ کچھ ایزی ہوئیں تھی کیونکہ وہ اُنہی کہ ہاسپٹل کی ڈاکٹرز

میں سے تھیں۔۔

بچوں نے اتنی جلدی خوشخبری سُنادی تو بس مجھ سے رہا ہی نہیں گیا فوراً اسے یہاں لے آئی۔۔

بہت اچھا کیا بیٹا ماشاللہ رونق لگنے والی ہے اب تو اس گھر میں۔۔

عاشی مٹھائی کا بندوبست کرو بھئی بہو نے خوشخبری سُنائی ہے۔۔

اُن سب کو خوشیاں مناتے دیکھ وہ زویا کو آنکھ کا اشارہ دیتے اندر بڑھ گیا۔۔

****

زاویار کہ پیچھے جاتی وہ الگ ہی ہواوں میں تھی اور کچھ اور ہی پلا ننگز دماغ میں چل رہی تھی۔۔

زاویار کہ کان میں ابھی سے یہ بات ڈال دیتی ہوں کہ اگر بیٹا ہوا تو نور یہ پیلس جیسا گھر بنوا کر دے مجھے۔۔

ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔۔

اپنی ہی سوچوں میں گُم وہ جونہی کمرے میں داخل ہوئی زاویار کمرے میں موجود بڑی

سی گلاس ونڈو پہ ہاتھ جمائے کھڑا تھا۔۔

زاویار کو یوں کھڑا دیکھ زویا ایک ادا سے آگے بڑھتی اپنے بازو زاویار کہ گرد پھیلاتے اُسکی پُشت پہ سر دھرے کہنے لگی۔۔

آئی ایم سوسوری زاوی۔۔میں نے دل دکھایا تمھارا زاویار بس تھوڑی سی کرینکی ہو گئ تھی میں پریگنینسی میں موڈ سوئینگز تم تو مجھ سے بہتر جانتے ہو گے۔۔

After all you are a doctor..

Yes i am a doctor..

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے گرد پھیلے بازو جھٹکتے زاویار نے کافی اُونچی آواز میں کہتے اُسکا منہ دبوچا۔۔

کس کا بچہ ہے یہ؟؟

ہاں بولو جواب دو مجھے؟؟

زویا جو اپنے پلان پہ سرشار تھی ایک دم سے گڑبڑائی پر دوسرے ہی پل سنبھلتے ہوئے وہ اپنا منہ چھڑواتے دور ہوئی۔۔

کیا مطلب۔۔تم کہنا کیا چاہتے(زویا نے زاویار سے بھی بلند آواز میں پوچھا)

آواز آہستہ رکھو تمھارے چلانے سے تمھاری بات مان نہیں لونگا میں۔۔

زاویار تم۔۔تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو مجھے۔۔مجھے تو گِھن آرہی ہے تمھاری سوچ

سے۔۔

مجھ سے گِھن آرہی ہے۔۔

مجھ سے؟؟

گِھن تو تمہیں خود سے آنی چاہیے کسی اور کا گناہ میرے سر پہ تھوپتے ہوئے۔۔

مجھے ساری حقیقت بتاؤ نہیں تو۔۔۔نہیں تو جان لے لونگا تمھاری۔۔

وہ اپنے ہاتھ زویا کی گردن پہ جماتے ہوئے پھر سے کہنے لگا جواب دو مجھے۔۔

جواب دو۔۔

امم۔۔امی۔۔۔

امی۔۔۔

****

زویا کہ چلانے پہ عاشی اور زویا کی امی (سکینہ) بھاگتی ہوئیں کمرے میں داخل ہوئیں جہاں وہ زویا کی گردن تھامے کھڑا تھا۔۔

چھوڑو اسے زاویار کیا کر رہے ہو۔۔

زاویار سے اپنی گردن چھوٹتے ہی وہ اپنی ماں کہ ساتھ لپٹتی سانس بحال کرنے لگی۔۔

یہ۔۔یہ کیا کر رہے ہو تم؟؟

اس سے پوچھیں۔۔پوچھیں اس سے حقیقت کیا ہے یہ بیوقوف بنا رہی ہے ہمیں۔۔

کیا مطلب ہے تمھارا ہاں کہنا کیا چاہتے ہو تم زویا کی ماں غُصہ سے پوچھنے لگیں۔۔

یہ بچہ میرا نہیں ہے اس سے پوچھیں یہ کہاں منہ کالا کر کے آئی ہے۔۔

بس بہت ہوا تم اتنا بڑا الزام کیسے لگا سکتے ہو میری بیٹی پہ ایسی ہی بے اعتباری تھی تو شادی سے اگلے دن ہی کیوں نہیں کہا؟؟

تب کیا کہتا میں۔۔

ہاں کیا کہتا؟؟

آپکا اشارہ جس سمت ہے میڈیکل سائنس اُسے نہیں مانتی بہت سی لڑکیاں ہوتی ہیں جنہیں سپورٹس کا شوق ہوتا ہے یا پھر۔۔یا پھر کسی بڑی چوٹ کہ باعث پہلے ہی اُنکا hymenٹوٹ چکا ہوتا ہے میں ڈاکٹر ہوں پڑھا لکھا ہوں یہ باتیں صرف جہالت ہیں میں ایسے اس بات کو بہانہ بناتے ہوئے کسی کو کریکٹر سرٹیفیکیٹ کیسے دے سکتا ہوں؟؟

آج بھی بہت سی جگہوں پہ معصوم لڑکیاں اس بات پہ غیرت کہ نام پہ قتل کردی جاتی ہیں بھلا میں۔۔میں کیسے اُن سب کہ اس عمل کی حمایت کر سکتا ہوں؟؟

لیکن پھر بھی تم شوہر ہو اسکے تم سے بہتر اس بات کو کوئی نہیں جان سکتا اور اگر ایسی بات تھی تو پہلے کہتے بہت سی لڑکیاں شادی سے ایک ماہ بعد پریگننٹ ہو جاتی ہیں تو کیا وہ سب غلط ہیں؟؟

میں مانتا ہوں مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا پر میں شوہر ہوں اسکا کوئی انسپکشن منسٹر نہیں اور ایک ایسی لڑکی جو غیر مردوں سے بات کرنے میں بھی احتیاط کرتی ہو اپنا سر ڈھکتی ہو۔۔

ایسی لڑکی کہ شوہر کہ دماغ میں کیا ایسی بات آ بھی سکتی ہے اور رہی آپکی دوسری بات۔۔

وہ سب لڑکیاں ولیمے والے دن ہی پریگنینسی سمٹمز شو نہیں کرتیں آنٹی۔۔

زاویار نے عاشی صاحبہ کہ دل کی بات کہی تھی جو وہ کب سے سوچ رہی تھیں پر کہہ نہیں پائی تھیں۔۔

پر کب سے خاموشی سے زاویار کو سُنتی زویا نے جب ساری کشتیاں ڈوبتی دیکھیں تو وہ پھر سے ہاتھ مارتے خود کو بچانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

تم مجھ پر میرے کردار پر شک کر رہے ہو تم خود کیا ہو ہاں کیا ہو تم خود۔۔

آگے بڑھتے زاویار کا گیریبان تھامتے زویا نے اُسکی شرٹ کھینچی اور جسے کھینچنے پہ "تڑ" کی آواز پہ چار بٹن تک ٹوٹ گئے۔۔

اور پھر یہیں ہی بس نہیں کیا تھا بلکہ زویا نے ایک کندھے سے شرٹ نیچے کرتے ہوئے کہا۔۔

یہ دیکھیں آج بھی اسکے بدن پہ نوریہ کا نام ہے اس نے شادی تو مجھ سے کر لی پر آگے نہیں بڑھ سکا روتے ہوئے وہ کہتی زاویار کی بولتی بند کر گئی تھی۔۔

مجھے لگا تھا آپ سب سُن کر خوش ہونگے پر نہیں میں غلط تھی آپ سب بھی اسکے ساتھ

ملے ہوئے ہیں اور دوبارہ سے نوریہ کو اس گھر میں لانا چاہتے ہیں اور یہ یوں۔۔یوں مجھ پر الزام لگا کر خود ہر شے سے بری الذمہ ہو جانا چاہتا ہے۔۔

کیا اُلٹیاں صرف پریگننٹ ہونے پر ہی ہو سکتی ہیں اس کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں ہوتیں؟؟ بولیں جواب دیں میری ذرا سی طبیعت خرابی کو آپ سب یوں میرے خلاف استعمال کریں گے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اپنی بات مکمل کرتے وہ روتے ہوئے آگے بڑھی۔۔

چلیں امی ہم چلتے ہیں یہاں سے۔۔

****

کیوں کیوں جائیں ہم شکل سے تو بڑے معزز اور شریف لوگ لگتے ہیں آپ اور حرکتیں ایسی ہیں آپ لوگوں کی حد ہو گئی۔۔

بمشکل سیڑھیاں چڑھتے اُنکی مسلسل آتی آوازیں سُنتے دادو یہاں تک پُہنچی تھیں اور اب یہاں کا منظر دیکھتے حیران ہوتی گویا ہوئیں۔۔

نہیں بیٹا زوہا یہیں رہے گی اور ہم سب بہت خوش ہیں ن ئے مہمان کی آمد پر۔۔

کیا خاک خوش ہیں دیکھ نہیں رہیں آپکا پوتا کیا کہہ رہا ہے۔۔

غلط فہمی انسان سے ہی ہوتی ہے بیٹا چلو زاویار معافی مانگو۔۔

معافی مانگو زاویار۔۔

)وہ زاویار جو بنا نوریہ کی غلطی پہ اُسے چھوڑ گیا تھا آج اُسکی ہی بیوی کسی اور کا گناہ اُسکے سر پہ ڈال رہی تھی اور وہ جھٹلا نہیں پا رہا تھا جیسے اُس دن وہ نوریہ پہ اُسکے نا کردہ گناہ کا الزام ڈال رہا تھا وقت کی اُلٹی سوئی گھوم گئ تھی۔۔

آج پہلی بار نوریہ کہ ساتھ کیئے برتاو پہ شرمندگی ہوئی تھی)وہ خاموشی سے سب پہ نظر ڈالتا غُصے سے زویا کو گھورتا باہر نکل گیا۔۔

****

دوپہر کہ بارہ ہو رہے تھے۔۔

فروری کہ مہینے کی نکلی دھوپ جاتی سردیوں کا پتہ دے رہی تھی۔۔

اسلام آباد کی حسین سڑک جسکے کناروں پہ کھڑے برہنہ درخت اپنے ن ئے نکلنے والے پتوں کی اُمید میں کھڑے تھے جو دکھنے میں کافی اُداس معلوم ہوتے تھے۔۔

اور اُمید۔۔اُمید پہ تو دُنیا قائم ہے ہر شخص ہی اپنے دل میں جگی اُمید کو لیئے اپنی زندگی کا سفر کاٹ رہا ہے۔۔

سڑک پہ رواں گاڑی میں موجود نوریہ اپنے بابا کہ گھر کی طرف گامزن تھی۔۔

صُبح بالاج نے پہلی بار اُس پہ غُصہ کیا تھا اور وہ غُصہ بار بار اُسے یہ یاد دلا رہا تھا کہ یہ شادی ختم ہونے والی ہے کچھ ماہ بعد اور ایسے میں ہر چیز کہ لیئے بالاج پہ ڈیپینڈ کرنا صحیح نہیں ہے۔۔

اپنا پیپر جلد حل کرتی وہ بنا بالاج کو آنے کا میسیج کیئے بابا کو کال کرتے گاڑی منگوا چکی تھی اور اب اپنے گھر کی طرف گامزن تھی۔۔

کیا مجھے بالاج کو بتانا چاہیے کہ میں اپنے گھر جا رہی ہوں؟؟

ویسے کیا اُسے کوئی فرق پڑے گا؟؟

پر جو بھی ہو اصولاً مجھے یہ بات اُسے بتا دینی چاہیے۔۔۔

کچھ سوچتے ہوئے موبائل نکالتے وہ میسیج ٹائپ کرنے لگی۔۔

Main apny ghar ja re

---houn balaj or kch din wahen rukongi

میسیج ٹائپ کرتے وہ سینڈ کا بٹن پُش کرتی پھر سے باہر دیکھنے لگی۔۔

****

بالاج جو اس وقت گھر پہ سو رہا تھا کیونکہ پوری رات وہ سو نہیں پایا تھا نوریہ کہ پیپر کہ باعث۔۔

تکیے کہ نیچے رکھے موبائل کی وائبریشن پہ ہڑبڑاتے ہوئے اُٹھا۔۔

جو وہ وائبریشن پر لگا کر سویا تھا کہ بروقت جاگ سکے فون کہ بزہوتے ہی وہ تیزی سے اُٹھتے موبائل پہ نوریہ کا نام دیکھتے بنا میسیج اوپن کیئے چابی اُٹھاتے وہ باہر نکلنے لگا۔۔

پر تیزی سے سیڑھیاں اُترتے جب موبائل جیب سے نکالا اور اُس پہ لکھا نوریہ کا اپنے گھر جارہی ہوں والا میسیج پڑھا۔۔

وہ میسیج دیکھتے اُسکا غُصہ ناجانے کیوں عود آیا تھا۔۔

وہ بتا کر بھی جاسکتی تھی مجھے۔۔

میں خود چھوڑ آتا۔۔

یا یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ باباکیطرف جارہی ہوں اپنا گھر کیا ہوتا ہے۔۔

وہ گھر اپنا ہے تو یہ گھر کس کا ہے پھر؟؟

گاڑی کہ پاس پُہنچتے بالاج نے نوریہ کا نمبر ملایا۔۔

جو نوریہ نے ناچاہتے ہوئے تیسری بیل پہ گاڑی رُکوا کر باہر نکل کر سُننا بہتر سمجھا۔۔

ہیلو نوریہ یہ سب کیا ہے ہاں کیوں جارہی ہو تم اور کس سے پوچھ کر جارہی ہو؟؟

میں تمھاری پابند نہیں ہوں بالاج (یوں حق جتانا اچھا نہیں لگا تھا۔۔)

ابھی واپس آو بلکہ مجھے بتاو کہاں ہو میں آتا ہوں لینے تمہیں۔۔

میں جارہی ہوں بالاج راستے میں ہوں۔۔

اور کل جو اپوائنٹمنٹ ہے تمھاری ڈاکٹر کہ پاس وہ؟؟

ہاں تو میں چلی جاونگی خود سے۔۔

خود سے کیوں میں لے جاونگا۔۔

دیکھو بالاج زیادہ اس بچے کا باپ بننے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں اور اگر کچھ بھول

www.neweramagazine.com

رہے ہو تو وہ کانٹریکٹ نکالو اور پڑھ لو اور اب دوبارہ کال مت کرنا۔۔

بالاج کو ٹھیک ٹھاک سُناتی وہ وہیں کھڑے خود کو مضبوط رکھنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔۔

بالاج کی اچھائی اُسکے دل کہ دروازے پہ دستک دے رہی تھی اور وہ مسلسل ہوتی دستک پہ خود سے ڈرنے لگی تھی کہ کہیں دروازہ کھل نا جائے۔۔

"میرا پیلاں وی دل ٹُٹیا۔۔

دل ٹُٹیا میرا اِک واری۔۔

تایوں دل دی دیواراں تے۔۔ میں اِک نا بنائی باری۔۔

****

نوریہ کی بات سُنتے وہ غُصے سے تلملاتا ہوا اپنا کھیڑی میں مقید پیر کار کہ ٹائر پہ مارنے لگا۔۔۔

اے ے۔۔۔

تم ہوتی کون ہو مجھے میری حد بتانے والی کل تک منت کر رہی تھی نکاح کہ لیئے اور آج

پوچھتی ہے میں ہوتا کون ہوں۔۔

ابھی بتاتا ہوں تمہیں میں۔۔

گاڑی ریورس کرتے چرچراتے ٹائروں کہ ساتھ وہ غُصے میں بل کھاتا آذر رحمان کہ گھر کی طرف رواں دواں تھا۔۔

بیس منٹ کا سفر دس منٹ میں طے کرتا وہ گھر کے باہر تھا.جی تو چاہ رہا تھا گھسیٹتا ہوا باہر لائے اور واپس لے جائے۔۔

ایگنیشن سے چابی نکالتے جو نہی دروازہ کھولے ایک پیر باہر رکھا۔۔

تو دماغ میں اپنا کیا کارنامہ گھوم گیا اور اسکے بعد۔۔اُسکے بعد وہ حق پہ لگنے لگی۔۔

اُسکا دیکھا یا غُصہ سب ٹھیک لگنے لگا۔۔

وہ سب یاد آتے وہ دوبارہ سے کار کا دروازہ بند کرتا اندر بیٹھ گیا اور ایک نظر اُس شان سے کھڑی عمارت پہ ڈالی۔۔

ٹھیک ہے رہ لو تم میں بھی دیکھتا ہوں کب تک رہو گی۔۔

****

شام کہ سات بج رہے تھے۔۔

زاویارتب کا گھر سے نکلا اب تک مختلف جگہوں پہ گاڑی گھماتا سڑکوں پہ پھر رہا تھا۔۔

پر اب پٹرول ختم ہونے پر وہ ایک پٹرول پمپ پہ کھڑا لائن میں لگا اپنی باری کہ انتظار میں تھا۔۔

بار بار زویا کا یوں گیریبان پہ ہاتھ ڈالنا اور پھر شرٹ ہی پھاڑ دینا سب یاد کرتے اُسکا خون کھول رہا تھا۔۔

اُسکی اپنی بیوی یوں اتنی عورتوں میں اُسکی عزت کا جنازہ نکال گئی تھی۔۔

نوریہ کہ نام کہ ٹیٹو پہ نا جانے کیا سوچا ہو گا سب نے۔۔

اور میری بات کا تو یقین ہی نہیں ہے کسی کو جب میں کہہ رہا ہوں تو مان کیوں نہیں لیتے۔۔

گاڑی آگے بڑھاتے وہ پٹرول بھروانے لگا والٹ میں چینج نا پاتے جونہی گاڑی میں نگاہ دوڑائی وہاں پڑے ایک کارڈ کو حیرت سے دیکھتے وہ کھولنے لگا۔۔

وہ کسی پارٹی کا انویٹیشن تھا۔۔

چلو یہیں چلتے ہیں کچھ مائنڈ ہی فریش ہو جائیگا۔۔

****

رات کہ نو ہو رہے تھے۔۔

نوریہ بابا کہ ساتھ بیٹھی کھانا کھا کم اور اُسے گھور زیادہ رہی تھی۔۔

ناجانے کس بات کا زیادہ صدمہ تھا بالاج سے بدتمیزی کا یا پھر زاویار کہ باپ بننے کی خبر کا جو دادو نے بہت خوشی میں سُنائی تھی۔۔

نوریہ۔۔

جی بابا۔۔

پیپرز کیسے جا رہے ہیں کوئی مشکل تو نہیں ہو رہی؟؟

نہیں بابا بہت اچھے ہو رہے ہیں انفیکٹ بالاج بہت ہیلپ کرتا ہے میری پڑھائی میں۔۔

واو دیٹس گریٹ۔۔

اور اپنا بتاو زیادہ تنگ تو نہیں کرتی اُسے۔۔

بابا کی بات پہ مسکراتے ہوئے وہ سر جھکا گئ تھی۔۔

وہ اپنے بدلتے موڈ کی وجہ سے خود تو پریشان تھی پر بالاج کو اُس سے زیادہ تنگ کیا ہوا تھا۔۔

اور وہ ایک پیر پہ کھڑا کسی جن کی طرح ہر بات مانتا چلا جاتا تھا۔۔

وہ بہت اچھا ہے بابا۔۔

بہت خیال رکھتا ہے میرا کبھی کبھی میں سوچتی ہوں ایسا کیا نیک کام کیا تھا میں نے جس کہ صلے میں اللہ نے بالاج کو فرشتے کی طرح میری زندگی کی سب مشکلات دور کرنے بھیجا۔۔ بالاج کہ ذکر پہ اُسکے چہرے پہ پھیلتے رنگ اس پل بہت مسحور کن تھے۔۔

میں پہلے بھی بالاج کی طرف سے بہت مطمئن تھا بیٹا اور اب تمھارے کہنے کہ بعد کچھ اور بھی ہو گیا ہوں۔۔

اور آگے کا کیا پلان ہے۔۔

مراد انکل گلگت آنے کا بول رہے تھے شاید ایگزامز کہ بعد ہم جائیں۔۔

ہاں یہ اچھا ہے ایسے تم بالاج سے وابستہ سب لوگوں سے مل لو گی۔۔

ہمم۔۔کہتے وہ سر جُھکا گئی تھی۔۔

(جب وہ یہ رشتہ چلانا ہی نہیں چاہتی تھی تو پھر کیسی وابستگیاں۔۔پر بالاج کہ ساتھ رہتے اُس سے انسپائر ہوتے وہ اُسکی جانب کھچنے لگی تھی اور خود پہ پہرے بٹھاتے تھکنے بھی..)

****

یہ ایک پارٹی کا منظر تھا۔۔

ہر طرف بجتا بے ہنگم میوزک ایک کارنر پہ کھڑے کچھ ڈانس کرتے کپلز اور جام شباب کی چلتی محفل۔۔

زاویار یہاں آ تو گیا تھا پر یہ جگہ اُسکے مطلب کی نہیں تھی سو سافٹ ڈرنک کا گلاس ہاتھ میں تھامے وہ ارد گرد کھڑے بے فکری میں ڈوبے لوگوں کا جائزہ لینے لگا۔۔

اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو دیکھتے اُسکی نظر ایک جگہ رُکی تھی۔۔

وہاں سامنے کاوچ پہ کوئی دو لڑکے ں بیٹھے تھے جن کی پُشت زاویار کی طرف تھی۔۔

اُن میں سے ایک لڑکے نے اپنا بازو دوسرے کہ کندھے پہ پھیلایا ہوا تھا۔۔

پر اُس کندھے پہ پڑا وہ ہاتھ اور اُسکا وہ ٹیٹو۔۔

یہ کہاں دیکھا ہے میں نے۔۔

اُس ہاتھ پہ نظریں جمائے اُٹھتا ہوا وہ تھوڑا قریب ہوا تھا۔۔

بچھو کہ ٹیٹو والا وہ ہاتھ آخر کہاں دیکھا تھا۔۔

اُس ٹیٹو پہ نگاہیں جمائے وہ اُسے گھور رہا تھا وہ نشان کافی بدنما سا تھا جو ہاتھ کی جلی ہوئی جلد کو چھپانے کہ لئیے بنایا گیا تھا اور اُس پہ کُھدا لفظ جو بہت غور کرنے پہ دیکھائی دیتا تھا۔۔

یہ لفظ تو میں نے۔۔

میں نے اُس رات دیکھا تھا۔۔

ٹیٹو کہ یاد آتے ہی وہ پریشان ہوتا اب تھوڑا سا گھوم کہ آگے آیا تھا تا کہ شکل دیکھ سکے پر اُس ٹیٹو والے کو تو نہیں پر اُسکے ساتھ بیٹھے بالاج کو دیکھتے زاویار کا ماتھا ٹھنکا تھا۔۔

بالاج۔۔۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یارو آج رات۔۔

کہیں گے دل کی بات۔۔

کہ سر پہ چڑھ جائیگی۔۔

ایسے ناٌچتاااارررر۔۔۔"

جلتی بجھتی ڈیسکو لائٹس اور بے ہنگم کانوں کو پھاڑ دینے والا بجتا میوزک ٹکراتے جام اُڑتا دھواں۔۔

یہ اسلام آباد کہ ایک ایلیٹ کلاس کہ علاقے میں سجی پارٹی تھی جس میں بالاج اسد درید اور سفیر کہ ساتھ وہاں موجود تھا۔۔

آخر کار اتنے دونوں بعد تو بھابھی کہ پلو سے نکل ہی آیا ہاہاہا۔۔

وہ سب جب سے بالاج سے ملے تھے اُسے اسی قسم کہ طعنے دے رہے تھے کہ وہ جورو کا غلام ہو گیا ہے۔۔

بیوی کہ کنٹرول میں آگیا ہے اور اسی طرح کی اور باتیں۔۔

بالاج جو نوریہ کی باتوں سے بد دل ہوتا اپنا دھیان بٹانے اپنے صُبح ہونے والے پیپر کی

پرواہ کیئے بغیر یہاں موجود تھا اب اُن سب کہ منہ سے بار بار نوریہ کہ ذکر پر اُکتانے لگا تھا۔۔

ان سب باتوں سے انجان کہ دور کھڑا زاویار اُن پہ ہی نظریں جمائے ہوا تھا۔۔

زاویار کا جی تو چاہ رہا تھا کہ وہاں جائے اور بالاج سے وہ سوال کرے جو اُسکے ذہن میں مچل رہے تھے۔۔

پر بار باراُسکی ازلی بزدلی آڑے آ رہی تھی۔۔

وہ خطرناک لوگ تھے اُوپر سے چار اور میں اکیلا۔۔

پر شاید ویسا نا ہو جیسے میں سوچ رہا ہوں مجھے نوریہ سے بات کرنی چاہیے پہلے اس معاملے میں۔۔۔

دل میں ٹھانتے وہ خاموشی سے وہاں سے کھسک آیا۔۔

چل اب تو تو ہو گیا ہے شادی شدہ ڈرنک نا صحیح یہ ہی لے لے بالاج کو سفیر نے شیشہ تھمایا تھا۔۔

جسے تھامتے وہ منہ سے لگائے لچھوں کی مانند دھواں منہ سے نکالنے لگا پر وہ دھواں جو

عکس بنا رہا تھا وہ عکس بھی نوریہ کا تھا۔۔

وہ دل ودماغ پر چھا گئی ہے اور اب مجھے کہیں کا رہنے نہیں دے گی اُف صوفے کی بیک سے ٹیک لگاتے وہ دھوئیں کہ مرغولے بناتا الگ ہی دُنیا میں پُہنچ گیا تھا۔۔

****

رات کہ بارہ بجے زاویار کی واپسی ہوئی تھی وہ کبھی بنا کسی کام کہ اتنی دیر تک گھر سے باہر رہنے والا نہیں تھا پر آج وہ اپنی روٹین سے ہٹ کر کچھ کر کہ آیا تھا۔۔

پہلے جو ذہن صرف زویا کی وجہ سے اُلجھا ہوا تھا اب اُس اُلجھن میں اضافہ ہوا تھا زویا کہ ساتھ ساتھ بالاج کی ذات بھی اب مختلف سوچوں میں اُسے ڈالے ہوئے تھی۔۔

گاڑی پورچ میں اندر لاتے ہی گھر کی مُلازمہ جو گاڑی کی آواز پہ بھاگتی ہوئی آئی تھی زاویار سے کہنے لگی۔۔

چھوٹے صاحب آپ نے اتنی دیر کردی عاشی بی کب سے آپکا انتظار کر رہی ہیں۔۔

اور بابا۔۔

بابا گھر پہ ہیں کیا؟؟

نہیں جی اُنکا فون آیا تھا ہسپتال سے وہ تو کب کہ چلے گئے ہیں۔۔

اور زویا وہ گھر پہ ہے کیا؟؟؟

جی صاحب جی کمرے میں ہیں اپنے وہ تو۔۔

ٹھیک ہے میں ماما کہ پاس جارہا ہوں تم نیچے والا گیسٹ روم صحیح کر دو۔۔

ملازمہ سے ساری انفارمیشن لیتے اور اپنی بات کہتے وہ ماما کہ کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زاویار۔۔

کہاں تھے بیٹا تم صُبح سے غائب ہو کتنی پریشان ہو رہی تھی میں کچھ احساس ہے تمہیں؟؟

سوری ماما بس اتنا اُلجھا ہوا تھا کہ کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔۔

ادھر آؤ بیٹا بیٹھو ادھر بیڈ پہ اپنے ساتھ بٹھاتے وہ اُسکے ماتھے پہ آئے بال پیچھے کرنے لگیں۔۔

تم خواہ مخواہ ٹینشن لے رہے ہو ہو سکتا ہے کہ یہ سب وہم ہو تمھارا؟؟

ماما آپ بھی۔۔

آپ بھی مجھے ہی غلط سمجھ رہی ہیں۔۔

دیکھو بیٹا اس میں پریشان ہونے والی بات کیا ہے اس سب میں تم سچے ہو یا زویا یہ تو بہت آسانی سے پتہ چل سکتا ہے۔۔

میں صُبح ہی ہاسپٹل ساتھ لے جاونگی زویا کو اور سب کلئیر ہو جائیگا الٹرا ساؤنڈ کہ تھرو کہ پریگنینسی کب کی ہے سو تم خود کو مت تھکاو۔۔

اور اگر میں سچا ہوا تو تب۔۔تب کیا ہو گا کتنی بدنامی ہو گی میری پہلے نوریہ اور اب۔۔اب یہ زویا میرے ساتھ ہی ہر بار ایسا کیوں ہوتا ہے؟؟

ایسا کیا کر دیا ہے میں نے جو بار بار ایک ہی چیز گھوم پھر کہ میرے سامنے آجاتی ہے۔۔

عاشی کی گود میں سر دھرے لہجے میں تھکاوٹ سموئے وہ کافی پریشان تھا۔۔

سب ٹھیک ہو جائیگا زاویار تم ایسا مت سوچو۔۔

ماما کہیں۔۔

کہیں نوریہ کی بدُعا تو نہیں لگ گئی مجھے۔۔

نہیں بیٹا وہ کبھی بدُعا نہیں دے سکتی تمہیں۔۔

ہاں بالکل وہ تو بہت محبت کرتی ہے مجھ سے بھلا مجھے کیسے بدُعا دے سکتی ہے ہے ناماما؟؟

شادی ہو گئی ہے اُسکی اور اب تمہیں ایسا بولنا زیب نہیں دیتا جاو زاویار سو جاو جا کر۔۔

پر ماما۔۔

کہا نا جاو۔۔

آپ تو میری ماں ہیں ہی نہیں وہ اُن پہ غُصہ ہوتا باہر نکل گیا۔۔۔

****

یہ منظر ایک کمرہ امتحان کا ہے جہاں ساڑھے دس بجے پیپر شروع ہوا ہے۔۔

تھرڈ رو میں پانچویں نمبر پہ بیٹھا ایک نفوس سر جُھکائے کاغذ پہ تیزی سے قلم گھسیٹتے

ناجانے کس جلدی میں ہے جو بنا دائیں بائیں دیکھے بس لکھے ہی جا رہا ہے۔۔

پر جو نہی ہال میں لگے گھڑیال نے بارہ بجائے وہ اپنی چیزیں سمیٹتے امتحانی کاپی اُلٹی کر کہ

وہیں چھوڑتے تیزی سے اُٹھتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔

وہ دیکھنے میں بہت جلدی میں لگ رہا تھا جیسے۔۔ جیسے کہیں پُہنچنے کی بہت جلدی ہو۔۔

اپنی کار میں بیٹھتے وہ تیزی سے گاڑی وہاں سے نکالتا رحمان میڈیکل کی سمت دوڑانے لگا۔۔

****

صُبح کہ بارہ بج رہے تھے۔۔

باہر نکلی دھوپ کافی تیز تھی۔۔

جاتی سردیاں اپنے ساتھ اپنے سب آثار سمیٹتے جانے کو تیار تھیں۔۔

ایسے میں بے دلی سے تیار ہوتی نوریہ ہاسپٹل جانے کو گھر سے نکل رہی تھی۔۔

پوری رات ناجانے کیوں بار بار آنکھ کُھلتی رہی تھی صحیح سے ناسو سکنے کہ باعث آنکھیں ہلکی سوجی ہوئی تھیں اور سر الگ بھاری ہو رہا تھا۔۔

وہ چیک آپ کہ لیئے جا تو رہی تھی پر اپنی میڈیکل فائل اُسکے پاس نہیں تھی اور وہ کہاں تھی یہ بالاج کو ہی پتہ تھا۔۔

اپنی چیزیں سنبھالنے میں وہ کافی لاپرواہ تھی اور وہ ہی ہر چیز احتیاط سے سنبھال کر رکھتا تھا۔۔

خیر ہے تائی امی کہ پاس میرا سب ڈیٹا سیو ہو گا اب کیا وہاں جاوں فائل ڈھونڈوں۔۔

پر وہ ان ہے ٹیسٹ کی رپورٹ؟؟

وہ خود سے ہی کہتی ڈرائیور کہ ساتھ ہاسپٹل آ پہُنچی تھی۔۔

ہاسپٹل میں سب اُسے جانتے تھے کہ وہ آذر رحمان کی بیٹی ہے سو وہ اینٹر ہوتی لفٹ کہ بجائے سیڑھیوں سے اوپر جانے لگی جہاں سیکینڈ فلور پہ عاشی کا روم تھا۔۔

اگر بالاج ساتھ ہوتا تو وہ کبھی سیڑھیاں نا چڑھنے دیتا بالاج کہ یاد آنے پہ وہ بے بسی سے سر جھٹکتی اپنی ہی دُھن میں سیڑھیاں چڑھتی اُوپر آ پہُنچی۔۔

اور جیسے ہی ایک سائیڈ سے مڑتی آگے آئی وہاں ویٹنگ ایریا میں بیٹھے بالاج کو دیکھتے اُسے ایک حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔

جبکہ نوریہ کو آتے دیکھ وہ تیزی سے اُسکے پاس آیا۔۔

وہ جانتا تھا وہ لفٹ سے نہیں آئی کیونکہ اگر لفٹ سے آتی تو بائیں جانب سے اینٹر

ہوتی۔۔

پر اُس دن کی سُنائی باتیں اُسے یاد تھیں سو بنا کچھ کہے وہ کہنے لگا۔۔

اس طرف آو۔۔

وہ ساتھ بنے روم میں لیئے اُسے اینٹر ہوا جہاں اُسکا بلڈ پریشر اور ویٹ چیک ہونا تھا۔۔

نوریہ ویٹ مشین پہ کھڑی ہوتی سامنے چیئر پہ بیٹھ چکی تھی جبکہ وہ اپنے ہاتھ میں تھامی فائل اُس نرس کو دیتے نوریہ سے بیگ لیتا ساتھ ہی آ کھڑا ہوا۔۔

بلڈ پریشر لو ہے آپکا تھوڑا سا۔۔

نرس کی بات پہ بالاج نے نوریہ کو گھورا تھا پر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔

وائیٹ کلر کی شارٹ شرٹ جس پہ ملٹی کلر کا کام تھا اور پلازو کہ ساتھ چُنری کا ڈوپٹہ گلے میں مفلر کی طرح لپیٹے وہ تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔۔

وہ دونوں اب اُس کمرے سے نکل آئے تھے اور اب اُنہیں ڈاکٹر عائش معراج کہ کمرے میں جانا تھا پر ابھی اُن سے پہلے کی پیشنٹ باہر نہیں آئی تھی۔۔

نوریہ کو وہاں بیٹھنے کا کہتے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔۔

نوریہ جو اپنے سے بھی پہلے بالاج کو یہاں دیکھ کر خوش ہوئی تھی اب اُسکے جانے پر پھر سے منہ لٹکائے ارد گرد دیکھنے لگی۔۔

(اُس دن خود ہی تو کہا تھا کہ زیادہ باپ نا بنے تو اب کیسا شکوہ۔۔)

اُسکے سامنے ہی ایک اور کپل بیٹھا تھا جن کہ چہرے سے چھلکتی خوشی اس بات کی گواہ تھی کہ وہ اپنے اس ننھے مہمان کی آمد پر کتنا خوش تھے۔۔

اور یہ۔۔ یہ جو نوریہ کی کوکھ میں پل رہا تھا وہ کیا تھا ایک گناہ اور جسے اس دنیا میں لانے کا باعث بننے والا اس سب سے انجان تھا اور نا جانے وہ تھا کون۔۔ کیسا دکھتا تھا۔۔

اور کیا جسے اس دنیا میں لانے کہ لیئے نوریہ نے اتنا بڑا قدم اُٹھایا تھا کیا وہ خوش تھی؟؟

کیا وہ اُسے ویسی ہی محبت دے پائے گی جیسی ایک ماں کرتی ہے؟؟

نوریہ۔۔

نوریہ۔۔

ہاں۔۔ ہاں کیا ہوا؟؟

کہاں کھوئی ہوئی ہو یہ لو وہ اُسکے سامنے جوس اور بسکٹس بڑھا رہا تھا وہ تو سمجھی تھی کہ وہ

چلا گیا ہے پر نہیں وہ یہیں تھا۔۔

بھلا کوئی اتنا اچھا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک۔۔ایک بے نام بچے کو اپنا نام دے اور تو اور اتنی پرواکرے وہ بالاج کہ ہاتھوں کو دیکھتے سوچوں میں ڈوب گئی تھی۔۔

نوریہ تم ٹھیک ہو جوس کی بوتل کھول کہ دیتے وہ پوچھنے لگا۔۔

ہمم۔۔ٹھ۔۔ٹھیک ہوں میں۔۔

یہ پی لو بس ہماری باری آنے ہی والی ہے۔۔

وہ جوس کی بوتل منہ سے لگائے اُس مادے کو حلق سے نیچے اُتارنے لگی جب کہ نوریہ کو فکر مندی سے دیکھتے وہ بسکٹ کا پیکٹ کھول رہا تھا۔۔

کچھ تو تھا ایسا جو اُسے تنگ کر رہا تھا اور وہ بات کیا تھی اُسکا کھوج بالاج کو لگانا تھا۔۔

****

کیسے ہو بالاج اور نوریہ اُن دونوں کو ایک ساتھ آتا دیکھ وہ خوش ہوتی پوچھنے لگیں۔۔

(صُبح زویا اپنی کزن کی منگنی کا بہانہ بناتی اُنکے ساتھ آنے سے انکار کر گئی تھی۔۔)

نوریہ کا بلڈ پریشر تھوڑا لو ہے کیا یہ نارمل بات ہے؟؟

بالاج نے بیٹھتے ہی جھٹ سے پوچھا۔

جبکہ بالاج کی اتنی فکر مندی دیکھانے پہ وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگیں۔۔

ہاں بالکل ذرا سا لو ہے اینڈ اِٹس اوکے۔۔

وہ نوریہ کی فائل کھولے اُسکے نئے کروائے گئے ٹیسٹس کی رپورٹ دیکھنے لگیں۔۔

سب کچھ بالکل نارمل ہے نوریہ کوئی ٹینشن والی بات نہیں ہے۔۔

پھر بھی کوئی ایسی احتیاط جو ہمیں کرنی چاہیے کھانے پینے میں یا کچھ بھی اور؟؟

دیکھو بالاج احتیاط تب بتاتے ہیں جب کوئی مسئلہ ہو یہ پریگننٹ ہے بیمار نہیں اور اللہ کا شُکر ہے کہ سب ٹھیک ہے۔۔

چلو نوریہ الٹرا ساؤنڈ کر لوں تمھارا۔۔

نوریہ جو سر جُھکائے اُن دونوں کو بولتا سُن رہی تھی تائی امی کہ کہنے پہ اُٹھتی ہوئی ساتھ والے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

میں بھی آجاوں آنٹی۔۔

بالاج کہ کہنے پہ وہ مسکراتی ہوئیں اُسے آنے کا کہتیں اندر بڑھ گئیں۔۔

ایوری تھنگ از فائن۔۔

کیا تم ہارٹ بیٹ سُننا چاہو گی؟؟

نوریہ جو بالاج کہ اندر آنے پہ خفت کا شکار تھی ایک دم سے اُونچی آواز پہ دھڑکتی دھڑکنوں کو سُنتے اُسکا دل سکڑا تھا اور پھر آنسو بہنے لگے تھے۔۔

ساتھ کھڑا بالاج بھی ایک الگ ہی زون میں چلا گیا تھا وہ دونوں ہی اس وقت اپنی کیفیت ں بیان کرنے سے قاصر تھے۔۔

کیا کچھ نہیں سہا تھا نوریہ نے ایک اس دھڑکن کہ چلتے رہنے کہ لیئے اور وہ جو کچھ دیر قبل اس شش و پنج میں تھی کہ وہ محبت دے پائے گی یا نہیں اب ایک دھڑکن پہ اُسکے خود کا دھڑکتا دل گواہی دے رہا تھا۔۔

کہ تمھارے دل میں اس کہ لیئے بے حد محبت ہے۔۔

****

ہاسپٹل سے نکلتے وہ نوریہ کو لیتے آگے بڑھا تھا نوریہ بالاج کہ ساتھ گھر جانا چاہتی تھی پر یہ بات خود سے نہیں کہہ پا رہی تھی پر بالاج کہ اپنے ساتھ چلنے پر وہ یہی سمجھی تھی کہ وہ اُسے اپنی کار کی جانب لے جا رہا ہے۔۔

پر جب بالاج نے نوریہ کی ہی گاڑی کا دروازہ اُسکے لئیے کھولا وہ حیران ہوتی غُصہ سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

گاڑی چل پڑی تھی اور وہ پیچھے رہ گیا تھا۔۔

مجھے تو تمھارے ساتھ جانا تھا بالاج پر۔۔پر شاید تم مجھے لے جانا ہی نہیں چاہتے۔۔

ہاں بالکل ایسا ہی ہے جا رہا ہو گا کسی گرل فرینڈ سے ملنے یہ خیال ذہن میں اُبھرتے اور غُصہ آنے لگا تھا۔۔

پر نہیں میں بیوی ہوں تمھاری اور جب تک ہوں تم۔۔ تم کہیں نہیں جا سکتے سمجھے۔۔

اپنے ہی دل میں سوچتے وہ ڈرائیور سے کہنے لگی۔۔

انکل آپ میرے گھر لے چلیں مجھے۔۔

اگر یہ لفظ میرے گھر بالاج سُن لیتا تو بہت خوش ہوتا۔۔۔

****

نوریہ ہاسپٹل سے سیدھا بالاج کہ گھر آئ تھی پر بالاج گھر واپس نہیں آیا تھا۔۔

ناجانے وہ ہاسپٹل سے کہاں چلا گیا تھا۔۔

نوریہ تب سے بالاج کی منتظر تھی وہ اپنی یہاں موجودگی پہ بالاج کہ تاثرات دیکھنا چاہتی تھی پر وہ یہاں ہوتا تو نا۔۔

بھابھی میرے بچے کوارٹر میں اکیلے ہونگے جی اگر آپکو کوئ کام نا ہو تو میں چلی جاوں؟؟

نوریہ جو لاونج میں بیٹھی ٹیلی ویژن کی سکرین پہ نظریں جمائے بالاج کو سوچنے میں مصروف تھی ملازمہ کی آواز پہ چونکی۔۔۔

ہاں تم جاو مجھے کوئ کام نہیں ہے۔۔

ملازمہ کہ وہاں سے نکلتے وہ بھی سستی سے قدم اُٹھاتی کمرے کی جانب بڑھ گئ۔۔

پتہ نہیں اور کتنا انتظار کرنا ہوگا؟؟

واشروم میں چہرہ دھوتے اور آنکھوں کو کھول کھول کہ اُس میں پانی ڈالتی وہ اپنی نیند بھگا رہی تھی۔۔

اُسے جاگنا تھا انتظار کرنا تھا بالاج کا۔۔

گیلے چہرے کو ٹشو سے تھپتھپاتے وہ جونہی بیڈ کی جانب بڑھی ایکدم سے لائٹ چلی گئی۔۔

یہ کیا اُف اتنا اندھیرا۔۔

خیر ہے نوریہ ابھی۔۔ابھی جنریٹر آن ہو جائیگا۔۔

روشنی ہو جائیگی ڈرے سہمے وہ بیڈ پہ بیٹھی خود کو یقین دلانے لگی۔۔

پر چوکیدار جس نے جنریٹر چلانا تھا وہ تو گیٹ کہ پاس پڑا خراٹے لے رہا تھا۔۔

یہ جنریٹر آن کیوں نہیں ہوا ابھی تک میں کیا کروں کتنا اندھیرا ہے۔۔

میرا فون۔۔

فون کہاں ہے میرا۔۔

اوہ شٹ وہ تو لاونج میں چارجنگ پہ لگایا تھا میں نے۔۔

ہائے اللہ جی پلیز لائٹ آجائے آنکھیں موندھے اونچا اونچا بولتی وہ دعا کر رہی تھی۔۔

پر اچانک سے اُسے لگا جیسے۔۔ جیسے کوئی بالکنی کہ دروازے کو کھٹکارہا ہو۔۔

اُس کھٹکے کی آواز پہ رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئ تھی۔۔

پہلے جو اپنی جگہ سے ہلنے کی روادار نہیں تھی اب اندھیرے میں دونوں ہاتھ سامنے کیئیے کسی نابینا کی طرح راستہ ٹٹولتی وہ دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔۔

باہر کوئ گاڑی گزری تھی شاید جس کی لائٹس سے کمرہ کچھ پل کو روشن ہوا تھا۔۔

سامنے دروازہ دیکھتے وہ فوراً سے کھولتی باہر بھاگی۔۔

باہر کا منظر تو اور خوفناک تھا۔۔

اتنااا۔۔اندھیرا۔۔

اب ناجانے سیڑھیاں کہاں تھیں۔۔

وہ ہلکے ہلکے قدم اُٹھاتی ڈرتے ہوئے آگے بڑھنے لگی پر سیڑھیوں کہ پاس رکھے بڑے سے گملے سے ٹکراتے اُسکا پیر رپٹا تھا۔۔

****

بالاج جو کافی دیر سے گھر پہنچا تھا ویسے بھی نوریہ کے نا ہونے سے یہ گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔۔

تبھی اس تنہائی سے بچنے کو وہ دیر سے لوٹا تھا پر جو نہی گیٹ تک آیا پورا گھر تاریکی میں ڈوبا ہوا ملا۔۔

لائٹ گئی ہوئی ہے تو جنریٹر کیوں نہیں چلایا؟؟

صاحب وہ آنکھ لگ گئی تھی۔۔

ہاں تمہیں تو سونے کے پیسے دیتا ہوں میں شکر ہے نوریہ گھر پہ نہیں ہے ورنہ یہ لاپرواہی مہنگی پڑھتی تمہیں اپنے فون کا ٹارچ آن کرتے بالاج نے چوکیدار سے کہا۔۔

پ۔۔پر۔۔صاحب بی بی جی تو اندر ہی ہیں۔۔

کیاا۔۔۔نوریہ کی آمد کا سُنتے وہ تیزی سے اندر بھاگا تھا۔۔۔

****

"دل تجھے دھڑکتے ہوئے۔۔

میں نے سُنا ہے پہلی بار۔۔

سنسنی عجب ہے کہی۔۔

یہ کیا ہوا ہے پہلی بار۔۔"

اس سے پہلے کہ نوریہ سیڑھیوں سے گرتی ہوئی نیچے پُہنچتی سامنے سے آتے بالاج نے اُسے تھاما تھا نوریہ جو آنکھیں میچے چیخ رہی تھی اچانک سے یوں تھام لیئے جانے پہ بالاج سے لپٹتے رونے لگی ایں۔۔۔۔

"تو آسمان پہ یونہی اُڑتا جائے۔۔

تجھ کو زمین پہ کیسے کوئی لائے۔۔

اے دل بتا رے ڈھونڈتا ہے کیا رے۔۔

تھم جا ذرا ہاتھوں سے نا جا۔۔

وہ یونہی بالاج سے لپٹے رونے میں مصروف تھی کہ یکدم ہی لائٹ آ گئی اور ہر شے روشنی میں نہا گئی۔۔

تم۔۔ تم کہاں چلے گ ئے تھے مجھے کتنا۔۔ ڈر لگ رہا تھا وہ بالاج سے لپٹے روتے ہوئے اُس سے شکوہ کر رہی تھی۔۔

"تھم جا ذرا۔۔

ہاتھوں سے نا جا۔۔

تو جو چلا رے۔۔

راستہ نیا رے۔۔

کھویا جو تو ہو گا میرا کیا۔۔

اور وہ کسی قیمتی شے کی طرح اُسے تھامے کھڑے اپنے لب اُسکے بالوں میں رکھ گیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہاں تھے تم۔۔

ہاں کہاں تھے؟؟

وہ جو پہلے اُسے چھوڑنے کو تیار نہیں تھے ایک دم سے پیچھے دھکیلتے اُس سے پوچھنے لگی۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا تم گھر پر ہو ایک کال کر دیتی میں فوراً آ جاتا۔۔

"نا رہے آدھی ادھوری۔۔

مانا کہ ہے ضروری۔۔

زندگی میں کوئی آئے۔۔

پیار میں کافر ہو جائے۔۔

دل تو بے گھر ہو جائے۔۔

عشق آئے در دلائے۔۔

نہیں آتے تم میرے بُلانے پہ بھی۔۔

اور کیسے آتے ہو گے اپنی کسی گرل فرینڈ کہ ساتھ وہاں بدگمانی کہ بادل چھائے تھے جن کا چھٹنا ضروری تھا۔۔

مانا کہ یہ شادی کانٹریکٹ ہے پر جب تک میں تمھاری بیوی ہوں تب تک تو خیال رکھو میرا۔۔

وہ بالاج پہ نظریں جمائے پہلی بار اُس کہ روبرو کھڑے شکایت کر رہی تھی اور وہ جو اُسکے خیال رکھنے پہ چڑتی تھی اب خود سے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کر رہی تھی۔۔

"ہونٹوں پہ آئے نا۔۔

کیسے کریں بیاں۔۔

حال دل یہاں۔۔

وہ پاس آکر ایسے مڑتا جائے۔۔

جیسے برسے بنا بادل ترسائے۔۔

اوکے نوریہ۔۔

NEW ERA MAGAZINE

ریلیکس میرے ساتھ اندر چلو غُصے سے ہانپتی نوریہ کو ساتھ لگائے وہ چلتا ہوا گلاس میں پانی ڈالتے اُسے اندر کمرے میں لے آیا تھا۔۔

کاوچ پہ نوریہ کو بٹھاتے اور اُسے پانی تھماتے وہ پیروں کہ بل اُسکے سامنے موجود تھا۔۔

وہ جو اُسکے لمس تک سے گھبراتی تھی اب بھی بالاج کا ہاتھ ایک ہاتھ سے تھامے ہوئے تھی کہ کہیں وہ چلا نا جائے اُس سے دور نا ہو جائے۔۔

"اے دل بتا رے۔۔

ڈھونڈتا ہے کیا رے۔۔

تھم جا ذرا۔۔

ہاتھوں سے نا جا۔۔

تو جو چلا رے راستہ نیا رے۔۔

کھویا جو تو ہو گا میرا کیا...

نوریہ سے پانی کا گلاس لیکر سائیڈ پہ رکھتے وہ پوچھنے لگا۔۔

اگر واپس آنا ہی تھا تو میرے ساتھ کیوں نہیں آئی اُس وقت؟؟ ایک ہاتھ نوریہ کہ ہاتھ میں تھمائے دوسرے سے وہ اُسکے آنسو پونچھ رہا تھا۔۔

می۔۔میں انتظار کر رہی تھی کہ تم کہو گے پر تم نے مجھے۔۔چلنے کا کہا ہی نہیں۔۔

تو یہ بھی پھر میری غلطی ہے؟؟

ہاں تمھاری غلطی ہے اور تم ایسا کیوں کہتے بھلا ویسے بھی میری وجہ سے تمہیں گھر پہ رُکنا پڑتا ہے اور مجھے پڑھانا بھی پڑتا ہے۔۔

تم نے تو شُکر کیا ہو گا میرے جانے پہ وہ ناک سکیڑتے اُس سے کہہ رہی تھی۔۔

"ہو بھی جائے کوئی راضی۔۔

جو کھیلے پیار کی بازی۔۔

جیت کہ بھی ہار جائے۔۔

کھیل ہے یہ دیوانوں کا۔۔

بیچارے نادانوں کا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

تم کیا جانو تمھارے نا ہونے سے یہ گھر کتنا سونا تھا اور تمھاری کمی کتنی محسوس ہو رہی تھی مجھے۔۔

) بالاج آنکھوں میں پیار کا جہاں سمائے بول رہا تھا جبکہ وہ اپنے کانوں میں رس گھولتے الفاظ پہ شرمیلی سی مسکان لبوں پہ سجائے ایک ہاتھ میں اُسکا ہاتھ تھامے دوسرے ہاتھ کی اُنگلی اُسکے ہاتھوں کہ لائٹ براؤن بالوں میں گھُما رہی تھی(

اور میں سچ میں کسی لڑکی کہ ساتھ نہیں تھا تمھارے سوا دنیا کی ہر لڑکی میری بہن ہے قسم سے۔۔

سچ بول رہے ہو؟؟

بالکل سچ۔۔

وہ ہر بات بول چُکا تھا سوائے اُس ایک بات کہ جو وہ خود کہنا چاہتی تھی پر سُننا اُسے بالاج سے تھا۔۔

"کون ایسی راہ جائے۔۔

ناجا خیالوں میں۔۔

اُلجھے سوالوں میں۔۔

یوں نا دل لگا۔۔۔۔

نوریہ۔۔

ہمم۔۔۔

جو کچھ ہوا سب بھول جاو ہم نئی زندگی شروع کرتے ہیں ایک دوسرے کہ ساتھ سب کچھ بُھلا کہ آگے بڑھتے ہیں۔۔

نوریہ۔۔جو ہو گیا اُسے ایسے ہی ہونا تھا ہمیں یونہی ملنا تھا یہی قسمت کا لکھا تھا۔۔

میں تمھارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اپنی زندگی تمھارے ساتھ بتانا چاہتا ہوں۔۔

یقین مانو اپنی جان سے بڑھ کر حفاظت کرونگا تمھاری کوئی آنچ نہیں آنے دونگا تم یہ پلیز ایک بار بھروسہ کر کے دیکھو مجھ پہ وہ نوریہ کہ دونوں ہاتھ تھامے منت کر رہا تھا۔۔

اور وہی سب کچھ بول رہا تھا جو وہ سُننا چاہتی تھی۔۔

بالاج کی آنکھوں میں دیکھتے اپنے دل تک سکون محسوس کرتی وہ سر جُھکا گئی تھی۔۔

بالاج کہ دل کی اچھائی اور محبت جو کب سے اُسکے دل کہ دروازے پہ دستک دے رہی تھی اور جسے کھولنے سے اور اُس محبت کو تسلیم کرنے سے وہ ڈر رہی تھی اپنے دل کہ ہاتھوں وہ مجبور ہوتی دروازہ کھول گئی تھی۔۔

"کیسا نشہ ہے یہ جو چڑھتا جائے۔۔

یہ بے خودی کا عالم بڑھتا جائے۔۔

اے دل بتا رے۔۔

ڈھونڈتا ہے کیا رے۔۔

تھم جا ذرا ہاتھوں سے نا جا۔۔

تو جو چلا رے راستہ نیارے۔۔

کھویا جو تو ہو گا میرا کیا۔۔

یہ اتنے دنوں میں آج پہلی

بار تھا کہ اُنکے بیچ رکھے کُشنز کی دیوار ہٹ گئ تھی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو قبول کرتے زندگی کو ایک موقع اور دیتے ایک دوسرے کہ ساتھ تھے اور بہت پاس تھے۔۔

اور سب سے بڑھ کر اپنے کیئے گئے فیصلے پہ مطمئن بھی۔۔۔

****

(ایک ہفتے بعد)۔۔

آج نوریہ کا لاسٹ پیپر تھا بالاج کہ ایگزامز بھی ختم ہو چکے تھے۔۔

نوریہ عموماً تو اپنی فرینڈز کہ ساتھ ہی بیٹھ کر بالاج کا ویٹ کرتی تھی پر آج وہ سب

ناجانے کیا کچھ پیپر پہ لکھے ہی جارہی تھیں کہ باہر آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔۔

سو وہ فارغ بیٹھی کانوں میں ائیر پوڈز ڈالے ہنستے مسکراتے چہروں کو دیکھتی ہوئی وہاں موجود تھی بالاج اور اُسکے بیچ سب بہترین تھا اتنا بہترین کہ یہ سب ایک خواب سا لگتا تھا۔۔

اہمم۔۔۔

اپنے قریب بیٹھتے شخص کو دیکھتے نوریہ نے ائیر پوڈز نکالے تھے۔۔

کیسی ہو نوریہ؟؟

میں جیسی بھی ہوں تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا زاویار۔۔

میرا یہاں آنا بہت ضروری تھا نوریہ بہت دنوں سے ایک بات کرنا چاہ رہا تھا میں تم سے ۔۔

نوریہ کہ ساتھ بیٹھے وائیٹ کاٹن کی شرٹ اور بلیو جینز پہنے ہمیشہ کی طرح بال جیل بیک کیئے وہ پہلے والا ہی زاویار تھا پر نوریہ کا زاویار نہیں۔۔

ایک بات بتاو نوریہ تم کبھی کبھی بالاج کہ رویئے پہ اُلجھتی نہیں ہو؟؟

کیامطلب ؟؟تم صاف صاف کہو کہنا کیا چاہتے ہو؟؟

بالاج جیسا شخص جواتنا پرفیکٹ ہو ہر لحاظ سے لُکس سے لیکر بینک بیلنس تک سب بہترین۔۔

ایسا شخص سب جانتے بوجھتے بھلا نوریہ جیسی لڑکی سے شادی کیوں کریگا؟؟

اپنی تذلیل پہ دل کرلایا تھا پر بالاج کہ دیئے گ ئے مان پہ سر وہ اُٹھائے کہنے لگی۔۔

بالاج محبت کرتا ہے مجھ سے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاہاہا۔۔۔ محبت محبت تو میں بھی کرتا تھا پر اتنی غلاظت میں لپٹی محبت کوئی قبول نہیں کرتا نوریہ۔۔

زاویار کی بات پہ وہ پانی پانی ہوئی تھی تم میری توہین نہیں کر سکتے زاویار۔۔

میں کر بھی نہیں رہا حقیقت دیکھا رہا ہوں جس سے تم آنکھیں پھیرے ہوئے ہو۔۔

زاویار پلیز جاو یہاں سے بالاج آنے والا ہوگا اور ویسے بھی میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتی۔۔

پر میں بات کرنا چاہتا ہوں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آنکھیں کھولو اپنے ارد گرد پہ غور

کرو کیوں کر رہا ہے وہ تمھارا اور اس بچے کا اتنا خیال؟؟

آخر کیوں اپنایا اُس نے تمہیں اور اُسی کہ دوست کہ ہاتھ پہ وہ ٹیٹو کیوں ہے۔۔

ٹے۔۔ٹیٹو؟؟

****

زاویار پلیز جاو یہاں سے بالاج آنے والا ہو گا اور ویسے بھی میں تم سے بات کرنا نہیں

چاہتی رکھائی سے کہتے نوریہ نے منہ موڑا۔۔

پر میں بات کرنا چاہتا ہوں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آنکھیں کھولو اپنے ارد گرد پہ غور

کرو...

آخر کو کیوں کر رہا ہے وہ تمھارا اور اس بچے کا اتنا خیال؟؟

آخر کیوں اپنایا اُس نے تمہیں اور اُسی کہ دوست کہ ہاتھ پہ وہ ٹیٹو کیوں ہے۔۔

ٹے۔۔ٹیٹو؟؟

تم۔۔۔تم کس ٹیٹو کی بات کر رہے ہو حیرت سے پوچھتے اُس دن دیکھا گیا ٹیٹو پھر سے

نگاہوں کہ سامنے گھوم سا گیا تھا۔۔

بالاج کا ایک دوست ہے اُسکے ہاتھ پہ ہے وہ ٹیٹو تم نے۔۔ تم نے اُس رات دیکھا تھا کیا وہ جو لڑکے مجھے پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور اُن میں سے جس نے پستول میرے سر پہ تان رکھا تھا اُس لڑکے کہ ہاتھ پہ بچھو کا ٹیٹو تھا۔۔

ہاں میں نے۔۔۔ میں نے دیکھا تھا اُس رات کا ذکر آج بھی اُسکے پسینے چھڑوا دیتا تھا۔۔پر۔۔پر بالاج تو کہہ رہا تھا کہ اُسکے دوست نے کچھ دن قبل ہی وہ ٹیٹو بنوایا ہے۔۔

دیکھو نور یہ پتہ نہیں میں تمہیں سمجھا پارہا ہوں کہ نہیں پر پھر بھی تمہیں محتاط رہنا چاہیے یہ بالاج صحیح بندہ نہیں ہے کیا پتہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہو۔۔۔

اور تم۔۔ تم تو اپنے گناہگاروں تک پہنچنا چاہتی تھی نا تو یہ بالاج سے کیوں نہیں کہتیں اُس سے کہو کہ تم اپنے مجرموں سے بدلہ لینا چاہتی ہو اُن تک پہنچنا چاہتی ہو۔۔

ویسے بھی وہ بدمعاش ٹائپ بندہ ہے ایسے لوگوں کہ ہاتھ بہت لمبے ہوتے ہیں۔۔

زاویار کہ بالاج کو بدمعاش کہنے پہ وہ اُسے گھورنے لگی تھی۔۔

کہ تبھی بالاج کی وہاں آمد ہوئی۔۔

اوہ سالے صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔۔

****

زویا تم یہاں کیسے سب ٹھیک ہے نا؟؟

چہرے پہ کھنڈی زردی آنکھوں کہ گرد پڑے سیاہ حلقے گلا خراب اور شدید قسم کہ فلو سے دوچار زویا یہ سب مل کر زویا کو صدیوں کا بیمار دیکھا رہے تھے۔۔

نہیں ماہ نور کچھ ٹھیک نہیں ہے کچھ بھی نہیں نڈھال سے انداز میں سر پکڑے بیٹھے وہ کہنے لگی۔۔

ہوا کیا ہے تمہیں اور یہ کیا حال بنایا ہوا ہے اپنا۔۔

مجھے چیک کر لو ماہ نور۔۔۔میں۔۔میں بالکل بھی ٹھیک نہیں ہوں میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہے اپنی بات کہتے وہ سر پہ پڑی چادر ہٹاتے اپنی گردن اور اُسکے آس پاس کہ نشان دیکھانے لگی۔۔

یہ سب کیا ہوا ہے زویا فکر مندی سے کہتے وہ اُٹھتے ہوئے قریب آئی؟؟

مجھے نہیں پتہ کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے زاویار کی وجہ سے الگ پریشان ہوں وہ اس بچے کو اپنا ماننے پہ تیار ہی نہیں ہے اور اُوپر سے میری یہ حالت ذرا سا جسم پہ

کھجالو تو ایسے زخم بن جاتے ہیں اور جو رستے رہتے ہیں اپنی حالت بتاتے وہ رونے لگی تھی۔۔

ایسا سب تو نہیں ہوتا پریگنینسی میں پر تم پریشان مت ہو ہم کچھ ٹیسٹ کر لیتے ہیں سب کلئیر ہو جائیگا۔۔

کاغذ گھسیٹتے وہ کچھ لکھنے لگی تھی۔۔

ماہ نور ایک اور کام کر دو میرا؟؟

ہاں بولو۔۔

کسی طریقے سے میری ساس کو یہ یقین دلوا دو کہ میں تین نہیں ایک ماہ کی پریگننٹ ہوں۔۔

اور یہ میں کیسے کر سکتی ہوں؟؟ بھلا کوئی عام عورت تو ہے نہیں وہ ڈاکٹر ہیں وہ بھی گا ئنی کی۔۔

پھر بھی یار کچھ کرو تم ہی میری آخری اُمید ہو تم ہی سب کر سکتی ہو پلیز ماہ نور۔۔

بمشکل بولتے وہ منت کر رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے پر تمہیں بھی میری اتنی ساری فیورز کہ بدلے میں کچھ کرنا ہوگا۔۔

میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں پر مجھے اس مصیبت سے نکال لو۔۔

پہلے سُن تو لو۔۔

میں نے اسلام آباد کہ ایک سیکٹر میں اپنے کلینک کہ لیئے جگہ دیکھی ہے پر تمہیں تو پتہ ہے اسلام آباد کہ کرائے بہت مہنگے ہیں۔۔

اور مجھے بیانہ دینا ہے تم مجھے پچاس لاکھ روپے دے دو۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پپ۔۔پچاس لاکھ؟؟

تمھارے لیئے کونسا مشکل ہے اتنے تو تمھارے اکاونٹ میں بھی ہونگے زاویار نے حق مہر ادا کر جو دیا تھا۔۔

"خبیث میرے مہر پہ نظریں جمائے بیٹھی ہے۔۔"

اوکے میں کچھ کرتی ہوں ماہ نور پر تم میرا کام کردو پہلے۔۔

ٹھیک ہے پر اس سب سے پہلے یہ ٹیسٹس کروالو اور دعا کرو جو میں سمجھ رہی ہوں ویسا کچھ نا ہو۔۔

کیا۔۔کیا مطلب کیا سمجھ رہی ہو تم؟کیا ہوا ہے مجھے؟؟

پہلے ٹیسٹ کروالو اور کہیں باہر سے کروانا یہاں کی لیب سے نہیں۔۔

پہلے مسئلے کم تھے جواب یہ پیسوں اور رپورٹس کا نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے اُف۔۔

****

بالاج کہ سالے صاحب کہنے پہ زاویار نے پہلو بدلا تھا۔۔

کوئی خاص کام تھا تو گھر آجاتے ویسے بھی بھائیوں کو آتے رہنا چاہیے بہنوں کہ گھر۔۔

شٹ آپ بہن نہیں ہے یہ میری البتہ ایکس وائف ضرور ہے بالاج کہ طنز پہ زاویار نے بھی جوابی وار کیا۔۔

)اس وقت بالاج نوریہ کہ پاس کھڑا تھا جبکہ زاویار نوریہ کہ ساتھ ہی بینچ پہ براجمان تھا اور نوریہ کبھی زاویار اور کبھی بالاج کو دیکھ رہی تھی۔۔۔(

تو اب ایکس وائف کی جان چھوڑ کر اپنی حالیہ بیوی پہ توجہ کیوں نہیں دیتے تم؟؟

میں یہاں تم سے بحث کرنے نہیں آیا زاویار نے اُٹھتے ہوئے کہا ویسے بھی وہ یہ بات مانتا تھا کہ بالاج سے بحث کرنا اُسکے بس کی بات نہیں ہے۔۔

جو بات میں نے تم سے کہی ہے نوریہ میں چاہتا ہوں کہ تم اُس پر غور کرو اور اپنی آنکھیں کُھلی رکھو۔۔

اپنی بات کہتا وہ یہ جا وہ جا ہوا تھا۔۔

پر بالاج نے جاتے ہوئے زاویار کو دور تک دیکھا تھا لیکین نوریہ ہِل نہیں پائی تھی وہ رات گھوم پھر کہ ہر بات سامنے آجاتی تھی۔۔

****

بالاج اور نوریہ گھر واپس جا رہے تھے۔۔

نوریہ جب سے گاڑی میں بیٹھی تھی تب سے بالکل خاموش تھی۔۔

اور دوسری طرف بالاج یہ بات جاننے کو بے چین تھا کہ آخر زاویار نے کہا کیا ہے؟؟

نوریہ۔۔۔

ہمم۔۔۔

اپنے ہاتھوں کو سختی سے مسلتے وہ صرف ہنکار بھر کہ رہ گئی۔۔

زاویار کیا کہہ رہا تھا تم سے؟؟کیا وہ تمہیں پریشان کرنے آیا تھا؟؟

بالاج۔۔

نوریہ نے بنا بالاج کی بات پہ توجہ دیئے اپنی بات کرنے کہ لئیے اُسے پُکارا۔۔

کہو۔۔

میں چاہتی ہوں کہ تم میرے مجرموں کو ڈھونڈنے میں میری مدد کرو ویسے بھی یہ کام تمھارے لئیے مشکل نہیں ہو گا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور یہ کام کیوں میرے لئیے مشکل نہیں ہے اپنے فیس ایکسپریشنز کنڑول کیئیے وہ پوچھنے لگا۔۔

کیونکہ۔۔۔تم بدمعاش ٹائپ ہو۔۔۔

واٹ۔۔ایک جھٹکے سے گاڑی روکتے وہ حیرت سے نوریہ کو دیکھتے پوچھنے لگا۔۔

کیا۔۔۔کہا پھر سے کہنا ذرا میں۔۔۔میں بدمعاش ہوں؟؟

کونسی بدمعاشی دیکھ لی ہے تم نے ہاں۔۔

اتنے مہینوں سے اپنی ہی بیوی کو دیکھتے آہیں بھر رہا ہوں اور میں۔۔میں بدمعاش ہوں واو۔۔

اوہ ویٹ۔۔۔ویٹ ویسے یہ بات تم سے زاویار نے کہی ہے ہے نا؟؟

(وہ نوریہ کو گھورتے بولتا ہی چلا گیا۔۔)

زاویار کیا یونیورسٹی میں بھی لوگوں کی یہی رائے ہے تمھارے بارے میں۔۔

مجھے لوگوں کی نہیں تمھاری رائے سے فرق پڑتا ہے اور تم۔۔تم مجھے بدمعاش سمجھتی ہو۔۔

بالکل۔۔گاڑی سے باہر دیکھتے وہ مزید بالاج کو زچ کرنے لگی۔۔

چلو جب میں اتنا ہی بدمعاش ہوں تو کیوں نا کچھ بدمعاشی ہو ہی جائے پھر۔۔

نوریہ کو دیکھتے بالاج نے اُسکی گردن میں بازو ڈالتے اپنے قریب کیا جس پہ وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔

اتنے قریب اُس حسین چہرے کو دیکھتے بالاج نے اپنے لب اُسکی پیشانی پہ دھرتے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مت چھیڑا کرو مجھے نہیں تو برداشت نہیں کر پاو گی۔۔

نوریہ سے دور ہوتے بالاج نے ایک بار پھر سے کار سٹارٹ کی۔۔

جبکہ نوریہ اپنی سانس بحال کرتی شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔۔

(وقتی تو وہ دھیان بٹانے میں کامیاب رہا تھا پر اس زاویار کا کچھ کرنا ہوگا..)

اُترو نوریہ۔۔

یہ تم بابا کہ گھر کیوں لائے ہو مجھے ؟؟

ہم شام تک گلگت کہ لیئے نکل رہے ہیں میں چاہتا ہوں تم انکل سے مل لو میں لینے آونگا

تو پھر مل لونگا انکل سے اور پھر ہم یہیں سے ائیر پورٹ چلیں گے۔۔

یہ اچانک سے کیوں پہلے تو تم نے کچھ ایسا نہیں کہا وہ ساری بات اگنور کیئے صرف جانے

کی بات پر اٹک گئی۔۔

اب وہ اُسے کیا کہتا کہ یہ پلان بیٹھے بیٹھے بنا ہے۔۔

میں سرپرائز دینا چاہتا تھا تمہیں۔۔

اور میری پیکنگ؟؟

میں سب دیکھ لونگا تم ریلیکس رہو بس۔۔

بالاج کو حیرانی سے دیکھتے وہ گاڑی سے اُتر گئی تھی۔۔

****

زاویار نوریہ سے ملنے کہ بعد سیدھا گھر آیا تھا۔۔

کل رات کو اُسکی نائیٹ ڈیوٹی تھی اور اب نوریہ اور بالاج کو ایک ساتھ دیکھتے وہ ہمیشہ کی طرح کافی غُصے میں تھا۔۔

شاور لیکر باہر آتے وہ ایک ایک چیز بلاوجہ پٹخے ہی جا رہا تھا۔۔

کہ تبھی خوشبوؤں میں نہائی ڈھیر سا میک آپ چہرے پہ کیئے زویا اندر داخل ہوئی۔۔

زاویار۔۔۔

اپنے نام کی پُکار پہ وہ جو نہی مڑا سامنے کھڑے بلڈ ریڈ کلر کہ برینڈڈ سوٹ میں ملبوس حسین سی زویا سر پہ ڈوپٹہ جمائے کھڑی تھی۔۔

وہ واقعی میں اتنی حسین تھی کہ کسی کہ بھی ہوش اُڑا سکے۔۔

ایک تفصیلی نگاہ زویا پہ ڈالتے وہ اپنے بال برش کرنے لگا۔۔

پر زویا ہمت ناہارتی اُسکے سامنے آکر کھڑی ہو گئ۔۔

میں تمھاری بیوی ہوں زاویار پر تم بہت اگنور کر رہے ہو مجھے۔۔

زویا میں سب کوالٹیز بھرپور موجود تھیں کہ وہ کسی کو بھی شیشے میں اُتار سکے اور اس وقت تو وہ ہر طرح سے تیار میدان میں اُتری تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زاویار کو خاموش کھڑا دیکھ وہ مزید کہنے لگی۔۔

میں خُدا کو حاضر ناظر جان کر کہتی ہوں کہ میں بالکل پاک ہوں بالکل شفاف زاویار میں نے۔۔ میں نے آج تک کسی سے بلا ضرورت بات تک نہیں کی خود کو ہمیشہ اپنے شوہر کہ لئیے بچا کر رکھا۔۔

پر۔۔ پر کیا صلہ ملا مجھے ہاں ؟؟

تم نے اتنا بڑا بہتان لگا دیا مجھ پر کیسے ؟؟ وہ بات کرتے کرتے رونے لگی تھی۔۔

اتنا بڑا الزام مت لگاؤ کہ جب۔۔ کہ جب اصلیت سامنے آئے تو تم خود کا ہی سامنا نا کر

پاوزاویار۔۔

اُس روندھی ہوئی آواز پہ زاویار کا برش کرتا ہاتھ رُکا تھا۔۔

تم۔۔ تم چاہو تو ڈاکٹر ماہ نور سے مل لو میری سب رپورٹس الٹرا ساؤنڈ اور۔۔ اگر اگر چاہو تو ڈی این اے بھی کروالو اور اگر اس سے بھی تسلی نا ہو تو میں قرآن بھی اُٹھانے کو تیار ہوں پر پلیز اپنی ہی اولاد کو یوں مت دُھتکارو۔۔

کیا۔۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو ہم ڈی این اے کروالیں؟؟

بالکل سچ زاویار اگر تمھاری تسلی ایسے ہی ہو سکتی ہے تو ضرور۔۔ وہ ہمت کرتی اُسکے گلے آلگی تھی۔۔

اگر۔۔ اگر میں غلط ہوتی

یا جھوٹ بول رہی ہوتی تو اس سب کہ لیئے کبھی نا مانتی۔۔

(کیا پتہ یہ میرا وہم ہو اور میں واقعی میں زویا کو غلط سمجھ رہا ہوں بھلا میں کیسے اپنی ہی بیوی سے اتنا لاپرواہ ہو سکتا ہوں زویا کی طبیعت خراب تھی فلو کہ ساتھ ساتھ بخار بھی ہو رہا تھا ہلکا ہلکا)

اپنی بات کا اثر ہوتے دیکھ زویا نے دوسرا پتہ پھینکا تھا۔۔

میں جانتی ہوں تم نوریہ کو چاہتے تھے یا شاید اب بھی وہ تمھارے دل میں ہے۔۔

میں نہیں جانتی کہ تم دونوں کی علیحدگی کی وجہ کیا ہے پر زاویار تمہیں نوریہ کی مدد کرنی چاہیے بالاج اچھا آدمی نہیں ہے۔۔

کیا پر تم بالاج کہ متعلق یہ سب کیسے کہہ سکتی ہو۔۔

میں کیا تم یونیورسٹی میں کسی سے بھی پوچھ لو میری تو اپنی کلاس فیلو ہی بالاج کی گرل فرینڈ تھی مجھ سے زیادہ معلومات بھلا کسے ہو نگی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زاویار کہ ساتھ لپٹے مسکراتی ہوئی وہ کہتی ہی جارہی تھی وہ خود کہ مسئلے سے زاویار کی توجہ ہٹانے میں بھی کامیاب رہی تھی۔۔

کیا تم بالاج کہ متعلق کچھ اور بھی بتا سکتی ہو مجھے۔۔

زویا کہ گرد بازو پھیلاتے وہ پوچھنے لگا۔۔

ہاں نا کیوں نہیں اُسکی بہت سی گرل فرینڈز تھیں۔۔یا شاید اب بھی ہوں اور تو اور یونیورسٹی سے باہر جو دوست ہیں اُسکے وہ تو حد سے زیادہ خراب قسم کہ ہیں یہی بتایا تھا

میری دوست نے مجھے اپنی ہنسی روکتے وہ کہے جارہی تھی۔۔

کیا تم نے کبھی اُسکے کسی دوست کو دیکھا ہے جس کہ جلے ہوئے ہاتھ پہ بچھو کہ نشان والا ٹیٹو ہو۔۔

زویا کو کندھوں سے پکڑتے آرام سے خود سے الگ کرتے وہ پوچھنے لگا۔۔

زاویار کی بات پہ سفیر یاد آیا تھا زویا کو۔۔

ہمم۔۔۔میرے خیال سے ایسا کوئی دوست ہے اُسکا اصل میں میں نے کسی تصویر میں دیکھا تھا ایسا کچھ شاید۔۔

اوہ گاڈ۔۔

کیا ہوا زاویار کچھ نہیں تم۔۔ تم یہاں رُکو میں آتا ہوں اوکے۔۔

****

نوریہ کو وہاں چھوڑتے بالاج اکیلا ہی سب انتظاموں میں مصروف تھا۔۔

بائے روڈ وہ نوریہ کو لے جا نہیں سکتا تھا اور کسی ائیر لائن کا ٹکٹ اتنی ایمرجینسی میں مل نہیں رہا تھا۔۔

اُف کیا کروں میں مجھے جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہوگا نہیں تو زاویار کوئی مشکل کھڑی نا کردے۔۔

اپنے اور نوریہ کہ پیک ہوئے سامان کو دیکھتے وہ اپنی ہی سوچ میں گُم تھا۔۔

نکلنا بھی آج ہی تھا نوریہ سے کہہ چُکا تھا وہ جانے کا پر اب ٹکٹس کا ایشو تھا۔۔

پر پھر کچھ یاد آتے بالاج نے اسد کا نمبر ملایا۔۔

ہیلو اسد۔۔

ہاں یار وہ تیرے ایک انکل کہ پاس پرائیویٹ جیٹ ہے نا تو کیا۔۔ کیا وہ مجھے آج شام تک گلگت لے جا سکتا ہے میں پے کردونگا۔۔

ٹھیک ہے تو بات کر اور فوراً بتا اگر اویلیبل ہے تو پیسوں کی پرواہ مت کرنا پر پلیز مجھے آج ہی جانا ہے اس لئیے کچھ کر یار۔۔

اسد سے بات کرتا وہ اپنی کچھ امپورٹنٹ چیزیں لاکر سے نکالنے لگا تھا اور جہاں نوریہ کی کانٹریکٹ فائل کہ پاس پڑا زاویار کہ نام کا لاکٹ اُسکا منہ چِڑا رہا تھا۔۔

اُف یہ زاویار پتہ نہیں کب جان چھوڑے گا۔۔

اپنی چیزیں نکالتے لاکر بند کرتا وہ اپنے بجتے فون کی جانب بڑھ گیا۔۔

****

بالاج نے ایک پرائیویٹ جیٹ ہائیر کروالیا تھا اور اب وہ آذر رحمان سے ملتا اُنکے پورچ میں کھڑا ہوا تھا۔۔

نوریہ کا موڈ بالاج سے آف تھا اور وہ منہ پُھلائے بابا سے ملتے کار میں جا بیٹھی تھی۔۔

بالاج خیال رکھنا بیٹا نوریہ کا۔۔

ڈونٹ وری انکل یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے پر میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔

ہاں بیٹا کہو۔۔

انکل زاویار کہ ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے مجھے وہ بلاوجہ ہی نوریہ اور میرے درمیان الجھنوں کو بڑھا رہا ہے۔۔

کیا کیا ہے کچھ کہا ہے کیا اُس نے۔۔

وہ جو کرنا چاہتا تھا کر چکا ہے مزید کچھ کرنے کا موقع میں اُسے دونگا نہیں بس پلیز میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہم سے متعلق کوئی انفارمیشن زاویار کو نا دیں یہ نمبرز تو وہاں چلیں

گے نہیں تو آپ ہمارے نئے کانٹیکٹ نمبر اور نا ہی وہاں کا ایڈریس اُسے دیئے گا۔۔

نوریہ کو اس کنڈیشن میں میں کوئی ٹینشن دینا نہیں چاہتا آپ میری بات سمجھ رہے ہیں نا انکل۔۔

تم فکر مت کرو بیٹا میں دیکھ لونگا سب تم لوگ بس دھیان سے جاو اور خیال رکھنا۔۔

او کے انکل اللہ حافظ۔۔

اپنی بات مکمل طور پہ سمجھاتا وہ گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

پر اُنکے نکلتے ہی ایک سپیڈ سے زاویار کی گاڑی اندر آئی تھی۔۔

****

آذر رحمان جو اندر کی جانب بڑھ رہے تھے گاڑی کی آواز پہ پلٹے۔۔

چاچو۔۔

چاچو نوریہ اندر ہے کیا میں اُسکے گھر گیا تھا تو پتہ چلا وہ یہاں ہے مجھے بات کرنی ہے اُس سے بہت ضروری۔۔

تم پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے نوریہ کا کیوں خوش نہیں دیکھ سکتے میری بیٹی کو۔۔

چاچو میں تو بس اُسے وارن کرنا چاہتا ہوں بالاج اچھا انسان نہیں ہے۔۔

کہہ لیا جو کہنا تھا اب جاو یہاں سے۔۔

مجھے نوریہ سے ملنا ہے۔۔

پر وہ یہاں نہیں ہے اپنے شوہر کہ ساتھ جا چکی ہے۔۔

پر کہاں چاچو آپ۔۔ آپ کیسے اُسے اُس شخص کہ ساتھ کہیں جانے دے سکتے ہیں کیسے ؟؟

وہ شخص اُسکا شوہر ہے اور کہیں بھی اپنی بیوی کو لے جا سکتا ہے۔۔

وہ کسی اور کی بیوی ہے زاویار اب تم چھوڑ چکے ہو اُسے جتنی اذیت وہ تمھاری وجہ سے اُٹھا سکتی تھی اُٹھالی پر اب میں مزید تمہیں اُسکی زندگی سے کھیلنے نہیں دونگا جاو یہاں سے۔۔

پر چاچو۔۔ جاتے ہوئے آذر رحمان کو وہ آوازیں دینے لگا جو بنا سُنے ہی اندر بڑھ گئے۔۔

میں تمہیں چھوڑونگا نہیں بالاج تمہیں کیا لگا تم منظر سے ہٹ جاوگے تو سب صحیح ہو

جائیگا نہیں۔۔میں ایسا ہونے نہیں دونگا۔۔

****

ائیر پورٹ پہ گاڑی روکتے بالاج نے نوریہ کی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔۔

پر وہ جو کب سے اپنی ہی سوچوں میں غرق اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو مسلتے ہوئے گھورنے میں مصروف تھی ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔۔

ہم ائیر پورٹ پر کیوں آئے ہیں بالاج۔۔

شاپنگ کرنے آئے ہیں حد ہو گئی یہ بھی کوئی سوال ہے بھلا ائیر پورٹ پہ کیوں آتے ہیں ہم گلگت جا رہے ہیں میرے گھر تمہیں بتایا تھا یاد نہیں ہے کیا تمہیں۔۔

پپ۔۔پر۔۔۔پر مجھے جہاز سے ڈر لگتا ہے۔۔

جہاز کھا نہیں جائیگا تمہیں نوریہ پلیز باہر آو۔۔

میں بس سے جاونگی۔۔

یا پھر تم ایسے ہی بائی روڈ چلو۔۔

ہمم۔۔بائی روڈ وہ بھی اکیلے راستہ بہت خطرناک ہوگا اُوپر سے اندھیرا سوچ لو ویسے آئیڈیا بُرا نہیں ہے۔۔

اتنی مِنتیں کرنے کا وقت نہیں تھا سو وہ اُسے ڈرانے لگا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند کرتا وہ فوراً سے باہر آئی۔۔

نوریہ کو باہر آتا دیکھ وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتے پورٹر کو اشارہ کرتا اُسکا ہاتھ تھامے اندر کی جانب بڑھنے لگا۔۔

پورے بیس منٹ بعد وہ چیکنگ وغیرہ سے گزرتے اپنے جہاز کہ قریب پہنچے۔۔

وہ پاکستان کہ مشہور انڈسٹریلسٹ کا بلیک کلر کا چمچماتا جیٹ تھا جسے نوریہ نے اپنے ڈر سائیڈ پہ رکھتے کافی توصیفی نظروں سے دیکھا تھا۔۔

وہ اب تک صُبح والے کپڑوں میں تھی۔۔

چلو نوریہ۔۔

ہم اس میں جائیں گے؟؟

شُکر ہے تم نے یہ نہیں پوچھا کہ ہم یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔۔

اپنا مذاق بنائے جانے پہ وہ بالاج کو گھورتی خاموشی سے جہاز کی سیڑھیاں چڑھتی اُوپر آئی۔۔

وہ جہاز جتنا باہر سے شاندار تھا اُتنا ہی اندر سے بھی تھا۔۔

بڑی بڑی بلیک لیدر کی بنی سیٹس میں سے وہ ایک کی جانب بڑھی تھی۔۔

نوریہ کہ بیٹھتے ہی ایک ائیر ہوسٹس قریب آئی تھی یہ ایک پرائیویٹ جیٹ تھا جس میں سروسز کہ لیئے ایک میل اور ایک فی میل ائیر ہوسٹس تھی پائلٹ کہ علاوہ۔۔

نوریہ کہ بیٹھتے ہی وہ سیٹ بیلٹ لگانے کہ لیئے نوریہ کہ قریب آئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ رہنے دیں میں کردونگا۔۔

اوکے سر۔۔

بالاج کہ کہنے پہ وہ وہاں سے ہٹ گئی اور پھر بالاج نے ہمیشہ کی طرح نوریہ کہ پاس پاوں کہ بل بیٹھتے ہوئے سیٹ بیلٹ لگاتے اُسے آگے کو کھینچا۔۔

میں ہوں ناتو ڈرکیسا ریلیکس رہو میں کچھ نہیں ہونے دونگا ٹرسٹ می؟؟

وہ جو پہلے ہی ڈری ہوئی بیٹھی تھی بالاج کی بات پہ کنفیوز ہوتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔

نوریہ کہ سامنے والی سیٹ پہ بیٹھتے بالاج نے اپنی سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے اپنا فون ائیر موڈ پہ لگانے کو نکالا جہاں زاویار کی ڈھیروں مسڈ کالز کہ ساتھ ایک میسیج موجود تھا۔۔

میں یہ بات ثابت کر کے رہونگا کہ تمھارا اور اُس ٹیٹو والے کا اُس رات سے گہرا تعلق ہے۔۔

میسیج پڑھتے ہی بالاج کا ماتھا ٹھنکا تھا۔۔

یہ سفیر اور اُسکا ٹیٹو مروائیں گے مجھے۔۔

موبائل رکھتے وہ اپنی ساری توجہ نوریہ کی طرف گامزن کرنے لگا جس کہ چہرے کہ رنگ اُڑے ہوئے تھے اناونسمنٹ ہوتے ہی جہاز رن وے پہ آہستہ آہستہ چلتا اب سپیڈ سے دوڑنے لگا تھا۔۔

نوریہ آنکھیں بند کیئے چیئر کی سائیڈز پہ دونوں ہاتھ جمائے آنکھیں میچے ہوئے تھی۔۔

اوہ نوریہ بالاج نے آگے ہوتے اپنا ہاتھ نوریہ کی جانب بڑھایا جسے تھامنے کہ بجائے نوریہ نے سختی سے اپنے ناخن گاڑ دیئے۔۔

آہ۔۔۔نوریہ۔۔

پر جونہی جہاز نے اپنے آگے کا حصہ اُوپر اُٹھایا نوریہ نے بالاج پہ ایک ڑی سی قے کردی۔۔۔

Not again nooriya..

****

ایک گھنٹہ دس منٹ کی فلائٹ کہ بعد وہ دونوں ائیر پورٹ سے بُک کروائی گی گاڑی میں سیدھا عطاء آباد لیک کہ بالکل ساتھ بنے ہوٹل کی طرف آئے تھے۔۔

نوریہ کی طبیعت پلین میں بیٹھنے سے کافی بگڑی ہوئی تھی ایسے میں آگے گاوں کی طرف جانا مشکل تھا۔۔

ائیر پورٹ سے ہوٹل تک پورے راستے وہ آنکھیں موندھے سر بالاج کہ کاندھے پہ ٹِکائے ہوئے آئی تھی۔۔

یہاں ہوٹل میں ہنی مون سوئیٹ بُک کرواتے وہ نوریہ کو تھامے کمرے تک لایا تھا۔۔

جوادھر اُدھر دیکھے بنا بستر پہ خوبصورت سُرخ رنگ کہ کپڑے سے ہنسوں کی بنائی گئی جوڑی کو ہاتھ سے مار کہ گراتے پلنگ پی ڈھے گئی تھی۔۔

یہ ایک فائیو سٹار ہوٹل کا خوبصورت کمرہ تھا جسکی ایک سائیڈ کی وال پوری شیشے کی تھی اور جس کہ سامنے بھاری پردے گرے ہوئے تھے۔۔

حتی کہ واشرم میں بھی ہاف والز اینٹوں کی جبکہ ہاف والز شیشے کی تھیں۔۔

جہاں سے دکھتا حسین منظر پہاڑ اور خوبصورت جھیل آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔۔

اس وقت رات کہ آٹھ بج رہے تھے پہاڑوں پر اب بھی برف پڑی ہوئی تھی اور ٹھنڈ بھی کافی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

نوریہ۔۔

نوریہ۔۔

بتاو یار کیا کھاؤ گی کیا آرڈر کروں؟؟

نوریہ۔۔

وہ اُسے پُکارتے اُسکے پاس آ بیٹھا تھا جو اس وقت وہاں پڑی سفید رضائی کہ اندر گُھسی ہوئی تھی۔۔

میری طبیعت خراب ہو رہی ہے مجھے کچھ نہیں کھانا۔۔

کچھ کھاؤ گی تو ٹھیک ہو گی نا اُٹھو شاباش۔۔

بالاج کہتے ہوئے اُسکی رضائی ہٹانے لگا جسے دونوں ہاتھوں سے دبوچے وہ مضبوطی سے پکڑے کھینچنے لگی۔۔

پر دوسری طرف بھی بالاج تھا جو اُسے اُٹھا کر ہی دم لینے والا تھا۔۔

اُٹھو نوریہ۔۔

پر اس بار وہ رضائی سے منہ نکالے نہایت غُصے سے کہنے لگی۔۔

تمہیں ایک دفعہ کی بات سمجھ کیوں نہیں آتی دل نہیں ہے میرا جب ہو گا تو کھا لونگی کچھ اور اگر اب تم نے نوریہ۔۔

نوریہ۔۔ کا راگ الاپا تو کمرے سے باہر نکال دونگی سُنا تم نے۔۔

وہ غُصے سے چلاتی پھر سے رضائی میں گُم ہو گئی۔۔۔

جبکہ بالاج جو اُسکے اس انداز پہ بہت سیخ پا ہوا تھا پر پھر اپنا غُصہ دباتے وہ وہاں سے اُٹھ گیا ۔۔

عجیب لڑکی ہے ابھی بھی پلین میں میرے سارے کپڑے خراب کر دیئے اور خود ہی پورے راستے روتی بھی رہی غُصے سے بھری ایک نظر نوریہ پہ ڈالتے لائٹس آف کر تا وہ کھانے کہ لئیے باہر نکل گیا۔۔۔

****

ناجانے رات کہ کس پہر نوریہ کی آنکھ کُھلی تھی بو جھل آنکھیں کھولتے اپنے گرد نگاہ دوڑاتے کچھ پل تو یہ سمجھنے میں لگ گ ئے کہ آخر ہے کہاں۔۔

کشادہ سا کمرہ اور ڈارک گرے کلر کہ بھاری پردے دائیں طرف دیکھنے کہ بعد جب بائیں جانب نگاہ ڈالی تو وہاں سوے بالاج کو دیکھتے خود بخود ہی لبوں پہ مسکراہٹ تیر گ ئ تھی۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح دونوں بازو لپیٹے ایک سائیڈ پہ سو رہا تھا۔۔

ماتھے پہ بکھرے بال اور گری ہوئ لمبی پلکیں۔۔

کبھی کبھار تو اتنی لمبی پلکیں دیکھ کر نوریہ کو جیلسی سی ہوتی تھی بھلا مردوں کی ایسی پلکیں کہاں ہوتی ہیں۔۔

مسکراتے ہوئے دیکھتے وہ اُن پلکوں کو نرمی چھو لینا چاہتی تھی پر کچھ دیر قبل کی گئی بد تمیزی یاد آنے پہ وہ شرمندہ سی ہوئی تھی۔۔

وہ کچھ نہیں کہتا تھا اور اس بات کا اکثر ہی ناجائز فائدہ وہ اُٹھا جاتی تھی۔۔

پر اُسے بھی تو سمجھنا چاہیے کہ میری کنڈیشن کیا ہے۔۔

اپنی غلطی پہ خود کو ہی جسٹیفیکیشن دیتی وہ اُسکے نزدیک کھسکتے آنکھیں موندھ گئی تھی۔۔

زاویار غلط کہتا ہے اُس رات سے بالاج کا کوئی تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔۔

یہ میری زندگی میں بھیجا اللہ کا خاص تحفہ ہے جسے میں کسی بدگُمانی کی نظر نہیں کرونگی۔۔

یہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور مجھے اس بات پر یقین ہے۔۔

اپنے بدگمان ہوتے دل کو تسلی کی تھپکی دیتے وہ پھر سے سونے لگی۔۔۔

****

صُبح کہ نو بج رہے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زاویار تیار ہوتا آئینے کہ سامنے کھڑا تھا کہ تبھی بھیگے بال لئیے زویا واشروم سے باہر آئی

جسے دیکھتے زاویار نے ایک مسکراہٹ زویا کی سمت اُچھالی۔۔

تولیے میں لپٹے گیلے بال کھولتے وہ آئینے کہ سامنے کھڑے لوشن ہاتھوں پہ لگانے لگی

۔۔

زاویار کیا تم ملے بالاج کہ دوست سے کیا بات ہوئی تمھاری۔۔

(کل آذر رحمان کہ گھر سے نااُمید لوٹنے کہ بعد زاویار نے زویا کو کال کی تھی کہ اپنی

فرینڈ کہ تھرو اگر ہو سکے تو اُس ٹیٹو والے کا نمبر لے دے۔۔اور پھر زویا نے فرینڈ سے

کیا کہنا تھا بلکہ وہ لڑکی تو وہ خود ہی تھی اور سفیر کہ ساتھ بھی کچھ عرصے تک تعلقات

رکھ چکی تھی سو وہ نمبر زاویار کو سینڈ کرتی ریلیکس ہو گئی تھی زاویار کی توجہ خود سے

ہٹانے میں بھی وہ کامیاب رہی تھی۔۔

اور زاویار جو سفیر سے ملنے گیا تھا وہاں زاویار کو دیکھتے سفیر کہ جو رنگ بدلے تھے وہ بنا

کچھ کہے زاویار کو بہت کچھ بتا گئے تھے۔۔)

چھوڑو اُس بالاج کو بھلا اُسکا کیا ذکر لاپرواہی سے کہتے زاویار زویا کہ قریب آیا اور جونہی

زویا کہ بال کندھے سے ہٹاتے ایک سائیڈ پہ کرنے چاہے۔۔

یہ۔۔یہ۔۔کیا ہے زویا یہ نشان کیسے ہیں؟؟

پتہ نہیں کافی دن ہوگئے ہیں اب تو کھرنڈ سا جمنے لگا ہے۔۔

تمہیں یہ اگنور نہیں کرنا چاہیے وہ فکرمندی سے کہتا دور ہوا تھا۔۔

ہاں کچھ ٹیسٹس کروائے ہیں ابھی جارہے ہیں نا چیک آپ کہ لیئے ماہ نور کی طرف تو رپورٹس دیکھادونگی۔۔

مجھے دیکھاو رپورٹس میں دیکھتا ہوں۔۔

وہاں بیگ میں ہیں میرے لاپرواہی سے کہتے اور زاویار کو مڑتا دیکھ وہ جلدی سے ماہ نور کو میسیج کرنے لگی۔۔

ہم کچھ دیر تک پہنچنے والے ہیں سب سنبھال لینا اور چیک بھی بنادیا ہے تمھارا۔۔

میسیج کرتے زویا نے جیسے ہی فون رکھا زاویار کی آواز گونجی۔۔

یہ۔۔

یہ تمھاری رپورٹس ہیں؟؟

ظاہر سی بات ہے میری ہی ہیں اور کس کی ہونگی۔۔

یہ رپورٹس ٹھیک نہیں ہیں زویا تم چلو میرے ساتھ فوراً۔۔

وہ زویا کو کہتا باہر بھاگا تھا۔۔۔

اللہ جانے کیا ہے ان رپورٹس میں جو چہرے کہ رنگ ہی بدل گ ئے ہیں پریشان سی ہوتی وہ بھی باہر نکلی تھی۔۔۔

****

دوبارہ آنکھ نوریہ کی دس بجے کُھلی تھی اب سر بھی پہلے کی طرح بھاری نہیں ہو رہا تھا بستر سے اُٹھتے ایک بھرپور انگڑائی لیتے نوریہ نے اپنے پہلو میں نظر ڈالی تھی جو بالکل خالی تھی بالاج وہاں نہیں تھا۔۔

رات میں تو ہوش نہیں تھا پر اب وہ اُٹھتے گھوم پھر کر کمرہ دیکھتے سامنے گرے پردے ہٹانے لگی تھی۔۔

واو یہ سب کتنا حسین ہے سامنے کا منظر دیکھتے نوریہ کا منہ کھلا تھا۔۔

گھرے چھائے بادل اور سفید چادر اُوڑھے کھڑے پہاڑ نیلے پانی کی پر سکون جھیل اُف کیا منظر ہے۔۔

پر یہ بالاج کہاں ہے آخر؟؟

سائیڈ پہ بنے گلاس کا سلائیڈنگ ڈور جونہی نوریہ نے دھکیلا ایک یخ ہوا کا جھونکا اُس سے ٹکراتا اُسے فریز کر گیا۔۔

تبھی وہ جلدی سے ہٹتی واپس آئی جہاں وہ سب لوازمات رکھے گئے تھے جو بالاج نے جہاز میں سے اُترنے سے پہلے نوریہ کو زبردستی پہنائے تھے۔۔

ایک نظر اپنے کل کہ پہنے کپڑوں پہ ڈالتے وہ اپنے بیگ کی طرف بڑھی اور سب کچھ لیتے واشروم میں۔۔

یہ۔۔یہ باتھروم ہے اُف ایسا باتھروم ہو تو کوئی کبھی باہر ہی نا آئے۔۔

باتھروم سے نظر آتا حسین منظر دیکھتے وہ چینج کرتی باہر آئی۔۔

کیونکہ اب اُسے جلد سے جلد باہر جانا تھا اور خوب سارا انجوائے کرنا تھا۔۔۔

بلیک ہائی نیک سٹائل کا گھٹنوں تک آتا کھدر کا کُرتا جس کہ گلے پہ ایسا کام تھا جیسے کوئی ہار

پہنا گیا ہو۔۔

بلیک ٹراوزر اور اُسکے نیچے گرم پاجامہ پہنے اُس پہ سویٹر اور لانگ کوٹ پہنتے وہ کوئی بھالو لگنے لگی تھی ایک گرم ٹوپی پہنے اُس پر کوٹ کی فر والی ٹوپی پہنتے وہ خود کو دیکھتی ہنستے ہوئے باہر جانے کہ لئیے ریڈی تھی۔۔

****

ماہ نور تم ہی کچھ بتاؤ زاویار کہاں ہے اور یہ سب کیوں بار بار ٹیسٹ پہ ٹیسٹ لئیے جا رہے ہیں میرے مجھے کیا ہوا ہے میں ٹھیک تو ہوں نا۔۔

نوریہ کو ہاسپٹل آئے ایک گھنٹے سے اُوپر ہو گیا تھا اور تب سے وہ یہاں کہ پرائیویٹ روم میں موجود کبھی کسی نرس اور کبھی کسی ڈاکٹر کو آتا دیکھ رہی تھی۔۔

پر اب ماہ نور کو آتا دیکھ وہ پوچھے بنا نا رہ سکی۔۔

میں کیا کہوں یار بس تم دُعا کرو کہ ہم سب کا شک غلط ثابت ہو۔۔

کیسا شک کیا کہہ رہی ہو تم کچھ تو بتاؤ کیا ہوا ہے مجھے۔۔

ہمیں۔۔ ہمیں لگتا ہے کہ تم HIV positive ہو۔۔

کیاااا۔۔۔

****

نوریہ اچھے سے خود کو کور کرتی ہوٹل سے باہر آئی تھی اندر تو کہیں بالاج دکھا نہیں تھا شاید۔۔شاید وہ باہر کہیں ہو۔۔

خود ہی اندازے لگاتے وہ ہوٹل سے باہر نکلی۔۔

باہر چلتی ٹھنڈی ہوا چہرے پہ پڑتی بہت اچھی لگ رہی تھی ایک لمبی سانس لیتے اُسے سامنے ہی بالاج دکھا جسے دیکھتے نوریہ نے ہاتھ ہلایا۔۔

پر وہ اُسے اگنور کرتا رُخ موڑ گیا۔۔

ہا۔۔۔یہ کیا ناراض تو میں ہوں پھر یہ کیوں ایٹیٹیوڈ دکھا رہا ہے ابھی پوچھتی ہوں اس سے۔۔

بالاج کو دیکھنے کہ لئیے جو نہی نوریہ نے قدم بڑھایا اُس برف میں پیر دھنستا ہی چلا گیا پر جب پاؤں اُٹھا کر اگلا قدم بڑھایا وہ اُٹھا ہی نہیں اور وہ توازن کھوتے منہ کہ بل برف پہ گر گئی۔۔

پر دوسری طرف کھڑا بالاج چیخ کی آواز پہ مڑا تھا اور بھاگتا ہوا نوریہ کو پُکارتے اُس تک پہنچا۔۔

****

کیا کہہ رہی ہو تم ماہ نور۔۔

بھلا مجھے ایڈز کیسے ہو سکتا ہے۔۔

یار تم رونا تو بند کرو ابھی کنفرم نہیں ہوا ماہ نور جو اُسے تسلی دینے کہ لئیے ہاتھ بڑھانے والی تھی یکدم سے ہاتھ کھینچتے زبانی تسلی دینے لگی۔۔اور۔۔اور اگر واقعی میں ایسا ہوا تو ۔۔تو پھر پھر کیا ہو گا ماہ نور؟؟

تم اچھی اُمید رکھو زویا۔۔

زاویار۔۔زاویار کہاں ہے؟؟

اُسے بُلاو میں اُس سے پوچھوں گی بُلاو نا ماہ نور۔۔

وہ بہت پریشان ہے ابھی زویا وہ تو خود اپنے ٹیسٹ کروا رہا ہے۔۔

اپنے۔۔اپنے ٹیسٹ کیوں؟؟

ظاہر سی بات ہے اگر۔۔اگر تم پوزیٹو ہوئ تو وہ تو شوہر ہے تمھارا اور اُسکا پوزیٹو ہونا بھی لازمی سی بات ہے۔۔

****

"نیناں نوابی جی۔۔

دیکھے ہیں سب جی۔۔

پھر بھی بنائے بہانے۔۔"

نوریہ۔۔

نوریہ تم ٹھیک تو ہونا؟؟

بالاج کہ پُکارنے پہ بھی وہ اُلٹی زمین پر گری ہی رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ برف پہ بیٹھتے اُسے سیدھا کرتا۔۔

نوریہ منہ اُوپر کیئے چیختے ہوئے اپنے دونوں بازو اور ٹانگیں برف پہ گُھمانے لگی۔۔

یو۔۔۔ہو۔۔۔مجھے بہت مزہ آرہا ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوریہ تم نے جان نکال دی تھی میری۔۔

پر وہاں اُسکی پریشانی کی پرواہ کسے تھی یونہی ہاتھ پیر چلاتے اب اُٹھتے ہوئے برف کا گولا بناتے وہ گولا سیدھا نوریہ نے بالاج کہ منہ پہ دے مارا تھا۔۔

"من یہ صاحب جی۔۔

جانے ہے سب جی۔۔

پھر بھی بنائے بہانے۔۔"

نوریہ کی بچی اب بچو تم۔۔

وہ نوریہ کو وارن کرتے اب اُس پہ برف کا گولا پھینکنے لگا نوریہ خود کو بچاتی ہوئی بھاگنے لگی تھی اور بالاج اُسکے پیچھے تھا۔۔

"دھیرے دھیرے۔۔

بیگانہ دھیرے دھیرے۔۔

اپنا سا دھیرے دھیرے۔۔

لاگے رے صاحبوں۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کہ پیچھے بھاگتے ہنستے مسکراتے رات کی تلخی کو بُھلا چُکے تھے نوریہ کہ پیچھے بھاگتے بالاج نے اُسے پکڑتے گُھمانا شروع کیا تھا جس پہ وہ بے فکری سے ہنستی بہت خوش تھی۔۔

"سُرخیاں ہیں۔۔

ہواوں میں۔۔

دودلوں کہ ملنے کی۔۔

عرضیاں ہیں۔۔

نظاروں میں۔۔

لمحہ یہ۔۔

تھم جانے کی۔۔

مجھے اُتارو بالاج مجھے چکر آرہے ہیں جب چکر آنے لگے تو وہ اُسے رُکنے کا کہنے لگی۔۔

تم ٹھیک ہو نوریہ۔۔

نوریہ ٹھیک ہونا۔۔

بالاج کہ فکرمندی سے پوچھنے پہ وہ ٹھینگا دیکھاتی سامنے لگے جھولے کی جانب بڑھ گئی۔۔

"دھیرے دھیرے۔۔

نینوں کو۔۔

دھیرے دھیرے۔۔

بھائے رے صاحبوں۔۔

نوریہ جھولے پہ بیٹھے خوشی سے چِلا رہی تھی جبکہ اُسکے پیچھے کھڑا بالاج اُسے جھولا جُھلا رہا تھا۔۔

حسین منظر مضبوط سائباں جیسا ہمسفر اگر یہی زندگی ہے اور ایسی ہوتی ہے زندگی تو مجھے اس زندگی سے پیار ہے پیار ہے مجھے۔۔

I love you nooriya..

بالاج نے چیختے ہوئے اپنی محبت کا گواہ اُن پہاڑوں کو بنایا تھا جہاں سے گونجتی ہوئی آواز واپس آئی تھی۔۔

پر وہ حیران تب ہوا تھا جب نوریہ کا جواب اُسکے کانوں سے ٹکرایا تھا۔۔

I love you Balaaj.

****

(اگلی صُبح)۔۔

صُبح کہ نو بج رہے تھے کل سے اُس کمرے میں پڑے غیر ہوتی حالت کہ ساتھ وہ اپنے ایک ایک گناہ کو یاد کرتی پچھتا رہی تھی۔۔

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے اور وہ بے آواز لاٹھی زویا کہ سر پہ بجنے لگی تھی۔۔

زویا کا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا وہ کوئی غریب نہیں تھی اگر کوئی بہترین چیز نہیں دیکھی تھی تو کبھی کسی بدتر چیز سے بھی پالا نہیں پڑا تھا۔۔

پر انسان بعض اوقات بہت ناشکرا ہو جاتا ہے بہتر سے بہترین کی چاہ میں اللہ کی قائم کی گئی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔۔

ماں باپ کی نافرمانی تو کی سو کی۔۔

پر آئے دن امیر لڑکوں سے دوستی اور شاپنگ کہ بدلے میں اپنا جسم اُنہیں پیش کرنا اس سب کو زویا نے کبھی غلط سمجھا ہی نہیں تھا یہ سب تو ایک معمولی بات تھی آج کل ۔۔آج کل تو ویسے بھی سب چلتا ہے نا۔۔

وہ جو سمجھتی تھی ان میں سے کسی ایک سے شادی کر کے بہترین زندگی گزارے گی کبھی یہ جان ہی نا پائی کہ وہ تو اُن سب کہ لئیے ایک وقتی تفریح ہے اور کچھ نہیں۔۔

دو ابارشنز اور کئیں تعلقات کہ بیچ کتنی بار توبہ کہ مواقع ملے کتنی بار اللہ نے رسی ہلائی پر نہیں پیچھے مڑ کہ تو کبھی دیکھا ہی نہیں۔۔

اور اب کیا ہوا۔۔

وہ پکڑ میں آگئ تھی ایک گندی اور شرمناک بیماری کی لپیٹ میں۔۔

سب ختم ہو گیا تھا سب۔۔

****

شام کہ چھ بج رہے تھے دور کہیں کسی مسجد سے آتی مغرب کی اذان کی آواز ہر سو پھیلتی

ایک سحر سا پھونک رہی تھی۔۔

آج کافی دنوں بعد مینا بھی چھم کہ برس رہا تھا جیسے اپنے ساتھ سب بہالے جانا چاہتا ہو

۔۔

پر وہیں دوسری طرف زویا پچھلے دو دنوں سے رحمان میڈیکل کہ اُس پرائیویٹ روم میں موجود تھی۔۔

جہاں پچھلے دو دنوں سے نرسوں اور ڈاکٹروں کہ علاوہ کسی نے جھانکا تک نہیں تھا۔۔

کل ماہ نور آئ تھی اُسکے بعد سے وہ بھی شاید راستہ بھول گئ تھی۔۔

ہاسپٹل کہ اس پرائیویٹ روم میں ایک ہاسپٹل بیڈ کہ علاوہ میڈیکل ٹرالی دو چیئر زاور ایک چھوٹی میز رکھی ہوئ تھی اور ایک عدد چھوٹا سا روم فریج۔۔

وہاں بیٹھی زویا اور ارد گرد پھیلی تنہائ۔۔

وہ کل سے اپنی بیماری کہ متعلق جاننے کہ بعد پانی کا ایک گھونٹ تک حلق سے اُتار نہیں پائ تھی۔۔

چیئر کی بیک سے سر ٹکائے کھڑکی سے باہر نظر آتے منظر پہ اپنی ویران آنکھیں جمائے

بیٹھے وہ اپنی گزری زندگی کو کسی فلم کی طرح چلتا دیکھ رہی تھی۔۔

کیا کیا تھا اُس نے اپنی زندگی کہ ساتھ کچھ بھی تو نہیں۔۔

کوئی ایک کام بھی ایسا نہیں یاد پڑ رہا تھا جو وہ دیکھا کہ کہہ سکے کہ دیکھو یہ ہے نیکی میری۔۔

باہر کہ منظر پہ نظریں جمائے آنسوؤں کی ایک لکیر آنکھوں سے بہتی جا رہی تھی۔۔

وہ آنکھیں جو ہمہ وقت لینز اور ڈھیروں میک آپ سے سجی ہوتی تھیں اس وقت بالکل ویران اور خالی سی تھیں۔۔

زردی مائل رنگت اور ہونٹوں پہ جمی پپڑی اُسے صدیوں کا بیمار دیکھا رہی تھی۔۔

کیسے ہو گئی یہ بیماری اور کیوں مجھے ہی کیوں؟؟

بہت سے لوگ بہت سے گناہ کرتے ہیں میں کوئی اکیلی تھوڑی تھی پھر میرے ساتھ ہی ایسا کیوں کیا آپ نے اللہ جی اتنی بڑی سزا کیوں آخر کیوں؟؟

اور بھی تو لوگ ہوتے ہیں جو پوری زندگی گناہ کرتے ہیں اور عزت کی موت مر جاتے ہیں پھر میرے ساتھ ہی ایسا کیوں آخر کیا ہی کیا ہے میں نے؟؟

دوسرے لوگوں کہ مقابلے میں تو کچھ بھی نہیں۔۔

کچھ بھی نہیں کیا میں نے۔۔

(وہ اب بھی توبہ کرنے کہ بجائے صرف شکوہ کناں تھی)

مجھے کیسے لگ گئ یہ بیماری مجھے ہی کیوں آخری ریلیشن تو میرا ابالاج کہ ساتھ ہی تھا تو کیا اُس سے لگی ہے یہ ل بیماری مجھے ؟؟

پر وہ تو دیکھنے میں بالکل صحیح لگتا ہے کہیں سے بیمار نہیں لگتا تو پھر مجھے ہی کیوں۔۔

سر میں اُٹھتی ٹیسیں بڑھنے لگی تھیں دل کی مدھم پڑتی دھڑکن بھی اُسکے لبوں پہ توبہ کا لفظ نہیں لا پا رہی تھیں۔۔

وہ اپنی بگڑتی حالت کی پرواہ کیئے بنا اپنی ہی سوچوں میں گُم تھی۔۔

کہ تبھی عادت کہ مطابق اُسکا ہاتھ اپنی نوزپن کی جانب بڑھا جسے پکڑے وہ گھمانے لگی تھی۔۔

اور تبھی ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا تھا۔۔

کیا اس وجہ سے اس وجہ سے ہوا میرے ساتھ یہ سب یہ بیماری اس وجہ سے ہوئی ہے

کیا۔۔

نہیں نہیں۔۔

نظروں کہ آگے اندھیرا چھایا تھااور نوز پن کو چھوتا ہاتھ پہلو میں آ گرا تھا

****

زاویار جو پچھلی دوراتوں سے ہاسپٹل میں اپنے لاتعداد ٹیسٹ کرواتے خوار ہورہا تھا۔۔

ہر طرح سے ایک ہی چیز سامنے آنے پہ آخر کار تھک ہار بیٹھا تھا۔۔

اُسے ایڈز ہو گیا تھا۔۔

ایڈز۔۔۔

استغفار۔۔

کیسے ؟؟

کیوں ؟؟

کس طرح ؟؟

کیا نوریہ کو چھوڑ کر اتنا بڑا گناہ کیا ہے میں نے؟؟

اور۔۔اور تو کوئی غلطی یاد نہیں مجھے اپنی۔۔

کیا ایک حیاءدار شریک حیات کی خواہش کرنا غلط ہے؟؟

کیا ایک ان چھوئے ہمسفر کی خواہش کرنا غلط ہے؟؟

بھلا کیا ہی کیا ہے میں نے جو یہ۔۔یہ سب ہو گیا میرے ساتھ۔۔

اپنے ہی ہاسپٹل کی لیب کہ باہر دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھے وہ اپنی غلطی تلاش کر رہا تھا پر کہیں کوئی غلطی نظر ہی نہیں آرہی تھی۔۔

پر نہیں۔۔نہیں ایک غلطی تو کی ہے میں نے زویا سے شادی کی غلطی۔۔

ہاں ایک یہی غلطی تو ہے میری۔۔

میں تمہیں چھوڑونگا نہیں زویا۔۔

زویا کی یاد آتے وہ ایک طیش کہ عالم میں زویا کہ کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔

****

زویا۔۔

زویا۔۔

ایک دھاڑ کی آواز سے دروازہ کھولتے زاویار اندر آیا تھا جہاں زویا صوفے پہ بیٹھی چھت پہ نظریں ٹِکائے ہوئے تھی۔۔

تم۔۔ تم غلیظ اور ناپاک عورت خود تو غلاظت میں گری ہی تھی مجھے بھی اُس غلاظت میں ڈال دیا تم نے۔۔

کیسی عورت ہو تم؟؟ کیسی عورت ہو۔۔

وہ چیختا ہوا زویا پہ چِلا رہا تھا پر وہ بنا حرکت کیئے اب بھی ویسی ہی بیٹھی رہی تھی۔۔

میں تم سے کہہ رہا ہوں سُن رہی ہو تم۔۔

تمہیں کیا لگا

تمھاری وجہ سے میں اس مشکل میں آجاؤں گا اور چھوڑ دونگا تمہیں نہیں میں جان لے لونگا تمھاری۔۔

اپنی بات کا کوئی اثر ہوتا نا دیکھ وہ زویا کی طرف بڑھا تھا اور اپنے ہاتھ جو نہی اُسکی گردن پہ

دھرے تبھی اُسکا اُوپر اُٹھا چہرہ ایک جانب ڈھلک گیا۔۔

زویا۔۔

زویا۔۔

)زویا چلی گئ تھی۔۔

یہ دُنیا چھوڑ گئ تھی۔۔اُسکے پاس وقت تھوڑا تھا اور وہ آخری لمحات میں بھی منہ سے توبہ کا اقرار نہیں کر پائ تھی۔۔

کچھ لوگ بہت بد قسمت ہوتے ہیں جنہیں اللہ موقع بھی دینا نہیں چاہتا۔۔(

****

صُبح کہ نو بج رہے تھے کہ جب بالاج کی آنکھ اپنے موبائل کی بجتی ٹون پہ کُھلی۔۔

آنکھیں موندے موندے ہی سائیڈ ٹیبل پہ پڑا موبائل بالاج نے کان سے لگایا۔۔

ہیلو۔۔۔

جی بابا۔۔

میں ڈرائیور کہ ساتھ نکل رہا ہوں تمہیں اور بہو کو لانے کہ لیئے طبیعت تو ٹھیک ہے نا میری بیٹی کی؟؟

جی بابا ٹھیک ہے وہ آپ آجائیں۔۔

ایک دو اور باتیں کرتے بالاج نے کال کاٹی تھی۔۔

اور کروٹ بائیں جانب لی پر وہ جگہ تو بالکل خالی تھی۔۔

خالی جگہ دیکھتے جو آنکھیں پہلے کھلنے سے انکاری تھیں فوراً سے کھلی تھیں۔۔

نوریہ اور اتنی جلدی اُٹھ جائے پاسبل ہی نہیں تھا۔۔

وہ نوریہ کو پکارتے باتھروم میں چیک کرنے کو بڑھا پر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔۔

یا اللہ کہاں چلی گئی یہ لڑکی فکر مند سا وہ بالکنی کی جانب بڑھا تھا۔۔

روم میں الیکٹرک رضائی تھی جس کے باعث وہ اس وقت صرف بنیان اور ٹراوزر میں ملبوس تھا۔۔

نوریہ کو دیکھنے کہ لیئے بالاج نے بالکنی سے نیچے جھانکا جہاں اُسے جھولے پہ بیٹھے وجود کی اُونی ٹوپی اور لائٹ پنک کلر کا کوٹ دکھا۔۔

وہ یقیناً نوریہ تھی نوریہ کو دیکھتے ایک سکون کی لہر اندر تک دوڑ گئی تھی وہ وہیں کھڑے اُسے دیکھنے لگا تھا جو ہر چیز سے انجان وہاں موجود تھی۔۔

کہ تبھی بالاج کا فون بجا۔۔

ہاں اسد ہیلو۔۔

کیسا ہے بالاج کہاں ہے تو؟؟

میں تو یہاں اپنے گاوں آیا ہوا ہوں تو بتا سب خیر ہے نا اتنی جلدی صُبح کیسے ہو گئی تیری؟؟

یار خبر ہی ایسی تھی۔۔

کیا ہوا ہے اسد سب ٹھیک تو ہے؟؟

زویا کی ڈیتھ ہو گی ہے۔۔

کیا زویا کہ نام پہ ہاتھ کانپا تھا بالاج کا۔۔

پر کیسے اور کب ہوا یہ سب؟؟

زویا کہ گھر والوں نے زاویار پہ کیس کروایا ہے اُسکی والدہ کا کہنا ہے کہ اُس نے قتل کیا ہے زویا کا۔۔

کیا زاویار نے پر وہ ایسا کیوں کرے گا۔۔

وہ تو نہیں پتہ پر یار کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ۔۔۔

کہ کیا کیوں پہلیاں بجھوا رہا ہے۔۔

زویا کو Hiv تھا اور وہ اُس بیماری کی وجہ سے مری ہے۔۔۔

اب کی بار جو الفاظ بالاج کہ کانوں میں گونجے تھے وہ اُسے ایک سناٹے میں لے آئے تھے۔۔

اور یونہی سناٹے میں گھرے بالاج نے دھندلائی آنکھوں سے نوریہ کو دیکھا تھا۔

کیا اللہ نے میری توبہ قبول نہں کی؟؟

کیا میرے گناہ اب بھی ویسے ہی میرے سامنے کھڑے ہیں۔۔

****

اریشہ۔۔۔

یہ سب کیا ہو گیا(نتاشا نے نہایت غم کہ عالم میں اریشہ کو گلے لگاتے زویا کہ متعلق پوچھا)۔۔

بس یار پتہ نہیں یہ سب کیا ہو گیا ہمیں تو یقین ہی نہیں آرہا ابھی چند دن پہلے ہی تو ملاقات ہوئی تھی اور اب یوں یہ خبر سُن کر تو ہم سب جیسے ہِل سے گئے ہیں۔۔

نتاشا اریشہ اور زویا کہ مشترکہ گھر میں زویا کا سُنتے ہی وہاں آئی تھی جہاں بالکل ایسا ہی ماحول تھا جیسے ایک فوتگی والے گھر میں ہوتا ہے۔۔

نیچے بچھی سفید چاندنیاں اور اُس پہ بیٹھے لوگ۔۔

جن میں سے کچھ رونے میں جبکہ کچھ لوگ مری ہوئی زویا کہ بخئیے اُدھیڑنے میں مصروف تھے۔۔

پر اریشہ ابھی اُسکی عمر ہی کیا تھی ایسے کیسے اچانک سے ڈیتھ ہو گئی زویا کی۔۔

تم اُوپر چلو نتاشا میں ابھی آتی ہوں پھر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔۔

اوکے۔۔ سر پہ ڈلا ڈوپٹہ ٹھیک کرتے وہ اُوپر بڑھ گئی اور اُسکے کچھ دیر بعد ہی اریشہ بھی

اُسکے پیچھے آئی تھی۔۔

****

زاویار بھائی اور اُنکی فیملی یہاں کیوں نہیں ہیں اریشہ؟؟

اور زویا کی ڈیڈ باڈی وہ یہاں آئے گی یا اپنے سُسرال جائے گی؟؟

کیسا سُسرال؟؟ کہاں کا سُسرال؟؟

تایا نے زاویار پہ کیس کروادیا تھا اور پوری رات وہ جیل میں تھا کچھ دیر پہلے ہی پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہ بعد تو رہا ہوا ہے وہ۔۔

زاویار بھائی پر کیس پر کیوں؟؟

کیونکہ تائی امی کا کہنا تھا کہ۔۔کہ زویا کو قتل کیا ہے زاویار نے۔۔

پر۔۔وہ ایسا کیوں کرے گا؟؟

یار یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ پر تائی امی کا کہنا ہے کہ زاویار نے ایک بار پہلے بھی اُنکے سامنے زویا کا گلہ دُباتے اُسے مارنے کی کوشش کی تھی۔۔

کیاااا۔۔۔

ہاں تبھی تو کیس کروایا ہے اور اُنکے ہاسپٹل کہ بجائے پوسٹ مارٹم بھی کسی اور ہاسپٹل سے کروایا ہے۔۔

تو پھر رپورٹ میں کیا آیا؟؟

نتاشا کہ سوال پہ وہ پل بھر کو رُکی تھی پر پھر سرگوشی کہ سے انداز میں بتانے لگی۔۔

ایڈز تھا اُسے اور موت دل کی دھڑکن رُکنے سے ہوئی۔۔

کیا۔۔سچ میں یہ۔۔یہ بیماری تھی اُسے؟؟

رپورٹس میں تو یہی آیا ہے کہ وہ۔۔۔

بس چھوڑو یار ہم سب تو اتنے شرمندہ اور پریشان ہیں کہ کیا بتائیں۔۔

یار اُسکے افئیرز تھے یہ تو ہم سب بھی جانتے تھے پر اس حد تک تعلقات تھے اُسکے یقین نہیں آرہا مجھے نتاشا نے حیرت سے منہ پہ ہاتھ رکھتے کہا۔۔

یار اُسکی بیماری کی یہی وجہ تھی یا کچھ اور یہ تو وہی بتا سکتی تھی پر یار اس سب کی وجہ صرف یہی تھوڑی ہوتی ہے۔۔

کیا پتہ کوئی یوز ہوا سرنج ہو۔۔

یا پھر۔۔یا پھر یہ آجکل کہ جو طریقے ہیں ناک کان چھیدوانے سے۔۔۔

بلکہ۔۔۔بلکہ ہاں شاید ایسا ہی ہوا ہو کیونکہ اُسکی شادی سے چند دن پہلے گلی میں آئے ایک شخص سے اُس نے اپنا ناک چھیدوایا تھا۔۔

جو اُس نے کسی تار سے سیا تھا اب نا جانے وہ تار پہلے کتنے لوگوں پہ استعمال ہو چکا ہو یار یہ وجہ بھی تو ہو سکتی ہے نا تو ہم پھر ایک ہی زاویے میں کیوں سوچیں؟؟

ہاں بالکل وجہ تو کوئی بھی ہو سکتی ہے اور چھوڑو یار اُسکی موت ہی ایسی لکھی تھی بس اب اللہ اُسکی مغفرت فرمائے۔۔

اور ہاں یار وہ تو پریگننٹ بھی تھی اور میں نے سُنا ہے کہ اگر کوئی عورت پریگننٹ ہو اور ایسے میں اُسکی موت ہو جائے تو وہ سیدھا جنت میں جاتی ہے۔۔

آگے کا معاملہ تو اُسکا اور خُدا کا ہے ہم کون ہوتے ہیں کسی کو جج کرنے والے یا پھر یہ کہنے والے کہ وہ جہنمی ہے یا جنتی۔۔

ہاں بالکل۔۔

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ زویا کہ لیئے دُکھی تھیں تبھی باہر سے ایمبولینس کہ سائرن کی

آواز سُنائی دی۔۔

اوہ لگتا ہے زویا کی ڈیڈ باڈی آگئی ہے۔۔

وہ دونوں تیزی سے نیچے کی جانب بڑھی تھیں جہاں میت کہ پہنچنے پہ ایک دم سے کہرام

سا مچ گیا تھا۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالاج اب تک وہیں کھڑا تھا اسد کی کال کہ بعد تو جیسے وہ سُن سا ہو گیا تھا۔۔

ہوا میں رچی جما دینے والی سردی بھی اُسکا سکتہ توڑنے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی وہ

اُس ٹھنڈ میں ٹراؤزر پہ صرف ایک بنیان پہنے کھڑا تھا۔۔

بالکنی کی ٹھنڈی یخ ریلنگ پہ اپنے ہاتھ جمائے بالاج کی آنکھیں اس پل اتنی سُرخ

ہو رہی تھیں جیسے ابھی خون چھلکا دیں گی۔۔

وہ یونہی جُھکے جھولا جھولتی نوریہ پہ نظریں ٹِکائے ہوا تھا جو اُونچی آواز میں کوئی پوئم گُنگنا

رہی تھی شاید۔۔

****

اپنے کپڑے چینج کرتا وہ بہت عُجلت میں ریسیپشن پہ آیا تھا۔۔

ایکسکیوز می کیا مجھے کوئی گاڑی مل سکتی ہے؟؟

آپ جتنا کہیں گے میں رینٹ پے کردونگا۔۔

سر ہمارے پاس تو دو ہی گاڑیاں ہیں جو فی الحال دستیاب نہیں ہیں۔۔

اوہ شٹ۔۔۔

تو پھر کیا آپ مجھے کوئی گاڑی ارینج کر کے دے سکتے ہیں؟؟

سر بہت مشکل ہے پر اگر آپ چاہیں تو آپ میری گاڑی لے جا سکتے ہیں ویسے بھی آپ کہ بابا کہ بہت احسان ہیں ہمارے علاقے کہ لوگوں پہ۔۔

تھینک یو سو مچ مجھے بہت ضرورت ہے گاڑی کی اگر آپ دے دیں گے تو بہت مہربانی ہو گی۔۔

وہاں کہ مینجر کی گاڑی کی چابی ملتے ہی وہ وہاں سے نکلنے لگا تھا پر پھر وہ آگے بڑھتا واپس آیا۔۔

دیکھیے مینجر صاحب مجھے بہت ضروری کام سے کہیں جانا ہے بابا بھی کچھ دیر میں پہنچنے والے ہیں پر کیا تب تک آپ میری وائف کا خیال رکھ سکتے ہیں وہ یہاں اکیلی ہو نگی۔۔

یہ جگہ بہت سیف ہے سر آپ فکر ہی مت کریں۔۔

مینجر کی بات پر ایک تسلی کی سانس لیتا وہ باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔

****

نوریہ۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوریہ۔۔

وہ وہیں دور سے ہی نوریہ کو پکارنے لگا تھا۔۔

اوہ بالاج تم اُٹھ گئے وہ بالاج کو ہاتھ ہلاتی جھولے سے اُٹھی تھی اور اب بھاگتی ہوئی اُسکے پاس آرہی تھی۔۔

بالاج چلو ناوہاں سامنے والی جگہ تک چلتے ہیں۔۔

اپنی ہی کہتی وہ بالاج کہ نزدیک آتے اُسکا بازو تھامنے والی تھی جس پہ وہ یکدم ایسے دور ہوا تھا جیسے کوئی کرنٹ لگا ہو۔۔

بالاج کو یوں دور ہوتا دیکھ نوریہ نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔

پر اُسکی خفت مٹانے کو وہ کہنے لگا۔۔

نوریہ میں ابھی کسی کام سے جارہا ہوں کچھ دیر میں بابا یہاں آجائینگے تم اُنکے ساتھ آگے گاؤں کی طرف چلی جانا ٹھیک ہے۔۔

پر تم مجھے یہاں اکیلے چھوڑ کر کہاں جارہے ہو؟؟

کہاں ضروری کام ہے وہ جتنا جلدی یہاں سے جانا چاہتا تھا اُتنا ہی وہ اُسے روکے ہوئے تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے نہیں پتہ مجھے ساتھ لیکر جاو میں بور ہو جاونگی یہاں۔۔

نوریہ پلیز جاو اندر اور روم کا دروازہ اچھے سے لاک کر لینا۔۔

نہیں مجھے تمھارے ساتھ جانا ہے۔۔

پلیز نوریہ ابھی نہیں مجھے کام نا ہوتا تو میں تمہیں یوں چھوڑ کر نہیں جاتا۔۔

وہ اُسکے یوں ضد کرنے پہ اُس خود میں سمو لینا چاہتا تھا پر نہیں وہ اُسے نہیں چھو سکتا اس وقت تو بالکل نہیں تبھی دونوں ہاتھ اپنی جیکٹ کی پوکٹس میں ڈالے وہ اُسکے سامنے

کھڑا تھا۔۔

بالاج۔۔پلیز نا مجھے بھی لے جاو میں تمہیں تنگ نہیں کرونگی وہ ایک بار پھر سے اُسے تھامنے کو آگے بڑھی تھی پر وہ مزید دو قدم دور ہوا تھا۔۔

تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی ہاں اتنی دیر سے پیار سے سمجھا رہا ہوں اور ایک تم ہو کہ سُنتی ہی نہیں ہو۔۔

بالاج۔۔۔نوریہ نے اُسے یوں خود پہ چلاتا دیکھ آنکھوں میں آنسو بھرے تھے۔۔

کیا بالاج ہاں فوراً اندر جاو اور جب تک بابا نا آئیں باہر مت نکلنا اور اگر میری بات نا سُنی تو بہت بُری طرح پیش آونگا سمجھی تم اب اندر جاو۔۔

وہ جو حیرت سے اُسے چلاتا دیکھ رہی تھی پیر پٹختی روتے ہوئے اندر بڑھ گئ۔۔

بھلا ایسے بھی کوئ بِلا وجہ ڈانٹتا ہے؟؟

****

دوپہر کہ دو بج رہے تھے باہر پڑتی دھوپ بارش کہ بعد پڑتی ٹھنڈ کو بالکل ذائل کر چُکی تھی۔۔

وہیں دوسری جانب رحمان ہاوس میں پھیلا سناٹا بہت وحشت ناک معلوم ہوتا تھا۔۔

رحمان ہاوس پہ تو جیسے ایک ایک کر کے قیامت آئے ہی جا رہی تھی۔۔

پہلے اُن دونوں کی بیماری کی خبر اور پھر زویا کی موت اور پھر زاویار کا یوں جیل جانا۔۔

اس وقت بھی رحمان ہاوس کہ سارے مکین ماسوائے زاویار اور دادو کہ زویا کہ گھر گ ئے ہوئے تھے۔۔

جبکہ وہ دن میں بھی کمرے میں اندھیرا کیئیے بیڈ کہ نزدیک فرش پہ بیٹھے بیڈ شیٹ پہ اُنگلی پھیرتے گُم سُم سا بیٹھا ہوا تھا۔۔

کہ تبھی دادو کمرے میں داخل ہوئیں۔۔

گھٹنوں پہ ہاتھ دھرے ہانپتی ہوئی وہ یہاں تک پُہنچی تھیں اور اب زاویار کو یوں بیٹھا دیکھ اُنکے دل پہ ہاتھ پڑا تھا۔۔

زاویار۔۔

میرے بچے ایسے کیوں بیٹھے ہو؟؟

دادو۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا۔۔کیا میں بہت بُرا ہوں؟؟

نہیں میرے لعل (بیڈ پہ بیٹھتے اُنہوں نے زاویار کہ بالوں میں ہاتھ پھیرا)۔۔

اگر نہیں تو پھر میرے ساتھ ہی یہ سب کیوں ہوا آخر کیوں؟؟

اللہ اپنے نیک بندوں کو آزماتا ہے میرے بچے۔۔

کیا میں نیک ہوں؟؟

کیا یہ واقعی آزمائش ہے؟؟ چہرہ اُٹھائے ایک بے بسی سے اُنہیں دیکھتے وہ پوچھنے لگا۔۔

اور نہیں تو کیا میرے زاویار جیسا کوئی بیبا بچہ تو ہے ہی نہیں۔۔

میرا زاویار جھوٹ نہیں بولتا۔۔

بڑوں سے بد تمیزی نہیں کرتا۔۔

اور نا ہی آجکل کہ لڑکوں جیسی کسی بھی قسم کی خرافات میں کبھی پڑا ہے۔۔

ہمیں کبھی کوئی شکایت نہیں ملی تمھاری طرف سے نا ہی کبھی کوئی ایسی ویسی بات

سامنے آئی ہے تمھاری۔۔

کیااللہ بھی آپکی طرح مجھے نیک سمجھتا ہوگا؟؟

ہاں نہیں تو کیا۔۔

پر پھر اللہ یہ کیوں کہتا ہے نیک مردوں کہ لئیے نیک عورتیں۔۔

اگر میں اتنا ہی نیک تھا تو پہلے نوریہ اور پھر زویا جیسی عورت ہی کیوں ملی مجھے جواب دیں۔۔

زاویار کہ سوال پہ وہ خاموش ہوئی تھیں کوئی جواب تھا ہی نہیں۔۔

پہلے نوریہ جس سے میں نے سچے دل سے محبت کی وہ یوں میرے ہی سامنے گندی ہوگئی اور پھر زویا۔۔جو جو مجھے ہی گندا کر گئی۔۔۔بے بسی سے کہتے زاویار نے سر جھٹکا تھا۔۔

تم ایسا مت سوچو زاویار سب ٹھیک ہو جائیگا بچے۔۔

نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہوگا(زاویار نے اپنی بھیگی آنکھیں رگڑیں)میں بھی جلد ہی مر جاونگا ایک اذیت ناک موت منتظر ہے میری۔۔پر ایک بات آپ سب سُن لیں میری اگر وہ رات۔۔۔میری زندگی میں نا آتی تو یہ سب کبھی میرے ساتھ نا ہوتا اور اس سب سے کبھی نا گزرنا پڑتا مجھے۔۔

نور یہ کہ لئیے تو میں اُن لوگوں کو ڈھونڈ نہیں پایا پر اب۔۔اب میں اُن لوگوں تک ضرور پُہنچونگا ایک ایک سے اپنا بدلہ لونگا کسی کو نہیں چھوڑونگا چاہے اس سب میں جو مرضی برباد ہو جب میں خوش نہیں ہوں میری زندگی میں سب صحیح نہیں ہے تو باقی سب کی خوشی سے بھی کوئی لینا دینا نہیں ہے میرا۔۔

زاویار بیٹا۔۔

مجھے کچھ نہیں سُننا جائیں آپ یہاں سے۔۔

پر۔۔

میں نے کہانا جائیں اکیلا چھوڑ دیں مجھے جائیں دادو جائیں۔۔

کیا زاویار بھی اپنی ملی مہلت یونہی برباد کر دیگا؟؟

****

(ایک ہفتے بعد...)

صُبح کہ گیارہ بج رہے تھے فروری کا مہینہ ختم ہو چُکا تھا اور مارچ کہ آتے ہی سردی کی شدت میں جیسے کمی سی آنے لگی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر گلگت میں نہیں۔۔

یہاں اب بھی ٹمپریچر رات میں صفر تک پُہنچ جاتا تھا۔۔

پر دن میں پارہ تین یا چار تک ہی رہتا تھا۔۔

نوریہ کو بالاج کہ گاوں والے گھر میں آئے ایک ہفتہ بیت چُکا تھا پر بالاج کی فی الحال کوئ خیر خبر نہیں مل سکی تھی وہ تو جیسے۔۔ جیسے جاکر بھول ہی گیا تھا۔۔

یہاں بالکل انجان جگہ پہ انجان لوگوں کہ بیچ وہ تو مانو بولائ بولائ پھرتی تھی۔۔

یہ جگہ اور علاقہ بہت خوبصورت تھا بالکل ویسا جیسے کسی کہ خوابوں کا آشیانہ ہو۔۔

یہ گھر بہت بڑا نہیں تھا نارمل سائز کا ہی تھا پر اُسکے گرد پھیلا ہوا رقبہ کافی وسیع و عریض تھا جسے باؤنڈری وال کہ ذریعے کور کیا گیا تھا۔۔

حسین لان پھلدار درخت اور پودے اور وہاں پالے گ ئے جانور کسی کا بھی دل موہ سکتے تھے۔۔

پر نوریہ کا نہیں۔۔

وہ بے چین تھی بالاج کہ لیئے پریشان تھی وہ جو چوبیس گھنٹے سر پہ سوار رہتا تھا وہ اچانک

سے جیسے کہیں کھو گیا تھا۔۔

بات بے بات اُسکی بڑھتی گُستاخیاں جو نوریہ کو غُصہ دلاتی تھیں اب اُن سب کو ہی وہ مِس کرنے لگی تھی۔۔

پر اب وہ کہیں نہیں تھا وہ ہر ہر آہٹ پہ چونک جاتی تھی پر وہ کہیں سے نہیں آ رہا تھا۔۔

اور دل تھا کہ ایک ہی بات کا ورد کرتا تھا۔۔

کہاں ہو بالاج تم؟؟

****

اُسے آج پورا ایک ہفتہ ہو گیا تھا گھر سے نکلے۔۔

وہ جن حالات میں وہاں سے نکلا تھا وہ بالکل نارمل نہیں تھا۔۔

وہاں سے نکلتے وہ سیدھا پشاور کہ ایک بڑے ہاسپٹل پُہنچا تھا جہاں سے بالاج نے اپنے ٹیسٹ کروائے تھے۔۔

پر بات یہیں ختم نہیں ہوئی تھی بالاج نے وہی ڈاکٹر کی طرف سے لکھ کر دیئے گئے ٹیسٹ دو اور لیبارٹریز سے بھی کروائے تھے۔۔

اور جہاں سے رپورٹ دو دن بعد ملنی تھی۔۔

وہ ٹیسٹ تو کروا چکا تھا پر رپورٹس کلیکٹ کرنے کہ ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔

بار بار ذہن میں ایک ہی سوال گونج رہا تھا اگر رپورٹس پازیٹیو ہوئیں تو؟؟

اور بس یہیں وہ خود کو بہت کمزور پاتا تھا۔۔

وہ پچھلے ایک ہفتے سے پشاور کہ ہی ایک عام سے چھوٹے سے ہوٹل کہ کمرے میں بند تھا جہاں وہ صرف پورے دن میں ایک وقت کا کھانا آرڈر کرتا تھا جو بمشکل زہر مار کرتے حلق سے اُتار رہا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور آج پورے ہفتے بعد خود کو رپورٹس کلیکٹ کرنے کہ لیئے تیار کر پایا تھا۔۔

اور رپورٹس لینے جانے سے پہلے وہ ٹھنڈے پانی کہ شاور کہ نیچے کھڑا اپنی ضمیر کی عدالت کہ کٹہرے میں شرمسار سا سر جُھکائے ہوئے تھا۔۔

****

میں نے توبہ کی تھی آپ سے اللہ جی۔۔

میں نے اپنے دل کی پوری سچائی سے معافی مانگی تھی اور اپنے کیئے کا مداوا کرنے کی بھر

پور کوشش بھی کی تھی آپ تو سب جانتے ہیں نا تو پھر۔۔پھر یہ نیا امتحان کیسا ہے۔۔

آخر کیوں کیوں معاف نہیں کیا آپ نے مجھے؟؟

میں نوریہ کو پسند نہیں کرتا تھا پھر بھی میں نے اُس سے شادی کی اپنے گناہ کو سدھارنے کہ لئیے۔۔

میں اپنی غلطی مان کر خود کو قانون کہ حوالے کر سکتا تھا وہ اس سب سے بہت آسان ہوتا جس سب سے میں روز گزرتا ہوں۔۔

اپنے ہی کئیے گناہ کہ اثرات جب اُس معصوم کی زندگی پر دیکھتا ہوں تو۔۔تب۔۔۔تب میں روز جیتا ہوں روز مرتا ہوں۔۔

میں نے سب برداشت کیا اپنی ہر غلط عادت چھوڑ دی پر پھر بھی آپ نے مجھے معاف کیوں نہیں کیا کیوں؟؟

وہ شاور بند کرتا اپنے ماتھے پہ پڑے گیلے بال ہٹاتا آئینے کہ سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے جو ذہنی حالت اُسکی تھی وہ اس پل صاف اُسکے چہرے پہ عیاں تھی۔۔

سوجی ہوی سُرخ متورم آنکھیں اُسکی ٹوٹی بکھری حالت کی گواہ تھیں۔۔

وہ آئینے میں اپنے عکس پہ نظریں جمائے ہوا تھا کہ تبھی ایک اور صورت آئینے میں اُبھری۔۔

ما۔۔۔ماما۔۔

میرے بیٹے۔۔

آپ کیوں آجاتی ہیں بار بار کیا دیکھنا چاہتی ہیں ہاں (وہ چلانے لگا تھا) کیا دیکھنا چاہتی ہیں کیا مجھے برباد کر کہ اب بھی سکون نہیں ملا آپکو۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں شرمندہ ہوں بالاج۔۔

آپکی شرمندگی کا کیا کروں میں ہاں کیا کروں؟؟

وہ برہم سے انداز میں کہتے سر جُھکا گیا تھا۔۔

میں جانتی ہوں تم شرمندہ ہو اپنی غلطی سدھار رہے ہو پر بالاج تم نے توبہ تو کرلی اُس رب نے یقیناً معاف بھی کر دیا ہو گا کیونکہ اُسکے ہاں ایک نوجوان انسان کی توبہ کی بہت اہمیت ہے۔۔

پر تم یہ بتاؤ تم نے رب کو منانے کہ لئیے کیا کیا؟؟

کیا مطلب؟؟

دیکھو بالاج جب کوئی انسان ہماری وجہ سے ہرٹ ہوتا ہے تو ہم اُس سے معافی مانگتے ہیں اور ساتھ میں کوئی گفٹ بھی دیتے ہیں اور آئندہ کہ لئیے وہ کام نہیں کرتے جس سے وہ ہرٹ ہوا ہو اور اپنی غلطی کو ٹھیک کرتے ہیں۔۔

تم نے تو صرف توبہ کی اور چاہتے ہو کہ سب تمھارے تابع ہو جائے۔۔

وہ آئینے میں دیکھتا حیران سا کھڑا تھا۔۔

تو پھر۔۔مجھے۔۔مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔

اپنی زندگی ایسی بناؤ خود کو اُس سانچے میں ڈھالو کہ وہ تمھیں پوری طرح سے معاف کر سکے تمھیں اپنے پسندیدہ بندوں میں شمار کر سکے۔۔

اپنی ماں کی کہی بات اُسکے لئیے ایک نئی کھڑکی کھول گئی تھی ایک ایسی کھڑکی جس سے آتی چمکدار روشنی اُسے اپنی سمت کھینچنے لگی تھی۔۔

****

آج سے کچھ ماہ پہلے اُس رات کہ گزرنے کہ بعد جیسے نوریہ نے روتے ہوئے کلمہ پڑھتے خود کو پاک کیا تھا بالکل ویسے ہی آج وہ رو رہا تھا۔۔

ایک ایک گناہ کہ یاد آنے پہ توبہ کرتے وہ اپنے جسم کہ ایک حصہ پہ کلمہ پڑھتے پھونک مار کر خود کو پاک کر رہا تھا۔۔

میں سب ٹھیک کرنے کی کوشش کرونگا اللہ جی آپکو کبھی شکایت کا کوئ موقع نہیں دونگا۔۔

پر پلیز آپ اس بار مجھے بچالیں اللہ جی جیسے۔۔ جیسے آج تک آپ نے میرے گناہوں کا پردہ رکھا ہے ویسے ہی اس بار بھی رکھ لیں۔۔

نہانے کہ بعد وہ ایک بار پھر سے کپڑے پہنتا وضو کرنے کہ لئیے کھڑا تھا۔۔

وضو کرتے ہوئے بھی اُسکے لبوں پہ کلمے کا ورد تھا وضو کرتے وہ واشروم سے باہر آیا تھا۔۔

باہر آنے کہ بعد اُسے کہیں جائے نماز نہیں دکھی تھی سو ریسیپشن پہ کال کرنے کہ بعد وہ ٹہلتے ہوئے جائے نماز کا ویٹ کرنے لگا۔۔

جو کچھ ہی منٹوں بعد بالاج کو فراہم کر دی گئ۔۔

جائے نماز بچھاتے ہوئے بالاج کہ ہاتھ باقاعدہ کپکپا رہے تھے وہ کئ سالوں بعد آج اپنے بنانے والے کہ روبرو کھڑا ہونے والا تھا۔۔

ساتھ ہی دل میں کہیں یہ ڈر بھی تھا کہ نا جانے وہ بچپن میں سیکھی ہوئ نماز یاد بھی ہو گی کہ نہیں۔۔

ڈرتے ڈرتے جائے نماز پہ کھڑے ہوتے بالاج نے اللہ اکبر کہتے ہاتھ اُٹھائے۔۔

اُسے نماز یاد تھی اُسے سب یاد تھا اگر بھول گیا تھا تو یہ کہ وہ رب سب دیکھ رہا ہے۔۔

روتے ہوئے تر چہرے کہ ساتھ بالاج نے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا مانگنے لگا۔۔

اللہ جی پلیز مجھے معاف کر دیں میری رپورٹس صحیح آئیں۔۔

میں۔۔میں یہ سب آپ سے اپنے لئیے نہیں کہہ رہا مجھے نوریہ کہ لئیے ٹھیک رکھیں اُسے۔۔اُسے بہت ضرورت ہے میری وہ بہت کمزور بہت چھوٹے دل کی ہے وہ خود کو نہیں سنبھال سکتی اُسے آپکے بعد۔۔آپکے بعد میرے سہارے کی ضرورت ہے۔۔

نوریہ کہ لئیے اُس آنے والی ننھی جان کہ صدقے مجھے معاف کر دیں۔۔

اگر۔۔اگران کی ذمہ داری مجھ پہ ناہوتی تو میں آپکی دی اس سزا کو اپنی آزمائش سمجھ کر خوشی خوشی قبول کرلیتا پر اس وقت نہیں پلیز یااللہ مجھے اس مرض سے بچالیں پلیز۔۔۔

****

اس گھر میں جب سے نوریہ آئی تھی اُسکا ٹھکانہ یا تو اپنا کمرہ تھا یا پھر یہاں کا وسیع وعریض لان۔۔

جہاں وہ گھنٹوں کھڑی مراد صاحب کہ دلائے گ ئے پینٹنگ کہ سامان کہ ساتھ لگی رہتی تھی۔۔

جہاں ہاتھ اُسکا کینوس پہ چلتا تھا پر ذہن۔۔ذہن تو جیسے بالاج میں اُلجھ کہ رہ گیا تھا۔۔

مجھے سب ہی چھوڑ جاتے ہیں میں جب۔۔جب بھی کسی پہ بھروسہ کروں یا محبت میں دو قدم آگے بڑھوں اگلا دامن چھڑوالیتا ہے۔۔

وہ رنگوں کہ ساتھ کھیلتی ذہنی طور پر دور بہت دور نکلی ہوئی تھی۔۔

واہ نوریہ بچے آپ تو بہت قابل ہیں۔۔

ایکدم سے مراد صاحب کی آتی آواز پہ وہ اُچھلی تھی۔۔

اتنا حسین نہیں ہے میرا بیٹا جتنا حسین تم نے پورٹرے کر دیا ہے۔۔

اُف یہ کیا کہہ رہے ہیں اُنکے کہنے پہ جونہی نوریہ نے ایک بار پھر سے کینوس پہ نظر ڈالی وہاں مسکراتی ہوئی بالاج کی پینٹنگ دیکھتے وہ حیران ہوئی تھی۔۔

یہ۔۔یہ کیسے اور کب بن گیا دل میں سوچتی وہ شرمندہ سی ہوئی تھی۔۔

ویسے بیٹا یہ بالاج ہے کہاں اتنے دونوں سے آیا کیوں نہیں؟؟

پ۔۔پتہ نہیں مجھے بتا کر نہیں گیا۔۔

کیا اتنے دنوں سے کال بھی نہیں کی؟؟

وہ اصل میں میرے فون میں جس نیٹ ورک کی سم ہے اُسکے سگنل یہاں نہیں آتے۔۔

اوہ تو پہلے کیوں نہیں بتایا بیٹا میں منگوادونگا تمہیں۔۔

نہیں مجھے ضرورت نہیں ہے انکل آپ زحمت مت کریں ویسے بھی بابا سے بات ہو جاتی ہے لینڈ لائن پہ۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں بیٹا میں کل تک منگوادونگا اصل میں میں بہت پریشان ہوں بالاج کی وجہ سے اُسکا فون بند ہے اور کسی دوست کو بھی نہیں پتہ اُسکا دوسرا یہاں ہمارے دُشمن تو جیسے تاک میں ہوتے ہیں ہمارے۔۔

وہ ناجانے اور بھی کیا کچھ کہہ رہے تھے پر نوریہ اپنے سامنے اُس مسکراتی تصویر سے اپنی نظریں ہٹا ہی نہیں پارہی تھی۔۔

اندر چلو بیٹا شام ہونے والی ہے ٹھنڈ بھی بڑھ رہی ہے طبیعت نا خراب ہو جائے تمھاری۔۔

جی انکل وہ ایک آخری نظر اُس تصویر پہ ڈالتی اُنہی کہ ساتھ اندر کو چل دی۔۔

****

شام کہ چھ بج رہے تھے۔۔

اور وہ پی_کیپ پہنے چہرے پہ رومال لپیٹے ہاسپٹل پُہنچا تھا۔۔

وہ اپنی شناخت کسی پر بھی عیاں کرنا نہیں چاہتا تھا شاید یہ شرمندگی تھی یا کچھ اور۔۔

ہاسپٹل میں ڈاکٹر کہ روم کہ باہر کھڑے ایک لمبی سانس لیتے وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔

جی کہیے۔۔

وہ مجھے اپنی رپورٹس چیک کروانی تھیں۔۔

جی آیئے بیٹھیے۔۔

بالاج نے کرسی پہ ٹکتے رپورٹس والا اینویلپ آگے بڑھایا۔۔

جسے ڈاکٹر نے تھامتے کھولنا شروع کیا اس پل بالاج کہ دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کہ بیان نہیں کی جاسکتی۔۔

ہمم۔۔۔آپکی رپورٹس ٹھیک ہیں۔۔

جی۔۔کیا۔۔کیا کہا آپ نے؟؟

آپکو کوئی بیماری نہیں ہے۔۔

ڈاکٹر کی بات سُنتے ایک دوسری لیب کی رپورٹس بالاج نے بڑھائیں۔۔

اور یہ۔۔یہ بھی ٹھیک ہیں نا؟؟

جی یہ بھی ٹھیک ہیں۔۔

اس پل جتنی خوشی وہ محسوس کر رہا تھا شاید کہ کبھی کی ہو۔۔

آپ۔۔۔آپ صحیح کہہ رہے ہیں نا؟؟

جی میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں۔۔

اوہ مائی گاڈ۔۔

وہ فرط جذبات میں کھڑا ہوا تھا۔۔

یہ رپورٹس ٹھیک ہیں نا۔۔

جی ٹھیک ہیں بالاج کہ بار بار پوچھنے پہ ڈاکٹر بھی حیران ہوا تھا اور وہ یونہی کھڑا سجدے میں گرا تھا۔۔

تھینک یو اللہ جی میں..میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کبھی بھی آپکو ناراض نہیں کرونگا کبھی نہیں۔۔

****

صُبح کہ چار بج رہے تھے۔۔

نوریہ اُس پتھر کہ بنے گھر میں جس کی چھت لکڑی کی تھی وہاں پہ واقع بالاج کہ کمرے میں موجود رضائی کہ اندر دُبکی ہوئی سو رہی تھی۔۔

پر وہاں سوئے نیند میں ہی اُسے کسی مانوس سانسوں کی تپش اپنے چہرے پہ محسوس ہوئی تھی۔۔

اور جس کی وجہ سے وہ جاگ گئی تھی پر آنکھیں اب بھی بند تھیں وہ نہیں چاہتی تھی کہ آنکھیں کھولنے پہ سب غائب ہو جائے۔۔

پر کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اُسے اپنے چہرے اور پھر بالوں میں رینگتی اُنگلیاں محسوس ہوئیں۔۔

اور جنہیں محسوس کرتے وہ پٹ سے آنکھیں کھولتی اپنے قریب لیٹے بالاج کو حیرت سے دیکھنے لگی۔۔

بالاج جو اُسکی یوں حیرانگی پہ خوش ہوا تھا اگلے ہی پل نوریہ کو دیکھتے حیران ہوا جو کروٹ لے چکی تھی۔۔

نور (بالاج نے حیرت میں گھرے پُکارا)۔۔۔

جاو یہاں سے تنگ مت کرو مجھے پتہ ہے تم رئیل والے بالاج نہیں ہو۔۔

نوریہ کہ کہنے پہ بالاج کو خوشی ہوئ تھی پر اپنی مسکراہٹ روکتے وہ پھر سے کہنے لگا۔۔

نور۔۔اچھا ادھر تو آو چھو کر دیکھ لو میں آگیا ہوں میں رئیل میں ہوں۔۔

مجھے پتہ ہے تم رئیل والے نہیں ہو کیوں آجاتے ہو روز میری نیند خراب کرنے میں مان چکی ہوں تم مجھے یہاں چھوڑ کر بھاگ گئے ہو اپنی بات مکمل کرتی وہ سسکنے لگی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوریہ اوہ میرا بے بی۔۔

نوریہ کو پچکارتے وہ اُسے باہوں میں بھرتے سہلانے لگا تھا۔۔

اتنے دنوں سے جو انجان جگہ پہ بہت اکیلا فیل کر رہی تھی کسی اپنے کی پرواہ اور اُسکا لمس ملتے رونے لگی تھی۔۔

مجھے سب چھوڑ جاتے ہیں۔۔کوئ مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔ایں۔۔۔۔

نوریہ کوئ نہیں گیا میں آگیا ہوں نا دیکھو تمھارے پاس ہوں تمھارے ساتھ ہوں۔۔

بالاج کہ کہنے پہ وہ جو اُسکے سینے میں منہ دیئے رو رہی تھی حیرت سے دیکھنے لگی۔۔

ہاں تم۔۔ تم تو واقعی میں آ گئے ہو۔۔

اوہ گاڈ فائینلی تمہیں یقین آ گیا ویسے بتاؤ تو کیا روز آتا تھا تمھارے خواب میں۔۔

ہاں روز آتے تھے پر جب۔۔ جب میں نزدیک آتی تھی تم غائب ہو جاتے تھے

۔۔ایں۔۔

اوہ میرا نور۔۔

وہ نوریہ کو خود میں بھینچے ہوئے تھا جیسے کب کی پیاس بجھا لینا چاہتا ہو۔۔

مجھے لگا تم بھی مجھے چھوڑ گئے ہو ایں۔۔

میں تمہیں کبھی چھوڑ نہیں سکتا تم تو میرا سب کچھ ہو۔۔

وہ نوریہ کو چپ کروانے کہ بجائے اُسے ریلیکس کرنا چاہ رہا تھا ویسے بھی اُسے کوئی چُپ نہیں کروا سکتا تھا۔۔

تم مرد سب ایسے ہی ہوتے ہو جھوٹی باتیں کرتے ہو اور جب۔۔ جب ضرورت ہوتی ہے چھوڑ جاتے ہو۔۔

ایسا نہیں ہے نوریہ میں تمھارے ساتھ ہوں اور رہونگا۔۔

ویسے تم گ ۓ کہاں تھے بالاج کہ سینے پہ ہاتھ دھرتے اُسے پیچھے دھکیلتے اُسکا رونے کہ بعد والا دوسرا موڈ آن ہوا تھا۔۔

پر بالاج کی گرفت سخت تھی وہ فی الوقت اُسے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔۔

میرے دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اُسکے پاس گیا تھا (یا اللہ جی آخری جھوٹ ہے پلیز معاف کرنا)

کونسا دوست وہ ٹیٹو والا؟؟

ایک تو تم اُس ٹیٹو کہ پیچھے ہی پڑ گئی ہو وہ ٹیٹو والا نہیں دوسرا دوست ہے۔۔

تو تم بتا کر بھی تو جا سکتے تھے کوئی کال کر سکتے تھے تمہیں پتہ ہے میں۔۔ بابا کتنے پریشان تھے تمھارے۔۔

بابا یا بابا کی بہو نوریہ کو قریب کرتے بالاج نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔۔

جی نہیں مجھے تمھارے ہونے نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔

رئیلی تو چلا جاوں کیا؟؟

میں ناراض ہوں تم سے۔۔

)وہ بات اگنور کر گئی تھی اب بھلا کیسے کہتی کہ مت جاو۔۔(

اب ناراض کیوں ہو یہ بھی بتادو۔۔

تم نے جاتے ہوئے مجھ پہ غُصہ کیا تھا۔۔

ہاہاہا۔۔۔تم نے تو غُصہ دیکھا ہی نہیں ہے ابھی میر انوریہ کا ناک دباتا وہ کہنے لگا۔۔

نہیں تم نے غُصہ کیا تھا تم نے ڈانٹا تھا مجھے۔۔

تم بھی تو بات نہیں مان رہی تھی میری۔۔

تو میں تو بیوی ہوں نا اور بیویاں ایسے ہی کرتی ہیں۔۔

تو میں بھی شوہر ہوں نا اور شوہر ایسے ہی ڈانٹتے ہیں۔۔

تم وعدہ کرو آئندہ نہیں ڈانٹو گے۔۔

اوکے نہیں ڈانٹو نگا۔۔

اور اب مجھے مناو۔۔

کیسے مناوں۔۔

یہ بھی میں بتاوں۔۔

اوکے تو پھر میں اپنے سٹائل سے مناونگا۔۔

اپنی کہتے بالاج نے لیمپ آف کر دیا۔۔

جس کے بعد اُس کمرے میں سنائی دینے والی نوریہ کی کھلکھلاہٹیں تھیں۔۔

****

گُڈ مارننگ بابا۔۔

مراد صاحب کا گال چومتا وہ گیلے بال لیئے اُنکے ساتھ ناشتے کی ٹیبل پہ بیٹھا تھا۔۔

تم کب آئے؟؟

میں رات میں آ گیا تھا۔۔

اکیلے؟؟

ظاہر سی بات ہے اکیلے ہی آنا تھا۔۔

یہاں حالات اچھے نہیں ہیں کل بھی تمھارے پھوپھو کہ بیٹوں کا جھگڑا ہوا ہے شاہ فیملی

سے۔۔

تو میں نے تو کسی سے جھگڑا نہیں کیا نا بابا۔۔

یہاں یہ سب نہیں چلتا اب جب تک یہاں ہو احتیاط کرنا اکیلے کہیں مت جانا۔۔

اوکے پر پلیز یہ گاڑی اُس ہوٹل واپس بھجوا دیں۔۔

اوکے بھجوا دونگا بہو کہاں ہے؟؟

سو رہی ہے۔۔

طبیعت تو ٹھیک ہے نا اُسکی؟؟

جی ٹھیک ہے۔۔

اور وہ سب کلئیر کب کر رہے ہو تم۔۔

آملیٹ کی طرف جاتا بالاج کا ہاتھ اس بات پہ ڈھیلا پڑا تھا۔۔

جلد بتا دونگا۔۔

پر کب؟؟

ڈلیوری کہ بعد۔۔

اور اتنے لیٹ بتانے کی وجہ۔۔

کیونکہ ایک عورت اپنے شوہر کو معاف کرے نا کرے پر اولاد ہونے کہ بعد اُسی شوہر کو ضرور معاف کر دیتی ہے۔۔

ہمم۔۔اچھی بچی ہے ویسے میری دُعا ہے کہ وہ تمہیں معاف کر دے۔۔

****

بالاج کو آئے دو دن بیت چکے تھے اور ان دو دنوں میں جہاں مراد بالاج کہ بدلے برتاو پہ حیران تھے وہیں نوریہ بھی حیران تھی۔۔

وہ جو نماز نہیں پڑھتا تھا پڑھنے لگا تھا اور پہلے جو بات بے بات اپنا ٹیمپر لوز کر دیتا تھا اور مارنے دھاڑنے پہ اُتر آتا تھا درگزر کرنے لگا تھا۔۔

نوریہ کہ ساتھ تو خیر وہ اول روز سے ہی بہت نرمی سے پیش آتا تھا اور اب بھی ایسا ہی تھا۔۔

بابا ہمیں یہ دُشمنی ختم کر دینی چاہیے اب اور کتنا نقصان کروائیں گے۔۔

تم ان معاملوں سے دور رہو تمھارے پھوپھی زاد سب سنبھال لیں گے۔۔

پر بابا ہر بات کا علاج صرف لڑائی جھگڑا تو نہیں ہے نا۔۔

تم ابھی ناسمجھ ہو ان باتوں کو سمجھنے کہ لیئے تم نہیں جانتے کہ کیسے ہم نے اتنے برسوں سے اس دشمنی کو پروان چڑھایا ہے۔۔

پر بابا۔۔

بالاج اس سب سے دور رہو تم میری اکلوتی اولاد ہو اور تمہیں کھونا نہیں چاہتا میں اپنی بات کرتے بالاج کا کندھا تھپکتے وہ وہاں سے چل دیئے تھے اور وہ لان میں اکیلا کھڑا رہ گیا تھا۔۔

****

بھاو۔۔۔

بالاج جو لان میں رکھی چیئر پہ بیٹھا ہوا تھا نوریہ کہ بھاو کہنے پہ مسکراتے ہوئے اُسے دیکھنے لگا۔۔

تم باہر کیوں آئی میں آ رہا تھا ابھی۔۔

نوریہ کا ہاتھ تھامتے اپنی گود میں بٹھاتا وہ اُسے اپنی شال میں کور کرنے لگا۔۔

اندر میرا دم گُھٹ رہا تھا۔۔

کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔

ہاں ٹھیک ہے پر لگتا ہے آج کچھ زیادہ کھالیا ہے ایک تو یہاں کہ کھانے اتنے ہیوی ہیں چلو واک کر آتے ہیں۔۔

ہاں کر لیتے ہیں یہ جگہ بہت ہے تمھاری واک کہ لیئے۔۔

نہیں مجھے وہاں وہ جو اُدھر بڑا سا درخت ہے نا وہاں تک جانا ہے۔۔

پر نوریہ رات ہے ابھی اور تمہیں تو اندھیرے سے ڈر لگتا ہے ہے نا؟؟

تم مجھے ڈرا رہے ہو میں ویسے بھی جب سے آئی ہوں یہاں بند ہوں تھک گئی ہوں ایک جیسی جگہ دیکھتے دیکھتے اپنی بات کہتے وہ رونے لگی تھی۔۔

ایک یہ جو تم ہر بات منوانے کہ لیئے رونے لگتی ہو سخت چِڑ ہے مجھے اس سے۔۔

ایں۔۔۔

اچھا چلو پر زیادہ دور نہیں جائیں گے ٹھیک ؟؟

ہاں ٹھیک ہے تم چلو تو۔۔

اوکے آرام سے آنا بابا کو پتہ چلا تو پورا ٹولہ ہمارے ساتھ بھیج دیں گے۔۔

****

رات کہ دس بج رہے تھے۔۔

ارد گرد کھڑے برف کی چادر اوڑھے پہاڑ اور کچھ فاصلے پہ بنے گھر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جلال آباد کہ اس علاقے

کو مکمل کرتے تھے۔۔

ایسے میں چھوٹی چھوٹی تنگ پتھریلی گلیوں سے گزرتے وہ دونوں اپنی ہی دُنیا میں گُم

تھے۔۔

بالاج نے کالی شلوار قمیض پہ اُوڑھی سیاہ رنگ کی چادر نوریہ کو دے دی تھی۔۔

جو کھدر کہ پلم کلر کہ موٹے سے کُرتے پاجامہ کہ اُوپر لانگ کوٹ پہنے اور اُس پہ بالاج

کی ہی دی گئی شال کو اپنے سر پہ ڈالے بالاج کا بازو تھامے مسلسل بولتے ہوئے واک کر رہی تھی۔۔

ویسے نوریہ تم نے مجھے کب اتنے غور سے دیکھا جو اتنی پرفیکٹ پینٹنگ بنا ڈالی؟؟

نوریہ جو وہ پینٹنگ بالاج کہ روم میں لگانے کہ بعد سے اس ٹاپک سے بچتی پھر رہی تھی ایک آہ بھرتے رہ گئی۔۔

یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔۔

ہمم۔۔ کہتی کیوں نہیں محبت کرنے لگی ہو؟؟

جی نہیں اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔

اُسکی بات سے انکار کرتے وہ قدم آگے بڑھانے لگی۔۔

ویسے تم کتنے سال بعد آئے ہو یہاں بالاج؟؟

ہمم کافی سال بعد ماما بابا کی ڈائیورز کہ بعد میں ماما کے ساتھ ہی اس علاقے سے چلا گیا تھا۔۔

تمھارے پیرنٹس کی ڈائیورز کیوں ہوئی تھی؟؟

بس کبھی انڈرسٹینڈنگ نہیں ہو پائی اُنکی آپس میں اب چلو واپس چلیں۔۔(آبادی کہ ختم ہوتے ہی بالاج نے کہا)

کیا ابھی اتنی جلدی پلیز نہیں وہ اُس درخت تک تو چلو۔۔

نوریہ ہمارا اس وقت اکیلے یہاں ہونا ٹھیک نہیں ہے۔۔

تم تو بہت ڈرپوک ہو بالاج۔۔

ہاں تمھارے معاملے میں ہوں شاید۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب چلو۔۔

نہیں۔۔وہ بالاج کو انکار کرتی آگے آگے بھاگنے لگی تھی۔۔

نوریہ سنبھال کہ رُکو نوریہ۔۔

نوریہ ہنستی ہوئی آگے بھاگ رہی تھی اور بالاج اُسکے پیچھے اُسے پُکارتے ہوئے بھاگ رہا تھا۔۔

****

پر جونہی نوریہ ہانپتی ہوئی اُس درخت تک پُہنچی تھی بالاج بھی فوراً سے اُسکے پاس آیا تھا

تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے ایسے اس حالت میں کوئی بھاگتا ہے کیا؟؟ بالاج کی آواز کافی تیز تھی اس وقت۔۔

تم نے کہا تھا تم مجھے نہیں ڈانٹو گے۔۔

ہاں کہا تھا پر اگر ایسی اُلٹی حرکتیں کرو گی تو پِٹو گی مجھ سے۔۔

بالاج۔۔۔اس سے پہلے کہ نوریہ رونے کا سیشن سٹارٹ کرتی اُس بڑے سے درخت کے پیچھے سے چار شخص چہرہ چُھپائے باہر آئے۔۔

اگر تمھارا رومانس ختم ہو گیا ہے تو اب ہم بھی کچھ کہیں؟؟

اُن چار لوگوں کو اپنے قریب کھڑا دیکھ نوریہ کی روح فنا ہوئی تھی۔۔

کیا پھر سے وہ رات خود کو دُہرانے والی تھی۔۔

اور یہ شخص کیا مجھے تحفظ دے پائے گا یا۔۔

پھر زاویار کی طرح بزدلی کا مظاہرہ کریگا۔۔

وہ کبھی اُن چاروں اور کبھی بالاج کو دیکھتی کانپنے لگی تھی۔۔

کون ہو کیا چاہتے ہو نوریہ کا ہاتھ تھامتے اُسے اپنے پیچھے چُھپاتے وہ پوچھ رہا تھا۔۔

مراد خان کہ بیٹے ہو نا الکوتے بیٹے؟؟

ہاں وہی ہوں جو بھی بات کرنی ہو صُبح کرنا ابھی میری بیوی ہے میرے ساتھ۔۔

پر ہمیں تو ابھی بات کرنی ہے وہ بھی تمھاری اس بیوی کہ سامنے خباثت کہتے اُن میں سے ایک ہنسنے لگا تھا۔۔

جبکہ نوریہ جو بالاج کی قمیض کو تھامے ہوئے کھڑی تھی اُسکی پکڑ میں مزید مضبوطی در آئی تھی۔۔

تمھیں کیا چاہیے بولو میں سب دینے کو تیار ہوں۔۔

وہ چار تھے بمعہ اسلحہ اور وہ کوئی فلموں کا ہیرو نہیں تھا کہ سب کو مار گراتا۔۔

تمھارے پھوپھوزاد نے کل میرے بندوں کو بہت مارا ہے اگر تم چاہتے ہو ہم تمھاری بیوی کو کچھ نا کہیں تو تمھیں بنا مزاحمت ہماری مار برداشت کرنا ہو گی بولو منظور ہے؟؟

اُنکے سوال پہ ایک نظر بالاج نے نوریہ پہ ڈالی جو آنسوؤں سے تر چہرہ لیئے کھڑی تھی۔۔

ٹھیک ہے پر میری بھی ایک شرط ہے۔۔

وہ کیا؟؟

میری بیوی کی طرف کوئی آنکھ بھی نہیں اُٹھائے گا۔۔

ٹھیک ہے منظور ہے ویسے بھی ہم عورت کو دشمنی کہ بیچ لانے والے نہیں ہیں۔۔

اوکے پھر ٹھیک ہے مجھے تمھاری بات منظور ہے وہ نوریہ کا ہاتھ پکڑتا اُسے تھوڑا دور کھڑا کرنے چل دیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالاج پلیز مت جاو۔۔

وہ۔۔وہ۔مار ڈالیں گے تمہیں۔۔

کچھ نہیں ہو گا کم سے کم جان سے نہیں ماریں گے اُنہیں اپنا بدلہ لینا ہے لینے دو پر نوریہ تم یہیں رہنا آگے مت بڑھنا اور نا ہی یہاں سے کہیں جانا سُن رہی ہو نا۔۔

وہ روتے ہوے سر ہلانے لگی تھی اور وہ زبردستی اپنا ہاتھ چھڑواتا اُنکے واپس آیا تھا اور خود گھٹنوں کہ بل بیٹھتے اپنے دونوں ہاتھ سر کہ پیچھے باندھ لئیے تھے۔۔

وہ چاروں بے دردی سے بالاج کو پیٹنے لگے تھے اور نوریہ اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹتی وہیں

بیٹھے رونے لگی تھی یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے مجھے ضد نہیں کرنی چاہیے تھی
بالاج کو پٹتا دیکھ وہ خود کو کوسنے لگی تھی۔۔

****

وہ چاروں ٹھڈوں لاتوں اور گھونسوں سے بالاج کا حُلیہ بگاڑ چُکے تھے پر یہیں اُنکی بس نہیں ہوئی تھی۔۔

اُن میں سے ایک نے آگے بڑھتے بالاج کہ منہ میں رومال ٹھونسا تھا جواب بھی بمشکل بیٹھا ہوا تھا۔۔

رومال ٹھونسنے کہ بعد وہ ہاتھ میں اپنی پینٹ سے بیلٹ نکالتے بالاج کی کمر پہ برسانے لگا
۔۔

اور پوری بیس بار مارنے کہ بعد وہ اُسے یونہی چھوڑتے بھاگ گئے تھے۔۔

اور اُنہیں وہاں سے جاتے دیکھ بھاگتی ہوئی نوریہ وہاں پُہنچی تھی۔۔

بالاج۔۔

بالاج تم۔۔ تم ٹھیک ہو نا۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔

بالاج مجھے معاف کر دو یہ۔۔سب میری وجہ سے ہوا۔۔

اُٹھو نوریہ چلو یہ جگہ سیف نہیں ہے وہ اپنی پرواہ کیئے بنا کر لاتے ہوئے اُٹھا تھا۔۔

پر بالاج تمھاری حالت ٹھیک نہیں ہے میں۔۔میں کسی کو بُلا لاتی ہوں۔۔

اس سے پہلے کہ نوریہ آگے بڑھتی بالاج نے اُسکا ہاتھ تھاما۔۔

رُکو نوریہ تمہیں اکیلے بھیجنے کا رسک نہیں لے سکتا میں بس تم چلو یہاں سے اور اب کوئی ضد نہیں او کے۔۔

وہ بالاج کہ کہنے پہ خاموش ہو گئی تھی پہلے بھی اُسکی ضد کی وجہ سے وہ اس حال تک پہنچا تھا اب مزید مشکل وہ کھڑی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

****

یہ اسلام آباد میں قائم رحمان ہاوس کا منظر ہے جہاں زویا کی موت کہ بعد آج آذر رحمان اپنی والدہ کو لینے آئے ہوئے ہیں۔۔

اور جہاں زاویار سمیت سب اس وقت کھانے کہ بعد قہوہ پینے میں مصروف ہیں۔۔

زاویار میری لندن میں ایک ڈاکٹر سے بات ہوئی ہے تم فوراً سے باہر جانے کی تیاری کرو یہ مرض تمھارا ابھی بالکل شروع کی سٹیج پر ہے ہو سکتا ہے کہ ہم اس پہ قابو پا سکیں۔۔

علاج یہاں بھی ہو سکتا ہے بابا یہاں بھی بہت اچھے ڈاکٹر زہیں۔۔

میں تمھاری بہتری کی بات کر رہا ہوں زاویار خُدا کا واسطہ ہے اس سب کو سنجیدگی سے لو۔۔

تمھارے بابا صحیح کہہ رہے ہیں بالاج جو ہونا تھا ہو گیا خود کو مزید تباہ مت کرو۔۔

عاشی کی بات پہ زاویار نے ایسے سر جھٹکا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو۔۔

Who cares؟؟

چاچو آپ بتائیں نوریہ سے آپکی بات ہوئی کیا زویا کی ڈیتھ کا پتہ ہے اُسے؟؟

(ایسے اچانک سے نوریہ کا نام لینا اُنہیں پسند نہیں آیا تھا) ہاں میری تقریباً روز ہی بات ہوتی ہے اور جہاں تک سوال رہا زویا کا تو نہیں اُسکا نہیں بتایا۔۔

پر کیوں؟؟

اُسکا دل کتنا چھوٹا ہے یہ سب جانتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ وہ کوئی ٹینشن لے۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے پر چاچو وہ گاوں میں کیوں ہے؟؟

اور آپ نے بالاج کو اُسے گاوں لے جانے دیا ہی کیوں؟ اور ایک کل کہ آئے ہوئے لڑکے پہ اتنا اعتبار کیسے کر سکتے ہیں آپ۔۔

زاویار کہ پوچھنے پہ آذر نے قہوے کی سٹائلش سی چھوٹی سی پیالی میز پہ پٹختے ہوئے کہا۔۔

وہ کل کا لڑکا میرے بہت سالوں پرانے دوست کا بیٹا ہے اور وہ گاوں میں جس جگہ پہ ہے وہ جگہ بھی میرے علم میں ہے اور رہی بات کہ میں کیسے جانے دے سکتا ہوں تو وہ شوہر ہے اُسکا اور پورا حق رکھتا ہے اُس پہ اور تم اتنا مت سوچو زاویار تمھاری زندگی میں پہلے ہی بہت مسئلے ہیں اُن پر توجہ دو۔۔

غُصے سے کہتے اور زاویار کی بولتی بند کرواتے وہ اماں کی جانب بڑھے۔۔

چلیں اماں دیر ہو رہی ہے اب چلنا چاہیے۔۔

اماں کا ہاتھ تھامے وہ باہر کی سمت بڑھ گئے اور زاویار کہ پیرنٹس اُنکے پیچھے اُنہیں باہر تک چھوڑنے چل دیئے۔۔

جبکہ ہاتھ میں پکڑے کپ کو گھورتے زاویار کا ذہن فی الوقت کہیں اور ہی پُہنچ چُکا تھا

www.neweramagazine.com

****

بہت مشکل سے نوریہ بالاج کو تھامے گھر تک پُہنچی تھی۔۔

بالاج کا بازو نوریہ نے اپنی گردن کہ گرد ڈال رکھا تھا پر پھر بھی بالاج نے اپنا بوجھ نوریہ پہ نہیں ڈالا تھا وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ بالاج کا وزن اُٹھا پاتی۔۔

بہت مشکل سے خود کو گھسیٹتے وہ گیٹ تک پُہنچا تھا۔۔

اُن دونوں کو آتے دیکھ چوکیدار نے جھٹ سے گیٹ کھولا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا صاب؟؟

آپ ٹھیک ہیں تو ہیں نا۔۔

میں ٹھیک ہوں کچھ نہیں ہوا۔۔۔

پر یہ۔۔سب کیسے صاب بڑے صاب کو بتاوں کیا۔۔

نہیں۔۔ نہیں بس تم مجھے اُوپر کمرے تک چھوڑ دو میں صُبح بابا سے خود بات کرلونگا۔۔

پہلے جو بمشکل اپنا وزن خود یہاں تک اُٹھائے پُہنچا تھا اب گھر کہ چوکیدار کو تھامے اپنے

کمرے تک بڑھنے لگا اور اُسکے پیچھے شرمندگی سے سر جھکائے نوریہ۔۔۔

****

چوکیدار بالاج کو کمرے میں چھوڑتا باہر کو نکل گیا تھا۔۔

اور نوریہ وہ اس وقت اتنی شرمندہ تھی کہ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔۔ یا کیا کہے۔۔

پر جیسے ہی نوریہ نے بالاج کو بمشکل اپنی قمیض اُتارتے دیکھا وہ جھٹ سے آگے بڑھی۔۔

بالاج کی قمیض جگہ جگہ سے پھٹ چکی تھی پر قمیض کا رنگ سیاہ ہونے کہ باعث قمیض پہ خون کہ دھبے نہیں دکھ رہے تھے۔۔

بالاج کا ایک بازو تو صحیح سے حرکت کر رہا تھا پر دوسرے بازو کو حرکت دیتے بے حد تکلیف ہو رہی تھی۔۔

بالاج کی ہیلپ کرنے کہ بعد وہ خاموشی سے اُسکے پیچھے ہی کھڑی ہو گئی تھی کہ بالاج نے پُکارا۔۔

یہاں نیچے فرسٹ ایڈ باکس ہے نکال دو مجھے۔۔

بالاج کہ کہنے پہ وہ آگے ہوتی ایک بڑا سا باکس نکال لائی۔۔

اُس باکس کو کھولتے سپرٹ کی بوتل سے کاٹن کو گیلا کرتا وہ اپنا بازو بہت مشکل سے پیچھے لے جاتے زخم کو صاف کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

نوریہ نے ایک نظر ہی بس اُن زخموں پر ڈالی تھی اُس سے زیادہ ہمت تھی بھی نہیں۔۔

تین انچ چوڑے لمبائی میں ایک سیدھ کی طرح پڑے وہ سُرخ نشان اور اُن میں سے کہیں کہیں سے بہتا لہو۔۔خون تو ویسے بھی وہ دیکھ نہیں سکتی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر۔۔پر ابھی ہمت دیکھانے کا وقت ہے وہ تکلیف میں ہے اُسے ضرورت ہے میری۔۔

خود کو سمجھاتے اور دل بڑا کرتے نوریہ نے کہا۔۔

مم۔۔میں کردوں۔۔

اگر کردو گی تو مہربانی ہو گی مجھ سے تو ہو نہیں رہا۔۔

بالاج نے بھی جیسے نوریہ کی آفر پہ شکر کیا تھا۔۔

اب سیچوئیشن کچھ یوں تھی کہ بالاج دیوار پہ اپنی ایک بازو رکھے اور اُس پہ سر ٹِکائے ہوئے تھا اور نوریہ کپکپاتے ہاتھوں سے پکڑی ہوئی کاٹن اُن زخموں پہ لگا رہی تھی۔۔

****

اُن زخموں کو صاف کرتی وہ خود بھی سسکنے لگی تھی اور اُن سسکیوں کو بغور بالاج سُن بھی پا رہا تھا۔۔

پر کچھ بھی کہنے کہ بجائے وہ خاموش تھا اور خاموش ہی رہنا چاہتا تھا تا کہ وہ جو بھی سوچ رہی ہے کہہ دے۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔میں نے۔۔ تمہیں بہت غلط سمجھا بالاج۔۔

زخموں کو صاف کرتی وہ کہنے لگی تھی۔۔

مجھے۔۔مجھے لگتا تھا مرد دو ہی طرح کہ ہوتے ہیں۔۔

ایک وہ جو جب۔۔چاہے جیسے چاہے کسی کی بھی عزت خراب کر کہ چلتے بنتے ہیں۔۔

(وہ جو سپرٹ کہ لگنے سے بھی جلن محسوس نہیں کر پایا تھا اب نوریہ کی بات پہ تڑپ سا گیا تھا۔۔)

اور دوسرے زاویار جیسے مرد جو اپنی محبت کو بنا کسی غلطی کہ کسی اور کہ گناہوں کی سزا سُنا دیتے ہیں۔۔

میں غلط تھی۔۔غلط تھی میں اصلی مرد تو تمھارے جیسے ہوتے ہیں۔۔ بالکل تمھارے جیسے ایک محافظ کی طرح ایک گھنے سائبان جیسے۔۔

(نور یہ کہ لفظوں سے جو ٹیس دل میں اُٹھ رہی تھی وہ بدن میں اُٹھتی ٹیسوں سے زیادہ تھی۔۔)

میں محبت کرنے لگی ہوں تم سے ساتھ رہنا چاہتی ہوں تمھارے ہمیشہ ہمیشہ کہ لیئے اپنی بات کہتے وہ اپنے لب بالاج کہ زخموں پہ رکھ گی تھی۔۔

وہ اُسکے ایک ایک جلتے زخم پہ اپنے لب کسی ٹھنڈی پھوار کی مانند برسانے لگی تھی۔۔

پر بالاج اب بھی ویسے ہی سر ٹِکائے کھڑا تھا آنکھوں کی سُرخی بھی بہت زیادہ تھی۔۔

پر خود کو ریلیکس کرتے وہ مڑا۔۔

تم محبت کرتی ہو نا مجھ سے؟؟

بالاج کہ سوال پہ وہ ہاں میں سر ہلانے لگی۔۔

تو پھر وعدہ کرو چاہے کچھ بھی ہو جائے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی مجھے چاہے ناراض رہنا بات مت کرنا پر میرے سات میرے پاس رہنا رہو گی نا؟؟؟

نوریہ کی ٹھوڑی تھامے وہ پوچھ رہا تھا۔۔

جس پہ وہ نم آنکھوں سے مسکراتی حامی بھرنے لگی۔۔

نوریہ کہ وعدے پہ ایک سکون سا اندر باہر دوڑ گیا تھا۔۔

وہ کہیں نہیں جائیگی ہمیشہ پاس رہے گی ہمیشہ۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

اگلی صُبح بالکل ویسی ہی تھی جس کی بالاج کو اُمید تھی۔۔

تمھیں ضرورت کیا تھی رات میں اکیلے باہر جانے کی اور تو اور بہو کو بھی ساتھ لے گئے اتنی غیر ذمہ داری کی اُمید تم سے نہیں تھی بالاج۔۔

وہ کب سے بالاج کو ڈانٹ رہے تھے اور نوریہ چور سی بالاج کہ ساتھ بیٹھی اپنی ہتھیلیاں رگڑ رہی تھی۔۔

وہ مجھے مارنے نہیں بلکہ ضرار بھائی کی لگائی مار کا بدلہ لینے آئے تھے۔۔

جو بھی تھا اُنہوں نے تمہیں مارا ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے جسکا بدلہ ہم لینگے۔۔

پر میں ایسا نہیں چاہتا بابا۔۔

تو کیا چاہتے ہو تم وہ تمہیں اتنا مار پیٹ کر چلے گ ئے اور ہم ہاتھوں میں چوڑیاں پہن کہ بیٹھ جائیں۔۔

بالاج کہ چہرے پہ پڑے نیلوں کی جانب اشارہ کرتے وہ کہنے لگے۔۔

ایسے تو پھر یہ دشمنی کبھی ختم ہی نہیں ہو گی ایک دوسرے کو مارنے سے کیا حاصل ہو جائیگا بابا بس ختم کریں اس سب کو۔۔۔

تم ہمارے معاملات میں مت پڑو ہم دیکھ لیں گے یہاں سب بس تم جاو یہاں سے بہو کو لیکر۔۔

پر بابا۔۔

کہانا تم جاو ویسے بھی میری تو سُنو گے نہیں تم اس لیئے جاو یہاں سے میں خود نمٹ لونگا دیکھ لونگا ایک ایک کو۔۔

بالاج کو جانے کا آرڈر دیتے وہ یہ جا وہ جا ہو گ ئے تھے۔۔

پیکنگ کر لو نوریہ ہمیں جانا ہو گا۔۔

(مراد خان بہت لبرل سے انسان تھے پر کچھ معاملوں میں اُنکی سوچ آج بھی بہت دقیانوسی سی تھی)

****

(کچھ ماہ بعد..)

جولائی کا مہینہ تھا شدید گرمی اور حبس۔۔دن کہ وقت چلتی لو تو جانوروں کو بھی سائے میں بیٹھنے پہ مجبور کر دیتی تھی۔۔

اور اس سب میں ایک نوریہ تھی جو چند ماہ پہلے ہی گلگت سے آچکی تھی۔۔

اور جوں جوں وقت گزر رہا تھا اُسکی پریگنینسی کا اور وزن بڑھ رہا تھا وہ اپنی حالت اور گرمی کہ باعث چڑچِڑی ہوتی جا رہی تھی اور اُس سب میں اگر کوئی مظلوم پِس رہا تھا تو وہ بالاج تھا۔۔

نوریہ کہ موڈ سوئنگز اور بنا وقت دیکھے اُلٹی سیدھی کریونگز اُسے گھن چکر بنائے رکھتی تھیں۔۔

پر وہ خوش تھا اپنی زندگی میں آتے بدلاو کہ باعث بہت ٹھہراو سا آگیا تھا اُسکی شخصیت میں اب وہ ایک الگ بالاج تھا بالکل مختلف سا بالاج مراد۔۔

****

بالاج نوریہ کو ہاسپٹل سے لیتے گھر آرہا تھا اور جیسے ہی اپنی گلی میں داخل ہوتے بالاج نے گھر کہ قریب گاڑی کی وہاں دروازے کہ قریب انتظار میں بیٹھا نفوس فوراً سے اُٹھتا گاڑی کہ قریب آیا۔۔

اسلام و علیکم صاحب پہچانا مجھے میں۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا حیرت سے نوریہ کو دیکھتے دور ہوا۔۔

گاڑی کہ شیشے سے دور ہٹتے شخص کو دیکھتے نوریہ نے بالاج سے کہا۔۔یہ تو ہمارا ڈرائیور تھا بالاج یہ تمہارے پاس کیوں آیا ہے؟؟

مجھے نہیں معلوم۔۔

کیا پتہ کوئی کام ہو نوریہ کو کہتے بالاج نے گاڑی اندر بڑھائی۔۔

تم چلو اندر میں بات سُن کر آتا ہوں اُسکی نوریہ کو اندر بھیجتے وہ پریشان سا باہر کو بھاگا۔۔

تم یہاں کیوں آئے ہو ہاں ؟؟

صاحب جی یہ تو نوریہ بی بی ہیں نا تو۔۔یہ آپکے ساتھ کیسے ؟؟

اپنے کام سے کام رکھو تمہیں کہا تھا نا شکل مت دیکھانا پھر یہاں کیا لینے آئے ہو؟؟

صاحب وہ مجھے کام پہ رکھ لیں یا کوئی نوکری ہی دِلوا دیں میں بیروزگار پھر رہا ہوں کب سے جی۔۔

اُسکی بات سُنتے بالاج نے جیب میں ہاتھ ڈالتے کچھ نوٹ نکالے اور اُسکے ہاتھ میں تھمائے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ لو اس سے زیادہ مدد نہیں کر سکتا تمھاری جاو اور آئندہ نظر مت آنا۔۔

نوٹ پکڑاتا بالاج جا چُکا تھا۔۔

یہ اچھا ہے پہلے زیادتی کی اب ساتھ لئیے گھوم رہا ہے یہ امیر لوگ بھی نا چلو ابھی اسی سے کام چلا لو نگا ہاتھ میں پکڑے روپوں کو سونگھتا وہ شخص وہاں سے چل دیا۔۔

****

اُس ڈرائیور سے ملنے کہ بعد بالاج کافی پریشان سا تھا

پر اس وقت اُس سے بھی بڑی پریشانی نوریہ تھی جو دُرید کی مہندی پر بالاج کہ ساتھ آئی ہوئی تھی۔۔

نوریہ کو اسطرح کی گیدر نگز میں جانا پسند نہیں تھا پر آج وہ ضد کر کہ یہاں آئی تھی اور جس کی وجہ سے بالاج یہ جاننے کو متجسس تھا کہ آخر نوریہ کہ ذہن میں چل کیا رہا ہے۔۔

دور کھڑی نوریہ کو جو گول گپوں کہ سٹال کہ ساتھ جم کہ کھڑی تھی دیکھتے بالاج الگ ہی سوچ میں گُم تھا کہ تبھی اپنے قریب سے آتی نسوانی آواز کی سمت متوجہ ہوا۔

ہیلو بالاج کیسے ہو تم۔۔

ساتھ کھڑی علیزے چیئر پہ بیٹھے بالاج کہ گلے لگی تھی جس پہ وہ uncomfortableسا ہوتا دور ہوا۔۔

تم نے چوری چُھپے شادی بھی کر لی اور ہمیں بتایا ہی نہیں۔۔شارٹ سی بلاوز پہ گھیر دار لہنگا پہنے وہ ایک ادا سے بال جھٹکتی پوچھنے لگی۔۔

خیر چوری چُھپے تو نہیں کی کافی دھوم دھام سے کی تھی۔۔

جو بھی ہو ہمیں تو نہیں بُلایا نا اور بتاو شادی کر کیسے لی تم نے ؟؟ تم تو کسی ایک کہ ساتھ زندگی گزارنے کہ سخت خلاف تھے۔۔

بس عقل آ گئی تھی مجھے سر جھٹکتے بالاج نے دور کھڑی نوریہ پہ نظر ڈالی۔۔

ویسے ہوتے کہاں ہو آجکل نا تو کسی پارٹی اور نا ہی کسی کلب میں دکھتے ہو بیوی بہت سخت ہے کیا تمھاری۔۔

نہیں سخت تو نہیں پر پیاری بہت ہے چھوڑ کر کہیں جانے کو دل نہیں چاہتا۔۔

بالاج کی بات پہ وہ اُسکے کندھے پہ ہاتھ مارتے ہنسنے لگی۔۔

اور تبھی دور کھڑی منہ کھول کہ گول گپا ڈالتی نوریہ کی نظر وہاں پڑی۔۔

ویسے شادی کہ بعد تو خوب بور ہو گئے ہو گے پر یونو میں شادی شدہ مردوں کو الگ طرح سے انٹرٹین کرتی ہوں بالاج کہ کالر پہ نادکھتی گرد جھاڑتے وہ قریب ہوئی تھی پر اس سے پہلے کہ بالاج اُسے جھڑکتا نوریہ دھپ سے بالاج کہ بائیں سائیڈ پہ رکھی کُرسی پہ آ بیٹھی۔۔

نوریہ کہ پھولے چہرے کو دیکھتے جہاں بالاج نے ہنسی روکی تھی وہیں علیزے کہنے

لگی۔۔

ویسے اس حالت میں لوگوں کو گھر بیٹھنا چاہیے نا کہ فنکشن اٹینڈ کرنے چاہیں کیوں

بالاج۔۔

نوریہ جو پہلے ہی اُن دونوں کو دیکھتی تپی ہوئی آئی تھی اُسکی بات پہ مزید آگ بگولہ

ہوئی۔۔

توآپ کیا چاہتی ہیں اپنے ہی شوہر کو آپ جیسی چڑیلوں کہ لیئے کھلا چھوڑ دوں؟؟ چڑیل

کسے کہا ہاں؟؟ اور خود کیا ہو ہتھنی کہیں کی۔۔

کیاا۔۔ تم نے مجھے۔۔ مجھے نوریہ بالاج کو ہتھنی کہا؟؟

ہیں۔۔۔ کیا یہ تمھاری بیوی ہے بالاج؟؟

علیزے کہ پوچھنے پہ مسکراتے ہوئے بالاج نے سر ہلایا(آج وہ پہلی بار اپنی ہی لاپرواہ سی

بیوی کو یوں اپنے لیئے لڑتے دیکھ رہا تھا اور اس بات کی تو خوشی ہی الگ تھی۔۔)

تمہیں یہ ہی ملی تھی۔۔

کیا مطلب یہی ملی تھی اپنی حد میں رہو نہیں تو میں بھول جاونگی کہ ہم اس وقت ہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہاں۔۔(نوریہ جو کُھلی سی یوک فراک میں ملبوس تھی باقاعدہ آستینیں چڑھائیں)

اوہ تو تم مجھے دھمکی دے رہی ہو؟؟

بھنویں اُچکائے وہ نوریہ کو چیلنج کرتی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔

نوریہ جس کی طبیعت پہلے ہی متلا رہی تھی اُس نے ایک بڑی سی قے علیزے پہ کر ڈالی۔۔

شُکر ہے میں بچ گیا اس بار بالاج نے خوش ہوتے تالی بجائی۔۔

یہ۔۔یہ کیا کیا تم نے کوئی تمیز ہے تم میں؟؟اپنے گندے کپڑے دیکھتے علیزے نے وہاں سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔

اوہ سوری۔۔اصل میں مجھے تم اپنے سامنے پڑا کوڑادان لگ رہی تھی۔۔

اوہ شٹ آپ۔۔

یو شٹ آپ یہ میرا شوہر ہے صرف میرا دور رہنا اس سے ورنہ آج تو یہ حال کیا ہے نہیں تو آئندہ اس سے بھی بُرا ہو گا سمجھی۔۔

چلو بالاج۔۔

وہ بنااپنی حرکت پہ شرمندہ ہوتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔۔

****

بالاج وہاں سے نکل آیا تھااوراب نوریہ کو لیئے گھر جارہا تھا۔۔

ویسے نوریہ یہ اچھی بات نہیں ہے تمھاراجب جی چاہتاہے تم دوسروں کی حالت خراب کردیتی ہو۔۔

تم توچُپ ہی رہو بات بھی مت کرو مجھ سے کیسے کھی کھی کیئیے جارہے تھے اُسکے سامنے ۔۔

تم لڑ جو رہی تھی پھر میں کیا کرتا؟؟

ایں۔۔تم سارے مرد ایسے ہی ہوتے ہو ویسے بھی اُس دن گوگل پہ پڑھا تھا میں نے 80% آدمی چکر ہی تب چلاتے ہیں جب اُنکی بیویاں پریگننٹ ہوں۔۔

اوہ۔۔اب سمجھ آئی تبھی تم میرے ساتھ آئی تھی مجھ پہ نظر رکھنے؟؟

اور نہیں تو کیا تم کیا چاہتے ہو تمہیں کھلا چھوڑدوں تاکہ تم یہ سب کرتے پھرو۔۔

ایں۔۔

نوریہ پلیز یار رونا تو بند کرو۔۔

مجھے پتہ ہے میں عجیب ہو گئی ہوں پہلے جیسی نہیں رہی۔۔

نوریہ۔۔

بالاج نے گاڑی سائیڈ پہ روکتے نوریہ کہ ہاتھ تھامے۔۔

دیکھو میری آنکھوں میں دیکھو تمھارے علاوہ کسی کا عکس نہیں ہے ان میں تم چاہے موٹی ہو جاو یا کچھ اور میں نے تمھارے چہرے سے محبت نہیں کی میں تمہیں چاہتا ہوں تمھارے اس معصوم دل کو چاہتا ہوں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم سچ کہہ رہے ہو۔۔

بالکل۔۔

بالاج کہ کہنے پہ نوریہ نے ایک گہری نظر بالاج پہ ڈالی۔۔

تو پھر تم کہو اس دُنیا کی ساری لڑکیاں

میری بہنوں جیسی ہیں۔۔

بہنوں جیسی کیسے کہوں میری تو کوئی بہن ہی نہیں ہے بالاج نے مسکراہٹ دباتے نوریہ کو چِڑایا۔۔

ایں۔۔دیکھا تم۔۔تم ہو ہی دو نمبر۔۔

اوکے۔۔اوکے اس سے پہلے کہ تم مجھے دس نمبر کہو۔۔

میں بالاج مراد حلفاً کہتا ہوں کہ اس دنیا کی ساررری لڑکیاں میری بہنیں ہیں۔۔

اب خوش؟؟

ہاں اب صحیح ہے اور گاڑی چلاؤ رک کیوں گئے اتنی دیر ہو جاتی ہے گھر پہنچنے میں ہمیشہ تمھاری وجہ سے۔۔

میری وجہ سے؟؟

ہاں تو اور کیا نوریہ نے آنکھیں گُھماتے ہوئے کہا۔۔

چلو تو پھر جلدی پہنچاتا ہوں تمہیں۔۔

اور پھر جو سپیڈ بالاج نے بڑھائی اُس کہ بعد پورے اسلام آباد نے نوریہ کی چیخیں سُنی۔۔

****

یہ عام دنوں کی طرح کا ہی ایک دن تھا پر کسی کہ لیئے بہت خاص اور بہت ہی اہم ہونے والا تھا۔۔

شام کہ پانچ بج رہے تھے اگست کا سٹارٹ تھا موسم آج کچھ زیادہ ہی حبس زدہ معلوم ہو رہا تھا شاید۔۔ شاید بارش ہونے والی تھی اس لیئے۔۔

ویسے بھی اسلام آباد کہ موسم کی یہی تو خاص بات تھی جب بھی موسم میں گھٹن اور حبس بڑھنے لگتا تھا اللہ کی طرف سے باران رحمت نازل ہو جاتی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اس شہر کو بھگاتے اور حسین بناڈالتی تھی۔۔

پر دوسری طرف بالاج منزل میں آج معمول کہ برعکس بہت گہما گہمی تھی ہر طرف سے گونجتی آوازیں اور چہل پہل مل کر زندگی کا پتہ دیتی تھیں۔۔

آج نوریہ کی گود بھرائی کی رسم تھی تب ہی ہر طرف خوشی کا ساسماں تھا اور یہ سب بالاج کی طرف سے پلان کیا گیا تھا۔۔

بالاج جوان سب چیزوں سے نابلد تھا نوریہ کی گوگل اور یوٹیوب کی سرچ ہسٹری کو

دیکھنے کہ بعد ہی یہ سب پلان کر پایا تھا وہ نوریہ کی کوئی حسرت باقی رہنے نہیں دینا چاہتا تھا۔

یہ بات صحیح ہے کہ یہ رواج ہمارا نہیں ہے پر یہ نوریہ کو خوشی دے سکتا تھا اور نوریہ کہ لئیے تو کچھ بھی۔۔

(نوریہ جو کچھ دنوں سے انٹرنیٹ پہ یہ سب دیکھتی دل ہی دل میں حسرت لئیے بیٹھی تھی پر بالاج کو اپنی اس خواہش کہ متعلق بتانے سے ہچکچا رہی تھی ویسے بھی وہ اتنا سب کچھ بناما تھے پہ بل لائے کر رہا تھا تو ایک اور مسئلہ کیا کھڑا کرنا۔۔اور ویسے بھی کیا بالاج کا ایک....بچے کہ لئیے اتنا کچھ کرنا کم تھا کیا)۔۔

****

نوریہ جلدی کرو یار سب نیچے۔۔۔ابھی الفاظ وہ مکمل بھی نہیں کر پایا تھا کہ سامنے کھڑی نوریہ کو دیکھتے وہ ٹھٹکا۔۔

جو سلور کلر کا گاون پہنے کھڑی تھی پر وہ چمکتا ہوا گاون نوریہ کہ چہرے کی چمک کہ سامنے کچھ پھیکا سا پڑ رہا تھا۔۔

سلور لوز سے گاون پہ جس پہ اُبھرے چمکتے ستاروں کا پیٹرن اُس ڈریس کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا سر پہ پھولوں کا تاج رکھے بے بی پنک ٹیولپ کا زیور پہنے وہ کوئی اپسر الگ رہی تھی چہرے پہ پھیلی مامتا کا نور الگ ہی چھب دکھلا رہا تھا۔۔

وہ کچھ دیر تک یونہی کھڑے اُسے دیکھتا آگے بڑھا تھا اور نور یہ کہ ہاتھ تھامتے کہنے لگا۔۔

بہت حسین لگ رہی ہو تم۔۔

سچ میں؟؟

بالکل سچ بلکہ ایک منٹ رُکو وہ اُسکے ہاتھ چھوڑتا ڈریسنگ ٹیبل کی سمت بڑھا اور کاجل اُٹھا لایا۔۔

یہ کیا کر رہے ہو بالاج؟؟

میں جب چھوٹا تھا تو میری ماما مجھے تیار کرنے کہ بعد ایسے ہی کاجل لگاتی تھیں تا کہ نظر نا لگے اور آج میں تمہیں لگانا چاہتا ہوں تا کہ تمہیں میری نظر نا لگے ویسے بھی۔۔پیار کی نظر تو زیادہ لگتی ہے نا وہ سٹک کی طرح کہ کاجل سے اُسکے کان کہ پیچھے کالک لگاتے دور ہوا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناواٹس پرفیکٹ چلیں اب نیچے سب ویٹ کر رہے ہیں۔۔

بالاج۔۔

ہمم؟؟

تھینک یو۔۔

پر کس لئیے؟؟

میرے اور اس بچے کہ لئیے اتنا کچھ کرنے کا۔۔

نو تھینکس میری جان تم دونوں بہت اہم ہو میرے لئیے میری دنیا ہی تم دونوں سے ہے سو تھینکس مت کہو۔۔

میں بہت لکی ہوں بالاج ہے نا؟؟

نہیں میں زیادہ لکی ہوں اور پلیز اس سے پہلے کہ تمھارا ایں۔۔۔شروع ہو نیچے چلتے ہیں۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔نہیں آج نہیں رونگی میں۔۔

شکر ہے اب چلیں۔۔

****

نیکسٹ پیشنٹ کو بھیج دیں بٹ یہ لاسٹ ہو اوکے۔۔

فون پہ کہتے زاویار نے ریسیور رکھا۔۔

وہ آج بہت دنوں بعد ہاسپٹل آیا تھا زاویار کی بیماری بالکل سٹارٹ کہ سٹیجز پہ ہی ڈائی گنوز ہو گئی تھی اور وہ ٹریٹمنٹ لے رہا تھا۔۔

جی کہیے کیا مسئلہ ہے ؟؟

صاحب کوئی مسئلہ نہیں ہے میں تو ملنے آیا ہوں آپ سے۔۔

زاویار جو سر جھکائے قلم نوٹ پیڈ پہ گھسیٹ رہا تھا چونکتے ہوئے سیدھا ہوا۔۔

اور کیوں ملنا چاہتے تھے مجھ سے۔۔

لگتا ہے صاحب آپ نے مجھے پہچانا نہیں ؟؟

پہچان لیا ہے آو بیٹھو پیسے چاہیں کیا ؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں۔۔ نہیں صاحب پیسے نہیں چاہیے۔۔

تو پھر؟؟

گھر چاہیے؟؟

رئیلی اور وہ کیوں دونگا میں تمہیں؟؟

کیونکہ میں آپکو کچھ ایسا بتاونگا کہ آپ دیں گے مجھے۔۔

اب کی بار زاویار سنجیدہ ہوتے آگے کو ہوا۔۔

کیا بات ہے کھل کہ کہو..

(وہی ڈرائیور جب دوبارہ بالاج کہ پاس پیسوں اور جاب کہ بجائے ایک گھر کی ڈیمانڈ لیکر گیا تھا تو بالاج نے اُسے باہر کا راستہ دیکھا دیا تھا اور آج وہ یہاں زاویار کہ سامنے موجود تھا)۔۔

میں اُس رات کہ متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔۔

اب تو زاویار کہ کان مزید کھڑے ہوئے تھے۔۔

کیا جانتے ہو تم سب جاننا ہے مجھے۔۔

ایسے کیسے بتادوں صاحب؟؟

تو پھر کیسے بتاوگے؟؟

مجھے اسلام آباد کہ آس پاس گھر چاہیے چاہے وہ پنڈی میں ہو یا پھر بھارہ کہو میں۔۔

اوکے میں کچھ کردونگا۔۔

کیا میں یقین کر سکتا ہوں آپ؟؟

بالکل کر سکتے ہو اب بتا بھی چکو۔۔(زاویار تو وہ سب سُننے کو بے چین تھا جو وہ سُننا چاہتا تھا)

اُس دن نوریہ بی بی کی عزت خراب کرنے والا کوئی اور نہیں بالاج مراد تھا۔۔

کیاااااا؟؟؟

****

نیچے کا منظر بالکل ویسا ہی تھا جیسے اس طرح کہ موقعوں پہ ہوتا ہے۔۔

اندر لاونج میں ایک چھوٹا سا سٹیج لگا کر ایک سٹائلش سی چوکی رکھی گئی تھی جس پہ بیٹھنے کہ بعد وہ سب عورتیں جو ماوں کہ عہدوں پہ فائز تھیں سامنے رکھی بہت سی چیزوں میں سے کچھ چیزیں لیتیں نوریہ کی گود میں ڈالنے لگیں۔۔

اس سب سے فارغ ہوتے اب لان کی طرف کہ سیٹ آپ کی جانب وہ لوگ بڑھے جہاں ایک بڑا سا سیٹ آپ ارینج کیا گیا تھا۔۔

مختلف قسم کہ میٹھے کیک۔۔کپ کیکس۔۔کوکیز۔۔کیک پاپس اور بہت سی چیزیں رکھی گئی تھیں۔۔

نوریہ کی فرینڈز نوریہ کو mom to be کی سیش پہناتیں وہاں لائی تھیں۔۔

ہر طرف خوشی کا سماں تھا ہنستے بولتے چہرے سب ایکدم پرفیکٹ تھا۔۔

کہ تبھی نوریہ کہ ٹھنڈے پسینے چھوٹے تھے۔۔

****

بالاج۔۔

نوریہ کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟؟

اس پل درد سے دوہرے ہوتے نوریہ کی رنگت بدلی تھی۔۔

گاڑی نکالو ہمیں

ہاسپٹل جانا ہوگا بالاج نوریہ کی تائی نے اُسے انفارم کیا۔۔

کچھ دیر پہلے جہاں بے فکری تھی چہروں پہ وہاں فکر مندی چھانے لگی تھی۔۔

پر۔۔پر تائی امی ابھی تو ہمارا فوٹو شوٹ بھی نہیں ہوا ایں۔۔

نوریہ اپنی حالت دیکھو اور باتیں چیک کرو ہمیں ہاسپٹل جانا ضروری ہے ابھی۔۔

بالاج جو گاڑی کی جانب بھاگنے لگا تھا ڈرائیور کو اشارہ کرتے پلٹا ویسے بھی نوریہ کی سوئی اس وقت نہیں اٹکنی چاہیے تھی۔۔

پر بالاج نے کہا تھا ہم وہ پکچرز بے بی کہ روم میں لگائیں گے۔۔

نوریہ ہر دفعہ ویسا نہیں ہوتا جیسا ہم سوچتے ہیں سو ابھی چلو۔۔

وہ نوریہ کا ہاتھ تھامے اُسے لیتے نکلنے لگا تھا۔۔

تم مجھ سے پیار کرتے ہو نا؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com

ہاں بہت کرتا ہوں۔۔

ہمیشہ کرو گے نا؟؟

ہاں ہمیشہ کرونگا۔۔

اور ایسے ہی رہو گے نا؟؟

وہ اس وقت بھی نا جانے کیسی تسلی چاہتی تھی۔۔

سب ایسا ہی رہے گا ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے میری جان۔۔

نوریہ کو گاڑی میں بٹھاتے وہ اُسکا ماتھا چومتے کہنے لگا۔۔

عاشی اور دادو بھی اُنکے ساتھ تھیں۔۔

پر جونہی اُنکی گاڑی نکلی زاویار کی گاڑی اینٹر ہوئی تھی۔۔

****

نتاشا۔۔

سب کہاں ہیں؟؟

وہ تو نوریہ کو ہاسپٹل لیکر گ ۓ ہیں۔۔

ہاسپٹل؟؟

ہاں وہ طبیعت خراب ہو گئ تھی اُسکی۔۔

اوہ اچھا۔۔

نتاشا سے انفارمیشن لیتے لان سے نکلتا وہ پورچ کی سمت آیا تھا۔۔

اب کیا کرنا ہے صاحب؟؟

تم ابھی جاو میں ہاسپٹل جاتا ہوں پھر بتاونگا کہ کیا کرنا ہے پر جب میں کہوں تمہیں سب کہ سامنے وہ سب بتانا ہو گا جو مجھ سے کہا ہے۔۔

آپ فکر ہی نا کریں صاحب پر اپنا وعدہ مت بھولنا۔۔

ہاں۔۔۔ہاں نہیں بھولوں گا۔۔

اُسے فارغ کرتے وہ گاڑی میں آ بیٹھا تھا۔۔

ہمم بڑا ہیرو بنا پھر رہا تھا اب سب کو پتہ چل جائیگا کہ اس کہانی کا اصل ولن ہے کون۔۔

****

اُنکے رحمان میڈیکل پُہنچتے ہی وارڈ بوائے ایک وئیل چیئر جلدی سے کھینچ لایا تھا جس پہ بالاج نے نوریہ کو بٹھایا۔۔

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے بالاج۔۔

بالاج جو وئیل چیئر دھکیلتے تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا نوریہ کی بات سُنتے کہنے لگا۔۔

میں ہوں نا تو ڈر کیسا بات ہو گئی ہے میری آنٹی سے میں اندر ساتھ آونگا تمھارے تم اکیلی نہیں ہو گی ڈونٹ وری۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں۔۔میں مر گئی تو؟؟

نوریہ پلیز۔۔۔کچھ اچھا بولو نہیں تو چُپ رہو۔۔

بالاج کافی غُصے سے بولا تھا۔۔

تم اس وقت بھی مجھے ڈانٹ رہے ہو ایں۔۔

نوریہ دیکھو میں بھی پہلی بار اس سب سے گزر رہا ہوں اور پہلے ہی بہت ڈرا ہوا ہوں مجھے مزید مت ڈراو پلیز۔۔

روتی ہوئی نوریہ کو لفٹ میں لے جاتے وہ منت کرنے لگا۔۔

عاشی اس وقت نیچے ہی رُک گئی تھیں انتظامات کہ چکر میں جبکہ دادو آذر رحمان (جو کہ پہلے ہی وہاں موجود تھے) اُنکے ساتھ پرئینگ ہال کی سمت بڑھ گئی تھیں۔۔

اور لفٹ میں اس وقت بالاج اور ایک نرس کہ سوا اور کوئی نہیں تھا۔۔

روتی ہوئی نوریہ جہاں درد سے دُہری ہوئی تھی وہیں بالاج کہ بھی چھکے چھوٹے ہوئے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

مُبارک ہو۔۔

مُبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔۔

لیبر روم کہ باہر وہ سب ایک دوسرے کو مُبارک دیتے گلے مل رہے تھے۔۔

اور اُن سب کی خوشی پہ خاموش کھڑا زاویار الگ تھلگ سا کونے میں کھڑا تھا کہ تبھی ریپنگ شال میں لپٹے ننھے سے وجود کو تھامے بالاج باہر آیا۔۔

باہر کھڑے سب جہاں خوش تھے وہ اس پل سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ بالاج سے کیا

کہیں کیا مبارک دیں اُسے ؟؟

یہ دیکھیں دادو میرا بیٹا۔۔

بالاج کہ کہنے پہ وہ سب اپنی نم آنکھیں چھپا گئے تھے۔۔

ماشاللہ بہت مبارک ہو بیٹا۔۔

خیر مبارک داود کو بے بی دیتے وہ آذر رحمان کہ گلے آ لگا۔۔

یہ تو بالکل تم جیسا ہے بالاج ویسے حیرت ہے نہیں ؟؟

زاویار نے دور کھڑے بچے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

ہاں تو کیا ہو گیا پریگنینسی میں عورت جسے زیادہ دیکھے بچہ اُس پہ چلا ہی جاتا ہے۔۔

دادو نے زاویار کی بات کو سنبھالا جس پہ وہ تمسخر اُڑاتی نظروں سے بالاج کو دیکھنے لگا۔۔

مراد کو بتایا تم نے۔۔

جی انکل بتادیا تھا گھر سے نکلتے وقت وہ پشاور میں ہی تھے کسی کام سے جلدی آ جائیں

گے۔۔

ویسے حیرت ہے ایک.... بچے کہ پیچھے لوگ کہاں کہاں سے آرہے ہیں۔۔

زاویار کو یوں اپنے بیٹے کو گالی دیتا سُن بالاج کا جی چاہا تھا کہ منہ توڑ دے اُسکا۔۔

پر لیبر روم سے باہر آتیں عاشی نے ماحول میں چھائی تلخی سے بے خبر کہا۔۔

بہت مبارک ہو آپ سب کو اُنہوں نے بھی باہر آتے سب کو مبارک دی۔۔

ویسے بالاج جس طرح سے تم نے نوریہ کو سنبھالا ہے ناخراج کہ مستحق ہو تم ورنہ تو یہ لڑکی۔۔

بالاج کہ کندھے پہ ہاتھ پھیرتیں وہ کہہ رہی تھیں جس پہ سب ہنستے مسکراتے نوریہ سے ملنے روم کی طرف بڑھ گئے ماسوائے زاویار کہ۔۔

****

نوریہ کا بیٹا ہوا تھا جسکا نام بالاج نے ہی پہلاج رکھا تھا۔۔

نوریہ جو پہلے اس بات پہ فکر مند تھی کہ اُس ننھے وجود سے محبت کر بھی پائی گی کہ نہیں اب پروانے کی طرح اُس بچے کہ گرد منڈلانے لگی تھی۔۔

وہ بچہ اُنکی کل کائنات تھا جو اُنکے محبت سے بھرے گھر میں مزید خوشیاں لے آیا تھا۔۔۔

بے بی کہ ہوتے ہی بالاج نے گورنس کا انتظام کر دیا تھا کیونکہ اُسکے نزدیک بچہ سنبھالنا نوریہ کہ بس کی بات نہیں تھی۔۔

پر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ لڑکی چاہے جتنی بھی لاپرواہ کیوں نا ہو پیروں کہ نیچے جنت آتے ہی بہت بڑی اور ذمہ دار ہو جاتی ہے۔۔

اور ایسا ہی نوریہ کہ ساتھ ہوا تھا اُسے تو مانو کھلونا مل گیا تھا جسے دیکھ دیکھ وہ جینے لگی تھی۔۔

****

پہلاج کہ ڈیڑھ ماہ کہ ہوتے ہی بالاج نے عقیقہ کی دعوت رکھی تھی پی۔۔سی میں جہاں آج اُنکے سب دوست احباب اُنکی خوشی میں شامل ہونے آرہے تھے۔۔

بالاج کہ گاوں میں مقیم رشتے دار بھی آچکے تھے۔۔

نوریہ۔۔

یار جلدی کرو سب نکل گئے ہیں پر تمھاری تیاری ختم ہی نہیں ہو رہی۔۔

میری کونسی تیاری اس شہزادے کی ہی تیاری ختم نہیں ہو رہی۔۔

نوریہ جوابھی ڈریسنگ روم سے چینج کرتے باہر آئی تھی بالاج کو بتانے لگی۔۔

دوسری بار کپڑے چینج کروائے ہیں بس اب کوئی کاروائی نا کردے۔۔

آنٹی آپ اسے باہر لے جائیں ہم آرہے ہیں۔۔

پہلاج کو اُسکی آیا کہ حوالے کرتے وہ جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی۔۔

ویسے میں دیکھ رہاہوں کہ تم چند ہی دنوں میں جھلی نوریہ سے سمجھدار نوریہ بن گئی ہو۔۔

آئینے کہ سامنے کھڑی نوریہ کو محبت سے تھامتے وہ کہنے لگا۔۔

پلیز ابھی اپنے رومانس کا پِٹارا مت کھولنا بالاج۔۔

تم تو سمجھدار کہ ساتھ ساتھ روڈ بھی ہو گئی ہو ویری بیڈ۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا دروازہ ناک ہوا۔۔

آجاو۔۔

صاحب نیچے مہمان آئے ہیں۔۔۔

کونسے مہمان آگئے یہ سب کو تو وینیو پہ پُہنچنا تھا۔۔

اچھا تم جاو میں آرہا ہوں۔۔

ملازم کو بھیجتے وہ نوریہ سے کہنے لگا۔۔ نوریہ آج رات کو میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں کچھ ایسا جو سُننا شاید تمھارے لئیے تکلیف دہ ہو پر اب وقت آگیا ہے کہ تم سب جان لو۔۔

پر ساتھ ہی میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم اپنا کیا وعدہ یاد رکھو۔۔

وہ پتہ نہیں کیا کہہ رہا تھا کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔۔ کونسا وعدہ۔۔

ہمیشہ ساتھ نبھانے والا وعدہ یاد ہے نا۔۔

ہاں بالکل یاد ہے۔۔

اچھا میں نیچے دیکھ آوں کہ کون ہے اور نوریہ پلیز جلدی ہاں دیر ہو رہی ہے ہمیں۔۔

اوکے بس پانچ منٹ لپسٹک لگاتی نوریہ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے کہا جبکہ وہ دروازے کی جانب بڑھ گیا۔۔

جوتے تو پہنتے جاو۔۔

آ کر پہن لو نگا نوریہ کی بات پہ اُونچی سی آواز میں کہتا وہ باہر چل دیا۔۔

اور مجھے جیولری تو نکال دو لا کر سے۔۔

چلو میں خود ہی نکال لیتی ہوں..

)اپنے ہونٹ خوبصورت رنگ سے سجانے کہ بعد وہ لا کر کی سمت بڑھ گئ۔۔

یہ بالاج کا لا کر تھا جس سے وہ اپنی لاپرواہ نیچر کہ باعث دور ہی رہتی تھی)۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com

نیچے ڈرائنگ روم میں مسکراتے ہوئے اینٹر ہوتے بالاج کہ لب اپنے سامنے کھڑے لوگوں کو دیکھ کر سُکڑے تھے۔۔

آیئے آیئے مسٹر بالاج مرِاد۔۔

بالاج کو آتا دیکھ زاویار اور وہ ڈرائیور اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔

تم۔۔تم یہاں کیوں آئے ہو؟؟

ویسے ہمیں ساتھ دیکھنے کہ بعد یہ سوال بنتا نہیں تھا۔۔

تم چاہتے کیا ہو مجھ سے زاویار کیوں پیچھے پڑے ہو(دروازے کی سمت دیکھتے دانت پیستے بالاج نے پوچھا)۔۔

میں تو بس اتنا چاہتا ہوں کہ نوریہ تمھارا اصل چہرہ دیکھ لے جو تم نے محبت کہ لبادے میں پیچھے چھُپایا ہوا ہے اور بس۔۔

****

لاکر کھولتے نوریہ نے وہ ڈائمنڈ سٹڈز نکالے تھے جو پہلاج کہ پیدا ہونے پہ بالاج نے دیئے تھے۔۔

سٹڈز نکالتے نوریہ نے کنگن کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا پر وہ جس فائل کہ اُوپر پڑے تھے اُنہیں دیکھتے نوریہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

وہ۔۔وہ فائل تھی جو نوریہ نے ایگریمنٹ کہ طور پہ بنوائی تھی اُس فائل کو نکالنے کہ لئیے نوریہ نے جونہی ہاتھ بڑھایا اُسکے ساتھ پڑی زاویار کہ نام کی چین اُسکے پیروں میں آگری تھی۔۔

یہ۔۔یہ کہاں سے آئی کیا بالاج کو میرا گُنہگار مل گیا۔۔

وہ چین ہاتھ میں اُٹھائے دیکھتے نوریہ کہ ہاتھ کانپے تھے کیا مجھے پتہ چلنے والا ہے کہ وہ شخص کون تھا؟؟اور کیا بالاج اسی بات کہ متعلق وہ سب کہہ رہا تھا؟؟

وہ چین لئیے لاکر کو یونہی کھلا چھوڑتی اُلٹے قدم باہر کو بھاگی تھی۔۔

پر ڈرائنگ روم سے آتی آوازوں نے اُسکے قدم جکڑ دیئے تھے۔۔

****

کیا۔۔

کیا بتاوٴ گے تم؟؟

وہی سب جو سچ ہے اور جسے تم چھپائے ہوئے ہو۔۔

ایسا کر کہ تمہیں کیا مل جائیگا زاویار جس بات پہ پردہ پڑا ہے پڑا رہنے دو باقی۔۔ تم۔۔ تم جو کہو گے میں وہ ماننے کو تیار ہوں۔۔

پر میں تو اس بات کہ سوا کچھ چاہتا ہی نہیں ہوں کہ نوریہ یہ جان لے کہ تم ہی ہو وہ جو اُسے داغدار کر چکے ہو۔۔

میں چاہتا ہوں کہ وہ جانے کہ تم ہی اُسکے بیٹے کہ باپ ہو۔۔

)زاویار کہ الفاظ پہ باہر کھڑا وجود کپکپایا تھا..(

یہ سب بتا کر تمہیں کیا مل جائیگا؟؟

سکون۔۔ سکون ملے گا مجھے اگر اُسکی نظروں میں میں ولن ہوں تو ہیرو تمہیں بھی بننے نہیں دونگا میں آج نوریہ کو سب بتادونگا اور یہ۔۔ یہ شخص میری سچائی کی گواہی دیگا سُنا تم نے۔۔

دفع ہو جاو نکلو یہاں سے نہیں تو مار ڈالونگا تمہیں بالاج زاویار پہ چڑھ دوڑا تھا اور اُسے گیریبان سے پکڑے باہر لے جانے لگا تھا۔۔

چھوڑو مجھے میں نوریہ کو بتائے بنا نہیں جاونگا بالاج۔۔

پر بالاج تو جیسے سُن ہی نہیں رہا تھا اُسکے سر پہ تو جیسے خون سوار تھا۔۔

پر جو نہی وہ زاویار کو کھینچتے باہر نکلا دروازے میں کھڑی نوریہ کو دیکھتے وہ سناٹوں کی ضد میں آیا تھا۔۔

****

"او سائیاں وے۔۔۔

سُن دہائیاں وے۔۔"

جہاں نوریہ کو دیکھتے بالاج رُک گیا تھا وہیں زاویار تیزی سے نوریہ کی سمت بڑھا۔۔

کیا تم نے سب سُن لیا ہے نوریہ؟؟

جو بھی۔۔جو بھی میں نے کہا وہ سب سچ ہے اور اُس سب کا گواہ یہ۔۔یہ ہمارا ڈرائیور ہے جو ہماری نوکری نہیں بلکہ جاسوسی کرنے آیا تھا وہ بھی اس بالاج کہ کہنے پہ اُس رات تمہیں برباد کرنے والا کوئی اور نہیں بالاج ہی تھا۔۔

وہ بالاج تھا تم سُن رہی ہو نا نوریہ؟؟

"کانٹوں پہ رکھے گُلاب کیوں ہیں۔۔

زخمی ہوئے ایسے خواب کیوں ہیں"...

نوریہ۔۔

زاویار نے پتھر کی طرح بُت بنے کھڑی نوریہ کو پُکارا۔۔

جاو۔۔

تم جاو زاویار یہاں سے۔۔

بالاج پہ آنکھیں گاڑے وہ زاویار کو کہنے لگی۔۔

پر نوریہ۔۔

میں نے کہا جاو۔۔

جاو یہاں سے چلے جاو۔۔

وہ اتنی زور سے چلائ تھی کہ اُسکا چہرہ بھی سُرخ ہو گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں جارہا ہوں۔۔ جیسی اس پل نوریہ کی حالت تھی اُسے وہاں سے جانا ہی صیحیح لگا۔۔

"کس کو سُناوں اپنا حال ربا۔۔

جندڑی کرے یہ سوال ربا۔۔"

زاویار وہاں سے جا چُکا تھا اور اب لاونج کہ بیچوں بیچ دونوں اکیلے کھڑے تھے۔۔

نوریہ کہ سُرخ چہرے پہ لگاتار بہتے آنسو اور سر جُھکائے کھڑا بالاج جسے اس پل سمجھ ہی

نہیں آرہا تھا کہ بات شروع کہاں سے کرے کیا کہے اُسے۔۔

"میں ہن جیواں کہ مرجاواں۔۔

میں ہن جیواں کہ مرجاواں۔۔"

نوریہ میری بات سُنو میں۔۔میں آج رات ہی تمہیں سب بتانے والا تھا وہ ہمت کرتے قدم آگے بڑھاتا اُس سے کہہ رہا تھا۔۔

پر دوسری جانب اُلٹے قدم اُٹھاتی نوریہ کو ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ارد گرد اندھیرا پھیلنے لگا ہو اور وہ سامنے کھڑا بالاج منکی کیپ پہنے اُسے دبوچنے کو آگے بڑھ رہا ہو۔۔

"تن کی کالک دُھل جاتی ہے۔۔

من کی کالک کیسے دُھلے۔۔۔"

دور۔۔دور ہٹو میرے پاس مت آنا مجھے۔۔مجھے مت چھونا۔۔ہاتھ۔۔ہاتھ مت لگانا مجھے نہیں۔۔نہیں۔۔

آآآآآ(وہ چیختی ہوئی دور ہوئی تھی)

نوریہ پلیز میری بات سُنو ایسے مت کرو مت کرو ایسے تکلیف ہو رہی ہے مجھے۔۔

"ناچاہے جو سچا سائیں۔۔

توبہ کا ہی در نا کُھلے"""

وہ چیختے چیختے رونے لگی تھی پر پھر اپنی ہی چیخوں کا گلا گھونٹتے کہنے لگی۔۔

تکلیف۔۔

تکلیف ہو رہی ہے تمہیں تکلیف کا مطلب بھی جانتے ہو تم؟؟

تم جانتے بھی ہو تکلیف کیا ہوتی ہے؟؟

چلو میں بتاتی ہوں۔۔

میں بتاتی ہوں تمہیں کہ تکلیف کیا ہوتی ہے۔۔

تکلیف وہ ہوتی ہے جب بنا کسی قصور کہ آپ کی عزت چوراہے پہ لٹکا دی جائے۔۔

"محرم ہوں یا مجرم ہوں میں۔۔

اُوپر والا سب جانے"

تکلیف یہ ہوتی ہے کہ سر درات میں بیچ سڑک کہ زیادتی کا نشانہ بنا جائے۔۔

تکلیف یہ ہوتی ہے کہ اتنا کچھ ہونے کہ بعد سب سے چُھپانے کہ لئیے پل پل اذیت سے گزارا جائے۔۔

تکلیف یہ ہوتی ہے کہ خود ہی کسی کہ سامنے شادی کہ لئیے ہاتھ پھیلائے جائیں ں۔۔۔ منت کی جائے اپنے ناکردہ گناہوں کو چھپانے کہ لئیے کسی کہ ساتھ کی۔۔

"تو بولے تو پی لوں اُسے۔۔
جس پانی میں زہر گُھلے۔۔

وہ چیختے چیختے زمین پہ گھٹنوں کہ بل آ گری تھی پر اب بھی بول رہی تھی۔۔

اور بالاج وہ آنسو بہاتے خود پہ لگتے الزام سُن رہا تھا۔۔

تکلیف یہ ہوتی ہے کہ اپنے اندر پلتے ناجائز وجود کو زندہ رکھنے کہ لئیے اپنوں کہ ہی سامنے کھڑے ہوا جائے۔۔۔

تکلیف تو یہ ہوتی ہے کہ اپنے ہی گناہگار کو فرشتہ سمجھتے ہوئے اُسکا احسان مند ہونا۔۔

یہ ہے تکلیف اسے کہتے ہیں تکلیف بالاج مراد جو میں نے صرف میں نے اُٹھائی ہے سُنا تم نے۔۔

"میں ہن جیواں کہ مر جاواں۔۔

میں ہن جیواں کہ مر جاواں۔۔

چہرے پہ خاموش بہتے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑتا وہ اُسکے پاس آبیٹھا تھا۔۔

میں جانتا ہوں۔۔

میں سب جانتا ہوں کہ میری وجہ سے کن کن تکلیفوں سے گزری ہو تم نوریہ۔۔

پر۔۔پر میں نے تمھارا ساتھ دیا اپنی غلطی کا مداوا کرنے کی کوشش کی تم یہ بھی تو دیکھو کہ سب صحیح ہو گیا ہے ہم ساتھ ہیں ہم خوش ہیں محبت کرتے ہیں ایک دوسرے سے

۔۔

"دیکھنے والا کوئی نہیں ہے۔۔

منظر کہ پسِ منظر کو۔۔

بالاج کہ بڑھتے ہاتھ جھٹکتے وہ دور ہوئی تھی۔۔

محبت۔۔کیا کہا تم نے محبت ؟؟

میں اپنے گناہگار سے محبت نہیں کر سکتی نہیں کر سکتی میں۔۔میں تو اُس بالاج سے محبت کرتی تھی جو میرے لیئے ایک اینجل تھا پر تم کیا ہو۔۔

کون ہو تم؟؟

صرف ایک گناہگار میرے گناہگار۔۔

"ساحل سے کیا جانے کوئی۔۔

اتنے گہرے ساگر کو۔۔

نوریہ کہ اتنے بُرے طریقے سے رئیکٹ کرنے پہ وہ تو جیسے ڈر گیا تھا۔۔۔

نوریہ۔۔دیکھو۔۔دیکھو تم ابھی ریلیکس ہو جاوا بھی کچھ مت سوچو ہم چلتے ہیں سب انتظار کر رہے ہیں ہمارا تم چلو تمھارا ذہن بٹ جائیگا پھر۔۔پھر ہم آرام سے بات کریں گے ٹھیک ہے۔۔

ٹھیک ہے نا اب اُٹھو اُٹھو میری جان۔۔

"رستہ چلنے والے کو بس۔۔

دھول اُڑاتے رہتے ہیں۔۔

کتنا آسان ہے نا تمھارے لئیے ہے نا۔۔

تمھیں کیا لگتا ہے تمھارے پیار اور تمھاری محبت میں آ کر میں وہ سب بھول جاونگی وہ سب بھول جائیگا مجھے نہیں بالاج نہیں وہ رات آج بھی میرے اندر زندہ ہے۔۔

وہ رات آج بھی ہے اُس رات کہ نشان میری روح پر پڑے وہ آبلے ہیں جو مجھے سکون لینے نہیں دیتے نہیں دیتے بالاج۔۔

روتے ہوئے کہتے وہ اُٹھی تھی۔۔

"عشق میں اُسکی حالت کیا ہے۔۔

جانے کون مسافر کو۔۔

میں وہ سب نہیں بُھلا سکتی نہیں بُھلا سکتی میں ابھی تو مجھے خود کو بھی یہ یقین دلانا ہے کہ میرا مسیحا ہی میرا گناہگار ہے ابھی تو اپنے ہی دل سے جنگ کرنی ہے مجھے بہت غلط کیا بالاج تم نے بہت غلط اپنی بات کہتے وہ اُلٹے قدم بڑھی تھی۔۔

رُکو نوریہ۔۔

"دل نوں ہن ہنداا ے ملال ربا۔۔

میں ہن جیواں کہ مر جاواں۔۔

نوریہ کی کلائ سختی سے تھامے وہ جو زمین پہ بیٹھے بیٹھے گھسٹتا ہوا آیا تھا کہنے لگا۔۔

میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا پر تم نے وعدہ کیا تھا تم مجھے چھوڑ کہ نہیں جاوگی میرے ساتھ میرے پاس رہو گی۔۔

تم نے وعدہ کیا تھا مجھ سے مجھے چھوڑ کہ مت جاو میں مر جاونگا نہیں رہ پاونگا میں مجھ پہ ترس کھاو۔۔ترس کھاو نوریہ تمہیں۔۔ تمہیں خُدا کا واسطہ نوریہ۔۔

"محرم ہوں یا مجرم ہوں میں۔۔

اُوپر والا سب جانے۔۔

تم نے کھایا تھا ترس مجھ پہ؟؟

میں نے بھی تو یونہی واسطے دیئے تھے۔۔

میں بھی تو یونہی منتیں کر رہی تھی تو پھر اب مجھ سے بھی بھلائی کی اُمید مت کرو اپنی کلائ چھڑواتی وہ آگے بڑھی تھی جہاں سے پہلاج اپنی آیا کی گود میں وہاں پُہنچا تھا۔۔

اور وہ جو آگے بڑھ رہی تھی رُکی تھی اپنی اولاد کو دیکھتے قدم زنجیر ہوئے تھے اور وہ ایک

ٹرانس کی کیفیت میں اُس تک آئی تھی۔۔

پراپنے بڑھتے ہاتھوں کوروکتے کہنے لگی یہ تمھاری اولاد ہےاور تم سے جُڑی کوئی چیز نہیں چاہیے مجھے حتیٰ کہ یہ بھی نہیں۔۔

وہ قدم جوزنجیر ہوئے تھےاُن زنجیروں کوتوڑتے اپنے ہی دل پہ پیر رکھتی وہ باہر نکل گئی تھی۔۔

اور بالاج جواس گُمان میں تھا کہ وہ پہلاج کہ لئیے رُک جائے گی اُسے یوں جاتا دیکھ سکتے میں آیا تھاپر پھر یونہی ننگے پیراُسکے پیچھے باہر کو بھاگا۔۔

پراُسے دیر ہو گئی تھی وہ جاچکی تھی لیکین وہ پھر بھی ننگے پیر اُسکے پیچھے بھاگتارہا تھا۔۔

"میں ہن جیواں۔۔

کہ مر جاواں؟؟

****

تم یہیں اُتر جاوآگے مجھے کسی کام سے جاناہے اکرام۔۔۔

ٹھیک ہے صاحب جی میں اُتر جاتاہوں گاڑی کادروازہ کھولتے وہ اُترنے لگا تھا کہ زاویار

نے اُسے روکا۔۔

اور ہاں رُکو یہ لیتے جاو۔۔

اس میں کیا ہے صاحب جی؟؟زاویار کا بڑھایا لفافہ تھامتے ڈرائیور اکرام نے پوچھا۔۔

ایک لاکھ روپے ہیں اس میں۔۔

کیا؟؟

بس ایک لاکھ۔۔۔پر صاحب آپ نے تو گھر کا وعدہ کیا تھا۔۔

ہاں وعدہ تو کیا تھا کیونکہ تب پیسے کی ضرورت اتنی نہیں تھی مجھے پر اب ہے۔۔

مجھے اپنا علاج کروانا ہے باہر سے اور پھر۔۔پھر نئے سرے سے اپنا فیوچر بنانا ہے

۔۔(یہ بات کہتے نوریہ کا سراپا نظروں کہ سامنے لہرایا تھا جس پہ وہ ہلکا سا مُسکرادیا)

پر صاحب یہ تو دھوکا ہے سراسر۔۔

اچھا اور جو تم نے کیا وہ کیا تھا؟؟

اگر ابھی میں پولیس کو تمھاری اصلیت بتادوں کہ تم محض ہماری جاسوسی کہ لئیے آئے

تھے اور اُس دن جو بھی ہوا تمھاری مخبری کہ تحت ہوا تو بتاؤ تب کیا ہو گا ہاں؟؟

)سفید رنگ کا لفافہ بڑھائے وہ آنکھیں گھماتے اُسے دھمکانے لگا۔۔(

پر صاحب آپ نے جیسا کہا میں نے ویسے کیا وہ ایک معروف سیاستدان کا بیٹا ہے کچھ بھی کر سکتا ہے میرے ساتھ میں۔۔ میں نے آپکی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال دی اور آپ یوں اب اپنی ہی بات سے مکر گئے ہیں۔۔

تمھاری مرضی ہے لینا ہے تو لو نہیں تو نا لو۔۔

زاویار کہ رویئے میں کوئی لچک نا دیکھتے وہ لفافہ لیتے گاڑی سے اُتر آیا تھا۔۔

جس گھر کی خاطر کسی کہ ہنستے بستے گھر میں وہ آگ کا گولا پھینک آیا تھا وہ گھر تو مِلا ہی نہیں۔۔

****

بھائی صاحب فون کریں اُن دونوں کو کہاں رہ گئے ہیں وہ مہمانوں نے تو پوچھ پوچھ کہ میرے ناک میں دم کر دیا ہے۔۔

عاشی نے ایک ساتھ کھڑے آذر اور مراد کہ پاس پہنچتے ہوئے کہا۔۔

بھابھی ہم کب سے دونوں بچوں کہ نمبرز ٹرائے کر رہے ہیں پر کوئی فون اُٹھا ہی نہیں رہا۔۔

تو مراد بھائی آپ گھر پہ کال کریں کوئی ملازم ہی اُٹھا لے گا۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے میں گھر کہ نمبر پہ ملاتا ہوں۔۔

گھر پہ کال کرتے ہی ملازمہ نے دوسری ہی بیل پہ کال پِک کی تھی۔۔

اور جو خبر اُنہیں ملی وہ مراد کا دل دہلا گئی تھی یعنی اُنکے بیٹے کی زندگی کا وہ سیاہ باب کھل چُکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا مراد سب ٹھیک ہے نوریہ اور بالاج کہاں ہیں آخر۔۔

وہ۔۔آذر اُن دونوں میں کسی بات کو لیکر جھگڑا ہو گیا ہے اور نوریہ بیٹی گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے۔۔

کیا!!؟؟

ملازمہ نے یہی بتایا ہے مجھے۔۔

اُف ایک یہ نوریہ بھی نا نا جانے کب بڑی ہو گی۔۔

اُن دونوں کو تو دیکھ لیں گے مراد پر اب ان سب مہمانوں کا کیا کرنا ہے بات تو سنبھالنی ہی ہو گی اب آذر۔۔

تو پھر ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ پہلاج کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔

ہاں یہ صحیح ہے بھابھی آپ ایسا ہی بول دیں اور کھانا لگوا دیتے ہیں تا کہ یہ سب جلد ختم ہو۔۔

ٹھیک ہے یہی مناسب رہے گا۔۔

****

رات کہ آٹھ بج گئے تھے بالاج نوریہ کی گاڑی کہ پیچھے بھاگتا بہت دور تک نکل آیا تھا پر وہاں کوئی نہیں تھا وہ جا چکی تھی وہ چھوڑ گئی تھی اُسے اور اپنے ہی بنائے گئے محبتوں سے بھرے آشیانے کو۔۔

پر بات یہیں ختم نہیں ہوئی تھی وہ صرف گئی نہیں تھی وہ اُسکا دل اور اُسکی روح تک کو کھینچتے ساتھ لے گئی تھی پر اب جو باقی تھا وہ صرف ایک جسم تھا بے جان جسم اور بس۔۔

بالاج کو یوں بھاگتے بہت دیر ہو گئی تھی وہ برستی بارش میں دیوانہ وار بھاگتا ہی چلا جا رہا

تھا پیروں کہ نیچے آتے پتھر کانٹے کچھ بھی تو اُسکے قدموں کو روک نہیں پایا تھا۔۔

پر یونہی بھاگتے ایک پتھر سے ٹھوکر کھاتے وہ مین سڑک کہ بیچوں بیچ گرا تھا۔۔

وہاں سے مسلسل گزرتی گاڑیاں جو پہلے صرف حیرت سے اُسے بھاگتا دیکھ رہی تھیں اُسکے یوں سڑک کہ بیچ و بیچ آجانے پر اب رُک گئی تھیں۔۔

جبکہ بالاج گھٹنوں کہ بل گرے دونوں ہاتھ زمین پہ رکھے سر جُھکائے آنسو بہانے میں مصروف تھا اردگرد کھڑے لوگوں کی بولیاں اور گاڑیوں کہ بجتے ہارن بھی اُسے ہلا نہیں پائے تھے۔۔۔

یونہی سر جُھکائے بے آواز روتے اب وہ چیخنے لگا تھا۔۔

آآآ۔۔۔نوریہ۔۔۔۔

نوریہ کو پُکارتے وہ جوان مرد زمین پہ پڑا دھاڑے مار مار کر رونے لگا تھا۔۔

پہلے جو لوگوں کو کوئی مصیبت زدہ لگ رہا تھا اب اُنہیں اُس پہ کسی دیوانے کا گُمان ہونے لگا تھا۔۔۔

تو وہیں کچھ لوگ کھڑے اُسکی حالت سے حظ اُٹھاتے ویڈیو بنانے لگے تھے۔۔

ہٹاو اس پاگل کو اگر ڈرامہ پورا ہو گیا ہو تو ہمیں گھر بھی جانا ہے یہیں نہیں کھڑے رہیں گے۔۔

اُن لوگوں میں سے کچھ اب اکتانے لگے تھے۔۔

وہ جو مسلسل رونے میں مشغول تھا ایکدم سے کسی احساس کہ تحت چہرہ رگڑتے اُٹھا تھا اور پھر لنگڑاتے ہوئے وہاں سے جانے لگا۔۔

پیر ٹکرانے سے زخمی ہو گیا تھا پر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

رات کہ دس بج رہے تھے۔۔

شام کہ وقت ہوتی تیز بارش اب کافی حد تک ہلکی ہو چکی تھی۔۔

نوریہ جو شام کہ وقت بالاج کہ گھر سے نکلی تھی تو سیدھا اپنے گھر آئ تھی۔۔

گھر آتے ہی وہ سیڑھیاں چڑھتی چھت پہ آپہُنچی تھی گھر پہ تو ویسے بھی ملازموں کہ سوا کوئ نہیں تھا جو اُس سے سوال جواب کرتا۔۔

سو وہ اپنے اندر کی بڑھتی گھٹن کو کم کرنے تب سے برستی بارش میں چھت پر ہی موجود

تھی۔۔

لائٹ گرے کلر کا وہ شارٹ شرٹ اور پاجامہ والا ڈریس جس پہ کافی بھاری کام تھا اور جو بالاج ہی اُسکے لئیے لایا تھا وہ پہنے چھت پہ موجود تھی۔۔

خُدا جانے زیادہ دُکھ کس بات کا تھا۔۔

بالاج کہ گناہگار ہونے کا۔۔

یا پھر اُسے چھوڑنے کہ فیصلے کا۔۔

دل اور دماغ میں الگ ہی جنگ چھِڑی تھی اور دونوں ہی ایک دوسرے کی ماننے سے انکاری تھے۔۔

برستی بارش اور چلتی ہوا بھی دل کی گُھٹن کو کم نہیں کر پا رہے تھے۔۔

******

میرے ہی ساتھ ایسا کیوں اللہ جی کیوں۔۔

ہر بار میرا ہی دل برباد کیوں آخر کیوں؟؟

میں بہت تکلیف میں ہوں میرا سب کچھ ختم ہو گیا۔۔

میری اولاد۔۔

میری محبت۔۔

میرا دل سب۔۔چھِن گیا ختم ہو گیا۔۔

پر میں پھر بھی وہیں ہوں وہیں کھڑی اپنی بربادی کا تماشہ دیکھنے کھڑی ہوں آخر یہ سب سہتے سہتے میرا دل کیوں نہیں ڈوب جاتا میرا دماغ کیوں نہیں پھٹ جاتا کیوں۔۔

میں بہت تکلیف میں ہوں بہت میں مزید نہیں سہہ سکتی دوبارہ اس سب سے نہیں گزر سکتی۔۔

وہاں رکھے جھولے پہ بیٹھے بیٹھے وہ اچانک سے اُٹھی تھی۔۔

بارش گرمیوں کی تھی پر مسلسل بھیگنے سے اب سردی لگنے لگی تھی ہونٹ تک جامنی ہو گئے تھے پر وہ کچھ محسوس ہی نہیں کر پا رہی تھی اس پل دل کا درد ہر شے پہ اتنا حاوی تھا کہ کچھ اور محسوس ہونے ہی نہیں دے رہا تھا۔۔

نوریہ چلتے چلتے چھت کی سائیڈ پہ لگی ریلنگ کہ پاس آئی تھی۔۔

اور وہاں چڑھتی کھڑی ہوئی تھی۔۔

بس اب اور نہیں اور ہمت نہیں ہے اس زندگی کو گزارنے کی۔۔

یہ زندگی بوجھ بن گئی ہے ناقابل برداشت بوجھ اسے ختم ہو جانا چاہیے ختم۔۔

******

اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے کود جاتی اور اس سب سے آزادی پالیتی آذر رحمان نے بروقت وہاں پُہنچتے نوریہ کو بازو سے پکڑتے پیچھے کھینچا۔۔

یہ کیا حرکت ہے نوریہ؟؟

کیا کر رہی تھی تم ہاں؟؟

مجھے مر جانے دیں۔۔ بابا یہ زندگی بہت مشکل ہے۔۔ بہت مشکل وہ اُنکے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کہ رونے لگی تھی۔۔

نوریہ۔۔۔

نوریہ۔۔

وہ جو پھر سے ریلنگ کی جانب بڑھنے لگی تھی آذر نے اُسے جھنجھوڑتے ہوئے پکارا۔۔

ہوش کرو نوریہ۔۔

یہ کیا بچپنا ہے حالت دیکھو اپنی اور یہ۔۔۔یہ کیا کرنے جارہی تھی تم ہمارا نہیں تو کم سے کم اُس معصوم کا ہی خیال کر لو جسے تمھاری سب سے زیادہ ضرورت ہے۔۔

وہ جسے اس سب کا حل صرف موت دکھ رہا تھا پہلاج کہ ذکر پہ ساکت ہوئی تھی۔۔

نیچے چلو میرے ساتھ آرام سے بات کرتے ہیں ٹھیک ہے۔۔

اُنکے کہنے پہ وہ بنا کچھ کہے اُنکے ساتھ چل دی تھی۔۔

****

دوسری طرف مراد صاحب سب سے زیادہ مشکل میں تھے۔۔

ایونٹ پہ تو سب کہ سامنا بہانہ کر گئے تھے پر اصل مسئلہ اب تھا بھلا گاؤں سے آئے مہمانوں کو جنھوں نے رات میں منعقد فنکشن اٹینڈ کرنے کہ بعد گھر آنا تھا اُنکے سامنے اپنے جھوٹ کا بھرم کیسے رکھتے۔۔

سو وہیں پہ کھڑے کھڑے ہی اُنہوں نے ایک اور پلان مرتب کیا تھا اور سب کو فارم

ہاوس پہ بھجوادیا تھا۔۔

اُن سب سے نمٹتے وہ گھر آئے تھے جہاں پہلاج کو دیکھتے وہ حیران ہوئے تھے۔۔

وہ وہاں کیوں تھا اور اُنکے بیچ کیا ہوا تھا اس سب کا جواب صرف بالاج ہی دے سکتا تھا پر وہ ہوتا تو ہی وہ کچھ پوچھتے۔۔

بالاج کہ انتظار میں وہ وہیں لاونج میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے کہ تبھی اُنکے فون پہ بیپ ہوئی۔۔

فون کی میسیج بیپ پہ وہ جلدی سے آنے والا پیغام کھولنے لگے پر وہ کوئی میسیج نہیں ایک ویڈیو تھی۔۔

بالاج کی ویڈیو جو اُنکے حریفوں کے ہاتھ لگتے ہی وائرل ہو گئی تھی اور جس کا کیپشن کچھ یوں تھا۔۔

سینیٹر مراد خان کہ صاحبزادے بیچ سڑک میں نشے کی حالت میں عجیب حرکتیں کرتے ہوئے۔۔

اُف بالاج اُف۔۔

وہ جو بہانوں پہ بہانے گھڑتے آدھے ہو گ ئے تھے اُنکے بہانوں کی ہانڈی یوں بیچ چوراہے میں آپھوٹی تھی۔۔

****

رات کہ دو بج چُکے تھے مراد صاحب غُصے سے لال پیلے ہوتے اب بھی وہیں موجود تھے۔۔

کہ تبھی لنگڑاتے ہوئے بالاج اندر داخل ہوا۔۔

سفید شلوار قمیض کیچڑ سے بھری ہوئی تھی۔۔

پاوں سے بہتا خون گرد آلود ہوتا جم چُکا تھا۔۔

سوجی ہوئی آنکھیں بکھرے بال وہ وہاں پڑے صوفے پہ گرنے کہ سے انداز میں بیٹھا تھا۔۔

یہ سب کیا ہے بالاج آخر تم کب تنگ کرنا بند کرو گے مجھے ہاں۔۔

اور یہ۔۔یہ کیا حُلیہ بنایا ہوا ہے؟؟

ہوٹل کیوں نہیں آئے اور بہو کہاں ہے؟؟

وہ چلی گئی۔۔

مجھے چھوڑ گئی۔۔

صوفے کی پشت سے سر ٹکائے چھت کو گھورتے وہ آنسو بہاتے کہنے لگا۔۔(آنسو تھے کہ ساتھ تھے اور اس پل پوری طرح ساتھ بھی نباہ رہے تھے)

بالاج کو یوں دیکھتے اُنہیں ترس آیا تھا اُنکا بیٹا جو بچپن میں بھی نہیں روتا تھا اب یوں رو رہا تھا۔۔

کیا تم نے اُسے سب بتادیا؟؟(بالاج کی حالت پہ افسوس کرتے وہ پاس آبیٹھے تھے)

میں نے نہیں اُس______زاویار نے بتادیا۔۔

پر اُسے کیسے پتہ چلا؟؟

یہ ضروری نہیں ہے کہ کیسے پتہ چلا اہم بات یہ ہے کہ وہ چلی گئی چلی گئی وہ۔۔

پر وہ پہلاج کو کیوں لیکر نہیں گئی؟؟

کیونکہ مجھ سے جُڑی کوئی چیز نہیں چاہیے اُسے ہماری اولاد بھی نہیں۔۔

سب ٹھیک ہو جائیگا بالاج ہم منالیں گے اُسے میں آذر سے بات کرونگا سب صحیح ہو جائیگا پر تم۔۔

تم کچھ تو ہمت پکڑ و ایسے بے حال ہو جاوگے تو یہ سب حالات کیسے سنبھالو گے؟؟

وہ تکلیف میں ہے وہ رو رہی تھی اُسے۔۔۔اُسکی آنکھوں میں خوف تھا وہ۔۔۔ڈر رہی تھی مجھ سے۔۔وہ آنکھیں جو مجھے دیکھتے جی اُٹھتی تھیں آج اُن میں میرے لیئے نفرت تھی غُصہ تھا حقارت تھی۔۔

یہ اُسکا وقتی ریئیکشن ہے اور بالکل نارمل بھی پر سب ٹھیک ہو جائیگا صحیح ہو جائیگا سب۔۔

بابا۔۔

وہ سیدھے ہوتے اُنہیں دیکھتے اُنکے پیروں میں آ بیٹھا تھا۔۔

مجھے نوریہ لا دیں بابا۔۔

مجھے نوریہ چاہیے۔۔

وہ اُنکے دونوں ہاتھ تھامے ایسے منت کر رہا تھا جیسے کوئی بچہ اپنے من پسند کھلونے کہ لیئے ضد کرتا ہے۔۔

وہ محبت ہے میری۔۔میری جان بستی ہے اُس میں بابا میں مر جاونگا اگر وہ نا ملی پلیز

۔۔پلیز مجھے نوریہ لادیں بابا وہ اُنکی گود میں سر رکھے بلکنے لگا تھا۔۔

آپ تو ہمیشہ ہر خواہش پوری کرتے ہیں نا میری۔۔

وہ اُنکی گود میں سر دھرے بلک رہا تھا اور مراد صاحب اپنے آنسو روک نہیں پائے تھے

وہ بھی اپنے بلکتے بیٹے کہ درد میں شریک تھے۔۔

"عشق دی ریت جُدائی دی۔۔

چل جسم نوں آج رہائی دی۔۔

تو جانے پر چُپ کیوں ہے۔۔

خُدا تینوں قسم خدائی دی۔۔

رانجھناوے۔۔

رانجھناوے۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالاج وہیں زمین پہ بیٹھے بیٹھے اُنکی گود میں سر رکھے سو گیا تھا پر کچھ ہی دیر بعد پہلاج کہ رونے پہ اُسکی آنکھ کُھلی تھی۔۔

اپنی دُکھتی آنکھیں بمشکل کھولتے اُسے چند سیکنڈز لگے تھے حال میں پہنچنے میں۔۔

پہلاج رو رہا تھا بہت زور سے رو رہا تھا۔۔

رونے کی آواز پہ وہ تیزی سے اُٹھتا لنگڑاتے ہوئے اُوپر کی طرف بھاگا تھا جہاں اُسکی آیا اُسے گود میں لیئے ٹہل رہی تھی۔۔

کیا ہوا یہ کیوں رو رہا ہے؟؟

پتہ نہیں سر دودھ بھی دے دیا ہے پھر بھی رو رہا ہے مجھے لگتا ہے یہ میڈم کی گود کو مس کر رہا ہے۔۔

آپ مجھے دیں اسے۔۔

پہلاج کو گود میں لیتے اور چومتے وہ ٹہلنے لگا تھا۔۔

پہلاج جب سے دُنیا میں آیا تھا بہت کم ہی نور یہ اُسے گود سے اُتارتی تھی وہ سو جاتا تھا پر وہ اُسے گود میں لیئے بیٹھی رہتی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دو ہفتے کا بچہ اپنی ماں کی خوشبو پہچانتا ہے وہ تو پھر ڈیڑھ ماں کا تھا۔۔

ششش۔۔۔چُپ رونا نہیں ششش پہلاج کا کان قریب کیئیے وہ مدھم سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔

تمہیں بہادر بننا ہے ہم سب ٹھیک کر دیں گے ماما کو منا بھی لیں گے پھر۔۔ پھر ہم سب ساتھ رہیں گے پہلے کی طرح۔۔

ناجانے وہ پہلاج کی ہمت بندھا رہا تھا یا پھر اپنی۔۔

پہلاج جو اپنے بابا کی آواز پہ خاموش ہوا تھا پھر سے رونے لگا تھا۔

اور بالاج نے اُسے چُپ کروانے کو نوریہ کی طرح پوئم پڑھنا شروع کی تھی۔۔

Five little ducks went out one day ..

Over the hills and far away..

Mother duck said

Quack .. Quack..Quack..

نوریہ کی طرح بطخ کی آوازیں نکالتے بالاج کی آنکھیں پھر سے بھیگی تھیں۔۔

****

صُبح ہو گئی تھی۔۔

نوریہ پیلس میں نوریہ کہ کمرے کی کھڑکی کہ باہر دو چڑیا منہ میں تنکے ڈالے شاید اپنا گھونسلہ بنانے والی تھیں۔۔

رات میں نوریہ بالکل اپنے حواسوں میں نہیں تھی پر آذر کہ پوچھنے پہ سب بتا گئ تھی۔۔۔

جو سُننے کہ بعد آذر صاحب بہت شاک میں تھے۔۔

کیا واقعی بالاج یہ سب کر سکتا ہے پر کیوں؟؟

کیا واقعی نوریہ کی بتائ بات صحیح تھی کہ اُسکا دوستی کہ لیئے بڑھا ہاتھ جھٹکنے پہ بالاج نے یہ سب کیا؟؟ اور کیا۔۔۔ کیا مر ا داس سب سے لا علم تھا اُنکی طرح۔۔

پوری رات نوریہ کہ سرہانے بیٹھے ٹھنڈی پٹیاں ماتھے پہ رکھتے وہ کچھ دیر پہلے ہی اُسکا بخار تھوڑا کم ہوتے دیکھ سکون سے بیٹھے تھے۔۔

بارش میں بھیگنے سے اُسے بخار ہو گیا تھا سوئی ہوئی نوریہ پہ ایک نظر ڈالتے اُنہوں نے سوچا۔۔

نوریہ تو بیوقوف ہے کیا پتہ کچھ غلط فہمی ہو گئی ہو اور ایسا کچھ نا ہو ہاں۔۔ایسا ہو سکتا ہے مجھے بات کرنی چاہیے۔۔

بات کرنی چاہیے بالاج سے۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہاں جا رہے ہو بالاج؟؟

مراد صاحب جو فون کان سے لگائے کسی سے بات میں مصروف تھے اپنے نِک سک سے تیار بیٹے کو دیکھتے پوچھنے لگے جو ایک کندھے پہ بے بی بیگ لٹکائے اور دوسرے ہاتھ میں کیری کاٹ تھامے ہوا تھا جس میں سویا ہو پہلاج بھی موجود تھا۔۔

نوریہ کو لینے جا رہا ہوں۔۔

تم تو لینے جا رہے ہو پر کیا وہ آ جائے گی؟؟

میں ہر ممکن کوشش کرونگا بابا پر اگر وہ پھر بھی نا آئی تو پہلاج کو اُسے دے آؤنگا۔۔

وہ غُصہ میں اسے چھوڑ ضرور گئی ہے پر میں جانتا ہوں کہ اب وہ تڑپ رہی ہو گی اس کے لیئے۔۔

سوئے ہوئے پہلاج کو دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔۔

ہمم۔۔ٹھیک ہے ناشتہ کرلو ساتھ چلتے ہیں پھر۔۔

مجھے نہیں کرنا آپ کرلیں میں ویٹ کرلیتا ہوں تب تک (نظریں اب بھی جُھکی ہوئی تھیں اور پہلاج کہ چہرے پہ فِکس تھیں۔۔)

تمھارا پاؤں کیسا ہے؟؟

پتہ نہیں دیکھا نہیں میں نے۔۔(اس پل اُسے اپنا ہوش ہوتا تو ہی وہ خود کی تکلیف پر توجہ دیتا۔۔)

مراد نے افسوس سے بالاج کو دیکھتے سر جھٹکا اور اُسکے ہاتھ سے کاٹ لیتے صوفے پہ رکھا۔۔

ادھر بیٹھو۔۔

بابا میں ٹھیک ہوں۔۔

ہاں کتنے ٹھیک ہو پتہ ہے مجھے یہاں بیٹھو اور ٹیبل پہ پاوں رکھو۔۔

بابا دیر ہو جائے گی۔۔

بالاج۔۔

اب کی بار ایک گھوری سے نوازتے کہا اور ساتھ ہی ملازمہ کو آواز دیتے ہوئے فرسٹ ایڈ باکس منگوایا۔۔

اپنی جیب سے چشمہ نکالتے وہ بغور بالاج کہ پیر کو دیکھنے لگے تھے جہاں پیر کہ انگوٹھے کا ناخن اُکھڑ چُکا تھا۔۔

ناخن کا بُرا حال دیکھنے کہ بعد ایک نظر اُنہوں نے بالاج کہ چہرے پہ ڈالی جہاں ایسی کسی تکلیف کہ کوئی آثار موجود نہیں تھے۔۔

زخم کو صاف کرتے لٹکا ہوا ناخن اُنہوں نے ٹیوزر سے پکڑ کر کھینچتے الگ کیا تھا جہاں سے پھر سے خون نکلنے لگا تھا۔۔

وہ باپ تھے بالاج کی تکلیف پہ دل کٹا تھا پر دوسری طرف وہ کسی بُت کی طرح ساکت تھا۔۔

زخم کو اچھے سے صاف کرتے اُنہوں نے پٹی کی تھی۔۔

اور پٹی کہ ہوتے ہی فوراً سے بالاج نے اپنا پیر دوپٹے کی چپل میں اڑسا تھا۔۔

اب چلیں۔۔

ہاں چلو۔۔

****

صُبح کہ نو ہو رہے تھے۔۔

بارش کہ بعد موسم کافی خوشگوار تھا۔۔

یہ منظر رحمان ہاوس کا تھا جہاں دادو اور عاشی ناشتے میں مصروف تھیں۔۔

ناشتہ کرتے ہی اُنہیں آذر کی طرف نکلنا تھا۔۔

کہ تبھی زاویار خوشگوار موڈ میں کرسی گھسیٹتے ہوئے بیٹھا۔۔

ہیلو لیڈیز۔۔

کیسا رہا کل کا فنکشن آپ لوگوں کا؟؟

زاویار کہ پوچھنے پہ عاشی تو چُپ رہی تھیں پر دادو بول پڑیں۔۔

کیسا فنکشن؟؟کہاں کا فنکشن؟؟

جس بچے کا عقیقہ تھا نا وہ پہنچا اور نا ہی اُسکے ماں باپ۔۔

کیا پر کیوں؟؟

ماں جی ناشتہ ہو گیا ہے تو چلیں؟؟

کہاں جا رہی ہیں آپ دونوں؟؟

آذر کہ گھر اور کہاں نوریہ جھگڑ کر آ گئی ہے بالاج سے ایک تو یہ لڑکی بھی نا میرے بیٹے کی ناک میں دم کر رکھا ہے کہیں چین کا سانس لینے نہیں دیتی۔۔

اُٹھتے اُٹھتے بھی وہ بات کہہ گئی تھیں۔۔

اوہ یہ تو بُرا ہوا چلیں میں لے چلتا ہوں۔۔

نہیں تم ناشتہ کرو ہم چلے جائیں گے۔۔

میں لے چلتا ہوں نا ماما۔۔

پلیز زاویار نوریہ اور اُسکے مسئلوں سے دور رہو سمجھے تم۔۔

زاویار کو ڈپٹتیں وہ اپنی ساس کا ہاتھ تھامے چل دی تھیں۔۔

میں کیسے دور رہوں نوریہ کا ہر مسئلہ اب سے میرا مسئلہ ہے مجھے ہی تو سنبھالنا ہے اب
اُسے سر جھٹک کر کہتے وہ ٹوسٹ منہ میں ڈالتا کھانے لگا تھا۔۔

****

پوری رات نوریہ کہ سرہانے بیٹھے رہنے کہ بعد آذر رحمان نے نوریہ کو ناشتے کہ بعد
میڈیسنز دی تھیں اور جنہیں کھاتے وہ ایک بار پھر سے خاموشی سے لیٹ گئی تھی۔۔

کل سے اب تک جتنا رو اور چلا سکتی تھی وہ سب کر چکی تھی اور اب وہ خاموشی کہ فیز
میں تھی خاموش اور ساکن۔۔

بُخار کہ باعث چہرہ سُرخ تھا تو آنکھیں متورم اور گلا وہ تو چیخ چیخ کہ ل میٹھ ہی چُکا تھا۔۔

وہ خاموش تو تھی پر اپنے اندر کہ خالی پن کی چُبھن کو دباتے دل کا درد اور بڑھنے لگا
تھا۔۔

آذر رحمان نے ایک نظر نوریہ پہ ڈالی تھی پر وہ تو جیسے اس پل اُنکی موجودگی سے بھی

انجان تھی اور تبھی تو دروازہ کھٹکاتی ملازمہ اندر آئی۔۔

صاحب وہ بالاج صاحب آئے ہیں اپنے والد کہ ساتھ۔۔

جہاں آذر اُنکی آمد کی خبر پر طیش میں آئے تھے وہیں نوریہ کا دل پھڑ پھڑایا تھا۔۔

مجھے۔۔۔کسی سے نہیں ملنا بابا۔۔

تم ریسٹ کرو میں سب دیکھ لونگا۔۔

نوریہ کو باہر آنے سے منع کرتے وہ چل دیئے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

نوریہ پیلس کہ ڈرائینگ روم میں اس وقت بالاج مراد خان اور اپنے بیٹے پہلاج کہ ساتھ موجود تھا۔۔

یہ وہ گھر تھا جہاں آنے پہ ہمیشہ اُسکی آو بھگت ہوتی تھی ایک داماد والا پروٹوکول دیا جاتا تھا پر آج۔۔آج یہاں ایک عدالت لگنے والی تھی جس کے کٹہرے میں اُسے کھڑے ہونا تھا۔۔

ایک بوجھل سانس اندر کو کھینچتے ایک نظر صوفے پہ پڑے کاٹ میں سوئے پہلاج پہ

ڈالتے وہ خود کو تیار کرنے لگا تھا کچھ بھی ہو یہ مقدمہ جیتنا تھا اور جیتنے کہ لئیے سر دھڑ کی بازی بھی لگانی تھی۔۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے سامنے آنے کی اندر آتے ہی بنا کسی تمہید کہ وہ بالاج پہ چڑ دوڑے تھے۔۔

جبکہ اُنہیں دیکھتے ہی بالاج کھڑا کوا تھا۔۔

آذر انکل۔۔

خبردار جو میرا نام بھی لیا تو تم کیا سمجھتے تھے تمھارا گناہ یونہی چھپا رہے گا؟؟ ہاں اگر تم یہ سمجھتے تھے تو بہت بڑے بیوقوف ہو تم گناہ کبھی نہیں چُھپتے گھوم پھر کر سامنے آ ہی جاتے ہیں۔۔

آذر بات تو سُن لو اسے کچھ کہنا کا موقع تو دو۔۔

آذر کو ہتھے سے اکھڑتا دیکھ مراد صاحب اُٹھتے ہوئے بیچ میں آئے۔۔

تم۔۔ تم تو کچھ کہو ہی مت میں نے تمہیں اپنا دوست سمجھ کر بیٹی کا رشتہ دیا تھا اعتبار کیا تھا تم پر۔۔ پر شاید میں یہ بھول گیا تھا کہ تم میڈیکل کالج والے مراد نہیں بلکہ ایک

سیاستدان ہو۔۔

مفادپرست سیاستدان۔۔

آذر دیکھو تمہیں جو کہنا ہے کہہ لو پر بالاج کو بولنے کا موقع تو دو اُسے اپنی صفائ میں کچھ تو کہنے دو۔۔۔

کیا کہے گا یہ ہاں ؟؟

کیا صفائ دے گا یہ میری بیٹی نے اس کا دوستی کا بڑھایا ہاتھ جھٹکا تو اس نے اُسکی عزت ہی پامال کردی۔۔

اب کی بار وہ آگے بڑھے تھے اور بالاج کو گیریبان سے پکڑا تھا۔۔

بولو مجھے جواب دو کیوں کیا ایسا تم نے ہاں کیوں کیا؟؟

وہ نکاح میں تھی کسی کہ پھر بھی۔۔پھر بھی نہیں بخشا تم نے اُسے۔۔۔

اُنکے چیخنے پہ پہلاج ڈر کر اُٹھا تھا اور اب رونے لگا تھا۔۔

بولو بتاؤ کیا جواب ہے تمھارے پاس ہاں۔۔

پہلاج کہ رونے پہ بالاج آگے نہیں بڑھ سکا تھا پر مراد نے اُسے اُٹھایا تھا جس پہ وہ اور بھی رونے لگا تھا۔۔

اُوپر کمرے میں لیٹی نوریہ بچے کہ رونے کی آواز پہ اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

میرا بیٹا۔۔

****

نوریہ کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ سب۔۔ وہ سب اُس وجہ سے نہیں ہوا تھا۔۔

تو پھر بولو کیا وجہ تھی؟؟

کیا وجہ تھی جو تم اس حد تک گر گئے۔۔

وجہ۔۔ وجہ آپ تھے وجہ۔۔ وجہ میری ماں تھی۔۔

یہ سب جو بھی ہوا وہ سب آپ دونوں کی وجہ سے ہوا۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم اب کی بار وہ گیریبان چھوڑتے دور ہوئے تھے۔۔

پہلاج اب بھی رو رہا تھا اور اُسکے رونے کی آواز پہ اُوپر موجود اُسکی ماں بے چینی سے

ٹہلتے ہوئے ایک ہاتھ سے اپنا دل مسلنے لگی تھی۔۔

بالاج نے ایک نظر روتے پہلاج اور اُسے چُپ کروانے کی کوشش میں ہلکان ہوتے مراد پہ ڈالی تھی۔۔

اور پھر بالاج نے وہ سب کہنا شروع کیا جو اس سب کی وجہ بنا تھا۔۔

میں نہیں جانتا تھا سچ کیا ہے میں نے صرف اپنی ماں کی بات کو صحیح سمجھا اور بس۔۔

تم یہ سب کہہ کر بری الزمہ نہیں ہو سکتے بالاج وجہ جو بھی ہو غلطی تم سے ہوئی ہے

اپنی بات کہتے وہ ہلکان سے انداز میں صوفے پہ آ بیٹھے تھے۔۔

اور اُنہیں بیٹھتے دیکھ بالاج بے بی بیگ کی جانب بڑھتے پہلاج کا فیڈر بنانے لگا تھا۔۔

اپنی گود میں لیتے پہلاج نے وہ فیڈر اُسکے منہ میں دیا تھا جسے منہ سے لگاتے اور نکالتے وہ پھر سے رونے لگا تھا شاید وہ ڈر گیا تھا بالاج اپنے کندھے سے لگائے اُسے ٹہلنے لگا تھا اور آذر اپنے ہاتھ کی مُٹھی لبوں پہ رکھے اُسے گھور رہے تھے۔۔

پر دوسری طرف پہلاج کہ رونے کی آواز پہ وہ اپنے دل پہ پہرے بٹھاتی آخر کار اُٹھی تھی وہ اُسکی ماں تھی اور اس سے زیادہ برداشت کرنا مشکل تھا۔۔

نائٹ سوٹ پہنے بکھرے بال پھیلائے وہ بھاگتی ہوئی آئی تھی اور بالاج کی گود سے جھپٹنے کہ سے انداز میں پہلاج کو لیا تھا۔۔

نوریہ کو یوں اپنے سامنے دیکھ بالاج کہ دل نے ایک بیٹ مِس کی تھی۔۔

نوریہ۔۔

نور۔۔۔

وہ اُسے پُکارتا رہ گیا تھا اور وہ اپنا بچہ لیتی بنا اُس پہ نگاہ ڈالے جا چُکی تھی۔۔

وہ اُسکے پیچھے بڑھا تھا وہ اُسے روک لینا چاہتا تھا پر آذر رحمان بیچ میں آئے تھے اور وہ رُک گیا تھا اتنے گھنٹوں سے بے قرار دل جو قرار پانے لگا تھا پھر سے تڑپ گیا تھا۔۔

****

ڈرائنگ روم میں وہ تینوں نفوس بیٹھے تھے جنکے بیچ خاموشی حائل تھی گہری خاموشی۔۔

آگے ہو کر بیٹھے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں سختی سے پھنسائے وہ سر جُھکائے بیٹھا تھا۔۔۔

کہ تبھی دادو اور عاشی بھی وہاں داخل ہوئیں۔۔

کیاہوابھائی صاحب سب ٹھیک ہے؟؟

نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔

پر کیاہوابچے کیوں جھگڑے ہیں آپس میں اب کی بار دادو نے سوال داغا۔۔

نوریہ کا گناہگار مل گیاہے۔۔

کیاا۔۔پر کون۔۔۔کون ہے وہ۔۔

یہ۔۔۔ہمارا داماد۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیاا۔۔

ہاں یہی ہے میری بیٹی کی زندگی تباہ کرنے والا۔۔

میں مانتاہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے انکل پر آپ یہ بھی تو دیکھیں سب سدھارا بھی تو

میں نے ہی ہے نا۔۔

میں نے اللہ سے بھی معافی مانگ لی ہے سچے دل سے بدل لیاہے خود کو اب آپ بھی

معاف کر دیں مجھے پلیز وہ ہاتھ جوڑتا اُنکے سامنے آکھڑاہواتھا۔۔

ہمم۔۔چمن جلا کر کہتے ہیں آبیاری بھی تو ہم نے کی۔۔

انکل دیکھیں پلیز آپ مجھے نوریہ سے بات کرنے دیں میں۔۔میں منالونگا اُسے پلیز۔۔

پر وہ تمھارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔۔

وہ غُصے میں ہے ابھی اس لیئے ایسا کہہ رہی ہے ورنہ میں جانتا ہوں وہ نہیں رہ سکتی میرے بغیر۔۔

وہاں سب خاموشی سے اُسے دیکھ رہے تھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اب کرنا کیا ہے؟؟

دیکھو بالاج تم نے جو بھی کیا وہ غلط ہے بہت غلط نوریہ کو وقت دو سنبھلنے کا ابھی ویسے بھی اُسکی مینٹل حالت اچھی نہیں ہے۔۔

آپ اُسے سمجھائیں۔۔مجھے اُسکے پاس جانے دیں۔۔۔میں سب۔۔سب صحیح کردونگا پلیز۔۔

ابھی تم جاو بالاج ابھی اُسے اُسکے حال پہ چھوڑدو اور پھر وہ جو بھی فیصلہ لے اُسے اپنی سزا سمجھ کر تسلیم کرلو۔۔

پر انکل۔۔

میرے خیال سے اب جانا چاہیے تمہیں۔۔

پر انکل۔۔

چلو بیٹا آذر صحیح کہہ رہا ہے مراد صاحب اُسے وہاں سے لے آئے تھے۔۔

وہ خالی ہاتھ اور خالی دل لوٹ گیا تھا وہ اُسے منا کیا اُس سے مل بھی نہیں پایا تھا۔۔

****

(ایک ہفتے بعد)۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles

شام کہ ساڑھے سات بج رہے تھے۔۔

پچھلے دو دنوں سے ہوتی ہلکی بارش اب بھی وقفے وقفے سے جاری تھی بالاج کو تو یہ بارش بھی اپنے غم میں برابر کی شریک لگتی تھی۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے نوریہ سے ملنے کی ہر تدبیر وہ کر چکا تھا پر وہ تو جیسے اپنے تک آنے والے ہر راستے پہ پہرے بٹھائے ہوئے تھی۔۔

اُس دن پہلاج کہ ساتھ اُسکے بے بی بیگ میں وہ نوریہ کا موبائل اُس تک پہنچا چکا تھا اور اب پچھلے ایک ہفتے سے اُسکا نمبر ملاتے جیسے انگوٹھا بھی اب گھس سا گیا تھا پر وہ تو جیسے

بہری ہی ہو گئ تھی۔۔

بالاج اپنے کمرے میں نیچے کارپیٹ پہ بیٹھے بار بار نوریہ کا نمبر ملا رہا تھا بیل جا رہی تھی پر وہ اُٹھا ہی نہیں رہی تھی۔۔

بالاج کہ حال کی طرح اُسکا کمرہ بھی ویسے ہی پھیلا ہوا تھا اُس دن نوریہ نے جو چیز جیسے پھیلائ تھی جہاں رکھی تھی وہ اب بھی ویسے ہی پڑی تھی۔۔

ڈریسنگ پہ پڑے ہیئر برش میں ٹوٹے بال اور کھلا ہوا لاکر اب بھی ویسا تھا۔۔

"تو کیا جانے تیرے بن جی نا سکیں گے۔۔

تو کیا جانے تیرے بن جی نا پائیں گے۔۔

تو کیا جانے تیرے بن مر جائیں گے۔۔"

ہاتھ میں پکڑے فون سے مسلسل نمبر ملاتے وہ تھکنے سا لگا تھا آنکھوں میں چمکتی نمی کو بہنے سے روکتے بوجھل سانس کہ ساتھ وہ ہمت ناہارتے نوریہ کا نمبر ملائے ہی جا رہا تھا۔۔

"تو کیا جانے تیرے بن مر جائیں گے۔۔

تو کیا جانے تیرے بن جی نا سکیں گے۔۔

تو کیا جانے تیرے بن جی نا پائیں گے۔۔

نوریہ میری جان فون اُٹھاو پلیز بات کرو مجھ سے مجھے کچھ کہنے کا موقع تو دو میری بات سُنو تو صحیح میں۔۔ میں یہ نہیں کہتا مجھے معاف کردو مجھے سزا دو میں ہر سزا کہ لئیے تیار ہوں پر جُدائی کی سزا نہیں پلیز نہیں۔۔

"نا جانا جارے نا جارے۔۔

مجھے چھوڑ کہ۔۔

رُخ موڑ کہ۔۔"

سسکتے ہوئے اپنا سر اپنے ہی گھٹنوں پہ دھرتے بالاج نے آنکھیں موندی تھیں آج کل یہی تو مصروفیت تھی اُسکی فون ملاتے ملاتے جب وہ تھک جاتا تھا تو آنکھیں موندے نوریہ کو سوچتے وہ اُن حسین پلوں میں پُہنچ جاتا تھا جو اُنہوں نے ساتھ گزارے تھے۔۔

"تو ہی میرا اپنا رے۔۔

تجھ کو یہ پتہ رے۔۔

نہیں توڑتے دل جوڑ کہ۔۔

بالاج۔۔

تم میری بات نہیں سُن رہے۔۔

تم بولو میں سُن رہا ہوں۔۔

ایسے کون بات سُنتا ہے میری طرف دیکھو تو مجھے پتہ چلے تم سُن رہے ہو یا نہیں۔۔

نوریہ کہ کہنے پہ بالاج نے فون رکھا تھا۔۔

تمھاری طرف دیکھ کر سُنوں تو پھر دل چاہتا ہے کہ یہ لب خاموش رہیں بالاج کہ معنی خیزی سے کہنے پہ وہ سٹپٹائی تھی وہ ایسی ہی تھی اُسکی ہر بات پہ شرما جاتی تھی اور یہی ادائیں تو دل موہ لیتی تھیں۔۔

"تیرے بن ایسے اُجڑے۔۔

بچھڑے نا کوئی ربا ایسے بچھڑے۔۔

بچھڑے تو یہ جان بھی نچڑے۔۔۔

بالاج۔۔

میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔

سُرخ رنگ کی لانگ شرٹ سُرخ ہی پلازو کہ ساتھ پہنے گھوم گھوم کہ دیکھاتے وہ پوچھ رہی تھی۔۔

یار یہ کلر مت پہنا کرو مجھے بالکل پسند نہیں ہے خون جیسا رنگ۔۔

کیاا۔۔اتنی اچھی تو لگ رہی ہوں میں۔۔

ہاں لگتی اچھی اگر کلر یہ نا ہوتا۔۔

ایں۔۔بالاج تم تم مجھے بدصورت کہہ رہے ہو۔۔

کیا یہ۔یہ کب کہا میں نے نوریہ کہ رونے پہ وہ ہمیشہ بوکھلا جاتا تھا اب بھی ایک جوتا پہنے وہ اُسکے پاس آیا تھا۔۔

تو مطلب تو یہی ہوا تمھاراایں۔۔

نوریہ پلیز میں نے یہ نہیں کہا آئی ایم سوری تم جو چاہے کلر پہن لو پر پلیز رومت۔۔

توپھر بتاو میں کیسی لگ رہی ہوں؟؟

بہت حسین بہت اچھی سب سے پیاری بالاج کہ منہ میں جو بھی آیا وہ اُسے منانے کو بولتا ہی گیا۔۔

سیریس والا کہہ رہے ہو کہ دل رکھ رہے ہو ایک آئ برو اُچکاتے پوچھا؟؟

ایک دم سیریس۔۔

بالاج سے جواب لیتے وہ آئینے کہ سامنے آئ۔۔ویسے تم صحیح کہہ رہے ہو یہ کچھ زیادہ ہی ریڈ ہے میں کچھ اور ہی پہن لیتی ہوں۔۔

اپنی کہتی وہ جا چکی تھی جبکہ وہ حیران سا وہیں کھڑا رہ گیا تھا وہ بھی تو یہی کہہ رہا تھا۔۔

"نخرے پھر سانس ہی اُکھڑے۔۔

اُکھڑے کہوں کس کو یہ دُکھڑے۔۔

دُکھڑے میری جان کہ ٹکڑے۔۔

بالاج اور نوریہ ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے گلگت والے گھر کہ ٹیرس پر موجود تھے۔۔

بالاج نے اپنی پہنی شال نوریہ کہ گرد پھیلار کھی تھی۔۔

مجھے یہ جگہ بہت اچھی لگی ہے بالاج۔۔

ہمم صحیح کہہ رہی ہو یہ جگہ ایسی ہی ہے سب کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہے۔۔

بالکل تمھاری طرح۔۔

کیا مطلب؟؟

تم بھی تو ایک ساحر ہو جس نے اپنا سحر پھونک دیا ہے مجھ پر (بالاج کہ سامنے کھڑے اُسکے سینے پہ سر دھرے وہ کہہ رہی تھی جسے وہ سانس روکے سُن رہا تھا۔۔)

ایسا سحر جو مجھے اتنی مضبوطی سے جکڑ گیا ہے کہ کچھ اور دیکھنے ہی نہیں دیتا۔۔

تم میری زندگی کا انعام ہو تمہیں پا کر میں ہر دکھ بھولنے لگی ہوں بالاج۔۔

کیا تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے؟؟

وہ سر اُٹھائے پوچھ رہی تھی۔۔

اور وہ اُسکے بالوں میں لب رکھتے اُسے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔

"اوہ ساری دُنیا سے پیارے۔۔۔

ہم رو رو ہارے۔۔

ہتھ جوڑ کہ۔۔

سب چھوڑ کہ۔۔

Five little ducks..

نوریہ پہلاج کو اُٹھائے سُلانے کی کوشش کرتی پوئم پڑھ رہی تھی۔۔

پلیز نوریہ اب پھر سے کوئیک کوئیک مت کرنا تمہیں کوئی اور پوئم نہیں آتی فون میں سر گھسائے بالاج نے نوریہ سے کہا۔۔

نوریہ کو اپنی پوئم کا ریجیکٹ ہونا پسند نہیں آیا تھا۔۔

نہیں آتی پر تم یہ بتاو تمہیں کوئی کام نہیں ہے کیا؟؟ پہلے یہ کہہ کر میرے سر پہ سوار رہے کہ تمھارا خیال رکھ رہا ہوں اب تو بے بی ہو بھی گیا اب تو کچھ کر لو۔۔

مطلب تمہیں میرا ساتھ رہنا پسند نہیں ہے؟؟

تو کیا کہوں تم بھی تو ہر بات پہ ساسوں کی طرح ٹوکتے رہتے ہو اب میرے بیٹے کو پسند ہے یہ پوئم پر تمہیں اس میں بھی مسئلہ ہے۔۔

کیا!!؟؟میں میں ساس بنتا ہوں۔۔

اور نہیں تو کیا ہنستے ہوئے نوریہ مذاق اُڑانے لگی تھی۔۔

"تو ہی میرا اپنا رے۔۔

تجھ کو یہ پتہ رے۔۔

نہیں توڑتے۔۔

دل جوڑ کہ۔۔

اب تو ہی بتا دے۔۔

کیسے جینا ہے سیکھا دے۔۔"

واپس آجاو نوریہ گھٹنوں سے سر اُٹھاتے بھیگے چہرے کہ ساتھ ایک نئی اُمید جگائے وہ پھر سے فون ملانے لگا تھا لیکین نا اُسے فون اُٹھانا تھا اور نا ہی اُس نے اُٹھایا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بے وفا ہی بنا دے۔۔

مجھے کوئی بد دعا دے۔۔

یا زہر پِلا دے۔۔

پر یوں نا سزا دے۔۔

اور بات تو دیکھ یہ آکہ۔۔

تو کیا جانے تیرے بن جی نا پائینگے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

نوریہ چھوٹا سا رومال ٹائپ تولیہ کندھے پہ پھیلائے اپنے کمرے میں ٹہلتی ہوئی پہلاج کو تھپکتے ہوئے burp (ڈکار) دلوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔اور آذر رحمان پچھلے کئی منٹوں سے میز پہ ناشتے کی ٹرے رکھے نوریہ کہ انتظار میں تھے کہ وہ فارغ ہو تو ناشتہ کرے۔۔

نوریہ ناشتہ کر لو بچے۔۔

کر لو نگی بابا اسے ہضم کروادوں پہلے اُنہیں کہتے وہ پھر سے ٹہلنے لگی۔۔

کہ تبھی باہر بجتی ڈور بیل سُنائی دی جس پہ نوریہ یونہی پہلاج کو ساتھ لگائے کھڑکی پہ لگے بلائنڈر سے باہر جھانکنے لگی۔۔

جہاں لائٹ براؤن کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس بالاج پچھلے کئی دنوں کی طرح آج بھی ہاتھوں میں پھول تھامے کھڑا تھا۔۔

اُوپر سے یوں نیچے دیکھتے نوریہ کا دل پل بھر کو تھما تھا پر وہ سر جھٹکتی وہاں سے ہٹ آئی تھی۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ آگے کیا ہوگا۔۔

(پچھلے کئی روز سے بالاج کا یہی معمول تھا وہ بڑا سا پھولوں کا گلدستہ سوری کہ کارڈ کہ ساتھ لاتا تھا چوکیدار سے اندر آنے کہ لیئے تھوڑی دیر بحث کرتا اور پھر گیٹ سے کچھ فاصلے پہ کھڑی اپنی گاڑی میں جاں بیٹھتا تھا۔۔)

کھڑکی سے ہٹتی وہ واپس آئی تھی کہ تبھی آذر رحمان نے سینڈوچ نوریہ کہ منہ کہ قریب کیا جس پہ وہ مسکراتے ہوئے ایک بائٹ لیتی پھر سے ٹہلنے لگی تھی۔۔

اگر تمہیں اپنی اولاد کی فکر ہے تو مجھے بھی میری گڑیا کی پرواہ ہے آذر رحمان کہ کہنے پہ وہ

مسکرائی تھی۔۔

پہلاج برپ کر چُکا تھا پر وہ پھر بھی اپنے اندر مچلتی بے چینی کہ سبب ٹہلتی جا رہی تھی۔۔

پتہ نہیں وہ کب تک باہر کھڑی گاڑی میں بیٹھا رہتا تھا کیونکہ وہ تو جب بھی باہر جھانکتی تھی بالاج کی گاڑی باہر ہی ہوتی تھی۔۔

نوریہ۔۔

جج۔۔جی۔۔جی بابا۔۔

کن خیالوں میں ہو کب سے بُلا رہا ہوں تمہیں۔۔

سوری بابا سُنا نہیں میں نے۔۔

تمہیں صرف پہلاج کا ہی نہیں اپنا خیال بھی رکھنا ہے بیٹا۔۔

رکھتی تو ہوں بابا۔۔۔

اچھا کبھی دیکھا ہے خود اپنی طرف (سینڈوچ پھر سے آگے کو بڑھاتے انہوں نے کہا) تین دن پہلے یہ شرٹ اور پاجامہ پہنا تھا تم نے اب بھی اُسی میں ہو اور تمہارے بال کب سے کنگھی نہیں کی تم نے؟؟

نوریہ کہ جوڑا بنے بالوں کو دیکھتے اُنہوں نے پوچھا؟؟

اُنکے سوالوں پہ وہ اپنے آنسو پلکوں کہ پیچھے دھکیلنے لگی تھی۔۔

نوریہ ادھر آؤ بیٹھو یہاں اور لٹا دو اسے سو گیا ہے یہ۔۔

اُنکے کہنے پہ پہلاج کو بستر پہ لٹاتے وہ اُنکے پاس کاوچ پہ آبیٹھی۔۔

تم جانتی ہو میں نے تمھاری ماں سے بے حد محبت کی ہے اتنی محبت کہ اپنی ساری عمر اُسکے چند سالوں کہ ساتھ پہ وار دی۔۔

میں جدائی کہ کرب سے گزرا ہوں میں جانتا ہوں ایسے شخص سے دور رہنا بہت اذیت ناک ہوتا ہے جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔۔

اُنکے سامنے بیٹھے کانچ کہ میز پہ نظریں گاڑے وہ اُنہیں سُن رہی تھی۔۔میں ہارٹ سپیشلسٹ ہوں اور میں جانتا ہوں کہ انسانی جسم کو سب سے زیادہ برباد اُسکے دل کا دکھ کرتا ہے۔۔

دیکھو نوریہ تم میری بیٹی ہو میری واحد اور اکلوتی خوشی ہو تم پر اگر تم ایسے ہی خود کو تباہ کرنے پہ تُلی رہو گی تو میں بنا تمھاری مرضی کی پرواہ کیئے تمہیں تمھارے شوہر کہ گھر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھوڑ آونگا۔۔

اپنے بابا کی بات پہ نوریہ نے اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اُنہیں دیکھا تھا۔۔

میں تمھارے ساتھ ہوں بیٹے ہر چیز میں ہمیشہ ساتھ دیا ہے تمھارا پر اُس سے دوری کا فیصلہ تمہیں کھا رہا ہے تم۔۔ تم اُس سے زیادہ خود کو سزا دے رہی ہو ایسا کر کے۔۔

میں۔۔ میں کیا کروں بابا میں محبت کرتی ہوں اُس سے پر۔۔ پر وہ اذیت نہیں بھولتی وہ وقت نہیں بھولتا مجھے۔۔ وہ کیسے اتنے آرام سے بنا میرے کسی قصور کہ اتنی بڑی سزا دے گیا اور پھر۔۔ پھر محبت کا فریب بھی دیتا رہا۔۔۔

اپنی بات کرتے وہ سسک اُٹھی تھی پر کچھ پل کہ وقفے کہ بعد پھر سے کہنے لگی۔۔

آپکی بیٹی بہت بد قسمت ہے بابا شاید۔۔ شاید میرا نصیب ہی خراب ہے محبت راس ہی نہیں آتی مجھے روتے ہوئے وہ اُنکے کندھے پہ سر ٹِکا گئی تھی۔۔

کیا تم بالاج کہ ساتھ رہنا چاہتی ہو؟؟

نہیں ہر گز نہیں۔۔

تو بس پھر اپنے فیصلے پہ ڈٹی رہو اور خوش رہو تمھارے بابا تمھارے ہر فیصلے میں ساتھ

ہیں تمھارے۔۔

****

کیا ہو گیا ہے کوئی پیشنٹ کیوں نہیں بھیج رہیں آپ؟؟

کب سے انتظار کر رہا ہوں میں فلوزدہ آواز میں پہلے سے کئی کمزور دکھتے زاویار نے اپنے کمرے کہ باہر بیٹھی سسٹر سے کہا۔۔

پر ڈاکٹر آپ کا تو کوئی پیشنٹ ہے ہی نہیں۔۔

کیا مطلب ہے آپکا میں زاویار رحمان اس ایریا کا بیسٹ نیوروسرجن ہوں ہفتہ پہلے لوگ اپائنٹمنٹ لیتے ہیں مجھ سے چیک آپ کی اور تم کہہ رہی ہو کہ کوئی پیشنٹ نہیں ہے؟؟

زاویار کہ چلانے پہ وہاں سے گزرتے لوگ رکنے لگے تھے۔۔

جن میں ڈاکٹر معراج بھی تھے۔۔

کیا مسئلہ ہے زاویار؟؟؟

آپ دیکھ رہے ہیں یہ۔۔یہ کیا کہہ رہی ہے۔۔

میں نے تو کچھ نہیں کہا ڈاکٹر زاویار بلا وجہ ہی غُصہ ہو رہے ہیں مجھ پہ بھلا اس میں میرا کیا قصور ہے کہ اگر کوئی ایک ایسے ڈاکٹر سے علاج نہیں کروانا چاہتا جو خود ایک موذی مرض میں مبتلا ہو۔۔

یہ کک۔۔ کیا کہہ رہی ہو تم؟؟ (اس پل زاویار کو ایسا لگا تھا کہ جیسے کسی تعفن زدہ جگہ پر اُسے بند کر دیا گیا ہو)

ایسا ہی ہے ڈاکٹر جن دو تین کی اپائنٹمنٹ تھی وہ بھی مجھے ہزاروں باتیں سُنانے کہ بعد اپنی اپائنٹمنٹ کینسل کروا چکے ہیں۔۔

اوکے آپ جائیں یہاں سے کام کریں اپنا میں دیکھ لیتا ہوں سب اور زاویار تم۔۔ تم گھر چلو میرے ساتھ۔۔

زاویار کا تو مانو ایسا حال تھا اس پل جیسے وہ بہت بلندی سے گرا ہو۔۔

چلو زاویار۔۔

معراج رحمان کہ پھر سے کہنے پہ وہ بوجھل قدم اُٹھاتا اُنکے ساتھ چل دیا تھا۔۔

****

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

معراج زاویار کو لیتے گھر آ چکے تھے جو اس پل بہت دُکھی اور پریشان تھا۔۔

گاڑی سے اُترتے وہ دونوں ہی سید ھالان کی طرف آئے تھے جہاں دادو اور عاشی شام کی چائے پیتی ہوئیں موجود تھیں (نوریہ کہ آنے کہ کچھ دن بعد ہی دادو واپس آ گئی تھیں کیونکہ نوریہ کی بلاوجہ کی ضد پہ وہ اُس سے کافی غُصہ تھیں بھلا ایک ایسے بات پہ اب کیا ڈھنڈورا پیٹنا)۔۔

کیا ہوا معراج آپ اتنی جلدی کیسے آ گئے؟؟

اور زاویار تمہیں کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نا بیٹا؟؟ اتنے زرد کیوں ہو رہے ہو۔۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے ماما کچھ بھی نہیں۔۔

پر ہوا کیا ہے؟؟

کوئی مجھ سے علاج کروانا نہیں چاہتا ڈرتے ہیں لوگ مجھ سے گِھن کھاتے ہیں۔۔

زاویار کہ چلانے پہ وہ دونوں حیرت سے اُسے دیکھتے سُن رہی تھیں۔۔

تو اس سب میں تمھاری ہی غلطی ہے زاویار۔۔

میری۔۔ میری کیا غلطی ہے بابا؟؟

تمہیں کس نے کہا تھا اپنے ہی ہاسپٹل سے ٹیسٹ کروانے کی جہاں سب تمہیں جانتے تھے اور ایسی خبریں تو آگ کی طرح پھیلتی ہیں۔۔

میں کیا کرتا میں بہت پریشان تھا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اُس وقت اور۔۔رحمان میڈیکل کی لیبارٹری ہی میرے لیئے سب سے قابل بھروسہ ہے۔۔

دیکھو زاویار جو ہونا تھا ہو گیا تم اپنے علاج پر توجہ دو اور امریکہ چلے جاو باقی ہم سب دیکھ لیں گے۔۔

آپ کیوں چاہتے ہیں میں تنہائی میں سسک سسک کہ مرجاوں۔۔

دیکھو زاویار تمھاری بیماری کی تشخیص علامات دکھنے سے بھی پہلے ہوئی ہے اور ہم تب سے ہی علاج کر رہے ہیں اور تمھارے ٹھیک ہونے کہ کچھ پرسنٹ چانسز بھی ہیں۔۔

وہ کچھ پرسنٹ کتنے ہیں میں سب جانتا ہوں موت میرے سرہانے کھڑی ہے جو آہستہ آہستہ مجھے اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے زاویار چیخ رہا تھا اور اُسکے سامنے بیٹھے اُسکے اپنے بے بسی سے اُسے تک رہے تھے۔۔

میں مرنا نہیں چاہتا بابا ابھی۔۔ابھی تو مجھے خوشیاں آتی دیکھائی دینے لگی ہیں۔۔

بولتے بولتے زاویار کہ سوکھے حلق میں کانٹے چُبھنے لگے تھے وہ کھانسنے لگا تھا اور کھانستے ہوئے جو رومال زاویار نے منہ پر رکھا تھا وہ خون کہ دھبوں سے بھر گیا تھا۔۔ جسے دیکھتے وہ سب پریشان ہوئے تھے اور دادو تو باقاعدہ رونے لگی تھیں۔۔

)وقت ہاتھ سے ریت کی طرح پھسل رہا تھا پر وہ ناجانے کیوں باہر جانے میں دیر کر رہا تھا آخر کیا چل رہا تھا زاویار کہ ذہن میں(

****

السلام علیکم جی کہیے۔۔

وہ مجھے اپنی رپورٹس دیکھانی تھیں۔۔

خاکی سا لفافہ آگے بڑھاتے ڈاکٹر ماہ نور کہ سامنے بیٹھی لڑکی نے کہا۔۔

ہمم۔۔ مبارک ہو آپ ماں بننے والی ہیں آپکی رپورٹس پازیٹیو ہیں۔۔

پر سامنے بیٹھی لڑکی کا رنگ یہ خبر سنتے ہی پھیکا پڑا تھا۔۔

اور وہ آگے کو کھسکتے کہنے لگی دیکھیں ڈاکٹر ماہ نور میں یہ بچہ نہیں چاہتی تبھی آپکے پاس آئی ہوں۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر آئی ایم سوری میں ایسے کام نہیں کرتی ماہ نور نے رپورٹس میز پہ پٹختے ہوئے کہا۔۔

پر زویا نے تو آپ ہی کا بتایا تھا کہ آپ یہ کام کر لیتی ہیں۔۔

اب کی بار ماہ نور کا رنگ فق ہوا تھا۔۔

کون۔۔ کون زویا میں کسی زویا کو نہیں جانتی تم جاو یہاں سے نہیں تو ابھی سیکیورٹی بُلاتی ہوں۔۔

دیکھیں ڈاکٹر میں زویا سے بھی زیادہ پیسے دے سکتی ہوں بس آپ میرا کام کر دیں۔۔

میں نے کہا نا یہ سب نہیں کرتی اُٹھو جاو یہاں سے۔۔

دیکھو ڈاکٹر کرنا تو پڑے گا نہیں تو ابھی شور ڈال کہ سب کو اکٹھا کر لو نگی سمجھی۔۔

میں نے کہا نا میں یہ سب نہیں کرتی جاو یہاں سے۔۔

(ماہ نور کہ کہنے پہ اب وہ لڑکی بھی اُٹھ کھڑی ہوئ تھی)

میں بھی دیکھتی ہوں تم کیسے نہیں کرتی۔۔۔

دیکھو آہستہ بولو اور جاو یہاں سے کیوں میری نوکری کہ پیچھے پڑی ہو۔۔

تو پھر میری بات مانو۔۔

میں ہی کیوں کیا باقی ڈاکٹرز مر گئیں ہیں؟؟

تم اتنے بڑے ہاسپٹل میں بیٹھی ہو تو یقیناً اچھی ہی ڈاکٹر ہو گی اور اوپر سے یہ سب کر بھی لیتی ہو سو میں اپنی جان کا رسک کیوں لوں۔۔

دیکھو وہ سب میں پہلے کرتی تھی اب نہیں کرتی جاو یہاں سے (ماہ نور کہ تو چھکے چھوٹے تھے ساتھ ہی عاشی کا روم تھا اور وہ شور کی آواز پہ کبھی بھی آسکتی تھیں۔۔)

کیا مطلب پہلے کرتی تھی یہ اچھا مذاق ہے وہ اونچا اونچا چلاتی دروازے کہ پاس آئی تھی اور اب دروازہ کھولے شروع ہو چکی تھی۔۔

میں سب کو بتاونگی کہ تم کیا کچھ کرتی رہی ہو تمھارا لائسنس کینسل نا کروایا تو دیکھنا تم جانتی نہیں ہو میرا باپ کون ہے۔۔

آہستہ بولو یہ ہاسپٹل ہے ماہ نور نے اُسے چُپ کروانے کی ناکام کوشش کی۔۔

پر تبھی اُنکے شور کی آواز پہ عاشی باہر آئی تھیں۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے سب۔۔

آیئے آیئے آپ بھی دیکھیے یہ جو ڈاکٹر ہے نا یہ اپنے اس مسیحائی کے پیچھے اور ہی دھندا چلاتی ہے۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ تمیز سے بات کریں اور اندر چلیں بیٹھ کہ بتائیں کیا مسئلہ ہے آپکا۔۔

کیوں کیوں اندر بتاوں میں تو یہیں سب کو چیخ چیخ کر بتاونگی کہ یہ جو ڈاکٹر ہے میری دوست زویا کہ دو بار ابارشنز کر چکی ہے اور اسکے علاوہ اُسے غلط رپورٹس بھی بنا کر دے چکی ہے اُسکے سسرالیوں کو بدھو بنانے کہ لیئے ابھی تو وہ مر گئی ہے نہیں تو اُسے سامنے لاتی آپکے میں اور وہ بھی بتاتی آپکو اس ڈاکٹر کہ کرتوت۔۔

عاشی کہ تو سر پہ آسمان آ گرا تھا۔۔

یہ۔۔یہ سب جھوٹ کہہ رہی ہے ایسا۔۔ایسا کچھ نہیں کیا میں نے یہ تو بس اپنے پرسنل grudges نکال رہی ہے اور بس۔۔

آپ ایم ایس کہ روم میں آئیں ماہ نور غُصے سے ماہ نور کو دیکھتے وہ آگے بڑھ گئی تھیں۔۔

زویا مر گئی تھی پر اُسکے کیئے گناہ اب بھی کہیں زندہ تھے۔۔

****

دوپہر کا وقت تھا۔۔

نوریہ پیلس میں آج آذر کہ دیرینہ دوست کی بیٹی فرال آنے والی تھی۔۔

فرال کب تک آجائے گی بابا؟؟

بس میں نکل رہا ہوں اُسے لینے۔۔

اور کتنے دن رُکے گی ویسے گیسٹ روم ٹھیک کروا دیا ہے میں نے۔۔

دو دن شاید وہ مصروف سے انداز میں کہتے نوریہ کو بتارہے تھے۔۔

کہ تبھی ملازمہ اندر پھولوں کا گلدستہ لیئے داخل ہوئ۔۔

یہ اندر کیوں لائ ہو کتنی دفعہ کہا ہے باہر ڈسٹ بن میں ڈال دیا کرو۔۔

پر جی دیکھیں تو کتنے پیارے پھول ہیں دل نہیں مان رہا تھا جی۔۔۔اتنے ہی پیارے ہیں

تو اپنے کوارٹر میں لے جاو پر مجھے نظر نا آئیں یہ غُصے سے کہتے وہ پانی پینے لگی تھی۔۔

کہ دوسری ملازمہ نوریہ کا فون لیئے وہاں پُہنچی۔۔

یہ جی فون بج رہا ہے آپکا۔۔

اُس نے بجتا فون نوریہ کہ سامنے بڑھایا جس پہ سینکڑوں کہ لحاظ سے کالز اور میسیجز تھے نوریہ نے غُصے سے فون لیتے کال کاٹی اور فون سائلنٹ پہ لگایا۔۔

آذر رحمان یہ سب دیکھتے آگے بڑھے تھے۔۔

ویسے نوریہ اگر تم کہو تو میں چوکیدار کو پھول لینے سے منع کر سکتا ہوں تاکہ یہ تمہیں نا دکھیں اور فون تمہیں سائلنٹ کہ بجائے آف کر دینا چاہیے۔۔

مسکراتے ہوئے کہتے وہ نوریہ کو مشورہ دیتے جا چُکے تھے۔۔

پر وہ اُن سے یہ کہہ نہیں پائی تھی کہ یہ پھول اور فون پہ آئے لاتعداد میسیجز جنہیں کبھی کھولا بھی نہیں گیا تھا انہی سب میں تو اب سانس اٹکی تھی۔۔

****

شام کا وقت تھا اور رحمان ہاوس میں عدالت لگی ہوئی تھی آذر بھی فرال کو گھر چھوڑتے اب یہیں موجود تھے۔۔

ماہ نور کا لائسنس کینسل ہو چُکا تھا اور رحمان میڈیکل کو بھی بہت ذلت اُٹھانی پڑی

تھی۔۔

یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے زاویار آج ہم جس بھی مشکل میں ہیں یہ سب صرف تمھاری وجہ سے ہے زاویار کہ بابا نے طیش میں آتے ہوئے کہا۔۔

نہیں میرے وجہ سے نہیں ہے یہ۔۔ یہ سب انکے آوارہ داماد بالاج کی وجہ سے ہوا ہے سب۔۔ یہ سب خراب ہی اُس نے کیا ہے ہمیں مشکل میں ڈالنے والا وہی ہے۔۔

دکھتے گلے اور بخار میں پھنکتے زاویار نے سارا ملبہ بالاج پہ ڈالا تھا۔۔

آذر جو کب سے خاموشی سے بیٹھے تھے زاویار کہ بھڑکنے پہ پوچھنے لگے۔۔

اچھا اور کیسے بالاج ذمہ دار ہے ہمیں بھی تو پتہ چلے۔۔

اگر وہ اُس رات وہ سب نا کرتا تو ہم سب آج یوں مشکلوں میں گھرے نا ہوتے۔۔

اوہ۔۔ اچھا اُس نے تو جو کرنا تھا وہ کر گیا پر پھر تم نے کیا کیا اپنی ہی بیوی اپنی ہی عزت کو دھتکار دیا تم نے۔۔

اور پھر بقول تمھارے ایک نیک شریف لڑکی سے شادی کی تم نے جو تمہیں اس حال تک لے آئی۔۔

کیا زویا کا رشتہ بھی تم سے بالاج نے کروایا تھا؟؟

کیا اُس نے کہا تھا نوریہ کو طلاق دو۔۔

اپنی غلطی دوسروں پہ تھوپنا بند کرو زاویار اب بھی وقت ہے ہوش کرو تم پہلے ہی خود کو بہت برباد کر چکے ہو اب بس کرو رحم کرو خود پر اور اپنے ماں باپ پر۔۔

آذر نے کافی تحمل سے زاویار کو اُسکی اصلیت دیکھائی تھی۔۔

جس پہ وہ نادم سا اُٹھتا اُنکے پاس آیا تھا۔۔

میں مانتا ہوں میری غلطی ہے مجھے نوریہ کو چھوڑنا نہیں چاہیے تھا پر چاچو دیکھیں حالات پھر سے ہمارے حق میں ہیں نوریہ بالاج کو چھوڑ چکی ہے اور میں۔۔ میں بھی اب سب سمجھ چکا ہوں۔۔

تم کہنا کیا چاہتے ہو زاویار۔۔

میں۔۔ میں نوریہ کو اپنانا چاہتا ہوں۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟؟

میں اُسکے بچے کا بھی خیال رکھونگا مجھے موقع تو دیں۔۔

وہ وہی ناجائز اولاد ہے نوریہ کی جسے تم اپنانا نہیں چاہتے تھے اور اب۔۔اب تم ہی اُسے نام دو گے واہ کیا بات ہے تمھاری زاویار۔۔

چاچو آپ۔۔

شٹ آپ منہ توڑ دونگا تمھارا اگر دوبارہ میری بیٹی کا نام بھی لیا تو۔۔

آپ میری بات تو۔۔

معراج اپنے بیٹے کو سنبھالو حواس کھو بیٹھا ہے یہ۔۔

زاویار کہ جُڑے ہاتھ جھٹکتے وہ باہر کی جانب بڑھ گۓ تھے۔۔

پر اُنہیں جاتا دیکھ زاویار فیصلہ کر چُکا تھا کہ اب کرنا کیا ہے۔۔

****

ایسا کب تک چلے گا بالاج۔۔(آج پورے دو دن بعد بالاج گھر لوٹا تھا اور اب پھر سے چینج کرتا کہیں جانے کو تیار تھا)

کیسا؟؟

یہی سب جو تم کر رہے ہو تم چاہتے کیا ہو چھوڑ کیوں نہیں دیتے اُسکا پیچھا۔۔

نہیں چھوڑ سکتا بیوی ہے میری ماں ہے میرے بچے کی۔۔

کھیڑی کا بکل بند کرتے بالاج نے جواب دیا۔۔

پر وہ رہنا نہیں چاہتی تمھارے ساتھ اور تمہیں کیا لگتا ہے اُسکے دروازے کہ باہر ڈیرا لگائے بیٹھے رہو گے تو معاف کر دے گی تمہیں واپس آجائے گی وہ۔۔

یہ نہیں جانتا میں پر اپنی ہر ممکن کوشش کرنی ہے مجھے۔۔

اور چاہے اُس کوشش میں باپ کا کیریئر داؤ پر لگ جائے پہلے ہی تمھاری اُس ویڈیو کی وضاحتیں اب تک دے رہا ہوں میں اب مزید کوئی سکینڈل مت بناؤ۔۔

نہیں بناؤں گا ڈونٹ وری اپنی بات کرتا وہ باہر کو بڑھا تھا۔۔

پر اب جا کہاں رہے ہو؟؟

درگاہ پہ نیاز دینے۔۔

تم خود بھی وہیں بیٹھ جاو جا کر مجنوں کی اولاد۔۔

دعا کریں وہ مان جائے نہیں تو یہ بھی کر ڈالونگا۔۔

"بچھڑ کر ذاتِ عشق میں ہوئے تنہاء۔۔

تھکے تنہاء۔۔

گرے تنہاء۔۔

اُٹھے تنہاء۔۔

پھر چلے تنہاء۔۔"

****

(فرال میرے ہی ناول کا ایک کردار ہے)۔۔

کیسی ہیں فرال آپ؟؟

کھانے سے فارغ ہوتے وہ دونوں گیسٹ روم میں آئی تھیں؟؟

کتنی بار پوچھو گی نوریہ؟؟

اوہ سوری ذہن سے نکل گیا میرے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پہلاج کہاں ہے؟؟

اپنی آپا کہ پاس ہے۔۔۔

ہمم آو بیٹھو باتیں کرتے ہیں پھر ہم دونوں ویسے انکل کب تک آئیں گے؟؟

بابا کا کچھ پتہ نہیں ہوتا ابھی تو کوئی ایمر جنسی کال آئی تھی اب واپسی کا پتہ نہیں کب ہو گی۔۔

اوہ اچھا۔۔ویسے کیسی گزر رہی ہے تمھاری شادی شدہ زندگی؟؟

ہم نے آنا تھا پر کچھ وجوہات کہ باعث آ نہیں سکے تمھاری شادی میں۔۔

اچھی۔۔اچھی گزر رہی ہے۔۔

تم پہلے ہی رہنے آئی تھی کہ میری وجہ سے آئی ہو۔۔

نہیں تو وہ اصل میں بالاج کسی کام سے شہر سے باہر تھا تو تبھی آ گئی بابا کہ پاس۔۔

اوہ ہاں یاد آیا بالاج نام ہے نا تمھارے ہسبنڈ کا؟؟

جی۔۔وہ بالاج کا ذکر لیکر بیٹھ گئی تھی جس سے وہ بچنا چاہتی تھی۔۔

تمھارے بیٹے کا نام بھی بہت پیارا ہے کس نے رکھا؟؟

اس کے بابا نے ہی رکھا تھا۔۔

بہت پیارا نام ہے۔۔

فرال نے محسوس کیا تھا کہ وہ اپنے شوہر کہ ذکر پہ کچھ غیر آرام دہ سی ہوئی تھی۔۔

فیشن شو ہے میرا کل تم بھی چلو میرے ساتھ نوریہ؟؟

نہیں فرال میرے لئیے کچھ مشکل ہوگا(وہ باہر کیسے جاسکتی تھی باہر تو بالاج ہوگا اور اُسکا سامنا نہیں کرنا تھا اُسے)

ٹھیک ہے تمھاری مرضی ہے ویسے vip passes ہیں میرے پاس اگر تمھاری کوئی فرینڈ وغیرہ آنا چاہے تو۔۔

ہاں میں پوچھ لونگی وہ دونوں ایک ساتھ آمنے سامنے رکھے گئے فلور کشنز پہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ تبھی دروازہ ناک کرتی پروین اندر آئی۔۔

زاویار صاحب آئیں ہیں نوریہ بی بی۔۔

زاویار۔۔

زاویار سے ملنا تو نہیں چاہتی تھی پر فرال کہ سوالوں سے بچنے کو وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

آپ ریسٹ کریں میں دیکھ آتی ہوں۔۔

ہاں شور تم جاو مجھے ویسے بھی کام ہے کچھ میں وہ کرونگی۔۔

****

رات کہ گیارہ بج رہے تھے۔۔

زاویار لاونج میں کھڑا تھا جبکہ فرال گیسٹ روم میں تھی اور نوریہ اپنے بالوں کا بن بنائے فرلز کو کان کہ پیچھے کیئے خراماں خراماں قدم اُٹھاتی وہاں آئی تھی۔۔

اس وقت کیسے آنا ہوا زاویار؟؟

میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا پہلے بھی دو بار آ چُکا ہوں پر بات نہیں ہو پائی تم سے نوریہ کو دیکھتے آنکھوں میں ڈھیروں اُمید کہ دیپ جلاتا وہ اُس تک آیا تھا۔۔

جو بھی بات ہے جلدی کہو مجھے پہلاج کو بھی دیکھنا ہے۔۔

پر میری بات تھوڑی لمبی ہے میں چاہتا ہوں تم بیٹھ کر سُن لو۔۔

زاویار کہ کہنے پہ وہ چہرے پہ سختی جمائے سامنے رکھی چیئر پہ بیٹھ گئی۔۔

تم نے آگے کا کیا سوچا ہے نوریہ؟؟

کیا مطلب؟؟

مطلب کہ تم بالاج سے خُلع کب لے رہی ہو؟؟

یہ تمھارا کنسرن نہیں ہے(زاویار کی بات سُنتے ہی وہ اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔)

بیٹھو میری بات تو سُنو۔۔

مجھے تمھاری اُلٹی باتیں نہیں سُننی۔۔

دیکھو نوریہ دیکھو اپنے اطراف میں یہ سب۔۔ یہ سب ہمیں ملا دوسرا موقع ہی تو ہے تمھارا یوں واپس آنا بالاج کی اصلیت کھُلنا۔۔

پلیز زاویار جاو یہاں سے وہ بنا سُنے واپس پلٹی تھی کہ زاویار نے اُسکی کلائی کھینچتے اُسے اپنے سامنے کیا۔۔

میں جانتا ہوں تم اب بھی بہت محبت کرتی ہو مجھ سے میں۔۔ میں بھی بہت چاہتا ہوں تمہیں۔۔

چھوڑو مجھے زاویار۔۔

میں میں ٹھیک ہو جاونگا اپنا علاج کروالونگا اور پھر میں اور تم ہم ایک اچھی زندگی گزاریں گے میں۔۔میں تمھارے بیٹے کو بھی ہمارے ساتھ رکھونگا نوریہ پلیز واپس آجاو میں بہت اکیلا ہوں مجھے ضرورت ہے تمھاری اپنی پہلے والی نوریہ کی۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو چھوڑو مجھے زاویار۔۔

نوریہ پلیز پلیز سب بھول جاو مجھے ایک موقع دو پلیز۔۔

میں نے کہا نا چھوڑو مجھے۔۔

کوئی ہے۔۔

پروین۔۔

فرال۔۔۔

****

بری امام میں مستحقین کہ بیچ نیاز کی دیگیں دینے کہ بعد اور کچھ کام نپٹاتے وہ کافی دیر سے ہی سہی پر ایک بار پھر سے نوریہ کہ گھر کہ باہر آیا تھا۔۔

وہ اپنے تک آتے تمام راستے بند کر چکی تھی اور اب اُسکے پاس یہی حل تھا کہ وہ جونہی باہر آئے وہ اُس سے بات کرے۔۔

اپنی گاڑی گیٹ سے کچھ فاصلے پہ کھڑی کر تا وہ سگریٹ جلاتا گیٹ کہ قریب آیا تھا۔۔

گیٹ کہ قریب لمبے سے باکس ٹائپ چھوٹا سا روم تھا جس میں چوکیدار موجود تھا۔۔

بالاج نے باہر کی جانب بنی وہ چھوٹی سی شیشے والی کھڑکی بجائی۔۔

جہاں سے چوکیدار نے بالاج کو دیکھتے جھٹ سلام جھاڑا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سلام صاحب۔۔

سب ٹھیک ہے نا؟؟

جی صاحب سب ٹھیک ہے..

آذر انکل ہیں اندر؟؟

نہیں وہ تو ہاسپٹل گئے ہیں۔۔

تو نوریہ اکیلی ہے کیا؟؟

نہیں جی کراچی سے مہمان آئی ہوئی ہیں اور زاویار صاحب بھی آئے ہیں کچھ دیر پہلے۔۔

کیا!!۔۔

زاویار زاویار ہے اندر۔۔

جی وہ۔۔

دروازہ کھولو۔۔

صاحب آپ کیوں میری نوکری کے پیچھے پڑے ہیں۔۔

دروازہ کھولو میں کہہ رہا ہوں جلتا سگریٹ دور پھینکتے وہ اُس چھوٹی سی کھڑکی پہ ہاتھ مارتے غُصے سے سُرخ پڑتا کہہ رہا تھا۔۔

صاحب ساری معلومات دے تو دیتا۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اندر سے نوریہ کی چیخنے کی آواز آنے لگی تھی جس پہ چوکیدار اندر کو بھاگا تھا اور بالاج گیٹ نا کھلنے پہ گیٹ پھلانگنے کو اوپر چڑھ گیا۔۔

****

فرال نوریہ کو چھڑوانے کی کوشش میں تھی جبکہ روتی ہوئی نوریہ نہایت حیرت سے کسی دیوانے کی طرح خود پہ چلاتے ہوئے زاویار کو دیکھ رہی تھی۔۔

جو نوریہ کو دونوں بازووں سے دبوچے کھڑا تھا۔۔

چھوڑ واسے کیا کر رہے ہو تم؟؟

دور رہو ہم سے یہ ہمارا معاملہ ہے میرا اور نوریہ کا معاملہ۔۔

دیکھو نوریہ میری بات سُنو مجھے میری غلطی کا احساس ہو گیا ہے میں۔۔ میں اپنے کیئے کا مداوا کرنا چاہتا ہوں تم بالاج کو چھوڑ کر میرے پاس واپس آجاو میں تمہیں بہت چاہتا ہوں بلکہ۔۔ بلکہ یہ دیکھو وہ کندھے کہ ایک سائیڈ سے شرٹ ہٹاتے نوریہ کو اُسکا کُھدا ہوا نام دیکھا رہا تھا۔۔

آج بھی تمھارا نام مجھ سے جُڑا ہے تمہیں ایک پل کو بھی خود سے دور نہیں کیا میں نے کبھی۔۔

اور تبھی غُصے سے پاگل ہوتا بالاج اندر داخل ہوا تھا۔۔

اے۔۔۔ چھوڑ چھوڑا سے۔۔

نوریہ کو چھڑواتے بالاج نے اُسے دور دھکیلا تھا جس پہ وہ صوفے پہ جا گرا تھا۔۔

تم تم کیوں آئے ہو یہاں ؟؟ پر چلو اچھا ہی ہوا تم آ گئے نوریہ میری جان اسے بتاو تم میرے پاس واپس آنا چاہتی ہو اور اس سے خُلع لے رہی ہو بتاو اسے۔۔

نوریہ جو فرال کہ ساتھ لگی سسک رہی تھی وہ ایک بار پھر سے آگے بڑھتے کہہ رہا تھا۔۔

بس بہت ہوا دور رہو میری بیوی سے تم جیسے شخص کا سایہ بھی پڑنے نہیں دونگا اس پر۔۔ بالاج نے اُسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے کو دھکیلتے ہوئے کہا۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے زاویار نے بالاج کا گیریبان پکڑا تھا تم ہوتے کون ہو ہاں تم ہی نے تو زندگی تباہ کی تھی اس کی اب آگئے ہو خیر خواہ بن کر۔۔

میں تمھاری بیماری کی وجہ سے تمھارا لحاظ کر رہا ہوں زاویار سو خود پہ ترس کھاو اور شرافت سے دفع ہو جاو یہاں سے اپنا گیریبان جھٹکتے وہ مزید آگ بگولا ہوا۔۔

کیوں میں کیوں جاوں تم جاو۔۔

نوریہ اسے کہو یہ جائے یہاں سے۔۔

اے۔۔۔اب کہ چلاتے ہوئے بالاج نے زاویار کو تھپڑ دے مارا تھا۔۔

زاویار جو بالاج کہ مقابلے میں بہت کمزور تھا اور جو بمشکل اپنے دکھتے گلے کی پرواہ کیئے بنا چلا رہا تھا پھر سے نیچے گرا تھا۔۔

نیچے گرے زاویار کہ پیٹ میں بالاج نے ٹھوکر ماری تھی جس پہ چلاتے ہوئے وہ دُہرا ہوا تھا اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔۔

دوبارہ اپنی زبان سے نوریہ کا نام بھی لیا تو زبان کاٹ دونگا سمجھے وہ وارن کرتا پھر سے اپنا بھاری سی کھیڑی میں مقید پیر اُسے مارنے ہی لگا تھا کہ نوریہ نے بالاج کا بازو پکڑتے اُسے دھکیلا۔۔

بس کرو۔۔

بس کرو یہ سب

تم دونوں کیسے ہو اور کیا ہو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا تم دونوں صرف ایک مرد ہو ایسے مرد جس نے میری زندگی تباہ و برباد کر دی اور بس۔۔

نور۔۔

چُپ ایک دم چُپ اب کوئی نہیں بولے گا اب میں بولونگی اور تم دونوں سُنو گے۔۔

)اُنگلی اُٹھائے وارن کرتی وہ غُصے سے کانپنے لگی تھی جبکہ پیچھے کھڑی فرال جو سارے قصے سے نابلد تھی حیرت سے اُن تینوں کو تک رہی تھی(

سمجھتے کیا ہو تم دونوں ہاں کیا ہوں میں کوئی کھلونا جس سے جب دل کرے گا آؤ گے کھیلو گے اور توڑ کہ پھینک کر چلتا بنو گے۔۔ نہیں نہیں ہو گا ایسا میں ایک جیتی جاگتی انسان ہوں مجھ میں احساسات ہیں میں بھی محسوس کرتی ہوں مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے ۔۔

تم۔۔ تم دونوں نے مجھے برباد کیا میرا دل برباد کر دیا ہے اور اب پھر سے اس اُمید میں جھولی پھیلائے کھڑے ہو کہ میں کہاں اور کس کہ آنگن میں آ گروں گی..

تو سُنو ایسا نہیں ہو گا اب تو بالکل نہیں اپنی بات کہتے سختی سے آنکھیں رگڑی تھیں نوریہ نے۔۔

چوکیدار بابا زاویار صاحب کو اُنکی گاڑی تک پُہنچا دیں۔۔

پر نوریہ۔۔

لے جائیں انہیں بابا۔۔

تم غلط کر رہی ہو نوریہ تم بہت غلط کر رہی ہو۔۔

اس شخص سے شادی بھی تمھاری غلطی تھی اور اب اسے معاف کر کے تم اُس سے بھی بڑی غلطی کرو گی۔۔

وہ باہر دروازے تک جاتے جاتے بھی بولتا رہا تھا۔۔

****

اور آپ مسٹر بالاج مراد آپکے لئیے بھی کسی کو بلاؤں کہ اپنے پیروں پہ تشریف لے جائیں گے آپ؟؟

نوریہ میری بات سُنو ایک بار۔۔ایک بار صفائی کا موقع تو دو۔۔

نہیں دو نگی۔۔

نہیں دو نگی موقع بالاج مراد اتنا بڑا دل نہیں ہے میرا سو جاو یہاں سے۔۔

نوریہ پلیز وہ اُسے پُکارتا آگے بڑھا تھا۔۔

ایک بار میری سُنو تو موقع تو دو۔۔

کس بات کا دوں موقع سب کچھ میرے سامنے ہے سب کچھ تو میں جانتی ہوں پھر کونسا موقع کہاں کا موقع؟؟

چلے جاو بالاج میں تمہیں دیکھنا بھی نہیں چاہتی کیونکہ تمہیں دیکھتی ہوں تو میرے گرد وہی رات منڈلانے لگتی ہے میرے بدن پہ پڑے زخموں کا کھرنڈ اترنے لگتا ہے۔۔

مجھے اذیت ہوتی ہے تمہیں دیکھ کر بالاج مرا در حم کرو مجھ پر اُس رات نہیں کیا تھا پر اب کر لو جاو یہاں سے میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتی مجھے نفرت ہے تم سے تمھارے وجود سے تمھارے اس حسین چہرے سے نفرت ہے مجھے اُس رات تو تم نے میرے دیئے واسطوں کا مان نہیں رکھا تھا پر آج رکھ لو بالاج چلے جاو اور کبھی نظر مت آنا تمہیں خُدا کا واسطہ ہے بالاج۔۔

وہ ہاتھ جوڑے روتے ہوئے کھڑی تھی منت کر رہی تھی واسطے دے رہی تھی اور وہ اُسے دیکھتا اُلٹے قدموں باہر نکل گیا تھا۔۔

اور وہ وہیں گری سسکنے لگی تھی۔۔

"سجناوے۔۔

سجناوے۔۔

میں سیکھ گی آں۔۔

پیڑاں نال وسناوے۔۔

سجناوے۔۔

سجناوے۔۔

****

نور یہ پیلس سے نکلنے کہ بعد زاویار بہت مشکل سے ڈرائیو کرتا گھر پُہنچا تھا۔۔

اور جسے دیکھتے بھاگتی ہوئیں عاشی زاویار کہ پاس آئی تھیں۔۔

کہاں گ ئے تھے تم اور یہ کیا حال بنالیا ہے اپنا اُنکی آواز پہ کمرے سے نکلتے معراج بھی

باہر آئے تھے۔۔

زاویار۔۔

دور رہیں آپ دونوں خون بہہ رہا ہے میرا گندہ خون کہیں آپ بھی میری گندگی کی

لپیٹ میں نا آجائیں خود سے اُنہیں دور کرتا وہ کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

پر وہ دونوں پھر بھی اُسکے پیچھے آئے تھے ماں باپ تھے بھلا کیسے چھوڑ سکتے تھے۔۔

زاویار مجھے دیکھنے دو منہ سے بہتا خون ناک سے بھی بہنے لگا تھا۔۔

میری ٹکٹ کروا دیں بابا میں جانا چاہتا ہوں یہاں سے میرا اب۔۔اب کچھ نہیں رہا یہاں میری آخری اُمید بھی نہیں۔۔

پر زاویار یہ سب ہوا کیسے ؟؟

میرے کردہ گناہوں کی سزا ہے یہ بابا میں ایک معصوم کو گند کی پوٹ غلاظت کا ڈھیر اور نا جانے کیا کیا بُلا تا رہا اور اب۔۔اب مجھے دیکھیں آپ دیکھیں مجھے کس گند میں ہوں میں اتنی غلاظت میں کہ لوگ مجھے دیکھ کر گھِن کھاتے ہیں میری پیٹھ پیچھے باتیں کرتے ہیں کہ دیکھو وہ رہا وہ جو اپنی ہی بیوی کہ ہاتھوں اُلو بنتا رہا۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔

دیکھیں مجھے دیکھیں اب تو ترس بھی نہیں آتا خود پہ ہنسی آتی ہے بس۔۔

ہنستے ہنستے وہ رونے لگا تھا۔۔

مجھے تو آپ دونوں کہ لیئے بھی افسوس ہے ایک ہی اولاد اور وہ بھی گندی نکلی اتنی گندی کہ جس کی گندگی کی چھینٹیں آپکی نیک نامی تک کو اپنی لپیٹ میں لے گئی۔۔

زاویار بچے تم ٹھیک ہو جاوگے۔۔

مت دیں جھوٹی تسلیاں مت دیں میں جانتا ہوں میرے پاس وقت کم ہے موت مجھے گھیرے کھڑی ہے میں مرنے والا ہوں۔۔ مرنے والا ہوں میں۔۔

اپنی جوان جہاں اولاد کو دیکھتے وہ جو بہت ہمت کئے کھڑے تھے رونے لگے تھے۔۔

میں تو کہتا ہوں ایک بار ہی رو کر فاتحہ پڑھ لیں مجھ پر۔۔

بس کرو زاویار بس کرو ہم پہلے ہی بہت تکلیف میں ہیں رحم کرو اپنی ماں پر۔۔

اپنے آنسو صاف کرتے وہ اُٹھا تھا۔۔

میں چاہتا ہوں کہ میں یہاں سے اکیلا جاوں اور جب مر جاوں تو بھی وہیں دفنا دیا جائے مجھے میری لاش تک کو اس ملک نا لایا جائے میری وصیت سمجھ لیں اسے اپنی بات کہتا وہ واشروم میں بند ہو گیا تھا۔۔

جبکہ اُسکے پیچھے کھڑی سسکیوں میں روتی اُسکی ماں بین کرنے لگی تھی جیسے واقعی میں وہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج ہی مر گیا ہو۔۔۔

****

رات کہ دو بج رہے تھے ہر طرف پھیلی تاریکی اور سناٹے میں آج الگ ہی ویرانی تھی۔۔

وہیں نوریہ پیلس کہ ایک کمرے میں اندھیرا کیئے بیٹھی نوریہ اپنی آنکھیں کھڑکی سے بھاری پھیلے ویرانے پہ جمائے بیٹھی تھی۔۔

اُس واقعے کہ بعد سے فرال نے نوریہ کو اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔۔

اُس اندھیرے کمرے میں نوریہ کہ ساتھ اس پل وہ بھی موجود تھی کیونکہ اس وقت نوریہ جس حالت میں تھی اُسے اکیلے چھوڑنا نقصان دہ ہو سکتا تھا۔۔

اُس اندھیرے کمرے میں اُنہیں بیٹھے گھنٹے بھر سے بھی زیادہ ہو چُکا تھا پر دونوں میں سے کسی نے بھی بات نہیں کی تھی۔۔

پر پھر بہت دیر بعد نوریہ کی آواز نے وہاں پھیلی خاموشی کو توڑا تھا۔۔

میری ماں میرے پیدا ہونے کہ بعد جلد ہی اس دنیا سے چلی گئی تھی اور اکثر لوگ اس

وجہ سے مجھے منحوس مانتے تھے تب بہت برا لگتا تھا پر آج۔۔آج ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے وہ سب صحیح تھے۔۔

اندھیرے میں بیٹھی فرال نے نوریہ کہ چہرے کہ تاثرات دیکھنا چاہے تھے پر وہ دیکھ نہیں پائی تھی۔۔۔

تمہیں پتہ ہے فرال لوگ میری قسمت پہ رشک کرتے تھے اتنی حسین زندگی تھی میری ہر لحاظ سے پرفیکٹ پڑھی لکھی اچھی پیسے والی فیملی اور محبت کرنے والا ہمسفر اور بھلا چاہیے بھی کیا ہوتا ہے ایک لڑکی کو۔۔

پر زندگی ایک سی نہیں رہتی میری بھی ویسی نہیں رہی وہ رات آئی اور اپنی تاریکی میں میرا وجود گُم کر گئی میرا سب کچھ وہ رات اپنے ساتھ لے گئی۔۔

میرا مان۔۔

میری عزت۔۔

میری محبت سب سب کچھ اپنے ساتھ لے گئی۔۔

لیکین سب ویسا ہی نہیں رہا زندگی نے پھر سے پلٹا کھایا مجھے پہلے سے بھی بڑھ کر سب

کچھ بہترین ملا اچھا گھرا اچھی فیملی محبت کرنے والا محافظ شوہر۔۔

پر پھر زندگی کا رُخ بدل گیا میرا محافظ ہی میرا گناہگار نکلا۔۔

اور پھر سے سب ختم ہو گیا سب ختم۔۔

پر دیکھو اب زندگی کہاں لے آئی ہے مجھے میرا ایکس اور ریسنٹ شوہر دونوں مجھے اپنانا چاہتے ہیں۔۔

دونوں محبت کے دعوے دار اور میرے طلبگار ہیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر اب میں تھک گئی ہوں اس محبت کے چکر میں گھومتے میرے پیر زخمی ہو چکے ہیں اب میں کسی کی سمت بڑھنا نہیں چاہتی کسی کی سمت بھی نہیں۔۔

اپنی بات مکمل کرتے وہ اپنا چہرہ گھٹنوں میں دیئے خاموش ہو گئی تھی۔۔

اور ایک ایک بار پھر سے اُنکے بیچ خاموشی بولنے لگی تھی۔۔

****

مجھے خوشی ہے نوریہ کہ تم نے مجھے اپنا سمجھتے اپنا دکھ مجھ سے کہا اپنی تکلیف بیان کی پر کیا تم مجھے سُننا چاہو گی؟؟

کیا میں کچھ کہوں۔۔

میں جانتی ہوں آپ بھی سب کی طرح یہی کہو گی کہ کیا ہوا وہ تو شوہر ہے اب تمھارا محبت کرتا ہے خیال رکھتا ہے سو واپس چلی جاو۔۔

نہیں میں یہ نہیں کہو نگی نوریہ میں تو صرف اپنے تجربے سے تمھاری راہنمائی کرنا چاہتی ہوں۔۔

وہ کیسے ؟؟

تم نے آگے کا کیا سوچا ہے مطلب بالاج سے طلاق لو گی کیا؟؟

نہیں مجھے۔۔مجھے خُلع نہیں چاہیے ویسے بھی میں نے کونسا زندگی اب کسی اور کہ نام کرنی ہے۔۔

او کے تو پھر اپنے بیٹے کو کیسے پالو گی اکیلے ؟؟

تمھاری تو تعلیم بھی مکمل نہیں ہے ؟؟

میں اپنی تعلیم مکمل کر لو نگی اپنے پیروں پر کھڑی ہو نگی مجھے کسی مرد کہ سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

تم ابھی تو یہ کہہ رہی ہو پر میں اس سب سے گزر رہی ہوں تو مجھ سے سُنو عورت چاہے کتنی بھی خود مختار کیوں نا ہو اس سوسائٹی میں عزت سے رہنے کہ لئیے مرد کی ضرورت پڑتی ہے نور یہ یہ سوسائٹی ایک اکیلی عورت کو مال غنیمت سمجھتی ہے اور جس پہ ہاتھ صاف کرنے کو ہر کوئی ہر وقت تیار رہتا ہے۔۔

میں جانتی ہوں کہ بالاج نے بہت غلط کیا بہت غلط اُسکی غلطی کی معافی نہیں ہے تمہیں اُسے معاف کرنا بھی نہیں چاہیے پر دوسرے پہلو پر نظر ڈالو تم۔۔

اگر وہ تمہیں نا اپناتا نا کرتا شادی نا دیتا اپنا نام تب۔۔تب کیا کرتی تم لوگوں کو کیا صفائی دیتی کہ یہ بچہ کون ہے کس کا ہے؟؟

اُس نے تمہیں اپنایا خود کو بدلا تمہیں بہترین زندگی اور محبت دی۔۔ہمارے یہاں کتنے ہی ایسے کیسز ہیں جن میں عورتیں نا جانے کیا کچھ سہتی ہیں اور اتنی زیادتی کہ بعد بھی کوئی اُنہیں نہیں اپناتا اُنکے اپنے بھی نہیں

تو آپ کیا چاہتی ہیں میں وہ سب بھول جاوں؟؟

میں نے بھولنے کو نہیں کہا پر یہ زخم ایسا ہے کہ اُسکی مسیحائی سے یہ زخم بھر جائے گا

نوریہ۔۔

میں اُسے معاف نہیں کرسکتی فرال۔۔

تم ابھی ایک عورت اور ایک بیوی بن کر سوچ رہی ہو تبھی ایسا کہہ رہی ہو پر جب ایک ماں بن کر سوچو گی تو تب صرف اپنے بچے کی خوشی دکھے گی بروکن فیملیز کہ بچے ہمیشہ ادھورے رہتے ہیں نوریہ اپنے بچے کی خاطر اُسے معاف کر دو آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔۔اگر ایسے ہی بیٹھی رہی اور یہ سب بات لوگوں کہ علم میں آگی تو تمھارے بیٹے کا وجود ایک گالی بن کر رہ جائے گا۔۔

پلیز ایسے مت کہو فرال۔۔

سوری اگر برا لگا پر یہ سوچو اگر یہ بات نکل گی تو پھر کس کس کی زبانیں پکڑو گی کس کس کو روکو گی تم؟؟

آپ نے مشکل میں ڈال دیا ہے مجھے فرال۔۔

بڑی مشکلوں سے نکلنے کہ لیئے چھوٹی مشکلوں سے گزرنا ہوتا ہے نوریہ سوچو اور نکل آو اس مشکل سے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

)ایک ہفتے بعد..)

پورے ایک ہفتے بعد آج وہ نوریہ کی باتوں کہ اثر سے نکلنے کہ بعد کوئی فیصلہ لے پایا تھا۔۔

وہ یہ جگہ یہ شہر یہ ملک ہی چھوڑنے کو تیار تھا ویسے بھی ان ہواوں میں جہاں نوریہ اور اُسکے کیئیے گ ۓ وعدوں کی گونج سُنائی دیتی تھی یہاں اب بالاج کا رہنا مشکل تھا۔۔

وہ نفرت کرنے لگی تھی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی وہ پہلے اگر اُسکے دیئے واسطوں کا مان رکھ نہیں پایا تھا تو اب رکھنا چاہتا تھا۔۔

اس لئیے وہ یہ فیصلہ کر چُکا تھا کہ اب کرنا کیا ہے آخری بار اس پورے گھر کو گھوم پھر کہ دیکھنے کہ بعد وہ اپنے کمرے میں آیا تھا جہاں پڑی ہر چیز آج بھی اُس دن جیسی تھی۔۔

بھاری دل کہ ساتھ وہ وضو کرتے واپس اُس جگہ پہ آیا تھا جو ڈریسنگ ایریا میں نماز کہ لئیے مختص تھی۔۔اس گھر میں آج آخری دن تھا اور جانے سے پہلے وہ اس جگہ پہ آخری بار اپنے رب کہ حضور سجدہ ریز ہونا چاہتا تھا۔۔

اوراب ہاتھ پھیلائےاُس رحمان کی بارگاہ میں بیٹھاتھا۔۔

میں نہیں جانتاآپ نے بھی مجھے معاف کیاہے کہ نہیں پر مجھے اُمید ہے کہ آپ مجھے معاف کردیں گے۔۔

پر یہ لوگ۔۔یہ لوگ شاید صدیاں بتادیں پر پھر بھی اللہ جی میں آپ سے کچھ مانگناچاہتا ہوں سوائے ایک بات کہ میں اور کچھ نہیں مانگوں گاپر پلیز یہ دعاسن لیں۔۔

میری نوریہ کہ دل میں میرے لئیے رحم ڈال دےاُسکے دل میں میرے لئیے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور۔۔اور میں آج جارہاہوں یہاں سے مگر جانے سے پہلے میں اپنی بیوی اور بچے کو آپکی امان میں دیتاہوں آپکی آمان میں دیتاہوں اللہ جی۔۔

پلیزاُنکاخیال رکھنااُنہیں سلامت رکھنامیری اپنے لئیے آپ سے کوئی دُعانہیں ہے بس اُن دونوں کو آبادرکھنارب کہ آگے ہاتھ پھیلائے وہ سسکنے لگاتھا۔۔

"تن کی کالک دھل جاتی ہے۔۔

من کی کالک کیسے دُھلے۔۔

ناچاہے جو سچا سائیں۔۔

توبہ کا ہی در نا کھلے۔۔

****

فرال جا چکی تھی پر نوریہ کہ لیئے سوچ کہ ن ئے در وا کر گئ تھی۔۔

وہ دل جسے پہلے وہ ڈپٹ جاتی تھی اب نئ دلیلیں دینے لگا تھا اور اپنے ہی بس میں نہیں رہا تھا۔۔

اپنے اندر چھڑی جنگ سے وہ تھکتی ہوئ چڑچڑی ہونے لگی تھی۔۔

پر ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔

ابھی بھی کمرے میں پہلاج کو لیئے وہ سلانے کی کوشش کر رہی تھی پر جیسے نوریہ کہ ساتھ ساتھ آج وہ بھی بے چین تھا۔۔

سو جاو پہلاج مت تنگ کرو میں پہلے ہی بہت تنگ ہوں ٹہلتے ہوئے پہلاج کو تھپکتے وہ کھڑکی تک آئ تھی۔۔

معمول کہ مطابق باہر جھانکا تھا پر باہر بالاج کی گاڑی موجود نہیں تھی پچھلے ایک ہفتے

(اُس دن کہ بعد) سے وہ جگہ خالی تھی۔۔

ناگاڑی تھی اور ناہی پھول آرہے تھے کیوں۔۔ کیوں نہیں آرہے کیا بھول گیا ہے وہ مجھے خود سے سوچتی وہ بیڈ کہ قریب آئی تھی اور جہاں کہ سائیڈ ٹیبل کی دراز سے وہ فون نکالا تھا جو تقریباً ہمیشہ ہی سائلنٹ رہتا تھا۔۔

فون نکالتے نوریہ نے واٹس ایپ کھولا تھا جہاں ہمیشہ وائز میسجز کا ڈھیر موجود ہوتا تھا آج بس ایک ہی میسج تھا۔۔

نوریہ نے آج تک کوئی میسج نہیں کھولا تھا پر آج۔۔ آج وہ دیکھنا چاہتی تھی شاید ایسے ہی دل کو قرار آجائے۔۔

وہ موبائل ہاتھ میں لیتی پروین کو بُلانے لگی تھی۔۔

آپ پہلاج کو سُلادیں پلیز میں نیچے لان میں ہوں۔۔

****

مغرب کا وقت ہونے والا تھا رُکی ہوئی ہوا کہ باعث ماحول میں گھٹن کچھ زیادہ ہی تھی۔۔

لان میں رکھی کین کی کرسی پہ بیٹھتے نوریہ نے ڈھیر سارے میسیجز اوپر نیچے کرتے بیچ میں سے ہی دھڑکتے دل کہ ساتھ میسیج کھولا تھا جو کچھ یوں تھا۔۔۔

"نوریہ میری جان ایک بار میری بات سُن لو۔۔۔

ایک میسیج سُنتے دوسرا میسیج کھولا۔۔

"تم جو سزا دو گی مجھے منظور ہے پر خود سے دور کر کہ اذیت کی موت مت مارو مجھے۔۔۔

"نوریہ۔۔۔پلیز واپس آجاو۔۔۔ بھرائی ہوئی آواز میں کہا میسیج سُنتے اُسکی آنکھ بھی بھر آئی تھی۔۔

اُوپر تلے اسی طرح کہ کئی میسیج سُنتے نوریہ نے آج کا آیا میسیج کھولا تھا جو پورے ایک ہفتے بعد آیا تھا۔۔

"نوریہ میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا پر تم نے اُس دن میری بات نہیں سُنی پر میں نے تمھاری اُس دن کی ہر بات سُنتے کہ بعد اب ماننے کا فیصلہ کیا ہے تم مجھے نہیں دیکھنا چاہتی میری موجودگی تمہیں اذیت دیتی ہے تو ٹھیک ہے میں آج جارہا ہوں ویسے بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تمہیں۔۔

میں جارہاہوں اس ملک سے پر میں وہاں جاتے ہی تمہیں اپناکانٹیکٹ نمبر اور ایڈریس سب سینڈ کردونگاجب بھی میری ضرورت محسوس ہو مجھے ایک بار پُکارنا میں آجاونگا۔۔

میں جارہاہوں یہاں سے نوریہ پر پلیز مجھے معاف کردو معاف کردو مجھے۔۔

اپنی بات کہتے وہ پھوٹ پھوٹ کہ رویا تھااور پھر۔۔

پھر آواز بند ہوگئی تھی ہر سو خاموشی چھاگئ تھی۔۔

وہ چلا گیا۔۔

چلا گیا مجھے چھوڑ کہ۔۔

ہاتھ میں موبائل پکڑے وہ رونے لگی تھی۔۔

****

ہاتھ میں موبائل تھامے وہ روتی ہوئی بالاج کی محبت میں ڈوبی ایک ایک بات یاد کرتی سسک رہی تھی کہ تبھی دروازے کی بیل ہوئی۔۔

کیا پتہ بالاج ہواور اُس نے مذاق کیا ہو۔۔

اللہ کرے وہی ہو وہ آئے مجھ سے معافی مانگ لے پلیز وہی ہو پلیز۔۔۔

دروازے میں کھڑا کوئی بحث کر رہا تھا اور وہ یقیناً بالاج ہی ہو گا پر زاویار کو اندر آتا دیکھ نوریہ کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔۔

تم۔۔ تم کیوں آئے ہو یہاں۔۔

میں جا رہا ہوں نوریہ ہمیشہ کہ لیئے بس آخری بار دیکھنے آیا ہوں تمہیں۔۔

دیکھ لیا اب جاو۔۔

میں تمہیں اب بھی کہونگا کہ اپنے کہے پہ غور کرو نور۔۔ ابھی الفاظ اُسکے منہ میں ہی تھے کہ اندر سے آتی پہلاج کہ رونے کی آواز پہ وہ اندر بھاگی تھی اور اندر کا منظر دیکھتے نوریہ کہ پیروں تلے زمین کانپی تھی۔۔

اُوپر سے آتی ملازمہ جو پہلاج کہ رونے کہ باعث اُسے نوریہ کہ پاس لا رہی تھی پاوں رپٹ جانے پہ پہلاج اُسکی گود سے گرتا نیچے آیا تھا۔۔

وہ چند ماہ کا بچہ خون میں لت پت تھا اپنے چھوٹے سے بچے کو ایسے دیکھتے نوریہ ایک سکتے میں آئی تھی اُس میں اس پل اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ اُسے اُٹھاتی وہ روتا ہوا بچہ اب

بالکل ساکت اور خاموش تھا۔۔

نوریہ کو چند سیکنڈز لگے تھے ہوش میں آنے میں وہ ہوش میں آتی پہلاج کو اپنی آغوش میں بھرتی باہر بھاگی تھی۔۔

زاویار پلیز۔۔پلیز میری مدد کرو میرا بچہ میرا بچہ زاویار۔۔

آئی ایم سوری میری فلائیٹ ہے نوریہ وہ بے حسی سے کہتے آنکھوں پہ شیڈز چڑھاتا گیٹ کی سمت بڑھا تھا۔۔

زاویار اتنے سنگدل مت بنو ڈرائیور اور بابا گھر پہ نہیں ہیں می۔۔میں ڈرائیو نہیں کر پاؤں گی پلیز میری مدد کرو۔۔

وہ چلتے ہوئے زاویار کہ ساتھ منتیں کرتی باہر تک آئی تھی پر وہ تو جیسے سُن ہی نہیں رہا تھا۔۔

تبھی وہ کہنے لگی میں نے آج تک کبھی کچھ غلط نہیں کہا تمھارے لئیے زاویار پر یہ ایک ماں کی بد دعا ہے خُدا تمہیں برباد کرے زاویار برباد کرے۔۔

زاویار کی گاڑی کو جاتا دیکھ وہ چیختی ہوئی اُس بے ہوش وجود کو گود میں بھرے ننگے پیر

سڑک پہ بھاگنے لگی تھی۔۔

کافی آگے جاتے ایک ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکتے وہ کسی بھی قریبی ہسپتال کا کہتے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔۔

****

بالاج اس وقت اسلام آباد ائیر پورٹ پہ بیٹھا ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بیگ اور اپنا ٹکٹ تھامے اضطراری انداز میں ٹانگ ہلا رہا تھا۔۔

کیا نوریہ نے آج بھی میرا میسیج نہیں دیکھا کیا آج میں یہاں سے واقعی میں چلا جاونگا۔۔

اپنی ہی سوچوں میں گُم وہ وہاں موجود تھا کہ تبھی اناونسمنٹ شروع ہوئی۔۔

کیا کروں ایک بار کال کروں؟؟

پر کیا فائدہ وہ تو اُٹھائے گی ہی نہیں۔۔

پھر؟؟

کیا ایسے ہی چلا جاوں چلو ایک بار پھر کال کر کہ دیکھتا ہوں۔۔

بالاج نے اپنا فون نکالتے نوریہ کا نمبر ملایا تھا جو دوسری ہی بیل کہ بعد کسی ملازمہ نے اُٹھایا تھا اور پھر جو خبر بالاج کو ملی وہ اُسکے ہوش اُڑا گئی تھی۔۔

کال کاٹتے وہ سر پہ پیر رکھتا باہر کی سمت بھاگا تھا۔۔

****

آج وہ پھر سے ایک بار تکلیف کی انتہاء پہ تھی پر یہ تکلیف تو اُس رات کی تکلیف سے بھی زیادہ تھی۔۔

اُس رات جو بھی ہوا وہ تو وہ برداشت کر گئی تھی پر اگر اب۔۔اب کچھ برا ہوا تو شاید وہ برداشت نا کر پائے۔۔

اپنے ہی بچے کو یوں تکلیف میں دیکھنا جو ابھی صرف کچھ ماہ کا ہو اُس تکلیف کو برداشت کرنا بہت مشکل تھا بہت مشکل۔۔

لیمن کلر کی شرٹ وائٹ ڈوپٹہ اور وائٹ شلوار کہ ساتھ پہنے بیٹھے وہ اس وقت بالکل اکیلی تھی بالکل اکیلی اپنے خون آلود کپڑے دیکھتے دل بار بار حلق میں آرہا تھا۔۔

آذر رحمان اس وقت ڈاکٹرز کہ ساتھ تھے جو مختلف ٹیسٹ کرتے اس بات کی تصدیق

کر رہے تھے کہ بچے کہ دماغ یا پھر کسی حصے کو نقصان تو نہیں پہنچا۔۔

وہ اس وقت بالکل بے بس تھی وہ جو خون دیکھتے بے ہوش ہو جاتی تھی آج اپنے ہی بیٹے کا خون خود پہ ملے بیٹھی تھی۔۔کافی دیر تک یونہی بیٹھے رہنے کہ بعد وہ دل کو مضبوط کرتے ہوئے اُٹھی تھی وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی پر اپنے رب سے پہلاج کی زندگی تو مانگ سکتی تھی وہ زندگی اُسے مانگنی تھی جس زندگی کہ لیئے وہ سب سے لڑ گئی تھی آج وہی زندگی اُسے مانگنی تھی۔۔

****

خون میں لت پت ڈوپٹہ نماز کہ سٹائل میں لپیٹے وہ روتے ہوئے گڑ گڑا رہی تھی۔۔

پلیز اللہ جی میرا بچہ مجھے لُٹا دیں پلیز میں ہر چیز سہہ لونگی پر اگر۔۔پہلاج کو کچھ ہوا تو میں بھی مر جاونگی۔۔

چہرے پہ ہاتھ رکھے وہ رونے لگی تھی۔۔

کہ تبھی اپنے کندھے پہ مانوس سا لمس محسوس ہوتے وہ مڑی۔۔

بالاج۔۔

تم۔۔ تم آ گئے وہ اُسکے ساتھ آ بیٹھا تھا۔۔

میں۔۔ میں پہلاج کا خیال نہیں رکھ سکی میں بہت نالائق ہوں میں کچھ نہیں کر پاتی سب برباد کر دیتی ہوں۔۔

وہ رو رہی تھی بے حد اور بے تحاشا پر وہ اُسے خود سے لگائے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

تم ہوتے ہو تو سب صحیح رہتا ہے مجھ سے سب غلط ہو گیا یہ دیکھو یہ دیکھو کتنا خون بہہ گیا اپنا ڈوپٹہ دیکھاتی وہ پھر سے رونے لگی تھی۔۔

وہ۔۔ وہ ٹھیک ہو جائیگا نا کچھ۔۔ کچھ ہو گا تو نہیں؟؟

اس پل وہ ایک ماں تھی جو اپنے بچے کہ باپ سے بات کر رہی تھی اپنا غُصہ اور ناراضگی تو کہیں دور جا سوئی تھی۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے گا کچھ نہیں ہو گا تم حوصلہ رکھو چلو آو باہر چل کر دیکھتے ہیں اُسے۔۔

نہیں وہ جب تک ٹھیک نہیں ہو گا میں یہاں سے نہیں ہلو نگی۔۔

ٹھیک ہے پھر تم یہاں رکو میں دیکھ کر آتا ہوں اس سے پہلے کہ بالاج اُٹھتا آذر رحمان

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اندر آئے۔۔

بابا پہلاج۔۔پہلاج ٹھیک ہے نا؟؟

ہاں وہ ٹھیک ہے بس سر پہ سٹیچز آئے ہیں باقی الحمدللہ سب ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔۔

بابا آپ سچ کہہ رہے ہیں نا؟؟

ہاں بیٹا چلو خود دیکھ لو اُسے ابھی ہم اوبزرویشن میں رکھیں گے کچھ گھنٹے۔۔

وہ دونوں چائلڈ وارڈ کہ آئی سی یو کہ دورازہ میں کھڑے اُس ننھے وجود پہ نم آنکھیں جمائے کھڑے تھے۔۔

تم تو آسٹریلیا جارہے تھے واپس کیسے آگ ئے۔۔

کال کی تھی تمہیں تو یہ سب پتہ چلا ایسے میں کیسے جاسکتا تھا۔۔

بالاج کی بات پہ زاویار نظروں کہ سامنے آیا تھا جو کیسے منہ موڑ کہ چل دیا تھا۔۔

مجھے معاف کردو نور یہ ہمارے بیٹے کہ لیئے معاف کردو یونہی دروازے میں کھڑے بالاج نے پہلاج پہ نظریں جمائے پھر سے منت بھرے انداز میں کہا تھا۔۔

میں وہ رات اور اپنے ساتھ ہوا ظلم شاید پوری زندگی معاف نا کرپاوں بالاج پر۔۔پر میں اس بات سے انکار نہیں کرسکتی کہ ہمیں تمھاری ضرورت ہے۔۔

آنسو حلق میں اُتارتے اپنا دل کچلتے وہ کہہ رہی تھی۔۔

مجھ سے کبھی پہلے والی نوریہ بننے کی یا پھر سب نارمل کرنے کی اُمید مت کرنا بالاج کیونکہ یہ سب میرے بس میں نہیں ہے پر میں پھر بھی تمہیں معاف کرنے کی اور سب بُھلانے کی کوشش کرونگی اپنے بچے کہ لیئے۔۔

میں کوشش کرونگی اُسے ایک مکمل زندگی دینے کہ لیئے۔۔۔

بالاج نے نوریہ کیطرف حیرت سے تکتے اپنے آنکھوں کا گوشہ ایک انگلی سے رگڑتے اُسکے ہاتھ پہ ہاتھ دھرا تھا۔۔

وہ خوش تھا بے حد خوش اُسکی زندگی کا کڑا امتحان گزر گیا تھا۔۔

نوریہ کہ دونوں ہاتھ تھامے وہ نم آواز میں اُس سے کہنے لگا تھا میں تمہیں کبھی مایوس نہیں کرونگا نوریہ میں تمہیں تمھارے اس فیصلے پہ کبھی پچھتانے نہیں دونگا کبھی بھی نہیں۔۔ہم ساتھ رہیں گے میں تمہیں اتنی محبت دونگا اتنی محبت کہ تم وہ سب ایک دن

بُھلادوگی میں سب صحیح کردونگا نور یہ سب صحیح بالاج نے آگے ہوتے اُسے خود سے لگایا تھا۔۔

وہ دونوں اپنی زندگی کو نیا موقع دے چُکے تھے وہ ایکبار پھر سے ساتھ تھے دیر سے ہی صحیح پر اب صحیح ہونے والا تھا۔۔

****

"سہلادو من کو کیوں یہ روتا رہے۔۔

ڈھلے کہ پھر یہ رات جو ہوتا رہے۔۔

پر یہ من مایوس ہے بہت۔۔"

میں زویا اس کہانی کا ایک منفی کردار۔۔

ایک ایسا کردار جو کبھی بھی اپنے ملے تھوڑے اور بہترین ملے پر خوش نہیں ہوتا۔۔۔اُسے اور اور بہت اور کی خواہش ہوتی ہے چاہے وہ جیسے بھی آئے میں نے بھی یہی کیا اپنے نفس کی خاطر خُدا کی بنائی حدود کو توڑ دیا اپنے گناہوں کو چھپانے کہ لیئے ہر طرح کہ غلط راستوں کو اپنایا پر ہوا کیا مجھے ملا کیا کچھ نہیں۔۔کچھ بھی تو نہیں مجھے تو توبہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تک کا موقع نہیں ملا۔۔میرا کردار ہر اُس لڑکی کہ لیئے سبق ہے جو بنا کچھ سوچے ان

گناہوں کہ رستوں پہ چل نکلتی ہیں۔۔

"مایوس ہے بہت۔۔

ان ہنگاموں میں گرفت۔۔

اس شور میں۔۔

اس بھیڑ میں۔۔

اکیلا ہے من۔۔

اکیلا ہوں میں۔۔

میں زاویار رحمان۔۔

میں نے اپنی زندگی ہمیشہ بہت صاف ستھری گزاری پر جب اللہ کی طرف سے آزمائش

مجھ پہ آن پڑی تو میں بوکھلا گیا وہ سب ہینڈل نہیں کر پایا بھلا ایک مرد ہو کے کیسے

برداشت کر سکتا تھا ایک ایسا ہمسفر۔۔

مجھے تو اپنا آئیڈیل چاہیے تھا ایک پاک صاف مکمل ہمسفر میری طرح کا۔۔

پر شاید یہ گھمنڈ پسند نہیں آیا خدا کو اور پھر جو ہمسفر مجھے ملا وہ میری زندگی میری عزت وہ عزت جسے بچانے کی میں نے ہر ممکن کوشش کی وہی عزت اتنی اُچھالی گی کہ میں کچھ کر بھی نہیں پایا۔۔

مجھے توبہ کا موقع ملا پر توبہ کر نہیں پایا بھلا میں نے ایسا کیا ہی کیا تھا کہ میں توبہ کرتا میں تو مظلوم ہوں میرے ساتھ ظلم ہوا ہے ہاں میں مانتا ہوں مجھے نوریہ کو طلاق نہیں دینی چاہیے تھی پر وہ تو محض ایک غلط فیصلہ تھا کوئی گناہ نہیں۔۔

تو پھر کیوں ملی مجھے اتنی دردناک سزا۔۔آخر کیوں کرتا میں توبہ؟؟

"جھوٹ کی زمین پر۔۔

فریب کہ یہ سارے گھر۔۔

ان میں رہنے والے تم۔۔

خون سفید دل پتھر۔۔

ذمہ ہے یہ قدرت کا۔۔

یہ خطا ہماری ہے۔۔

جو بھی سبب سو ہے سزا ہماری ہے۔۔

میں بلاج مراد ایک گرے سا کریکٹر۔۔میں مانتا ہوں میں کوئی اچھا اور بہترین انسان نہیں تھا اور نا ہی شاید بالکل پرفیکٹ بن پاونگا۔۔

پر میرے اُن اندھیرے میں گزرے دنوں میں میرا اتنا بھی قصور نہیں ہے۔۔

پتہ نہیں یہ بات والدین کیوں نہیں سمجھتے کہ ہم بچے اتنے بھی بچے نہیں ہوتے اُنکے لڑائی جھگڑے مکمل سمجھ نا بھی آئیں اُنکا یہ شور ہمیں تکلیف دیتا ہے۔۔

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ساری مائیں ایک سی نہیں ہوتیں ماں ماں میں بھی فرق ہوتا ہے۔۔

میں نے بھی اپنی ماں کی طرف سے اُس بچپن سے لیکر جوانی تک بھرے گئے زہر کو اپنے اندر رکھتے رکھتے خود کو تباہ کر ڈالا۔۔

پر یہاں ایک ذکر میں اور بھی کرونگا اللہ کہتا ہے کہ جب اپنے گرد ہوتا کوئی غلط کام دیکھو تو اُسے روکو ضرور پر اُس بُرائی کو پھیلا کر مزید لوگوں کو اس برائی کی ترغیب مت دو (مفہوم) اُسے اُچھالو مت جیسا میڈیا پہ آج کل ہوتا ہے ہر طرف ایک ہی خبر ایک ہی

بات میری طرح اور بھی کتنے لوگ ہوتے ہونگے جو اس طرح کی خبروں کہ بعد یہ سوچتے ہونگے کہ چلو ہم بھی کر کہ دیکھتے ہیں۔۔

اگر وہ خبر میں یوں چلتی نا دیکھتا تو شاید وہ بات میرے ذہن میں نا آتی۔۔

میں نے ایک گناہ کیا ایک ایسا گناہ جو ہمیشہ میرے دامن پہ رہیگا چاہے میں جتنا بھی اُسے دھونے کی کوشش کروں کچھ داغ ہوتے ہیں نا صاف تو ہو جاتے ہیں پر ہلکا ہی صحیح رنگ چھوڑ جاتے ہیں۔۔

میں نے اپنی زندگی بدل لی ہے میں اللہ کہ پسندیدہ بندوں کی لسٹ میں آنا چاہتا ہوں اور اس کہ لیئے کوشش مرتے دم تک جاری رکھونگا پر اس کہ ساتھ ساتھ میرے چھوٹے سے خاندان کی ذمہ داری ہے مجھ پر مجھے اپنی محبوب بیوی اور بیٹے کا خیال رکھنا ہے ہر تکلیف سے بچانا ہے اور اپنی بیوی کی بے رُخی کو بھی سہنا ہے اپنی محبت سے اُسے پھر سے موم کرنا ہے۔۔

"جس کو جو بھی ملتا ہے۔۔

بے سبب نہیں ملتا۔۔

مجھ سے بولے من میرا۔۔

سب کو سب نہیں ملتا۔۔

میں نوریہ رحمان۔۔

ایک نازک سی ڈرپوک سی لڑکی جس نے زمانے کو کبھی قریب سے دیکھا تک نہیں تھا

پر اُس زمانے نے بہت بے دردی سے مجھے اپنی ٹھوکروں پہ رکھا۔۔

میں نے دو بار محبت کی سچے دل سے کی پر دونوں بار اُس محبت کا چہرہ جو مجھے دکھا وہ بہت ہی کریہہ تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری زندگی میں دو مرد آئے اور اُن دونوں نے جو بھی کیا وہ آپ کہ سامنے ہے۔۔

بالاج بہت اچھا اور محافظ شوہر ثابت ہوا پر میں۔۔ میں وہ سب نہیں بھول سکتی اُس رات خود کا پامال ہونا بھولا نہیں جاتا مجھے سب سمجھاتے ہیں کہ خیر ہے کوئ نہیں آگے بڑھو۔۔

میرا ایسے لوگوں سے بس یہی کہنا ہے ایک بار خود کو میری جگہ رکھ کہ سوچو تو سہی۔۔

محبت سب کچھ نہیں ہوتی محبت پیٹ نہیں بھرتی۔۔

پر خیر مجھے بھی معاف کرناپڑااس کہ سواکوئی چارہ تھاہی نہیں مجھے اپنے بچے کہ لئیے مکمل اوراچھی زندگی چاہیے تھی جو بالاج کہ سواکوئی نہیں دے سکتااور ساتھ ہی اپنے بے قرار دل کہ لئیے قرار بھی چاہیے جو صرف بالاج کہ پاس ہے۔۔

میں نے بالاج کو معاف نہیں کیاپر پہلاج کی ماں نے اُسکے باپ کو معاف کردیامیں آج بالاج کہ ساتھ ہوں پر میں کچھ نہیں بھولی کچھ بھی نہیں مجھے سب یاد ہے۔۔

پر میں اُمید کرتی ہوں کہ اُتنی ہی نارمل زندگی گزار پاوں جتنی کہ لوگوں کو دکھتی ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے کریکٹر سے اگر کوئی سبق ملتا ہے تو بس اتنا لڑکی ہونا گناہ نہیں ہے آپ لڑکی ہیں یہ ایک خوبصورت احساس ہے پر پلیز خود کواتنا مضبوط بنائیں کہ وقت آنے پہ آپ خود کی لئیے کچھ کر سکیں۔۔

****

ختم شدہ

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلیئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلیئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین